فہم القرآن سیریز نمبر 1

پارہ 4

لَنْ تَنَالُوا

سوال و جواب کی صورت میں

قرآن مجید کی ہر آیت کی وضاحت

نگہت ہاشمی

قُرآنًا عَجَبًا

نگہت ہاشمی

قُرْآنًا عَجَبًا

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں

نام کتاب : ”قرآنًا عَجَبًا“ [پارہ 5]

مؤلفہ : نگہت ہاشمی

طبع اوّل : جنوری 2009

طبع دوم : نومبر 2014

تعداد : 1000

ناشر : النور انٹرنیشنل

لاہور : 36J گلبرگ III فردوس مارکیٹ لاہور

102H گلبرگ III فردوس مارکیٹ لاہور

فون نمبر : 0423-5748737 03364033044

کراچی : گراؤنڈ فلور کراچی بیچ ریزیڈنسی، نزد بلاول ہاؤس، کلفٹن، بلاک 2، کراچی

021-35292341 0336 4033032

فیصل آباد : 121A فیصل ٹاؤن ویسٹ کینال روڈ، فیصل آباد

041-8759191 0336-4033086

ای میل : infoalnoorinternational@gmail.com

ویب سائٹ : www.alnoorpk.com

فیس بک : Nighat Hashmi
Alnoor international

فہرست

ابتدائیہ	
رکوع ❖ 1	11
رکوع ❖ 2	23
رکوع ❖ 3	39
رکوع ❖ 4	76
رکوع ❖ 5	95
رکوع ❖ 6	117
رکوع ❖ 7	139
رکوع ❖ 8	152
رکوع ❖ 9	181
رکوع ❖ 10	190
رکوع ❖ 11	208
رکوع ❖ 12	219
رکوع ❖ 13	233
رکوع ❖ 14	248
رکوع ❖ 15	258
رکوع ❖ 16	277
رکوع ❖ 17	292
آخری آیات	306

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابتدائیہ

اِنَّ الْحمْدَلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِینُہٗ ،وَنَسْتَغْفِرُہٗ، وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا،وَمِنْ سَیِّاٰتِ أَعْمالِنَا، مَنْ یَّھدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُضْلِلْ فَلاَھَادِیَ لَہٗ،وَأَشْھَدُاَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَأَشْھَدُاَنَّ مُحَمّداً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

بے شک حمد اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے ہم اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتے ہیں اور ہم اسی سے مدد طلب کرتے ہیں اور اسی سے مغفرت چاہتے ہیں، اور اپنے نفس کی برائیوں سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جسے وہ گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں، محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں ۔

قرآن مجید کو انسان کے قلب و ذہن اور زندگی میں اُتارنے کے لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جو طریقے اختیار کیے ہیں، اُن میں سے ایک اہم طریقہ سوال و جواب کا ہے۔ مثلاً سورہ المدثر میں اللہ تعالیٰ سوال کرتے ہیں: **وَمَآ اَدْرَاکَ مَا سَقَرُ** (27) ''تم کیا جانو کیا ہے وہ دوزخ؟''

پھر اگلی ہی آیت میں جواب دیا جاتا ہے: **لَا تُبْقِیْ وَلَا تَذَرُ لَوَّاحَۃٌ لِّلْبَشَرِ عَلَیْھَا تِسْعَۃَ عَشَرَ** (30-28)

''نہ باقی رکھے نہ چھوڑے، کھال جھلس دینے والی، اُنیس کارکن اِس پر مقرر ہیں۔''

سورہ البلد میں اللہ تعالیٰ خود ہی سوال اُٹھا کر جواب دیتے ہیں:

وَمَآ اَدْرَاکَ مَا الْعَقَبَۃُ فَکُّ رَقَبَۃٍ اَوْ اِطْعَامٌ فِیْ یَوْمٍ ذِیْ مَسْغَبَۃٍ یَتِیْمًا ذَا مَقْرَبَۃٍ اَوْ مِسْکِیْنًا ذَا مَتْرَبَۃٍ ثُمَّ کَانَ مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَۃِ (17-12)

''اور تم کیا جانو کیا ہے وہ دشوار گزار گھاٹی؟ کسی گردن کو غلامی سے چھڑا دینا، یا فاقے کے دن کسی قریبی یتیم یا خاک نشین مسکین کو کھانا کھلانا، پھر (اس کے ساتھ یہ کہ) آدمی اُن لوگوں میں شامل ہو جو ایمان لائے اور جنہوں نے ایک دوسرے کو صبر اور (خلق خدا) پر رحم کی تلقین کی۔''

سوال آدھا علم ہے۔ سوال جب اُٹھایا جاتا ہے تو ذہن متوجہ ہو جاتا ہے، پھر جب جواب آتا ہے تو اس کا اثر گہرا ہوتا ہے۔ نبی ﷺ کثرت سے اس طریقے کو استعمال فرماتے تھے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، انہوں نے بیان کیا:

قَالَ النَّبِیُّ ﷺ : أَیُّکُمْ مَالُ وَارِثِہٖ أَحَبُّ اِلَیْہِ مِنْ مَّالِہٖ ؟ قَالُوْا : یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ ! مَا مِنَّا أَحَدٌ اِلَّا مَالُہٗ أَحَبُّ اِلَیْہِ ؟ قَالَ : فَاِنَّ مَالَہٗ مَا قَدَّمَ وَمَالَ وَارِثِہٖ مَآ أَخَّرَ (صحیح بخاری:6442)

نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کون ہے جسے اپنے مال سے زیادہ اپنے وارث کا مال پیارا ہو؟''
انہوں نے عرض کیا: ''یارسول اللہ ﷺ! ہم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس کو اپنا مال زیادہ پیارا نہ ہو۔''
آپ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اُس کا مال وہ ہے جو اس نے آگے بھیجا (یعنی اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیا)
اور اس نے جو (مال) پیچھے چھوڑا، وہ اس کے وارث کا مال ہے۔''

ہر آیت میں غور وفکر کے بہت سے پہلو ہوتے ہیں لیکن انسان عام طور پر انہیں نظر انداز کر کے گزر جاتا ہے۔ یہ پہلو سوال کی صورت میں سامنے آئیں تو انسان رُک کر سوچتا ہے۔ سوال و جواب کے انداز میں سیکھنا زیادہ آسان ہو جاتا ہے۔ انسان کو سوالوں کے جواب مل جائیں تو اطمینان ہو جاتا ہے اور دل جمتا ہے۔

قرآنِ حکیم کو سوال و جواب کی صورت میں **قرآنًا عَجَبًا** کے نام سے مرتّب کرنے کی کوشش کی ہے۔ ہر آیت کے اہم پہلوؤں کو سوال کی صورت میں اُٹھایا ہے اور نکات کی صورت میں ان کا جواب قرآنِ حکیم ہی سے لینے کی کوشش کی ہے۔ میں نے یہ تجربہ کیا ہے کہ اس طرح اہم نکات حافظے کا حصہ بن جاتے ہیں، وہ نکات جن پر انسان عام طور پر یا تو سوچتا نہیں یا پھر ویسے ہی گزر جاتا ہے۔ قرآنِ مجید کو اِس انداز میں پڑھ کر ہر وہ شخص فائدہ اُٹھا سکتا ہے جو قرآن کے راستے کا مسافر بننا چاہتا ہے۔ اگرچہ سوال و جواب کے طریقے سے شعور بیدار ہوتا ہے لیکن ایک انسان کا علم محدود ہے، سمجھ محدود ہے، فرشتوں کی بات کو سامنے رکھیں تو اپنے علم کی حقیقت سامنے آتی ہے:

سُبْحٰنَکَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّکَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ (البقرۃ:32)
''پاک تو آپ (اللہ تعالیٰ) ہی کی ذات ہے، ہم تو بس اتنا ہی علم رکھتے ہیں جتنا آپ نے ہم کو دے دیا ہے۔ حقیقت میں سب کچھ جاننے اور سمجھنے والا آپ کے سوا کوئی نہیں۔''

میں ان سب افراد کی بہت ممنون ہوں جنہوں نے اس کاوش کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں میری مدد کی۔ قارئین سے درخواست ہے غلطیوں کی نشاندہی ضرور کریں۔ اگر اس سے کوئی بھلائی نصیب ہو تو اسے اللہ تعالیٰ کا کرم سمجھ لیں، آخرت کی فکر لاحق ہو جائے تو دعاؤں میں یاد رکھئے۔ اللہ تعالیٰ میری خطاؤں سے درگزر فرمائیں۔

دُعاؤں کی طلب گار
نگہت ہاشمی

رکوع نمبر1

لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ ۬ؕ وَ مَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ شَیۡءٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیۡمٌ(92)

تم ہرگز پوری نیکی حاصل نہیں کروگے یہاں تک تم ان چیزوں میں سے خرچ کروجن سے تم محبت رکھتے ہواور جوبھی تم خرچ کروگے اس کو یقیناً اللہ تعالیٰ پوری طرح جاننے والا ہے۔(92)

سوال1:لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ ’’تم ہرگز پوری نیکی حاصل نہیں کروگے جب تک تم ان چیزوں میں سے خرچ کروجن سے تم محبت رکھتے ہو‘‘کی وضاحت کریں؟

جواب:’’تم ہرگز پوری نیکی حاصل نہیں کروگے یہاں تک تم ان چیزوں میں سے خرچ کروجن سے تم محبت رکھتے ہو‘‘ایمان کی نشانی دل پسند مال میں سے اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا ہے۔

سوال2:اَلۡبِرَّ’’نیکی‘‘سے کیامراد ہے؟

جواب:1۔اَلۡبِرَّ’’نیکی‘‘سے مرادعملِ صالح یاجنت ہے۔(فتح القدیر)

2۔اَلۡبِرَّ’’نیکی‘‘سے مرادکمال چیز،رحمت،رضااور جنت ہے۔(تفسیر البیضاوی:64/2)

سوال3:نیکی کامعیارکیاہے؟

جواب:نیکی کامعیاراللہ کی راہ میں دل پسند چیزخرچ کرنا ہے۔اس خوبی میں جتنانقص ہوگا اتناہی نیک ہونے میں نقص ہوگا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی رضاکے لیے،اس کے راستے میں بندوں کوہرطرح سے خرچ کرنے کاثواب ملتاہے۔

سوال4:حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ’’یہاں تک تم ان چیزوں میں سے خرچ کروجن سے تم محبت رکھتے ہو‘‘سے کیاپتہ چلتاہے؟

جواب:’’جب تک تم ان چیزوں میں سے خرچ کروجن سے تم محبت رکھتے ہو‘‘اس سے یہ پتہ چلتاہے کہ ساری محبوب چیزیں نہیں بلکہ اُن میں سے کچھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں دینی ہیں۔

سوال5:اللہ تعالیٰ کی راہ میں محبوب مال خرچ کرنے سے کس چیز کااندازہ ہوتاہے؟

جواب:1۔اللہ تعالیٰ کی راہ میں محبوب مال خرچ کرنے سے یہ پتہ چلتاہے کہ دل میں اللہ تعالیٰ کی کتنی محبت ہے۔

2۔یہ پتہ چلتاہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضااوراس کی خوشی کتنی عزیز ہے۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سوال6: نیکی کے اعلیٰ معیار تک کیسے پہنچا جاسکتا ہے؟

جواب: اپنی محبوب ترین چیز اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کرکے، عمدہ اشیاء خرچ کرکے، ضرورت مند ہونے کے باوجود ضرورت کی چیز اللہ کی راہ میں دے کر نیکی کے اعلیٰ معیار تک پہنچا جاسکتا ہے۔

سوال7: نیکی کے اعلیٰ معیار تک کون پہنچنا چاہتا ہے؟

جواب:1۔نیکی کے اعلیٰ معیار تک وہ شخص پہنچنا چاہتا ہے جو اللہ تعالیٰ سے کمال درجے کی محبت رکھتا ہواور کمال درجے کی عجز وانکساری رکھتا ہوجیسا کہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ؕ وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ یقیناً وہ نیک کاموں میں جلدی کرتے تھے اور ہمیں رغبت اور خوف سے پکارتے تھے اور ہمارے لیے عاجزی کرنے والے تھے۔(الانبیاء:90)

2۔کمالِ محبت حاصل کرنے والا اپنی ہر چیز، مال، عزت اور اقتدار وغیرہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کرکے نیکی کے اعلیٰ معیار تک پہنچنا چاہتا ہے۔

سوال8: جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں محبوب ترین مال خرچ کیا ان کی مثالیں دیں؟

جواب:1۔سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ مدینہ کے انصار میں اپنے کھجور کے باغات کی وجہ سے سب سے زیادہ مال دار تھے اور اپنے باغات میں سب سے زیادہ پسند انہیں بیرحاء کا باغ تھا۔یہ باغ مسجدِ نبوی ﷺ کے سامنے تھا اور رسول اللہ ﷺ اس میں تشریف لے جایا کرتے اور اس کا میٹھا پانی پیا کرتے تھے۔سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ یعنی ''تم ہرگز نیکی کے مقام کو نہیں پہنچ سکتے جب تک تم ان چیزوں میں سے خرچ نہ کرو جن سے تم محبت رکھتے ہو۔''تو یہ سن کر ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:''اے اللہ کے رسول ﷺ! اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے کہ تم اس وقت تک نیکی کو نہیں پاسکتے جب تک تم اپنی پیاری سے پیاری چیز نہ خرچ کرو اور مجھے بیرحاء کا باغ سب سے زیادہ پیارا ہے۔اسی لیے میں اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خیرات کرتا ہوں۔اس کی نیکی اور اس کے ذخیرۂ آخرت ہونے کا امیدوار ہوں۔اللہ تعالیٰ کے حکم سے جہاں آپ ﷺ مناسب سمجھیں اسے استعمال کریں۔''راوی نے بیان کیا کہ یہ سن کر اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:''خوب یہ تو بڑی ہی آمدنی کا مال ہے۔یہ تو بہت ہی نفع بخش ہے۔جو بات تم نے کہی وہ میں نے سن لی اور میں مناسب سمجھتا ہوں کہ تم اسے اپنے نزدیکی رشتے داروں کو دے ڈالو۔''ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا:''یارسول اللہ ﷺ!

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

میں ایسا ہی کروں گا۔'' چنانچہ انہوں نے اسے اپنے رشتہ داروں اور چچا کے لڑکوں کو دے دیا۔(بخاری:1461)

2۔سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کی اے اللہ رسول ﷺ! مجھے خیبر میں سے جو حصہ ملا ہے اس سے بڑھ کر نفیس مال مجھے آج تک حاصل نہیں ہوا، میں نے ارادہ کیا ہے کہ میں اسے صدقہ کر دوں آپ نے فرمایا: اصل اپنے پاس رکھو اور اس کے پھل کو اللہ کے راستے میں تقسیم کر دو۔(ابن ماجہ:2397)

3۔سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے میری لونڈی مرجانہ بہت مرغوب ہے اسے آزاد کئے دیتا ہوں (تفسیر سراج البیان:145/1)

سوال9:فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ''یقیناً اللہ تعالیٰ پوری طرح جاننے والا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:''یقیناً اللہ تعالیٰ پوری طرح جاننے والا ہے'' کس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی کتنی محبت ہے؟ کس کو اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی خوشی کتنی عزیز ہے؟ کون اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی ضرورت کی چیزوں کو قربان کر کے نیکی کے اعلیٰ معیار تک پہنچنا چاہتا ہے؟ کون اللہ تعالیٰ کی راہ میں دل پسند چیز خرچ کرتا ہے؟

سوال10:اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت علیم کے توسط سے کیا شعور دلایا ہے؟

جواب:اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت عَلِيْمٌ کے توسط سے یہ شعور دلایا ہے کہ وہ تمہارے تمام اعمال کو اور تمہاری نیتوں کو پوری طرح جاننے والا ہے، تمہیں نیتوں کے مطابق ان کی جزا دے گا۔

كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِيْلُ عَلٰى نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ ۭ قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (93)

تمام کھانے بنی اسرائیل کے لیے حلال تھے مگر جو اسرائیل (یعقوبؑ) نے اپنی جان پر حرام کر لیے تھے اس سے پہلے کہ تورات نازل کی جاتی۔آپ کہہ دیں تو رات لاؤ پھر تم اس کو پڑھو اگر تم سچے ہو۔(93)

سوال1:یہودیوں نے اسلام پر کون سے اعتراضات کئے تھے جن کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی؟

جواب:1۔یہودیوں نے پہلا اعتراض یہ کیا کہ مسلمان اگر ملتِ ابراہیمی پر ہیں تو اونٹ کا گوشت کیوں کھاتے ہیں اور اس کا دودھ کیوں پیتے ہیں؟

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

2۔ان کا دوسرا اعتراض یہ تھا کہ مسلمانوں نے قبلہ کیوں تبدیل کرلیا جبکہ بیت المقدس تمام انبیاء علیہم السلام کا قبلہ رہا ہے؟

سوال2: کھانے پینے کی اشیاء جو بنی اسرائیل کے خیال میں تورات میں حرام اور قرآن میں حلال ہیں ان کی کیا حقیقت ہے؟

جواب:1۔كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِيٓ اِسۡرَآءِيۡلَ ''تمام کھانے بنی اسرائیل کے لیے حلال تھے'' کھانے پینے کی تمام اشیاء جو قرآن میں حلال ہیں وہ بنی اسرائیل کے لیے بھی حلال تھیں۔

2۔اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسۡرَآءِيۡلُ عَلٰى نَفۡسِهٖ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ تُنَزَّلَ التَّوۡرٰىةُ مگر جو اسرائیل (یعقوبؑ) نے اپنی جان پر حرام کر لیے تھے اس سے پہلے کہ تورات نازل کی جاتی'' کچھ چیزیں بطورِ سزا بنی اسرائیل پر حرام کی گئی تھیں اس لیے کہ انہوں نے جرائم کا ارتکاب کیا تھا جیسا کہ سورۃ الانعام میں رب العزت نے فرمایا: وَعَلَى الَّذِيۡنَ هَادُوۡا حَرَّمۡنَا كُلَّ ذِىۡ ظُفُرٍ‌ ۚ وَمِنَ الۡبَقَرِ وَالۡغَنَمِ حَرَّمۡنَا عَلَيۡهِمۡ شُحُوۡمَهُمَآ اِلَّا مَا حَمَلَتۡ ظُهُوۡرُهُمَآ اَوِ الۡحَوَايَآ اَوۡ مَا اخۡتَلَطَ بِعَظۡمٍ‌ ؕ ذٰلِكَ جَزَيۡنٰهُمۡ بِبَغۡيِهِمۡ‌ ۖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوۡنَ اور ان لوگوں پر جو یہودی بن گئے ہم نے ہر ناخن والے جانور کو حرام کر دیا تھا اور گائیوں اور بکریوں میں سے ہم نے اُن پر ان دونوں کی چربیاں حرام کر دیں سوائے اس کے جو اُن دونوں کی پیٹھوں یا انتڑیوں نے اٹھایا ہو یا جو کسی ہڈی کے ساتھ ملی ہوئی ہو، یہ ہم نے انہیں اُن کی سرکشی کی وجہ سے سزا دی تھی اور بلاشبہ یقیناً ہم ہی سچے ہیں۔(الانعام:146)

3۔کچھ چیزیں تورات نازل کئے جانے سے پہلے سیدنا یعقوب علیہ السلام نے اپنے اوپر حرام کر لی تھیں۔

سوال3: اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسۡرَآءِيۡلُ عَلٰى نَفۡسِهٖ'' مگر جو اسرائیل (یعقوبؑ) نے اپنی جان پر حرام کر لیے تھے'' سیدنا یعقوب علیہ السلام نے اپنے اوپر کیا حرام کیا تھا اور کیوں؟

جواب: سیدنا یعقوب علیہ السلام نے یہ نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے شفا دے گا تو میں کھانے پینے کی سب سے پیاری چیز چھوڑ دوں گا۔ جب انہیں صحت ملی تو انہوں نے اونٹ کا گوشت اور دودھ چھوڑ دیا۔ سیدنا یعقوب علیہ السلام کی اولاد نے بھی اسی طریقے کو اپنا لیا۔

سوال4: کھانے پینے کی اشیاء میں اسلام کا اُصول کیا ہے؟

جواب:1۔کھانے پینے کی ہر چیز اصلاً حلال ہے سوائے اس کے جس میں کوئی کراہت یا خرابی ہو۔

2۔بعض چیزیں مخصوص حالات کے پیشِ نظر حرام کی جاتی ہیں۔حالات بدل جائیں تو حُرمت ختم ہو جاتی ہے۔

سوال5: کھانے پینے کی اشیاء کے بارے میں بنی اسرائیل کی اس غلط فہمی کو کیسے دور کیا گیا کہ جو چیزیں تورات میں حرام ہیں وہ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

قرآنِ مجید میں حلال ہیں؟

جواب:1۔تورات میں بعض چیزیں یہودیوں کے ظلم اور سرکشی کی وجہ سے حرام کی گئی تھیں جیسا کہ سورۃ النساء آیت نمبر 160 اور سورۃ الانعام کی آیت نمبر 146 سے پتہ چلتا ہے۔ یہ حرمت بطورِ سزا تھی۔

2۔سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے زمانے میں وہ چیزیں حرام نہیں تھیں۔سیدنا یعقوب علیہ السلام نے خود اپنے اوپر اونٹ کا گوشت اور دودھ حرام کرلیا تھا۔

3۔قُلْ فَأْتُوا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ '' آپ کہہ دیں تورات لاؤ پھر تم اس کو پڑھو اگر تم سچے ہو'' یہودیوں سے کہا گیا کہ اگر تمہیں یقین نہیں آتا تو تورات لاؤ اور اسے پڑھ کر سناؤ۔اگر تم سچے ہو تو بات واضح ہو جائے گی۔ترمذی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ یہودیوں نے نبی کریم ﷺ سے کہا مجھے بتایئے کہ یعقوب نے اپنے لئے کس چیز کو حرام کیا تھا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ بادیہ میں رہتے تھے انہیں عرق النساء کی بیماری ہوگئی۔انہیں بطورِ علاج یہی سمجھ میں آیا کہ اونٹ کا گوشت اور دودھ چھوڑ دیں چنانچہ انہوں نے اسے اپنے اوپر حرام بنالیا۔یہودیوں نے کہا کہ آپ نے سچ کہا۔احمد کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے دونوں چیزوں کو بطور نذر اپنے اوپر حرام کرلیا تھا۔(مستدرک حاکم:3152)

فَمَنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ(94)

پھر جس نے اس کے بعد بھی اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا تو وہی لوگ ظالم ہیں۔(94)

سوال1:فَمَنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ '' پھر جس نے اس کے بعد بھی اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا''اس آیت میں اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے سے کیا مراد ہے؟

جواب:'' پھر جس نے اس کے بعد بھی اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا''یہاں جھوٹ باندھنے سے مراد اسلام اور مسلمانوں پر جھوٹے اعتراضات کرنا ہے۔

سوال2:مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ''اس کے بعد بھی'' سے کیا مراد ہے؟

جواب:اللہ تعالیٰ کی طرف سے حق واضح ہوجانے کے بعد بھی جھوٹے اعتراضات کرنا مراد ہے۔

سوال3:فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ '' تو وہی لوگ ظالم ہیں''ظالموں کا ظلم کیا ہے؟

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جواب:1۔ظالموں کاظلم یہ ہے کہ وہ سچائی پر پردہ ڈالتے ہیں۔2۔اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں۔
3۔جھوٹے اعتراضات کرتے ہیں۔4۔سچائی کوتسلیم نہیں کرتے۔

سوال4:اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھ کرانسان کس پر ظلم کرتا ہے؟

جواب:1۔اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھ کرانسان اپنی ذات پر ظلم کرتا ہے جب وہ اللہ تعالیٰ کے حلال کیے ہوئے کوحرام کرلیتا ہے۔
2۔جواحکامات اللہ تعالیٰ نے نہیں دیئے انہیں اس کی طرف منسوب کرکے انسان اللہ تعالیٰ پر ظلم کرتا ہے۔

قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ ۟ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (95)

آپ کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے، چنانچہ ابراہیم کی ملت کی پیروی کرو جو یک سو تھا اور مشرکوں میں سے نہ تھا۔ (95)

سوال1:قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ ''آپ کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے'' یہ الفاظ کس طرف اشارہ کرتے ہیں؟

جواب:'' آپ کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے'' اللہ تعالیٰ نے سچ واضح کردیا ہے کہ بیت اللہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور سیدنا اسماعیل علیہ السلام نے تعمیر کیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے اسے قبلہ اور جائے عبادت بنایا تھا۔2۔تمام کھانے بنی اسرائیل کے لیے حلال تھے مگر جو اسرائیل (یعقوب علیہ السلام) نے تورات نازل ہونے سے پہلے اپنے اوپر حرام کرلیے تھے۔یعنی طعام کی یہ قسم پہلے حلال تھی بعد میں یعقوب علیہ السلام اور ان کی اولاد پر حرام کردی گئی۔ثابت ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ سچا ہے اور یہود جھوٹے ہیں اس لیے اب انہیں یہودیت چھوڑ کر کے ملتِ ابراہیم یعنی دینِ اسلام کو اختیار کرلینا چاہیئے۔

سوال2:مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ ''ابراہیم کی ملت'' سے کیا مراد ہے؟

جواب:1۔''ملت ابراہیم''یعنی ملت اسلام ہی اصل میں ملت ابراہیم ہے۔(تفسیر البیضاوی:67/2)
2۔ملتِ ابراہیم سے مراد زندگی کے وہ طور طریقے، وہ دین ہے جو سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنی زندگی میں اختیار کیا یعنی اللہ تعالیٰ کو ایک ماننا، اس کے لیے یک سُو رہنا اور اس کے لیے اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لیے تیار رہنا۔
3۔ملتِ ابراہیم توحید پر قائم ہے اور وہ قرآن کی شریعت ہے جس کو محمد ﷺ لے کر آئے اور وہ حق ہے جس میں کوئی شک نہیں۔رب العزت نے فرمایا:قُلْ اِنَّنِيْ هَدٰىنِيْ رَبِّيْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۚ دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ
آپ کہہ دیں:'' میرے رب نے مجھے سیدھی راہ دکھلائی ہے کہ وہ ایک مضبوط دین ہے، ملت ابراہیم ہے جو ایک ہی طرف کے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

تھے،مشرکوں میں سے نہ تھے‘‘(الانعام:161)

سوال3:فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ’’چنانچہ ابراہیم کی ملت کی پیروی کرو جو یک سو تھا‘‘ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی پیروی کی دعوت کیوں دی گئی؟

جواب:’’چنانچہ ابراہیم کی ملت کی پیروی کرو جو یک سو تھا‘‘ یہودی اپنے آپ کو سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے وارث کی حیثیت سے پیش کرتے تھے اس لیے انہیں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے دین کی حقیقت بتائی گئی کہ ہر قسم کے شرک سے نفرت کرنا اور صرف اللہ تعالیٰ کی طرف رخ کرنا ہی اصل دینِ ابراہیمی ہے اس لیے اس کی پیروی کرو۔

سوال4:حنیف کسے کہتے ہیں؟

جواب:’’حنیف‘‘ یک سُو کو کہتے ہیں۔وہ جو ایک ہی طرف اپنا رخ کرنے والا ہو یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف رخ کرنے والا ہو۔

سوال5:سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی خصوصیات جو اس آیت میں بیان کی گئی ہیں ان کی وضاحت کریں؟

جواب:سیدنا ابراہیم علیہ السلام یک سُو تھے اور وہ مشرک نہیں تھے۔اس سے مراد یہ ہے کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ سے امید باندھنے والے،اُسی پر بھروسہ کرنے والے،اُسی کو اپنا سب کچھ بنانے والے تھے۔

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ(96)

یقیناً پہلا گھر جو لوگوں کے لیے بنایا گیا وہی ہے جو مکہ میں ہے،تمام جہانوں کے لئے بابرکت اور ہدایت ہے۔(96)

سوال1:اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ ’’یقیناً پہلا گھر جو لوگوں کے لیے بنایا گیا وہی ہے جو مکہ میں ہے‘‘ اللہ کے پہلے گھر کی کیا صفات بیان کی گئی ہیں؟

جواب:’’یقیناً پہلا گھر جو لوگوں کے لیے بنایا گیا وہی ہے جو مکہ میں ہے‘‘ اللہ کے پہلے گھر کعبۃ اللہ کی پانچ صفات بیان کی گئی ہیں:

1۔وہ دنیا میں عبادت کے لیے مقرر کیا جانے والا سب سے پہلا اللہ کا گھر ہے۔

2۔برکت والا ہے۔برکت کا مطلب خیر کا دوام اور کثرت ہے۔دنیا میں اتنی برکت والا،اس قدر کثیر اور دائمی خیر والا،اور مخلوق کے لیے اس قدر فوائد کا حامل کوئی گھر موجود نہیں۔

3۔وہ ہدایت ہے۔ہدایت دینے والے کے بجائے ہدایت (مصدر) کا لفظ بولنے کا مبالغہ کا مفہوم پایا جاتا ہے گویا یہ خود سراپا

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

ہدایت ہے 4۔اس میں آیات بینات (واضح نشانیاں) موجود ہیں۔جن کی چالیس سے زیادہ ہے۔

5۔اس میں داخل ہونے والے کے لیے امن ہے۔(تفسیر السعدی:398,399/1)

سوال2: بیت اللہ کوقبلہ بنانے کے بارے میں یہودیوں کا اعتراض کیا تھا؟

جواب: بیت اللہ کوقبلہ بنانے بارے میں یہودیوں کا یہ اعتراض تھا کہ پچھلے انبیاء علیہم السلام کا قبلہ تو بیت المقدس تھا۔

سوال3: اہلِ کتاب کے تحویلِ قبلہ پر کیے جانے والے اعتراض کا کیا جواب دیا گیا؟

جواب:1۔بیت اللہ کے بارے میں جو کچھ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے سچ کہا ہے۔2۔بیت اللہ کوسیدنا ابراہیم علیہ السلام اور سیدنا اسماعیل علیہ السلام نے تعمیر کیا تھا۔3۔یہ زمین پر پہلا گھر تھا جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے بنایا گیا تھا۔4۔اس کوقبلہ یعنی ایک جائے عبادت بنایا گیا۔یہ یہودیوں کے دوسرے اعتراض کا جواب ہے وہ کہتے تھے کہ بیت المقدس سب سے پہلا عبادت کا گھر ہے۔صحیحین میں ابوذر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے میں نے پوچھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم !روئے زمین پر کونسی مسجد پہلے بنائی گئی؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسجد حرام۔میں نے پوچھا پھر کون سی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسجد اقصیٰ۔میں نے پوچھا دونوں کے درمیان کتنی مدت کا فاصلہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چالیس سال۔(صحیح بخاری:3366)

ابن قیم نے لکھا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ کو بنایا اس کے چالیس سال کے بعد یعقوب علیہ السلام نے مسجد اقصیٰ کو بنایا۔

سوال4: بیت اللہ کی تعمیر کے مقاصد کیا تھے؟

جواب:1۔اس میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جائے۔

2۔یہ طواف کرنے والوں،عبادت کرنے والوں،رکوع اور سجدہ کرنے والوں کے لیے مخصوص رہے۔

3۔امن وسلامتی کی جگہ رہے۔ 4۔لوگوں کے لیے قبلہ رہے۔ 5۔ہدایت وراہ نمائی کا مرکز بن جائے۔

فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ۭ وَلِلّٰهِ عَلَي النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ۭ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ(97)

اس میں واضح نشانیاں ہیں،مقامِ ابراہیم ہے،اور جو اس میں داخل ہوا وہ امن والا ہوگیا اور اللہ تعالیٰ کے لیے لوگوں پر اس گھر کا حج (فرض) ہے جو اس کی طرف راستے کی استطاعت رکھتا ہو اور جس نے کفر کیا تو یقیناً اللہ تعالیٰ تمام

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جہانوں سے بے نیاز ہے۔(97)

سوال1:اس آیت میں بیت اللہ کی خصوصیت کن حوالوں سے بیان کی گئی ہے؟

جواب:اس میں روشن نشانیاں ہیں،مقامِ ابراہیم ہےاور جواس میں داخل ہوجائے امن میں ہے۔

سوال2:بیت اللہ میں کیا نشانیاں ہیں؟

جواب:1۔زَم زَم کا کنواں 2۔حجرِ اَسود 3۔مقامِ ابراہیم 4۔صفاومروہ

سوال3:مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ''مقامِ ابراہیم علیہ السلام'' سے کیامراد ہے؟

جواب:۔مقامِ ابراہیم سے مرادوہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہوکر سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ کوتعمیر کیا تھا۔آج یہ پتھر صحنِ حرم میں ملتزم کے سامنے نصب کیا گیا ہے۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آیات بینات میں سے ایک مقام ابراہیم بھی ہے اور باقی اور بھی ہیں۔مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ خلیل اللہ کے قدموں کے نشان جومقام ابراہیم پر تھے یہ بھی آیات بینات میں سے ہیں۔(تفسیر ابن کثیر:443/1)

سوال4:اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ بیت اللہ کوسیدنا ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر کیا تھا؟

جواب:بیت اللہ میں مقامِ ابراہیم علیہ السلام کی موجودگی اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ اسے سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر کیا تھا۔

سوال5:۔بیت اللہ کا احترام کن وجوہات کی بناء پر کیا جاتا ہے؟

جواب:1۔زمین پر اللہ تعالیٰ کا پہلا گھر ہے۔ 2۔اسے سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور سیدنا اسماعیل علیہ السلام نے تعمیر فرمایا۔

3۔اس میں مقامِ ابراہیم علیہ السلام ہے۔ 4۔جواس میں داخل ہوتا ہے اسے امن نصیب ہوجاتا ہے۔

5۔جواس گھر تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہواس کے لیے حج کا حکم ہے۔

سوال6:وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ''اور جواس میں داخل ہوا وہ امن والا ہوگیا'' کی وضاحت کریں؟

جواب:1۔''اور جواس میں داخل ہوا وہ امن والا ہوگیا۔بیت اللہ کے اردگرد کا علاقہ حرم ہے جس کی حدود معروف ہیں۔

2۔''اور جواس میں داخل ہوا اسے اپنے نفس،مال اور عزت کا کوئی خوف نہیں رہتا۔

3۔سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا،آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ''تم میں سے کسی کے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

لیے حلال نہیں کہ مکہ مکرمہ میں اسلحہ اٹھائے۔'' (صحیح مسلم:3307)

4۔سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں بیت اللہ پناہ چاہنے والے کو پناہ دیتا ہے لیکن جگہ اور کھانا پینا نہیں دیتا (تفسیر ابن کثیر:443/1)

سوال7: وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ''اور اللہ تعالیٰ کے لیے لوگوں پر اس گھر کا حج (فرض) ہے جو اس کی طرف راستے کی استطاعت رکھتا ہو'' کی وضاحت کریں؟

جواب:1۔''اور اللہ تعالیٰ کے لیے لوگوں پر اس گھر کا حج (فرض) ہے جو اس کی طرف راستے کی استطاعت رکھتا ہو'' اللہ تعالیٰ نے حج کے واجب ہونے کا ذکر اس کے حق کی تاکید اور اس کی حرمت کی تعظیم کے لیے بلیغ الفاظ میں کیا۔اس کے فرض ہونے میں کوئی اختلاف نہیں۔وہ اسلام کے ارکان میں سے ایک رکن ہے اور عمر میں ایک بار سے زیادہ واجب نہیں۔(تفسیر قرطبی:108/2)

2۔سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا:اے لوگو! تم پر حج فرض کر دیا گیا ہے پس تم حج کرو تو ایک آدمی نے عرض کیا:اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا ہر سال حج فرض کیا گیا ہے؟ تو آپ خاموش رہے یہاں تک کہ اس نے آپ ﷺ سے تین مرتبہ عرض یا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر میں کہتا:ہاں!(تو ہر سال حج) واجب ہو جاتا اور تم اس کی طاقت نہ رکھتے پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ جن باتوں کو میں چھوڑ دیا کروں تو ان کے بارے میں مجھ سے نہ پوچھا کرو کیونکہ تم سے پہلے لوگ کثرتِ سوال کی وجہ سے ہلاک ہوئے اور وہ اپنے نبیوں سے اختلاف کرتے تھے جب میں تمہیں کسی چیز کا حکم کروں تو حسب استطاعت تم اسے اپنا لو اور جب تمہیں کسی چیز سے روک دوں تو تم اسے چھوڑ دو۔(صحیح مسلم:3257)

3۔حسن نے کہا:نبی ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی:'' وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا'' تو ایک شخص نے کہا:اے اللہ کے رسول ﷺ سبیل کیا ہے؟ آپ نے فرمایا:'' زادراہ اور سواری''۔(تفسیر جامع البیان:19/4)

4۔یہ آیت وجوب حج کی دلیل ہے (تفسیر القاسمی:160/4)

سوال8: حج کیسا فرض ہے؟

جواب:1۔حج زندگی میں ایک بار استطاعت رکھنے والے پر فرض ہے۔

2۔سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو حج کی طاقت رکھنے کے باوجود حج نہ کرے اس کے لیے برابر ہے یہودی ہو کر مر جائے یا عیسائی ہو کر۔ابن کثیر نے کہا اس کی اسناد صحیح ہیں۔(ایسر التفاسیر:192/1)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

3۔مسند سعید بن منصور میں ہے کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرا مقصد ہے کہ میں لوگوں کو مختلف شہروں میں بھیجوں وہ دیکھیں جو لوگ باوجود مال رکھنے کے حج نہ کرتے ہوں ان پر جزیہ لگادیں وہ مسلمان نہیں ہیں وہ مسلمان نہیں ہیں۔(تفسیر المراغی:9/2) (تفسیر ابن کثیر:444/1)

4۔مسند کی ایک اور حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں فرض حج جلدی ادا کرلیا کرو نہ معلوم کل کیا پیش آئے' ابوداؤد وغیرہ میں ہے حج کا ارادہ کرنے والے کو جلد اپنا ارادہ پورا کرلینا چاہئے۔(تفسیر ابن کثیر:444/1)

سوال9:استطاعت رکھنے کے باوجود حج نہ کرنے والے کے بارے میں قرآنِ حکیم میں کیا فرمایا گیا ہے؟

جواب:قرآنِ مجید نے استطاعت رکھنے کے باوجود حج نہ کرنے کو کفر سے تعبیر کیا ہے۔

سوال10:حج کے مقاصد کیا ہیں؟

جواب1۔اللہ تعالیٰ کے گھر اور اس کی نشانیوں کی زیارت جن کی وجہ سے انسان کا اپنے رب سے خاص تعلق پیدا ہوتا ہے۔

2۔اللہ تعالیٰ کی غلامی کے لیے اس کی پکار پر لبیک کہنا سیکھنا۔

3۔ہر سال دنیا کے گوشے گوشے سے مسلمان جمع ہوں تاکہ ان کے درمیان ایک عالمگیر وحدت پیدا ہو۔

4۔اللہ تعالیٰ کے بندوں کے درمیان مساوات پیدا کرکے انسانیت کو اسلام کی طرف راغب کرنا۔

5۔اِحرام کی پابندیوں سے یہ پیغام دینا کہ انسانیت کو امن دینِ اسلام کے ماسوا کسی اور نظام سے نہیں مل سکتا۔

6۔ایک اللہ تعالیٰ کی پکار پر لبیک کہتے ہوئے ،اس کی بڑائی بیان کرتے ہوئے،اس کے گھر کے گرد گھومتے ہوئے ،اُسی کی خاطر مشقتیں برداشت کرتے ہوئے انسانیت کو توحید کی دعوت دینا۔

سوال11:وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ''اور جس نے کفر کیا تو یقیناً اللہ تعالیٰ تمام جہانوں سے بے نیاز ہے'' اللہ تعالیٰ کے جہان والوں سے بے نیاز ہونے سے کیا مراد ہے؟

جواب:1۔'' اور جس نے کفر کیا تو یقیناً اللہ تعالیٰ تمام جہانوں سے بے نیاز ہے'' اللہ تعالیٰ کے دنیا جہان والوں سے بے نیاز ہونے سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے حج کی ضرورت نہیں یہ فقط تمہاری ضرورت ہے۔

2۔اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی انسان کو ضرورت ہے۔اگر وہ ان احکامات کی پرواہ نہ کرے تو اللہ تعالیٰ کو انسان کی ضرورت نہیں۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

3۔اللہ تعالیٰ کی صفتِ غنا کا اثبات ان مشرک قوموں کے رد میں ہے جن کے دیوی دیوتاؤں کا وجود ان کے پجاریوں ہی کے دم سے قائم ہے،اور وہ دیوتا اپنے کھانے پینے تک کے لئے اپنے پجاریوں کے محتاج رہتے ہیں۔ (تفسیر ماجدی:611/1)

سوال12: یہاں کفر کرنے سے کیا مراد ہے؟

جواب: یہاں کفر کرنے سے مراد حج نہ کرنا ہے۔قرآن مجید نے استطاعت رکھنے کے باوجود حج نہ کرنے کو کفر سے تعبیر کیا ہے۔

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا تَعْمَلُوْنَ(98)

آپ کہہ دیں کہ اے اہلِ کتاب! تم اللہ تعالیٰ کی آیات کا کفر کیوں کرتے ہو؟ حالانکہ جو تم عمل کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس پر گواہ ہے۔(98)

سوال1: قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ " آپ کہہ دیں کہ اے اہلِ کتاب! تم اللہ تعالیٰ کی آیات کا کفر کیوں کرتے ہو؟" اہلِ کتاب نے اللہ تعالیٰ کی آیات کے ساتھ کیسے کفر کیا؟

جواب: 1۔اہلِ کتاب نے اللہ تعالیٰ کی آیات کے ساتھ کفر کیا۔انہوں نے اللہ تعالیٰ کے پہلے گھر کا انکار کیا۔

2۔انہوں نے اللہ تعالیٰ کے قائم کردہ حلال وحرام کا انکار کیا۔

3۔انہوں نے اللہ تعالیٰ کے نبیوں کا انکار کیا۔4۔انہوں نے اللہ تعالیٰ کی کتابوں کا انکار کیا۔

سوال2: قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا تَعْمَلُوْنَ "اے اہلِ کتاب! تم اللہ تعالیٰ کی آیات کا کفر کیوں کرتے ہو؟ حالانکہ جو تم عمل کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس پر گواہ ہے۔" اس ڈراوے کے کیا اثرات مرتب ہو سکتے ہیں؟

جواب: 1۔اس ڈراوے کا پہلا اثر یہ ہوسکتا ہے کہ اہلِ کتاب پر اپنی اصلیت واضح ہو جاتی ہے جب وہ خود کو بڑا مومن سمجھتے ہیں لیکن حقیقت میں کفر کرتے ہیں۔2۔دوسرا اثر یہ ہوسکتا ہے کہ اہلِ کتاب سے دھوکہ کھانے والے مؤمنوں کی آنکھیں کھل جائیں اور انہیں پتہ چل جائے کہ اہلِ کتاب غلط ہیں اور اہلِ اسلام سچے ہیں۔3۔تیسرا اثر یہ ہوسکتا ہے کہ ان کے دل میں یہ خوف پیدا ہو کہ میرے اعمال پر اللہ تعالیٰ گواہ ہے، اس طرح وہ کفر کرنے سے بچ جائیں۔

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَّاَنْتُمْ شُهَدَآءُ ۭ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ(99)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

آپ کہہ دیں کہ اے اہل کتاب !تم کیوں اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکتے ہو اس شخص کو جو ایمان لایا ہے تم اس (راہ) میں کجی تلاش کرتے ہو حالانکہ تم خود گواہ ہو اور اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں ہرگز بے خبر نہیں ہے جو تم عمل کرتے ہو۔(99)

سوال1:اس آیت میں عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ ''اللہ تعالیٰ کی راہ سے'' کیا مراد ہے؟

جواب: سبیل اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کی راہ سے مراد اس کے نبی اور اس کی کتاب کا راستہ ہے۔

سوال2:لِمَ تَصُدُّوۡنَ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ ''تم کیوں اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکتے ہو'' اہلِ کتاب ایمان لانے والوں کو اللہ تعالیٰ کے راستے سے کیوں روکتے تھے؟

جواب:1۔یہود خود تو کفر کرتے تھے۔اب ان کی اتنی جراءت ہوگئی تھی کہ طرح طرح سے دوسروں کو بھی دین حق سے روکنے کی فکر میں لگے رہتے تھے۔2۔اہلِ کتاب حق کو نہیں مانتے تھے اس لیے انہیں کسی کا حق پر چلنا گوارا نہیں تھا۔3۔باطل پرستی اور باطل سے محبت کا یہ تقاضا تھا کہ وہ حق سے روکیں اس لیے وہ باطل کی حمایت میں لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے راستے پر چلنے سے روکتے تھے۔

سوال3:انسانوں کو اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکنے کے کیا نتائج سامنے آتے ہیں؟

جواب:1۔جب بھی انسانوں کو اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکا جاتا ہے تو ان کے معاملات خراب ہو جاتے ہیں اور ان کے اندر سے استقامت ختم ہو جاتی ہے۔2۔اچھائی اور برائی کے پیمانے خراب ہو جاتے ہیں۔3۔زمین کے نظام کا ہر شعبہ ٹیڑھا ہو جاتا ہے مثلاً تعلیمی اور معاشی نظام خراب ہو جاتا ہے۔4۔انسانی زندگی میں بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے کیونکہ ایسی صورت میں زندگی سیدھے راستے کی بجائے کجی اور بگاڑ پر قائم ہو جاتی ہے۔5۔انسانی تصورات میں بھی بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔6۔انسانی ضمیر اور اَخلاق میں بھی بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔7۔انسان کے طرزِ عمل اور اس کے تعلقات میں بھی بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔

سوال4:تَبۡغُوۡنَهَا عِوَجًا ''تم اس (راہ) میں کجی تلاش کرتے ہو'' اہلِ کتاب اللہ تعالیٰ کی راہ میں کجی کیسے تلاش کرتے تھے؟

جواب:1۔'' تم اس (راہ) میں کجی تلاش کرتے ہو'' اللہ کے دین والے جو حق کے راستے پر چلتے ہیں آپ ان کے لیے کجی اور گمراہی چاہتے ہو۔آپ لوگ ہدایت پر استقامت اختیار کرنے میں کجی تلاش کرتے ہو۔2۔اہلِ کتاب دلوں میں اسلام کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا کر کے اللہ تعالیٰ کی راہ میں کجی تلاش کرتے تھے۔3۔اہلِ کتاب خود اسلام کی سچائی کا انکار

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

کر کے مسلمانوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی راہ میں کجی تلاش کرتے تھے۔4۔اسلام پر اعتراضات عائد کر کے مسلمانوں کے دلوں میں رسول اللہ کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا کر کے اللہ تعالیٰ کی راہ میں کجی تلاش کرتے تھے۔5۔اہلِ کتاب طاقت کے ذریعے زبردستی اسلام کے راستے سے روک کر اللہ تعالیٰ کی راہ میں کجی تلاش کرتے تھے۔آج بھی یہودیوں اور عیسائیوں کی جانب سے یہ سلسلہ جاری ہے۔

سوال5:وَّاَنْتُمْ شُهَدَآءُ '' حالانکہ تم خود گواہ ہو'اہلِ کتاب کس چیز کے گواہ ہیں؟

جواب:اہلِ کتاب دینِ اسلام کے حق ہونے اور محمد ﷺ کے اللہ کا رسول ہونے کے گواہ ہیں۔

سوال6:یہود کیسے دینِ اسلام اور محمد ﷺ کے رسول ہونے کے گواہ بنے؟

جواب:1۔پہلے انبیاء علیہم السلام پر جو کتابیں نازل ہوئیں اور جنہیں یہودی پڑھتے ہیں ان کی وجہ سے یہودی دینِ اسلام اور محمد ﷺ کے رسول ہونے کے گواہ بنے۔

2۔عبداللہ بن ابی جعفر اپنے والد سے اللہ تعالیٰ کے اس قول'' وَّاَنْتُمْ شُهَدَآءُ '' کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ تم خود اس پر گواہ ہو جو کتاب اللہ میں سے پڑھتے ہو کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور یہ کہ اسلام اللہ تعالیٰ کا دین ہے۔تم اسے اپنے پاس توراۃ اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہو۔(تفسیر ابن ابی حاتم:718/3)

سوال7:وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ''اور اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں ہرگز بے خبر نہیں ہے جو تم عمل کرتے ہو' کے ذریعے کیا احساس دلایا گیا ہے؟

جواب:''اور اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں ہرگز بے خبر نہیں ہے جو تم عمل کرتے ہو'اس کے ذریعے اہلِ کتاب کو اس طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ تم اپنے اعمال سے غافل ہو مگر اللہ تعالیٰ غافل نہیں ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوْا فَرِيْقًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ يَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ كٰفِرِيْنَ(100)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو!اگر تم ان لوگوں میں سے ایک گروہ کی اطاعت کرو گے جنہیں کتاب دی گئی تو وہ تمہارے ایمان کے بعد تمہیں کافر بنا کر لوٹا دیں گے۔(100)

سوال1:اس آیت کا شانِ نزول کیا ہے؟

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جواب:ابن اسحاق اورابوالشیخ نے زید بن اسلم سے روایت نقل کی ہے کہ شماس بن قیس یہودی اوس اورخزرج کے پاس سے گزرااوران کوآپس میں باتیں کرتاہوادیکھ کرحسد کیا کہ زمانہ جاہلیت میں ان میں کس قدردشمنی تھی اوراب آپس میں کس قدرمحبت ہے،چنانچہ اس سے برداشت نہ ہوااس نے آکرایک یہودی نوجوان کوحکم دیا کہ اوس وخزرج کے مسلمانوں کی مجلس میں جاکربیٹھے اورجنگ ''بعاث'' کاذکرچھیڑے اوران کووہ وقت یاددلائے چنانچہ اس نے آکرایساہی کیااس کی یہ باتیں سن کر انہوں نے آپس میں لڑائی اورایک دوسرے پرفخرکرناشروع کیا۔قبیلہ اوس سے اوس بن قیظی اورخزرج سے جبار بن جعفریہ دونوں آدمی کھڑے ہوگئے اورآپس میں گفتگوکی جس سے دونوں قبائل غصہ میں تیارہوگئے اس چیز کی اطلاع رسول اکرم ﷺ کوپہنچی آپ وہاں تشریف لائے اوران کونصیحت کرکے آپس میں صلح کرادی ان سب حضرات نے آپ کی بات کوبسروچشم سنااوراطاعت و فرمانبرداری کے لیے اپنی گردنیں جھکادیں،اللہ تعالیٰ نے قبیلہ اوس وخزرج اورجواُن کے ساتھ تھے ان کے بارے میں یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا یہ آیت کریمہ نازل فرمائی اورشماس بن قیس کے بارے میں قُلْ یٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ والی آیت نازل فرمائی۔(تفسیرابن عباس:206,207/1)

سوال2:یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِیْعُوْا فَرِیْقًا مِّنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ ''اے ایمان والو!اگرتم ان لوگوں میں سے ایک گروہ کی اطاعت کروگے جنہیں کتاب دی گئی'' کی وضاحت کریں؟

جواب:1۔''اے ایمان والو!اگرتم ان لوگوں میں سے ایک گروہ کی اطاعت کروگے جنہیں کتاب دی گئی''اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو یہودیوں کے مکروفریب اوران کی سازشوں سے ہمیشہ بچ کررہنے کی تنبیہ کی ہے۔

2۔اس سے مراداسلام سے کینہ رکھنے والاگروہ ہے۔جن میں شماس بن قیس یہودی اوراس کے ساتھی تھے جواوس اورخزرج کے درمیان فتنے کی صورت حال پیدا کرناچاہتے تھے۔لیکن عبرت اس کے خاص سبب میں نہیں،اس کے عموم میں عبرت ہے۔ یہودی اورعیسائی اورامت اسلامیہ کی تباہی وبربادی میں ہمیشہ مصروف رہے ہیں۔(ایسرالتفاسیر:193/1)

3۔ہرمسلمان کافرض ہے کہ شکوک وشبہات میں مبتلا کرنے والوں کی باتیں نہ سنے اس میں دین کی سلامتی ہے کیونکہ بحث کرنے سے شبہات بڑھتے ہیں۔

سوال3:اہلِ کتاب کی اطاعت سے کیامرادہے؟

جواب:1۔اہلِ کتاب کی اطاعت سے مرادہے ان سے ہدایات اخذکرنا۔2۔ان کی نقالی کرنا۔3۔ان کی عادات واَطوار

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

اپنانا۔ 4۔ان سے پالیسیاں لینا۔

سوال4:اہلِ کتاب کی اطاعت کس چیز کا ثبوت ہے؟

جواب:1۔اہلِ کتاب کی اطاعت اس بات کا ثبوت ہے کہ مسلمانوں نے اندر سے شکست قبول کر لی ہے۔

2۔اہلِ کتاب کی اطاعت چھپا ہوا کفر ہے جو غیر شعوری ہے اس کا خطرہ انسان کو محسوس نہیں ہوتا۔

3۔اہلِ کتاب کی اطاعت اس بات کا ثبوت ہے کہ اُمتِ مسلمہ قیادت کے مقام سے دست بردار ہوگئی ہے۔

4۔اہلِ کتاب کی اطاعت سے اسلامی نظامِ زندگی کی اس صلاحیت میں شک پیدا ہوجاتا ہے کہ وہ اس دور کے لوگوں کی راہ نمائی کرے اور ان کی ترقی ،نشوونما اور تنظیم کرے۔

سوال5:یَرُدُّوْکُمْ بَعْدَ اِیْمَانِکُمْ کٰفِرِیْنَ ''تو وہ تمہارے ایمان کے بعد تمہیں کافر بنا کر لوٹا دیں گے'' ایمان کے بعد پھر کافر بنا دینے والی باتوں میں کیا کچھ شامل ہے؟

جواب :1۔'' تو وہ تمہارے ایمان کے بعد تمہیں کافر بنا کر لوٹا دیں گے'' اس کفر سے مراد مسلمان ہوتے ہوئے کفر ہے،اس سے مرتد ہونا مراد نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے دو لڑنے والے گروہوں کو مومن قرار دے کر ان کے درمیان اصلاح کروانے کا حکم دیا ہے۔ 2۔ایمان کے بعد پھر کافر بنا دینے والی باتوں میں آپس میں قتال بھی شامل ہے اور اگر ان کی بات مانو گے تو آپس کے اتفاق اور محبت سے محروم ہوجاؤ گے۔3۔نبی نے فرمایا:'' میرے بعد تم گمراہ نہ ہوجانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو'' (صحیح بخاری:4064)

سوال6:اہلِ کتاب مسلمانوں کے بارے میں کس چیز کی حرص رکھتے ہیں؟

جواب:اہلِ کتاب مسلمانوں کے بارے میں یہ حرص رکھتے ہیں کہ وہ امتِ مسلمہ کو اپنے عقیدے اور نظریات سے ہٹا دیں۔ اس مقصد کے حصول کے لیے:1۔وہ ساری قوت لگاتے ہیں۔2۔خفیہ مکروفریب کرتے ہیں۔3۔منافقین سے مدد لیتے ہیں۔ 4۔لوگوں کو اندر سے اسلام سے دور کرنے کے لیے غیر اسلامی نظاموں کو خوبصورت بنا کر پیش کرتے ہیں۔ 5۔اس امت پر ایسی قیادت مسلط کرتے ہیں جو اسلامی نہیں ہوتی۔

وَ كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَ اَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَ فِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ ؕ وَ مَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

مُّسۡتَقِيۡمٍ(101)

اورتم کیسے کفرکرتے ہو؟ حالانکہ تمہیں اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھ کرسنائی جارہی ہیں اورتمہارے درمیان اس کا رسول بھی موجود ہےاور جواللہ تعالیٰ (کے دین) کومضبوطی سے پکڑے گا تو یقیناً وہ سیدھے راستے کی طرف ہدایت دیا گیا۔(101)

سوال1:وَ کَیۡفَ تَکۡفُرُوۡنَ وَ اَنۡتُمۡ تُتۡلٰی عَلَیۡکُمۡ اٰیٰتُ اللّٰہِ وَفِیۡکُمۡ رَسُوۡلُہٗ'' اورتم کیسے کفرکرتے ہوحالانکہ تمہیں اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھ کرسنائی جارہی ہیں اورتمہارے درمیان اس کا رسول بھی موجود ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:1۔اللہ تعالیٰ نے یہود ونصاریٰ کے مکروفریب سے ڈرایا ہے۔ایمان لانے کے بعد مسلمانوں کے کفر کا انکار کیا ہے کہ تم کیسے کفرکرتے ہوحالانکہ تمہیں اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھ کرسنائی جارہی ہیں اورتمہارے درمیان اس کا رسول بھی موجود ہے۔ (ایسر التفاسیر:194) 2۔اللہ تعالیٰ نے گزشتہ واقعے کومدّنظر رکھتے ہوئے خبردی ہے کہ مسلمانوں کی جماعت کفرکوقبول نہیں کرسکتی۔(تیسیر الرحمٰن) 3۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہارا کفرکرنا ممکن نہیں اس کے لیے دلائل دیئے کہ تم پراللہ تعالیٰ کی آیات کی تلاوت کی جارہی ہےاورتمہارے اندراللہ کا رسول موجود ہے۔

سوال2:وَ کَیۡفَ تَکۡفُرُوۡنَ '' اورتم کیسے کفرکرتے ہو'' کفرکرنے اورایمان سے دورہونے کی کیا صورتیں ہوتی ہیں؟

جواب:1۔کفرکرنے اورایمان سے دورہونے کی صورتوں میں دین کے اجزاء کوبدلنا شامل ہے۔

2۔دین میں اہم کوغیراہم اورغیراہم کواہم بنا کرپیش کرنا ہے۔

سوال3:وَ اَنۡتُمۡ تُتۡلٰی عَلَیۡکُمۡ اٰیٰتُ اللّٰہِ وَفِیۡکُمۡ رَسُوۡلُہٗ'' حالانکہ تمہیں اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھ کرسنائی جارہی ہیں اورتمہارے درمیان اس کا رسول بھی موجود ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:1۔اللہ تعالیٰ نے تعجب کا اظہار کیا ہے کہ مسلمانوں کی جماعت کفرکوکیسے قبول کرسکتی ہے'' حالانکہ تمہیں اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھ کرسنائی جارہی ہیں اورتمہارے درمیان اس کا رسول بھی موجود ہے''۔2۔اٰیٰتُ اللّٰہِ سے مراد قرآن کریم کی آیات ہیں۔3۔وَفِیۡکُمۡ رَسُوۡلُہٗ'' اورتمہارے درمیان اس کے رسول بھی موجود ہے'' جو ہادی،مبشراورنذیر ہیں۔جواللہ تعالیٰ کے دین کومضبوطی سے پکڑنے کی طرف ہدایت دیتے ہیں،اور ہدایت اورکمال کے راستے پر چلنے کے لیے دین کومضبوطی سے پکڑنے والوں کوبشارت دیتے ہیں۔(ایسرالتفاسیر:194)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سوال4:وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ''اور جو اللہ تعالیٰ (کے دین) کو مضبوطی سے پکڑے گا تو یقیناً وہ سیدھے راستے کی طرف ہدایت دیا گیا'' کی وضاحت کریں؟

جواب:1۔مَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ ''جو اللہ تعالیٰ (کے دین) کو مضبوطی سے پکڑے گا''اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی کتاب اور نبی ﷺ کی سنت کو مضبوطی سے پکڑنا ہے(ایسر التفاسیر:194) 2۔اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اس کے دین کو مضبوطی سے تھام لینا ہے3 ۔فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ''تو یقیناً وہ سیدھے راستے کی طرف ہدایت دیا گیا'' سے صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق دے دی جاتی ہے۔4۔اسے اللہ کی رضا،اللہ کے عذاب سے نجات اور جنت کے راستے پر چلا دیا جاتا ہے۔(جامع البیان:30،429/)

رکوع نمبر2

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ(102)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو!اللہ تعالیٰ سے ڈرجاؤ جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تمہیں ہرگز موت نہ آئے مگر اسی حال میں کہ تم مسلمان ہو۔(102)

سوال1:يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو!اللہ تعالیٰ سے ڈرجاؤ''ایمان والوں سے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا مطالبہ کیوں کیا گیا؟

جواب:ایمان والوں سے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا مطالبہ اس لئے کیا گیا تا کہ وہ اس کے احکامات اور اسلام کے عائد کردہ فرائض کو پورے طور پر بجالائیں اور جن سے اس نے روکا ہے اُس سے رک جائیں۔

سوال2:اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ ''اللہ تعالیٰ سے ڈرجاؤ جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے''اس کی وضاحت کریں؟

جواب:1۔''اللہ تعالیٰ سے ڈرجاؤ جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے'' تقویٰ کی اصل یہ ہے کہ جس جس کام کا حکم اللہ تعالیٰ دے،اسے انجام دینا اور جس جس کام سے منع کرے اس سے باز رہنا۔2۔حَقَّ تُقٰتِهٖ ''جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے'' اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی مسلمان پر کبھی بھی ایسا وقت نہیں آنا چاہیے کہ جب وہ اللہ کے خوف سے غافل ہو کیونکہ موت کے وقت کا کسی کو کوئی علم نہیں اور اللہ سے ڈرنے کا ایسا ہی حق ہونا چاہیے کہ جن جن اوامر کا اس نے حکم دیا ہے اور جن نواہی سے روکا ہے انہیں ٹھیک ٹھیک اور بروقت بجالانا چاہیے۔(تیسیر القرآن:1/293) 3۔یعنی اللہ تعالیٰ سے ایسے ڈرو جس کی وجہ سے اس

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

کے حقوق ادا کرسکو۔4۔سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا حق کیسے ادا ہوسکتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے اس کو بھلایا نہ جائے۔اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے اس کی ناشکری نہ کی جائے۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی جائے اس کی نافرمانی نہ کی جائے۔5۔سیدنا ابن عباس نے فرمایا کہ حَقَّ تُقٰتِهٖ کا یہ مطلب ہے کہ اللہ کی راہ میں جہاد کریں جیسا کہ جہاد کا حق ہے اور اللہ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں اور انصاف کے ساتھ اللہ کے لیے کھڑے ہوں اگر اپنے خلاف اور اپنے ماں باپ کے خلاف بھی انصاف کرنا پڑے تو ایسے وقت میں بھی انصاف کو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔(الدرالمنثور:59/2)

سوال3:اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا حق ادا کرنے کے تقاضے کیا ہیں؟

جواب:1۔اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا حق ادا کرنے کے لئے اس کے احکامات کو پورے طور پر بجالانا چاہئے۔

2۔اللہ تعالیٰ نے جن کاموں سے روکا ہے ان کے قریب بھی نہیں جانا چاہئے۔

سوال4:اس آیت کے نزول سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر پریشان ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے کیا معاملہ کیا؟

جواب:1۔اس آیت کے نزول سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر پریشان ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ (التغابن:16) ''سو جتنی تم استطاعت رکھتے ہو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو''2۔امام شوکانی فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اس طرح ڈرو جس طرح اپنی طاقت کے مطابق ڈرنے کا حق ہے۔(فتح القدیر)

سوال5:وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ: ''اور تمہیں ہرگز موت نہ آئے مگر اسی حال میں کہ تم مسلمان ہو''اس کی وضاحت کریں؟

جواب:1۔'' اور تمہیں ہرگز موت نہ آئے مگر اسی حال میں کہ تم مسلمان ہو''یعنی اپنی صحت کے زمانے میں اسلام کی حفاظت کرو،نہ خود بدلو،نہ اپنے دین میں تبدیلی لاؤ،اپنی موت تک اللہ تعالیٰ کے دین پر ثبات اختیار کرو۔

2۔مسند احمد میں ہے کہ لوگ بیت اللہ شریف کا طواف کر رہے تھے اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بھی وہاں تھے ان کے ہاتھ میں لکڑی تھی بیان فرمانے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت کی پھر فرمایا کہ اگر زقوم کا ایک قطرہ بھی دنیا میں گرادیا جائے تو دنیا والوں کی ہر کھانے والی چیز خراب ہوجائے کوئی چیز کھا پی نہ سکیں پھر خیال کرو کہ ان جہنمیوں کا کیا حال ہوگا جن کا کھانا پینا ہی یہ زقوم ہوگا اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص جہنم سے الگ ہونا اور جنت میں جانا چاہتا ہو اسے چاہئے کہ مرتے دم تک اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھے اور لوگوں سے وہ برتاؤ کرے جسے وہ خود

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

اپنے لیے چاہتا ہو،(مسند احمد)3۔سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نبی ﷺ کی زبانی آپ کے انتقال کے تین روز پہلے سنا کہ دیکھو موت کے وقت اللہ تعالیٰ سے نیک گمان رکھنا(مسلم)

سوال6:'' اور تمہیں ہرگز موت نہ آئے مگر اسی حال میں کہ تم مسلمان ہو'' خالص مسلمان بن جانے کے لیے کیا کام کرنے کی ضرورت ہے؟

جواب:1۔خالص مسلمان بن جانے کے لیے مکمل اطاعت کرنے کی ضرورت ہے۔2۔اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق ہر کام کا فیصلہ کرنے کی ضرورت ہے۔3۔نبی ﷺ کی پیروی کرنے کی ضرورت ہے۔4۔ایمان والے ارادہ کرلیں کہ ہر لمحے میں نے مسلمان بن کر رہنا ہے اس لیے کہ موت کا آنا ہم سے چھپایا گیا ہے۔

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۠ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ(103)

اور سب مل کر اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور جدا جدا نہ ہو جاؤ، اور اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی نعمت کو یاد کرو کہ جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں کے درمیان اُلفت ڈال دی تو تم اس کی نعمت سے بھائی بھائی بن گئے، اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے تو اس نے تمہیں اس سے بچالیا اس طرح اللہ تعالیٰ اپنی نشانیاں تمہارے لیے کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم ہدایت پا جاؤ۔(103)

سوال1:اس آیت میں کس کی دشمنی کا تذکرہ ہے؟

جواب: حافظ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ آیت کا سیاق دلالت کرتا ہے کہ اس میں اوس وخزرج کے ماضی کی طرف اشارہ ہے کہ ان کے درمیان کیسی دشمنی تھی لیکن اسلام کو قبول کر لینے کے بعد اللہ کے لیے آپس میں بھائی بھائی ہو گئے۔

سوال2:وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا'' اور سب مل کر اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو'' اللہ تعالیٰ کی مضبوط رسی کیا ہے؟

جواب:1۔'' اور سب مل کر اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو'' اللہ تعالیٰ کی مضبوط رسی کیا ہے؟ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:اَلْقُرْآنُ حَبْلُ اللهِ الْمَتِيْن (ترمذی:2906)'' قرآن اللہ تعالیٰ کی مضبوط رسی ہے۔''

2۔ایک اور حدیث میں ہے:'' قرآن اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مضبوط رسی ہے، یہ ظاہری نور ہے، یہ سراسر شفا دینے والا اور نفع بخش ہے،

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

اس پرعمل کرنے والے کے لیے یہ بچاؤ ہے،اس کی تابعداری کرنے والے کے لیے یہ نجات ہے۔"(تفسیرابنِ کثیر:447/1) 3۔سیدنا عبداللہ فرماتے ہیں:ان راستوں میں شیاطین چل پھر رہے ہیں تم اللہ کے راستے پر آجاؤ۔اللہ کی رسی کو مضبوط تھام لو وہ رسی قرآن کریم ہے۔اختلاف نہ کرو، پھوٹ نہ ڈالو، جدائی نہ کرو، علیحدگی سے بچو۔(تفسیرابن کثیر:447/1)

سوال3:اللہ تعالیٰ کی رسی کو مل کر مضبوطی سے تھامنے سے کیا مراد ہے؟

جواب:1۔قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی رسی ہے۔اس کو مضبوطی سے تھامنے سے مراد دراصل اس کے احکامات کو تھامنا ہے۔قرآنِ حکیم میں اتنی قوت ہے کہ جو اس کے احکامات پر چلے گا وہ خواہ دنیا کے کسی گوشے، کسی نسل سے تعلق رکھتا ہو، اس سچائی کے ساتھ جڑنے کی وجہ سے ذہنی اعتبار سے جڑ جائے گا۔ 2۔جو افراد ذہنی مطابقت رکھتے ہوں وہ ایک فورم پر اکٹھے ہو کر کام کریں تو اس کی وجہ سے قرآنِ حکیم کی تعلیمات عام ہو سکتی ہیں۔پھر لوگ عملی اعتبار سے بھی ایک جیسے ہو سکتے ہیں اور وہ مل کر اس قرآن کے مطابق زندگی گذارنے کے لیے کوشش کر سکتے ہیں۔3۔اللہ تعالیٰ نے دین پر مضبوطی سے کاربند رہنے اور متحد رہنے کا حکم دیا ہے جو تقویٰ اختیار کرنے میں مدد دیتا ہے۔دین پر متحد رہنے سے اور باہمی الفت و محبت سے ان کا دین بھی درست رہے گا اور دنیا بھی درست رہے گی۔اس طرح وہ ہر ایسا کام کر سکیں گے جن کا دارومدار اتفاق و اتحاد پر ہے۔اس اتحاد کا مقصد یہ ہے کہ تمام مومن مل جل کر رہیں اور آپس میں اختلاف نہ کریں۔اتحاد کی وجہ سے انہیں فوائد بھی حاصل ہونگے اور نیکی اور تقویٰ میں تعاون بھی ممکن ہو جائے گا۔جب کہ اس کے برعکس اختلاف اور تفرقہ کی وجہ سے باہمی رابطے ٹوٹ جائیں گے، ہر شخص اپنے ذاتی فائدے کے لیے بھاگ دوڑ کرے گا اور ان کا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔

سوال4:تقویٰ کے بعد وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا کے حکم سے اسلام کے تصورِ نجات اور تصورِ اتحاد کے بارے میں کیا پتہ چلتا ہے؟

جواب:تقویٰ کے بعد وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا یعنی سب کا اللہ تعالیٰ کی رسی کو مل کر مضبوطی سے پکڑ لینا یہ واضح کرتا ہے کہ 1۔نجات اور کامیابی بھی ان ہی دو اُصولوں میں ہے اور اتحاد بھی ان ہی پر قائم ہو سکتا ہے اور ان ہی پر اتحاد کا قائم رہنا بھی ممکن ہے۔2۔سیدنا قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے فرقہ اور اس میں پڑنے کو ناپسند کیا ہے، اس نے تمھیں اس سے ڈرایا اور اس سے روکا ہے۔اس نے آپ کے لیے سمع و طاعت، (سننا اور اطاعت کرنا) الفت، (باہمی محبت) اور جماعت) کو پسند کیا ہے، لہٰذا اگر استطاعت رکھتے ہو تو اپنے آپ کو اس پر راضی کر لو جس کو اللہ نے آپ کے لیے پسند کیا ہے۔ ولاقوۃ الا باللہ۔(تفسیر جامع البیان:35/4)3۔صحیح مسلم میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں تین باتوں سے اللہ رحیم خوش ہوتا

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

ہے اور تین باتوں سے ناخوش ہوتا ہے ایک تو یہ کہ اسی کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو دوسرے اللہ کی رسی کو اتفاق سے پکڑو' تفرقہ نہ ڈالو' تیسرے مسلمان بادشاہوں کی خیرخواہی کرو' فضول بکواس' زیادتی سوال اور بربادی مال یہ تینوں چیزیں رب کی ناراضگی کا سبب ہیں۔(تفسیر ابن کثیر:447/1) 4۔اتفاق واتحاد ہر قوم کی قوت کی ریڑھ کی ہڈی ہے اور اتفاق اس وقت ہی ہوسکتا ہے جب کہ ہر قبیلہ، ہر قوم، ہر علاقہ کے لوگ اسلام کی قوت اور ساکھ برقرار رکھنے کے لیے اپنے اپنے جذبات کو دبا کر رہیں۔(انوارالبیان:528/1) 5۔اس آیت کریمہ میں مسلمانوں کو اتفاق واتحاد کی نصیحت کی گئی ہے اور ہر قسم کے افتراق واختلاف سے ڈرایا گیا ہے۔اور اتفاق کی بنیاد قرآن کریم کو بتایا گیا ہے۔اور جیسا کہ معلوم ہے کہ سنت قرآن سے جدا نہیں ہوسکتی،اور قرآن بغیر سنت کے نہیں سمجھا جاسکتا،اس لیے مسلمانوں کے درمیان حقیقی اتفاق واتحاد صرف قرآن وسنت پر عمل کر کے ہی پیدا کیا جاسکتا ہے۔(تیسیر الرحمٰن:197/1) 6۔فرقہ بندی کی تاریخ بتاتی ہے کہ قرآن وحدیث کے فہم، اس کی تشریح وغیرہ میں اختلاف تو صحابہ اور تابعین کے عہد میں بھی تھا۔یہ فرقہ بندی کا سبب نہیں۔مسلمان قرآن وحدیث کی وجہ سے فرقوں اور گروہوں میں تقسیم نہیں ہوئے کیونکہ اختلاف کے باوجود سب کے لئے اطاعت اور عقیدت کا محور ومرکز قرآن مجید اور حدیث رسول تھا۔7۔امام مسلم نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:وَأَنَا تَارِكٌ فِيكُمْ ثَقَلَيْنِ أَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللَّهِ فِيهِ الْهُدَى وَالنُّورُ فَخُذُوا بِكِتَابِ اللَّهِ وَاسْتَمْسِكُوا بِهِ آگاہ رہو میں تمہارے پاس دو بہت ہی بھاری اور عظیم چیزیں چھوڑے جارہا ہوں ان میں سے ایک اللہ کی کتاب ہے جو اللہ کی رسّی ہے۔جو اس کی اتباع کرے گا وہ ہدایت پر رہے گا۔اور جو اسے چھوڑ دے گا وہ گمراہ ہو جائے گا۔(صحیح مسلم:6225) 8۔عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:لَا تَخْتَلِفُوا فَإِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ اخْتَلَفُوا فَهَلَكُوا ''آپس میں اختلاف نہ کیا کرو کیونکہ تم سے پہلے لوگوں نے اختلاف کیا تو وہ ہلاک وبرباد ہوگئے۔''(صحیح بخاری:2410) 9۔ابو بردہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا وَتَطَاوَعَا وَلَا تَخْتَلِفَا.'' آسانی پیدا کرو سختی میں مبتلا نہ کرو خوش خبری سنانا نفرت نہ پھیلانا، اتفاق رکھنا اور اختلاف نہ رکھنا۔''(صحیح مسلم:4526)

سوال5: وَّلَاتَفَرَّقُوْا'' اور جدا جدا نہ ہو جاؤ'' تفرقہ (گروہ بندی) سے کیا مراد ہے؟

جواب:1۔ذہنی اور عملی طور پر انتشار کا شکار ہونا۔2۔قرآنِ مجید کو چھوڑ کر مسلمانوں میں کوئی قدرِ مشترک نہیں رہ جاتی۔وہ ایک دوسرے سے کٹ کر رہنے کے لیے جو بھی کوشش کریں وہ تفرقہ (گروہ بندی) ہے۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سوال6: اُمتِ مسلمہ (اسلامی اجتماعیت) کن دو بنیادی ستونوں پر قائم ہوتی ہے؟

جواب:1۔تقویٰ 2۔اُخوت

سوال7: تقویٰ مسلمانوں کی اجتماعیت کا پہلا ستون ہے اس کی اہمیت واضح کریں؟

جواب:1۔تقویٰ کے ستون کے بغیر انسانوں کی ہر اجتماعیت ایک جاہلی اجتماعیت ہوگی اس لیے کہ ان کی قیادت ہدایت یافتہ نہیں ہوگی اور ان کا مقصد صالح نہیں ہوگا۔2۔تقویٰ کے ساتھ ہی اسلامی اجتماعیت اپنے وجود کو ثابت کرسکتی ہے۔ 3۔تقویٰ کے ساتھ ہی وہ اس اہم کردار کو ادا کرسکتی ہے جو اس کے سپرد کیا گیا ہے۔

سوال8: اسلامی اجتماعیت کی دوسری اساس ''اخوت'' ہے۔اخوت کیسے پیدا ہوتی ہے؟

جواب:1۔اخوت اللہ تعالیٰ پر ایمان اور اس کے خوف سے پھوٹتی ہے۔2۔اخوت اللہ تعالیٰ کی مضبوط رسی کو پکڑنے کی بنیاد پر پیدا ہوتی ہے۔3۔اخوت اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیے گئے عہد کی بنیاد پر پیدا ہوتی ہے۔4۔اخوت دین کی بنیاد پر پیدا ہوتی ہے۔ 5۔اخوت کسی جاہلی مقصد کی بنیاد پر پیدا نہیں ہوتی۔

سوال9: اسلامی اخوت کے فوائد کیا ہیں؟

جواب:1۔اسلامی اخوت کی وجہ سے لوگوں میں اتحاد پیدا ہوتا ہے۔2۔اس کی وجہ سے افراد اپنی تاریخی دشمنیاں بھول جاتے ہیں۔3۔اسی کی وجہ سے قبائلی انتقام معاف کردیئے جاتے ہیں۔4۔اسی کی وجہ سے افراد اپنے ذاتی مفادات چھوڑ دیتے ہیں۔5۔اسی کی وجہ سے افراد اپنی فرقہ وارانہ روایات ترک کردیتے ہیں۔

سوال10: وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا'' اور اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی نعمت کو یاد کرو کہ جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں کے درمیان اُلفت ڈال دی تو تم اس کی نعمت سے بھائی بھائی بن گئے'' رشتۂ اخوت سے قبل مسلمان کیسے دشمن تھے؟

جواب:1۔ربیع کا قول ہے:'' اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً ''تمہارے لوگ ایک دوسرے کو قتل کردیتے تھے،اور تمہارا قوت والا ضعیف کو کھا جاتا تھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسلام لے آیا اور تمہارے درمیان اسلام کی وجہ سے اُلفت پیدا کردی۔(تفسیر ابن ابی حاتم:725/3)

2۔رشتۂ اخوت سے قبل مدینہ میں اوس اور خزرج کے قبائل ایک دوسرے کے دشمن تھے،یہودی ان میں دشمنی کی آگ کو بھڑکائے رکھتے تھے۔اللہ تعالیٰ نے ان دو نفرت کرنے والے قبیلوں کے درمیان اسلام کی وجہ سے اُلفت پیدا کردی۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

3۔ فَاَصۡبَحۡتُمۡ بِنِعۡمَتِہٖۤ اِخۡوَانًا'' تو تم اس کی نعمت سے بھائی بھائی بن گئے'' شیخ محمد علی الصابونی لکھتے ہیں'' اور اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی نعمت کو یاد کرو جب اسلام آنے سے پہلے تم ایک دوسرے کے دشمن تھے، تمہارے لوگ ایک دوسرے کو قتل کر دیتے تھے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے محبت کے ساتھ تمہارے دلوں میں اُلفت ڈال دی، اور تمہیں ایمان پر جمع کیا تو تم اللہ کے فضل اور اس کے انعام سے اللہ کے لیے ایک دوسرے سے محبت کرنے والے بن گئے''۔(تفسیر واضح المیسر :140,141)

سوال11:فَاَلَّفَ بَیۡنَ قُلُوۡبِکُمۡ'' تو اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں کے درمیان اُلفت ڈال دی۔''اس کی وضاحت کریں؟

جواب:1۔'' تو اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں کے درمیان اُلفت ڈال دی'' انسانوں کے باہمی تعلقات اور باہمی محبت کا مرکز دل ہے اس لیے دل کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔اللہ تعالیٰ کے ساتھ کئے ہوئے عہد کی رسی میں دلوں کو باندھ دیا گیا، جوڑ دیا گیا، ان میں ایک دوسرے کے لیے الفت ڈال دی گئی۔ 2۔رسول اللہ ﷺ نے حنین کا مال تقسیم کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے اس احسان کی طرف اشارہ فرمایا۔عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر حنین کے مال کی تقسیم کے وقت، جب کچھ انصار کے لوگوں نے اس وجہ سے اعتراض کیا تھا کہ آپ ﷺ نے کچھ لوگوں کو زیادہ حصہ دے دیا تھا، حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کی مرضی ومشیت کے مطابق ہی تھا تو آپ ﷺ نے انہیں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:'' اے گروہِ انصار! کیا میں نے تمہیں گمراہ نہیں پایا تھا؟ مگر اللہ تعالیٰ نے تمہیں میری وجہ سے ہدایت سے نوازا، تم ایک دوسرے سے الگ الگ تھے مگر میرے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں میں الفت ومحبت ڈال دی، اور تم فقیر تھے مگر اللہ تعالیٰ نے تمہیں میری وجہ سے دولت مند بنا دیا۔'' آپ ﷺ جب بھی کچھ ارشاد فرماتے تو اس کے جواب میں وہ کہتے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا ہم پر بہت بڑا احسان ہے۔(بخاری:4330،مسلم:1061)

سوال12:فَاَصۡبَحۡتُمۡ بِنِعۡمَتِہٖۤ اِخۡوَانًا'' تو تم اس کی نعمت سے بھائی بھائی بن گئے'' اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی اخوت کو اپنی نعمت کیوں قرار دیا؟

جواب: مومنوں کی باہمی محبت اللہ تعالیٰ ہی کی نعمت ہے اس لئے کہ انسان زمین بھر دولت بھی دے ڈالے کسی کی محبت نہیں خرید سکتا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ، اس کی رحمت اور اس کی نعمت ہے۔

سوال13:وَ کُنۡتُمۡ عَلٰی شَفَا حُفۡرَۃٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنۡقَذَکُمۡ مِّنۡہَا'' اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے تو اس نے تمہیں اس سے بچالیا'' کی وضاحت کریں؟

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جواب:1۔''شَفَاحُفْرَةٍ'' کامعنی گڑھے کا کنارہ جیسے کچے کنوئیں کا کنارہ ہوتا ہے۔(بخاری کتاب التفسیر)2۔فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا'' تو اس نے تمہیں اس سے بچالیا''تمہیں اسلام کی طرف ہدایت دے کر اللہ کی آگ سے بچالیا۔(ایسر التفاسیر:193)

3۔ابن عباس نے کہا:اگر تم جاہلیت پر مرجاتے تو تم آگ والوں میں سے ہوتے' فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا'' اللہ تعالیٰ نے دین اسلام سے اور محمد ﷺ کی بدولت تمہیں نجات دی۔(تفسیر الوسیط 474/1)4۔مقاتل بن حیان کا قول ہے:اللہ تعالیٰ نے تمہیں شرک سے ایمان کی طرف نجات دی۔(تفسیر ابن ابی حاتم:726/3)

سوال14:اس آیت کے پس منظر میں کیا واقعہ ہے؟

جواب:مدینہ کے دو قبائل اوس اور خزرج کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔اسلام قبول کرنے کے بعد یہ دونوں قبائل بھائیوں کی طرح ایک محفل میں بیٹھے ہوئے تھے کہ قریب سے ایک یہودی گزرا۔یہ بات اس پر گراں گزری۔اس نے ایک شخص کو بھیجا جو جنگِ بعاث میں ان کے درمیان گزرے واقعات کا تذکرہ کرنے لگا حتی کہ لوگ ایک دوسرے کے مخالف ہوگئے اور ان کے اندر جذبۂ انتقام بھڑک اٹھا۔انہوں نے اپنے اپنے جھنڈے اٹھالیے،اسلحہ طلب کرلیا گیا اور مقامِ ''حرہ'' دوبارہ جنگ کے لیے تقریباً طے ہوگیا۔اس بات کی اطلاع نبی ﷺ کو ہوگئی۔آپ ﷺ ان کے پاس آئے،انہیں ٹھنڈا کیا اور فرمایا:''کیا تم دوبارہ جاہلیت کی طرف دعوت دیتے ہو؟ حالانکہ میں تمہارے درمیان ہوں۔''اس کے بعد آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔اس پر انہیں سخت ندامت ہوئی،ان کے درمیان صلح ہوگئی،انہوں نے اسلحہ پھینک دیا اور اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوگیا۔(تفسیر ابنِ کثیر:447,448/1)

سوال15:كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ''اس طرح اللہ تعالیٰ اپنی نشانیاں تمہارے لیے کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم ہدایت پاجاؤ'' کی وضاحت کریں؟

جواب:1۔''اس طرح اللہ تعالیٰ اپنی نشانیاں تمہارے لیے کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم ہدایت پاجاؤ''اللہ تعالیٰ نے تقویٰ اور اخوت کی بنیاد پر جو اسلامی اجتماعیت قائم کرنے کے لیے کہا،اس کے بارے میں فرمایا کہ دیکھو یہ سب کچھ اس لیے ہے تاکہ تم ہدایت پاجاؤ۔2''اٰيٰتِهٖ''اس کے دلائل''لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ''اللہ تعالیٰ کا یہ ارادہ تھا کہ تم ہدایت پر ثبات پاجاؤ اور وہ تمہیں اس میں بڑھا دے(تفسیر البیضاوی:74/2)3۔اس بدیع بیان میں اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا کہ اس نے تمہیں دین اور شریعت عطا فرمائی تاکہ تم ہدایت پاؤ اور دونوں جہانوں کی سعادت اور کامیابی حاصل کرو۔اللہ تعالیٰ نے جاہلیت کے دور کی مثال

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

دی ہے کہ جیسے کوئی شخص پہاڑ کے کنارے پر ہو، جس کے نیچے گہری وادی ہو، قریب ہے کہ وہ اس میں گر پڑے۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے شَرَعَ لَكُم مِّنَ الدِّينِ مَا وَصَّىٰ بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَىٰ أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ ''اُس نے تمہارے لیے دین کا وہی طریقہ مقرر کیا ہے جس کا تاکیدی حکم اُس نے نوح کو دیا اور جس کی وحی ہم نے آپ کی طرف کی ہے اور جس کا تاکیدی حکم ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا تھا کہ دین کو قائم کرو اور اس میں تفرقہ نہ ڈالو۔ (شوریٰ:13) نبی علیہ السلام نے فرمایا: نہ باہم حسد کرو، نہ ایک دوسرے سے بالتعلق رہو، نہ باہم بغض رکھو بلکہ اے اللہ کے بندو! بھائی بھائی ہو جاؤ (صحیح مسلم) نبی ﷺ نے فرمایا ''تو مومنوں کو باہمی رحم دلی، دوستی اور باہمی مہربانی میں ایک جسم کی مانند پائے گا۔ جب کسی عضو کو دکھ درد پہنچتا ہے تو سارا جسم بے خوابی اور تپ میں مبتلا ہو جاتا ہے۔'' (بخاری :6011) سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ایک مومن دوسرے مومن کے ساتھ ایک عمارت کے حکم میں ہے کہ ایک دوسرے سے قوت پہنچتی ہے اور آپ نے اپنے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں کے اندر کیا۔ (بخاری:2446)

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ(104)

اور لازم ہے کہ تم میں سے ایک جماعت ہو جو نیکی کی طرف دعوت دیں اور بھلائی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔(104)

سوال1: وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ ''اور لازم ہے کہ تم میں سے ایک جماعت ہو'' اس آیت کا مخاطب کون ہے؟

جواب: اس آیت میں امتِ مسلمہ کو مخاطب کیا گیا ہے۔

سوال2: وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ ''اور لازم ہے کہ تم میں سے ایک جماعت ہو'' امت سے کیا مراد ہے؟

جواب:1۔ اس آیت کریمہ میں اللہ نے امت مسلمہ کو ایک بہت بڑی ذمہ داری دی ہے اور کہا ہے کہ مسلمانوں میں ایک ایسی جماعت کا ہونا ضروری ہے جو لوگوں کو خیر کی دعوت دے اچھائی کا حکم دے اور برائی سے روکے اس کے بعد اللہ نے ایسی صراحت کر دی کہ امت مسلمہ کی دینی اور دنیاوی فلاح و بہبود کی یہی بنیادی شرط ہے۔ (تیسیر الرحمٰن:197/1) 2۔ یہاں امت سے مراد مجاہدین اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والے لوگ ہیں۔ (ایسر التفاسیر:195)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سوال3: اُمتِ مسلمہ کا مشن،فریضہ کیا ہے؟

جواب:1۔امتِ مسلمہ کا فریضہ اقامتِ دین ہے۔2۔ان کا مشن اس کرۂ ارض پر اسلامی نظامِ زندگی کا قیام ہے۔3۔ان کا یہ ہدف ہے کہ حق کو باطل پر غالب کرنا ہے،معروف کو منکر پر غالب کرنا ہے۔4۔اُمتِ مسلمہ کا نصب العین یہ ہے کہ خیر کو پھیلائیں اور شر کو روکیں۔

سوال4: يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ ''جو نیکی کی طرف دعوت دیں'' دعوت الی الخیر سے کیا مراد ہے؟

جواب:1۔''الخیر سے مراد اسلام اور ہر وہ چیز ہے جو اسے دنیا اور آخرت میں نفع دے،ان میں ایمان اور عمل صالح شامل ہیں۔2۔ابوجعفر الباقر نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے آیت پڑھی ''وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ'' پھر فرمایا''خیر سے مراد قرآن اور میری سنت کی اتباع ہے''(تفسیر فتح القدیر:471/1) 3۔'خیر''میں ہر وہ چیز شامل ہے جو اللہ کے قریب کرنے والی اور اس کی ناراضی سے دور کرنے والی ہو۔4۔دعوت الی الخیر سے مراد اللہ تعالیٰ کی توحید کی،اسلام کو قبول کرنے کی،قرآنِ مجید کو اللہ تعالیٰ کی کتاب کے طور پر قبول کرنے کی،اس کی ذمہ داریاں ادا کرنے کی اور محمد رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرنے کی دعوت ہے۔

سوال5: وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ ''اور لازم ہے کہ تم میں سے ایک جماعت ہو جو نیکی کی طرف دعوت دیں'' اس سے کیا طریقۂ کار سامنے آ رہا ہے؟

جواب:اس میں مومنوں کو یہ ہدایت کی گئی ہے کہ ان میں سے ایک جماعت ایسی ضرور ہونی چاہیے جو لوگوں کو اس کی راہ کی طرف بلائے اور اس کے دین کی طرف رہنمائی کرنے کے لیے ہمہ وقت تیار رہے۔اس جماعت میں وہ علماء بھی شامل ہیں جو لوگوں کی دین کی طرف راہ نمائی کرنے کے لیے ہمہ وقت تیار رہتے ہیں۔(تفسیر سعدی:404/1)

اس سے دو حقائق سامنے آ رہے ہیں:i۔امت کے خاص لوگ:ii۔امت کے اندر برائی برداشت نہ کریں۔ii۔نیکی اور بھلائی کے لیے تڑپنے والے ہوں۔iii۔ان کے اندر کا جذبۂ اصلاح انہیں غیر جانبدار نہ رہنے دے۔iv۔وہ لازماً بھلائی کی طرف بلائیں اور برائی سے روکیں۔

2۔امت کے عوام الناس i۔ان کے اندر بھی اطاعت کا جذبہ ہو۔ii۔وہ خاص ذمہ داران کی اطاعت کریں۔iii۔سمع و اطاعت کی فضا قائم کریں۔

سوال6: امتِ مسلمہ کی کامیابی کے لیے ایک اسلامی جماعت کا قیام کس لیے ضروری ہے؟

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جواب:1۔جماعتی زندگی اسلامی نظام کی ضرورت ہے کیونکہ اسلام کا تصورِ زندگی،تصورِ کائنات،تصورِاَقدار،تصورِاَخلاق، تصورِ واقعات بالکل مختلف ہےاس لیےاسلام کوایک جاہلی معاشرے سے جداا پنامعاشرہ درکار ہے۔2۔یہ جماعت وہ ماحول فراہم کرتی ہے جہاں اسلامی نظام حقیقت کے روپ میں سامنے آسکتا ہے۔3۔یہ جماعت بھلائی کا ماحول پیدا کرسکتی ہے۔ 4۔اس جماعت کے تمام افرادایک دوسرے کے معاون ہوسکتے ہیں۔5۔اس جماعت میں شر کی نشوونما کے راستے میں مشکلات اوررکاوٹیں ہوتی ہیں۔6۔اس ماحول میں بھلائی آسان اور برائی مشکل ہوجاتی۔7۔اس ماحول میں برائی کرنے والےکومخالفت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔8۔اس ماحول میں بھلائی کی جدوجہدنشوونما پاسکتی ہے۔

سوال7:اسلامی جماعت کیسے قائم ہوتی ہے؟

جواب:1۔اسلامی جماعت دواہم بنیادوں پرقائم ہوتی ہے:i۔اللہ تعالیٰ پرایمان یعنی اس کی ذات کی پہچان اوراس کی نگرانی کاشعوریعنی تقویٰ ii۔اخوت(محبت،تعاون،باہمی کفالت)یعنی افرادایک دوسرے کے لیےایثارکرنے والےاورایک دوسرے سے سچی ہمدردی رکھنے والے ہوں۔2۔اس جماعت کے سارے فیصلے اللہ تعالیٰ کی شریعت کے مطابق ہوں۔3۔جماعت کےافرادمحبت کےساتھ قیادت کی پیروی کریں۔4۔تفرقے سے بچاجائے۔

سوال8:اللہ تعالیٰ نے فلاح،نجات اورکامیابی کے لئے کن کاموں کوضروری قراردیاہے؟

جواب:اللہ تعالیٰ نے فلاح،نجات اورکامیابی کے لئے تین کاموں کوضروری قراردیاہے:

1۔دعوت الی الخیر(خیرکی طرف دعوت دینا)2۔امر بالمعروف(نیکی کاحکم دینا)3۔نہی عن المنکر(بُرائی سےروکنا)

سوال9:وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ''اور بھلائی کاحکم دیں اور برائی سے روکیں'' کی وضاحت کریں؟

1۔''اور بھلائی کاحکم دیں اور برائی سے روکیں''المعروف وہ ہےجس کوشریعت نےمعروف قراردیاہواس کےنفع اوراس کی اصلاح کے لیےفرد اور جماعت دونوں کوحکم دیا ہے۔(ایسر التفاسیر:195) معروف میں وہ تمام نیکیاں اوربھلائیاں شامل ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نےحکم دیاہےاور ہرنبی نے اپنے دور میں جس کورواج دینے کی کوشش کی۔یہ نیکیاں اور بھلائیاں جانی پہچانی ہیں اس لئے معروف کہلاتی ہیں۔ 2۔المنکر،المعروف کی ضد ہےاوروہ ایسے امور ہیں جس کے ضرراورفساد سے بچانے کے لیےشریعت نے فرد اور جماعت کوروکا ہو۔(ایسر التفاسیر:195)اسی طرح منکر میں تمام وہ برائیاں اورمفاسد داخل ہیں جن کورسول کریم ﷺ کی طرف ناجائزقراردینامعلوم ومعروف ہے۔ 3۔رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں تم میں سے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جوکوئی کسی برائی کو دیکھے اسے ہاتھ سے دفع کردے اگر اس کی طاقت نہ ہوتو زبان سے روکے اگر یہ بھی نہ کرسکتا ہوتو اپنے دل سے نفرت کرے یہ ضعیف ایمان ہے'ایک اور روایت میں اس کے بعد یہ بھی ہے کہ اس کے بعد رائی کے دانے ے برابر بھی ایمان نہیں (صحیح مسلم) 4۔سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا:''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے!تم ضرور نیکی کا حکم کرواور ضرور برائی سے روکوورنہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنا عذاب بھیج دے پھر تم اس سے دعائیں کروگے لیکن وہ قبول نہیں کی جائیں گی۔''(جامع ترمذی:2169) 5۔نعمان بن بشیر نے سنا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی حدود پر قائم رہنے والے اور اس میں گھس جانے والے (یعنی خلاف کرنے والے) کی مثال ایسے لوگوں کی سی ہے جنھوں نے ایک کشتی کے سلسلے میں قرعہ ڈالا۔جس کے نتیجے میں بعض لوگوں کو کشتی کے اوپر والا حصہ ملا اور بعض کو نیچے کا۔پس جولوگ نیچے والے تھے انھیں دریا سے پانی لینے کے لئے اوپر والوں کے اوپر سے گزرنا پڑتا۔انھوں نے سوچا کیوں نہ ہم اپنے ہی حصے میں ایک سوراخ کرلیں تا کہ اوپر والوں کو ہم کوئی تکلیف نہ دیں۔اب اگر اوپر والے بھی نیچے والوں کو من مانی کرنے دیں گے تو کشتی والے تمام ہلاک ہوجائیں گے اور اگر اوپر والے نیچے والوں کا ہاتھ پکڑ لیں تو یہ خود بھی بچیں گے اور ساری کشتی بھی بچ جائے گی۔''(صحیح بخاری:2493)

سوال10:امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی کیا ضرورت ہے؟

جواب:انسان کے پیچھے شیطان لگا ہوا ہے اسی وجہ سے بہت سے لوگ فرائض اور واجبات چھوڑ دیتے ہیں اور گناہوں میں مبتلا ہوجاتے ہیں ایسے لوگوں کو سیدھے راستے پر باقی رکھنے کے لیے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ضرورت ہے۔یہ دونوں کام مومنوں کی خاص صفات ہیں۔

سوال11:دنیا میں بھلائی کا دور دورہ کیسے ممکن ہے؟

جواب:دنیا میں بھلائی کا دور دورہ تب ممکن ہے جب:1۔بھلائی کی دعوت ہر وقت ہو اور ایک امت یہ دعوت دے۔2۔ایک ایسا اقتدارِ اعلیٰ ہو جو''دعوت الی الخیر''بھلائی کی دعوت کے نصب العین پر ہو اور''امر بالمعروف اور نہی عن المنکر''کا کام کرے۔3۔یہ اقتدارِ اعلیٰ،مملکت یا سلطنت دو بنیادوں پر قائم ہوگی i۔تقویٰ ii۔اخوت 4۔اس اقتدارِ اعلیٰ کا نصب العین انسانی زندگی میں اسلامی نظام کو قائم کرنا ہو تو دنیا میں بھلائی کا دور دورہ ہوسکتا ہے۔

سوال12:زمین پر اسلامی نظامِ زندگی کے معنی کیا ہیں اور کیا نہیں ہیں؟

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جواب:

اسلامی نظام زندگی کیا ہے؟	اسلامی نظام زندگی کیا نہیں ہے؟
1۔ اقتدارِاعلیٰ قائم کیا جائے جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضے کو ادا کرے۔ 2۔ یہ اقتدارِاعلیٰ انسانی زندگی میں معروف کو رائج کرے اور منکر کا خاتمہ کرے۔ 3۔ یہ اقتدارِاعلیٰ امتِ مسلمہ کو غیر مسلموں کی خواہشات اور دلچسپیوں سے بچا کر رکھے تا کہ وہ اس کے افراد کو اپنی ذاتی مصلحتوں کی خاطر استعمال نہ کر سکیں۔	1۔صرف وعظ کا سلسلہ اور تبلیغ و بیان کا سلسلہ جاری ہو اور با قاعدہ سسٹم کے لیے کوشش نہ کی جائے۔ 2۔ ہر فرد محض انفرادی طور پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا کام کرتا رہے۔ 3۔کسی کی خواہشات اور دلچسپیوں کے مقابلے میں امت کو بچانے کی محض خواہش رکھی جائے۔
4۔اسلامی نظام قائم ہو تو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا ایسا شعبہ قائم کیا جائے گا جس میں افراد کل وقتی یہی فریضہ انجام دیں گے۔ 5۔حکومتی ذمہ داری کے علاوہ افراد بھی اپنے طور پر امر بالمعروف و نہی المنکر کا کام جاری رکھیں۔	4۔اسلامی حکومت کے بغیر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا کام کل وقتی بنیادوں پر کیا جائے۔کل وقتی کام اگر مختلف افراد انجام دیتے رہیں اور یہ اسلامی حکومت کے تحت نہ ہو تو مطلوبہ نتائج حاصل نہیں کر سکے گا۔ 5۔اسلامی نظامِ زندگی قائم کیے بغیر محض انفرادی کوششیں ہوتی رہیں۔

سوال13:وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ''اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں''امتِ مسلمہ کیسے کامیاب ہو سکتی ہے؟

جواب:1۔امت میں خیر غالب ہو۔2۔وہ معروف کو معروف سمجھے۔3۔وہ منکر کو منکر سمجھے۔4۔ایک ایسا اقتدارِاعلیٰ ہو جس میں خیر غالب ہو اور وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا کام کرے اور اپنے امر و نہی کو منوانے کی قوت رکھتا ہو۔5۔ایک ایسی جماعت کو قائم کرے جس کے اندر اسلامی نظام زندہ ہو، جہاں بھلائی کا ماحول ہو، جہاں باہم تعاون ہو۔

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِن بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ ۚ وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ(105)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

اورتم ان لوگوں کی طرح نہ ہوجاؤ جوالگ الگ ہوگئے اوراپنے پاس واضح احکامات آنے کے بعد بھی اختلاف کیااور یہی لوگ ہیں جن کے لیے بہت بڑا عذاب ہوگا۔(105)

سوال1:وَلَاتَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ''اورتم ان لوگوں کی طرح نہ ہوجاؤ جوالگ الگ ہوگئے اوراپنے پاس واضح احکامات آنے کے بعد بھی اختلاف کیا''اس آیت میں واضح دلیلیں آجانے کے بعدفرقوں میں تقسیم ہونے اورآپس میں اختلاف کرنے کی بات ہے،اس اختلاف کی وضاحت کریں؟

جواب:1۔یہاں اختلاف سے مراد یہودیوں اورعیسائیوں کے باہمی اختلافات ہیں جن کی وجہ لاعلمی نہ تھی بلکہ دنیاوی مفادات اورنفسانی اَغراض تھیں۔اللہ تعالیٰ نے یہودیوں اورعیسائیوں کی طرح مسلمانوں کوگروہوں میں تقسیم ہونے سے منع فرمایاہے۔ ان کے درمیان حسد،عداوت اوربغض وعناد پیدا ہوگیا تھا۔2۔اس اختلاف کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے حق سے رُوگردانی کرکے خواہش نفس کی پیروی کی،دین میں بدعت کوراہ دی اورایک دوسرے سے حسد کیا،یہاں تک کہ انبیاءکرام علیہم السلام کوبھی انہوں نے آپس میں بانٹ لیا۔اس طرح حق کے واضح دلائل آجانے کے باوجودانہوں نے آپس میں اختلاف کیا۔

3۔اس اختلاف کے بارے میں رب العزت نے وضاحت فرمائی ہے:كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۟ فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ ''لوگ ایک ہی اُمّت تھے پھراللہ تعالیٰ نے انبیاءکوخوش خبری دینے والےاورڈرانے والے بنا کر بھیجا''(البقرہ:213)

4۔سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''یہود71 فرقوں میں بٹ گئے،عیسائی72 فرقوں میں بٹ گئےاورمسلمان73 فرقوں میں بٹ گئے۔''(ابوداود،ترمذی،ابن ماجہ)

سوال2:فرقوں میں تقسیم ہونے کی کیابنیادیں ہیں؟

جواب:1۔نسل بنیادہے۔2۔خاندان بنیادہے۔3۔مال بنیادہے۔

سوال3:انسان فرقوں میں کیسے تقسیم ہوجاتے ہیں؟

جواب:انسان فرقوں میں بٹ جاتے ہیں:1۔جب بھی اللہ تعالیٰ سے تعلق کی بجائے کوئی اورچیز بنیادبنتی ہے۔

2۔جب بھی اللہ تعالیٰ کے خوف کی جگہ کوئی اورخوف لیتاہے۔3۔جب بھی آخرت کے مفاد پرکوئی اورمفادحاوی آجاتاہے۔

سوال4:وَلَاتَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا ''اورتم ان لوگوں کی طرح نہ ہوجاؤ جوالگ الگ ہوگئے''اس سے کیاپتہ چلتاہے؟

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جواب:اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرقہ بندی سے رُکنے کا حکم دیا ہے۔

سوال5: کیا قرآن وحدیث کے فہم اوراس کی تشریح میں اختلاف فرقہ بندی کا سبب بنتا ہے؟

جواب: فرقہ بندی کی تاریخ بتاتی ہے کہ قرآن وحدیث کے فہم،اس کی تشریح وغیرہ میں اختلاف تو صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین کے عہد میں بھی تھا۔یہ فرقہ بندی کا سبب نہیں۔مسلمان قرآن وحدیث کی وجہ سے فرقوں اور گروہوں میں تقسیم نہیں ہوئے کیونکہ اختلاف کے باوجود سب کے لئے اطاعت اور عقیدت کا محور ومرکز قرآنِ مجید اور حدیثِ رسول ﷺ تھے۔

سوال6: فرقہ بندی کیسے ہوتی ہے؟

جواب: تقویٰ اور **اعتصام بحبل الله جميعا** (سب کا اللہ تعالیٰ کی رسی کو مل کر مضبوطی سے پکڑ لینا) ان دو اُصولوں سے ہٹتے ہی پھوٹ پڑ جاتی ہے اور لوگ فرقوں میں بٹ جاتے ہیں۔

سوال7: اختلاف کس وجہ سے پیدا ہوتا ہے؟

اختلاف دنیاوی اغراض،خواہش نفس کی پیروی اور اللہ کی بھیجی ہوئی ہدایت سے روگردانی کرنے کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔

سوال8: کیا نبی ﷺ کی حدیث سے یہ پتہ نہیں چلتا کہ اختلاف رحمت کا باعث ہے؟

جواب:1۔نبی ﷺ کی جو روایت فرقہ بندی کے حق میں پیش کی جاتی ہے کہ ''میری اُمت کا اختلاف رحمت ہے''،یہ موضوع روایت ہے۔2۔اگر اُمت کا اختلاف رحمت کا باعث ہوتا تو رسول اللہ ﷺ یہ نہ فرماتے کہ میری اُمت 73 فرقوں میں بٹ جائے گی جن میں سے ایک فرقہ جنتی ہوگا اور باقی سب جہنم میں۔3۔رسول اللہ ﷺ نے جنت میں جانے والے فرقے کی پہچان یہ بتائی ہے کہ جو میرے اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کے طریقے پر ہوگا۔(ترمذی،ابوداؤد،ابن ماجه)

سوال9: فرقہ بندی کا آغاز کیسے ہوتا ہے؟

جواب:1۔فرقہ بندی کا آغاز اطاعت اور عقیدت کے محور ومرکز کے بدلنے سے ہوتا ہے جب شخصیات کے اقوال کو پہلا درجہ دیا جاتا ہے تو قرآن وحدیث کے احکامات خود بخود دوسرے درجے کی حیثیت اختیار کر لیتے ہیں۔یہیں سے اس اُمت کے اندر فرقہ بندی کا آغاز ہوا جو دن بدن بڑھتا چلا گیا اور اتنا مضبوط ہو گیا کہ اب جو کسی خاص شخصیت کے اقوال وافکار کے ساتھ خود کو نتھی نہیں کرتا اُس کا اسلام مشکوک قرار دیا جاتا ہے۔2۔امت میں اختلاف کو راہ دینے والے بعض کج فہم لوگوں نے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

(اختلاف امتی رحمۃ) جیسی ضعیف اور کمزور حدیث کا سہارا لے کر امت میں اختلاف پیدا کرنا چاہا ہے جب کہ اس حدیث کی کوئی سند نہیں ہے اسے طبرانی اور بیہقی نے (المدخل) میں ابن عباس سے سند ضعیف کے ساتھ مرفوعاً روایت کی ہے۔اس حدیث کی سند تو کمزور ہے ہی اس کے علاوہ بہت سی قرآنی آیات اور صحیح احادیث کے مخالف ہے3۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ أُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ ۭ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ ۭ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمْلَــَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ اور اگر آپ کا رب چاہتا تو تمام انسانوں کو یقیناً ایک ہی اُمت بنا دیتا اور وہ ہمیشہ اختلاف کرنے والے ہی رہیں گے۔مگر جن پر آپ کا رب رحم کرے اور اسی لیے اُس نے ان کو پیدا کیا اور تیرے رب کی وہ بات پوری ہوگئی کہ میں جہنم کو جنوں اور انسانوں سبھی سے ضرور بھر دوں گا۔''اس آیت میں اختلاف اور رحمت میں دوری کے بارے میں بتایا گیا ہے۔4۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے:آپس میں اختلاف نہ کرو ورنہ تمہارے دل مختلف ہو جائیں گے،اور آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے صف اول پر رحمت نازل فرماتے ہیں۔(سنن ابوداود:664)5۔رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر تمہارا میر ایسا شخص بنا دیا جائے جس کے ناک کان کٹے ہوئے ہوں جو تمہیں اللہ کی کتاب کے ذریعہ لے کر آگے چلتا ہو اس کی بات سنو اور اطاعت کرو۔(مسلم:120/2)6۔ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا کہ بات سنو اور اطاعت کرو اگر چہ تم پر ایسے شخص کو عامل بنا دیا جائے جو حبشی غلام ہو گویا کہ اس کا سر کشمش (کی طرح) چھوٹا سا ہو (بخاری:105/2)

7۔سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی کہ بات سنیں گے اور فرمانبرداری کریں گے تنگی میں بھی اور آسانی میں بھی،خوشی میں بھی اور ناخوشی میں بھی اور اس بات پر بھی کہ اگر ہمارے اوپر دوسروں کو ترجیح دی جائے گی تب بھی فرمانبرداری کریں گے اور اس بات پر بھی کہ صاحب اقتدار سے جھگڑا نہ کریں گے ہاں اگر بالکل ظاہر باہر کفر نظر آئے جس کے بارے میں ہمارے پاس اللہ کی طرف سے کھلی ہوئی دلیل ہو تو اس وقت ہم اس سے جھگڑا کریں گے۔(مسلم:125/2)

سوال10:وَاُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ''یہی لوگ ہیں جن کے لیے بہت بڑا عذاب ہوگا'' کی وضاحت کریں؟

جواب:''اور یہی لوگ ہیں جن کے لیے بہت بڑا عذاب ہوگا'' واضح احکامات آنے کے بعد بھی اختلاف کیا اور یہی لوگ ہیں جن کے لیے بہت بڑا عذاب ہوگا۔اس عذاب کی وعید سے اللہ تعالیٰ نے اسلام کے نظامِ اطاعت پر راضی کیا ہے۔اس پر ایمان کی وجہ سے مومن ٹکڑے ٹکڑے ہونے سے بچ جاتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق چلنے کی وجہ سے سب ایک ہو

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جاتے ہیں اور اتحاد مومنوں کی عام صفت بن جاتی ہے جو بڑی قوت ہے۔

يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ ۫ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ(106)

جس دن کچھ چہرے روشن ہوں گے اور کچھ چہرے سیاہ ہوں گے، تو وہ لوگ جن کے چہرے سیاہ ہوں گے (اُن سے پوچھا جائے گا کہ) کیا تم نے اپنے ایمان کے بعد کفر کیا؟ تو اب عذاب چکھو اس وجہ سے کہ تم کفر کیا کرتے تھے۔(106)

سوال1: يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ ''جس دن کچھ چہرے روشن ہوں گے اور کچھ چہرے سیاہ ہوں گے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: گزشتہ آیت کے اختتام پر اللہ تعالیٰ نے اختلاف کرنے والوں کو عذابِ الیم سے ڈرایا تو یہاں یہ بتایا کہ یہ عذاب انہیں اس دن ملے گا جب مومنوں کے چہرے ایمان کے نور سے چمک رہے ہوں گے اور کافروں اور دین میں اختلاف پیدا کرنے والوں کے چہرے ایمان کے نور سے محروم ہونے کی وجہ سے سیاہ ہوں گے۔

ابن عباس کا قول ہے کہ روشن چہرے والوں سے مراد اہل سنت والجماعت ہیں۔ اور سیاہ چہرے والوں سے مراد اہل بدعت اور امت میں افتراق پیدا کرنے والے ہیں۔ (تفسیر فتح القدیر:467/1)

سوال2: وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ ''اور کچھ چہرے سیاہ ہوں گے'' سیاہ چہرے والے لوگ کون ہوں گے؟

جواب:1۔ سیاہ چہرے والے وہ لوگ ہوں گے جو نعمت ایمان پانے کے بعد بھی کافرانہ روش جاری رکھتے ہیں۔

2۔ حسن کا قول ہے کہ اس سے مراد منافق ہیں یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے زبان سے کلمہ ایمان ادا کیا لیکن اپنے دلوں اور اعمال سے اس کا انکار کیا۔ (تفسیر الدر المنثور:112/2) ایسے لوگوں کے بارے میں ارشاد ربانی ہے:

3۔ وَالَّذِيْنَ كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ جَزَآءُ سَيِّئَةٍ بِمِثْلِهَا ۙ وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۭ مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ كَاَنَّمَآ اُغْشِيَتْ وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا ''اور جن لوگوں نے بُرائیاں کمائیں تو بُرائی کا بدلہ اُس جیسا ہی ہوگا اور اُن کو رسوائی ڈھانپے ہوگی، کوئی اُنہیں اللہ تعالیٰ سے بچانے والا نہ ہوگا۔ گویا اُن کے چہرے سیاہ رات کے ٹکڑوں سے ڈھانپ دیئے گئے ہیں۔'' (سورہ یونس:27)

4۔ وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ اور اُس دن کچھ چہروں پر خاک اُڑ رہی ہوگی۔ اُن پر سیاہی چھائی ہوئی ہوگی۔ یہی لوگ کافر، بدکردار ہیں۔ (سورہ عبس:40.42)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سوال3: فَاَمَّا الَّذِیْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ ۫ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِكُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ''تو وہ لوگ جن کے چہرے سیاہ ہوں گے (اُن سے پوچھا جائے گا کہ) کیا تم نے اپنے ایمان کے بعد کفر کیا تو اب عذاب چکھو اس وجہ سے کہ تم کفر کیا کرتے تھے'' کی وضاحت کریں؟''

جواب: '' تو وہ لوگ جن کے چہرے سیاہ ہوں گے (اُن سے پوچھا جائے گا کہ) کیا تم نے اپنے ایمان کے بعد کفر کیا تو اب عذاب چکھو'' اب عذاب کا مزہ چکھو اس وجہ سے جو تم اللہ تعالیٰ اور اس کی شریعت کا کفر کیا کرتے تھے۔ (ایسر التفاسیر:196)

وَ اَمَّا الَّذِیْنَ ابْیَضَّتْ وُجُوْهُهُمْ فَفِیْ رَحْمَةِ اللّٰهِ ؕ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ (107)

اور جن کے چہرے سفید ہوں گے، سو وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت میں ہوں گے، وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ (107)

سوال1: وَ اَمَّا الَّذِیْنَ ابْیَضَّتْ وُجُوْهُهُمْ '' اور جن کے چہرے سفید ہوں گے'' کن لوگوں کے چہرے روشن ہوں گے؟

جواب: ابی بن کعب کا قول ہے: یہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والے، اللہ تعالیٰ کے عہد کو وفا کرنے والے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت میں ہوں گے و، ہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں (ابن ابی حاتم:730/3)

سوال2: فَفِیْ رَحْمَةِ اللّٰهِ '' سو وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت میں ہوں گے'' رَحْمَةِ اللّٰهِ سے کیا مراد ہے؟

جواب: رَحْمَةِ اللّٰهِ سے مراد اللہ تعالیٰ کے غضب سے بچ کر اس کی پناہ میں آنا ہے۔

سوال3: فَفِیْ رَحْمَةِ اللّٰهِ ؕ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ '' سو وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت میں ہوں گے وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب: '' سو وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت میں ہوں گے وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں''1۔ جنت کو رحمت سے تعبیر کرنے میں یہ حکمت ہے کہ آدمی خواہ کتنا ہی عابد اور زاہد کیوں نہ ہو وہ جنت میں محض اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہی جائے گا، کیونکہ عبادت کرنا بھی انسان کا کوئی ذاتی کمال نہیں ہے۔ (تفسیر معارف القرآن:148/2)2۔ ابن عباس نے اس آیت کے بارے میں فرمایا: '' وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے'' اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ خیر کا ثواب اور شر پر عذاب دائمی ہوگا، کبھی منقطع نہیں ہوگا۔ (ابن ابی حاتم:731/3)

تِلْكَ اٰیٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَیْكَ بِالْحَقِّ ؕ وَ مَا اللّٰهُ یُرِیْدُ ظُلْمًا لِّلْعٰلَمِیْنَ (108)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

یہ اللہ تعالیٰ کی آیات ہیں جو ہم حق کے ساتھ پڑھ کر آپ کو سناتے ہیں۔اور اللہ تعالیٰ تمام جہانوں کے لیے ظلم کا ارادہ نہیں رکھتا۔(108)

سوال1:تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ''یہ اللہ تعالیٰ کی آیات ہیں جو ہم حق کے ساتھ پڑھ کر آپ کو سناتے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:1۔یہ آیات اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہورہی ہیں جو ذاتِ برحق ہے۔زجاج نے کہا:''تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ'' سے مراد یہ اللہ تعالیٰ کے دلائل ہیں۔(قرطبی:131/2) 2۔یہ آیات جو اعمال کے نتائج اور جزا سزا طے کررہی ہیں بالکل حق ہیں۔3۔یہ آیات جس انجام کی اطلاع دے رہی ہیں وہ پوری سچائی کے ساتھ پیش آنے والا ہے۔4۔یہ آیات جو ہدایت اور خیر پر مشتمل ہیں ہم حق کے ساتھ پڑھ کر آپ کو سناتے ہیں جس نے ان کو قبول کیا وہ نجات پا گیا اور جس نے اعرض کیا وہ ہلاک ہوگیا۔(ایسرالتفاسیر:196)

سوال2:وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعٰلَمِيْنَ ''اور اللہ تعالیٰ تمام جہانوں کے لیے ظلم کا ارادہ نہیں رکھتا۔''اس کی وضاحت کریں؟

جواب:1۔اللہ تعالیٰ عدل کرنے والا حاکم ہے اس لیے وہ ظلم نہیں کرسکتا۔

2۔اللہ تعالیٰ مالکِ ارض وسماوات ہے۔اس نے کائنات میں عدل کو جاری رکھنا ہے اس لیے وہ ظلم نہیں کرسکتا۔

سوال3:اللہ تعالیٰ کا انصاف جو آخرت کے دن ہوگا،اس کے نتیجے میں کچھ لوگ جہنم میں اور کچھ جنت میں چلے جائیں گے ہمیشہ کے لئے کسی کو آگ میں ڈال دینا ظلم نہیں ہے،اس کی وضاحت کریں؟

جواب:اللہ تعالیٰ کا انصاف بے لاگ ہے۔جو کچھ انسان دنیا میں کرتے ہیں اس کا بدلہ وہ آخرت میں پائیں گے۔اللہ تعالیٰ نے اسی بات کو سمجھانے کے لئے رسول بھیجے،کتابیں عطا کیں تاکہ انسان بُرے انجام سے بچ سکے۔اس کے باوجود جو لوگ دنیا کی زندگی میں سرکشی پر اُڑے رہتے ہیں اور زمین میں فساد برپا کرتے ہیں،اُن کے لئے پہلے سے طے شدہ عین انصاف کے مطابق ہمیشہ کی آگ ہے لہٰذا کسی کو ہمیشہ کے لئے آگ میں ڈال دینا ظلم نہیں بلکہ عین انصاف ہے۔

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ(109)

اور اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اور سارے معاملات اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں۔(109)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سوال1:وَلِلّٰهِ مَافِي السَّمٰوٰتِ وَمَافِي الْاَرْضِ "اوراللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے"کی وضاحت کریں؟

جواب:1۔ابن عباس نے اس آیت کے بارے میں کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:اللہ تعالیٰ نے سارے آسمان بنائے اور جو کچھ آسمانوں میں ہے۔اور ساری زمینوں کو بنایا اور جو کچھ ان میں ہے۔2۔آسمانوں وزمین کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا مالک ہے، مالک ہی فیصلہ کرسکتا ہے۔(ابن ابی حاتم:731/3)

سوال2:وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ" اورسارے معاملات اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں" کی وضاحت کریں؟

جواب:1۔تمام امور اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹائے جاتے ہیں اس لیے کہ آخری فیصلہ اُسی کا ہوگا۔2۔دنیا میں انسان اگر مرضی سے فیصلے کرتا ہے تو اسے دیکھ لینا چاہیے کہ اس کی مرضی کے ناحق استعمال کی وجہ سے فیصلہ اس کے حق میں ہوتا ہے یا اس کے خلاف ہوتا ہے۔3۔اس آیت کے توسط سے انسان کے شعور کو بیدار کیا گیا ہے۔4۔اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ انسان اپنی زندگی کو اُسی کے لیے خالص کردے۔

سوال3:اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے شعور کو بیدار کرنے کے لئے اپنی ذات کا شعور کیسے دلایا ہے؟

جواب:1۔اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان کی ملکیت سے اپنی ذات کا شعور دلایا ہے۔2۔سارے معاملات کا لوٹنا اللہ تعالیٰ کی طرف ہے اس سے اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کا شعور دلایا ہے۔

رکوع نمبر3

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ(110)

تم بہترین اُمت ہو جو لوگوں کے لیے نکالی گئی ہے،تم بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو اور تم اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو اور اگر اہلِ کتاب بھی ایمان لے آتے تو ضرور ان کے لیے بہتر ہوتا،ان میں سے کچھ مومن ہیں اور ان کے اکثر نافرمان ہیں(110)

سوال1:كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ" تم بہترین اُمت ہو جو لوگوں کے لیے نکالی گئی ہے"کی وضاحت کریں؟

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جواب:''تم بہترین اُمت ہو جو لوگوں کے لیے نکالی گئی ہے''1۔اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کی فضیلت بیان کی ہے کہ وہ بہترین امت ہے۔2۔اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو تقویٰ اور اعتصام بحبل اللہ اور جماعتی زندگی اختیار کرنے کا حکم دیا تو اب کام بتایا ہے کہ وہ اسلام کی طرف دعوت دیتے ہیں،معروف کا حکم دیتے ہیں اور منکر سے روکتے ہیں۔(ایسر التفاسیر:197)

3۔اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بتا دیا کہ ہے کہ اس امت نے وہ کام انجام دیا جس کا اسے حکم دیا گیا تھا اسی بناء پر یہ افضل قرار پائی۔4۔مسلمان امت کو اللہ تعالیٰ باہر نکال رہے ہیں۔5۔اس اُمت کو آہستہ آہستہ متحرک کیا جا رہا ہے۔6۔اس اُمت کو تمام انسانوں کی اصلاح کے لیے نکالا گیا۔7۔اس امت کو اس کائنات میں خیر کی قیادت کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔8۔اس اُمت نے کسی اور اُمت سے ہدایت نہیں لینی بلکہ اب ساری انسانیت اس اُمت سے راہ نمائی حاصل کرے گی۔

سوال2:مسلمانوں کے خَيْرَ اُمَّةٍ یعنی بہترین اُمت ہونے کا سبب کیا قرار دیا گیا ہے؟

جواب:1۔ایمان باللہ 2۔امر بالمعروف (نیکی کا حکم دینا)3۔نہی عن المنکر (برائی سے روکنا)امت اگر ان خصوصیات کی حامل ہوگی تو بہترین اُمت ہوگی اور جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہیں کرے گا وہ بھی اہلِ کتاب کی طرح ہوگا جیسے سورۃ المائدۃ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ وہ ایک دوسرے کو اس برائی سے منع نہیں تھے جس کو وہ کر لیتے تھے۔یقیناً بہت ہی بُرا ہے جو وہ کر رہے تھے۔(مائدہ:79)

سوال3:مسلمانوں کو خیر امت قرار دیا گیا اس فضیلت میں کون سے دور کے لوگ شامل ہیں؟

جواب:1۔امت مسلمہ کی یہ فضیلت دوسری تمام امتوں پر علی الاطلاق ہے اور اس فضیلت میں امت مسلمہ کے ہر دور کے لوگ شریک ہیں۔خود امت مسلمہ کے درمیان درجات میں تفاوت تو موجود ہے،جیسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیگر مسلمانوں پر فوقیت حاصل ہے،لیکن مسلمان چاہے جس دور کے ہوں،انہیں غیر مسلموں پر فضیلت حاصل ہے۔(تیسیر الرحمٰن)

2۔حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ'' امت مسلمہ کو یہ مقام ان کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ملا ہے،اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مخلوق میں سب سے اشرف اور رسولوں میں سب سے اعلیٰ بنایا تھا،اور انہیں ایک ایسا عظیم اور کامل دین دے کر بھیجا تھا جو ان سے پہلے کسی نبی یا رسول کو نہیں ملا۔ان کے اس دین کا پابند رہ کر تھوڑا عمل بھی دوسرے مذاہب والوں کے عملِ کثیر سے زیادہ افضل ہے۔''(تیسیر الرحمٰن) 3۔گویا یہ امت اگر ان امتیازی خصوصیات سے متصف رہے گی تو''بہترین امت'' ہے بصورتِ دیگر اس امتیاز سے محروم قرار پا سکتی ہے۔(دعوۃ القرآن)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سوال4:انسانی معاشرے میں اُمتِ مسلمہ کی پہچان کیا ہے؟

جواب:1۔نیکی کا کام کرنااور برائی سے روکنے کے لیےاپنافرض ادا کرنا۔2۔اگر یہ خصوصیت ختم ہوگئی تو گویاامت کا کوئی حقیقی وجودہی نہیں۔

سوال5:امت کے منصب کا پہلاتقاضا کیا ہے؟

جواب:1۔زمین کوشراورفساد سے پاک کرے۔2۔اس کے پاس اتنی قوت ہوکہ وہ امر بالمعروف اورنہی عن المنکر کا فریضہ انجام دے سکے۔

سوال6:اس اُمت کوکس مقصد کے لیےاُٹھایا گیا ہے؟

جواب:1۔پوری انسانیت کی قیادت کے لیے۔2۔جاہلیت کومٹانے اورجڑ سے اُکھاڑ پھینکنے کے لیے۔3۔انسان کا رشتہ اللہ تعالیٰ سے جوڑنے کے لیے۔ 4۔اسلامی نظامِ زندگی کے مطابق انسانوں کی راہ نمائی کے لیے۔5۔تسخیرِ کائنات کے ذریعےاپنے ایمان باللہ کومضبوط کرنے کے لیے۔

سوال7:امتِ مسلمہ کا وجودکب بے مقصدہوجاتا ہے؟

جواب:جب اُمتِ مسلمہ انسانیت کی راہ نمائی کے مقام سے گرجائےتواس کا وجود بے مقصدہوجاتا ہے۔

سوال8:امتِ مسلمہ اپنا صحیح کردارکب ادا کرسکتی ہے؟

جواب:1۔جب اس کا عقیدہ بالکل درست ہو۔2۔جب اُس کا شعور بیدارہو۔3۔جب اس کے اَخلاق معیاری ہوں۔ 4۔جب اس کی تنظیم مضبوط ہو۔

سوال9:تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ''تم بھلائی کا حکم دیتے ہواور برائی سے روکتے ہوتم اللہ تعالیٰ پرایمان رکھتے ہو''اُمتِ مسلمہ کا یہ فریضہ کیسےادا ہوگا؟

جواب:1۔ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا:تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ تم لوگوں کوحکم دیتے ہوکہ وہ گواہی دیں لا الہ الا اللہ اوراس چیز کا اقرار کریں جواللہ تعالیٰ نے نازل کی اوراس پر جنگ کریں اورلا الہ الا اللہ معرفت میں سب سے عظیم ہے۔ (القرآن العظیم ابن ابی حاتم:733/3) 2۔ابوالعالیہ نے کہامعروف توحید ہے۔3۔تم لوگوں کے لیےمعروف یعنی اسلام اور ہدایت ،نئی شریعت جو

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

نبی ﷺ لے کر آئے اس کا حکم دیتے ہو۔(ایسر التفاسیر:197) 4۔وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ابن عباس نے کہا: منکر تکذیب ہے اور وہ سب منکروں سے بڑا منکر ہے۔(ابن ابی حاتم:734/3) 5۔منکر سے مردکفر، شرک، کبیرہ گناہ اور فواحش ہیں۔(ایسر التفاسیر:197)

6۔وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ جس ایمان کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا اس میں اللہ تعالیٰ، رسولوں، فرشتوں، کتابوں، آخرت میں اٹھایا جانا اور تقدیر پر ایمان شامل ہے۔(ایسر التفاسیر:197)7۔یہ تمام امتوں سے بہتر اور افضل امت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لیے پیدا کیا ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو کامل کرتے ہیں یعنی ایسا ایمان رکھتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ہر حکم پر عمل کرنے کو مستلزم ہے اور دوسروں کو بھی کامل بناتے ہیں یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔(تفسیر سعدی)

سوال10:امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے ساتھ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ”تم اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو“ کی شرط عائد کی گئی ہے اس کی حکمت واضح کریں؟

جواب:1۔ایمان کی وجہ سے ہی خیر اور شر میں فرق واضح ہوتا ہے۔2۔ایمان ہی کی وجہ سے معروف اور منکر کی پہچان ہوتی ہے۔3۔صرف ایک صالح گروہ کا ہونا کافی نہیں۔جب شر پھیل جائے تو معاشرے کے اندر اچھائی برائی کے پیمانے بدل جاتے ہیں۔ایسے میں خیر وشر کے مضبوط تصور کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ تصور ایمان سے جڑا ہوا ہے۔4۔قوتِ ایمانی کی وجہ سے اس راہ کی مشقتیں برداشت کرتے ہوئے ثابت قدم رہا جا سکتا ہے۔5۔ایمان اس لیے بھی ضروری ہے کہ خواہشاتِ نفس میں شدت ہوتی ہے اور ان کا مقابلہ ایمان کے بغیر ممکن نہیں۔6۔ایمان کے ساتھ خواہش پرستی کی وجہ سے پیدا ہونے والی کمزوریوں کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔7۔جب ساری اُمیدیں ختم ہو جائیں تو مومن کا زادِراہ ایمان ہوتا ہے۔8۔جب سارے سہارے ایک ایک کر کے ٹوٹ جائیں تو اللہ تعالیٰ کا سہارا انسان کو قوت دیتا ہے۔

سوال11:امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے بارے میں احادیث لکھیں؟

جواب:1۔سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سنا رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے:

جو شخص تم میں سے کسی برائی کو (ہوتے) دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ سے بدل (روک) دے۔اگر (ہاتھ سے روکنے کی) طاقت نہیں ہے تو زبان سے (اس کی برائی کو واضح کرے۔) اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو دل سے (اسے برا جانے) اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔(مسلم:177)

2۔سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

ہے!تم ضرور نیکی کا حکم دواور ضرور برائی سے روکو ورنہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنی طرف سے کوئی عذاب بھیج دے پھر تم اس سے دعائیں کرو گے لیکن وہ قبول نہیں کی جائیں گی۔(ترمذی:2169)

3۔ابولہب کی بیٹی سیدنا درہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایک مرتبہ کسی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا آپ اس وقت منبر پر تھے کہ یارسول اللہ ﷺ کونسا شخص بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا سب لوگوں سے بہتر وہ شخص ہے جو سب سے زیادہ قاری قرآن ہو' سب سے زیادہ پرہیزگار ہو' سب سے زیادہ اچھائیوں کا حکم کرنے والا سب سے زیادہ برائیوں سے روکنے والا سب سے زیادہ رشتے ناتے ملانے والا ہو۔(مسند احمد)

4۔سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''(دین میں) سب سے پہلی کوتاہی جو بنی اسرائیل میں پیدا ہوئی وہ یہ تھی کہ آدمی دوسرے آدمی سے ملتا اور اس سے کہتا: اے شخص! اللہ تعالیٰ سے ڈر اور جو کام تو کرتا ہے اسے چھوڑ دے اس لیے کہ وہ تیرے لیے حلال نہیں ہے۔پھر جب کل کو(دوبارہ) اس سے ملتا جب کہ وہ اسی حال پر ہوتا تو اس کا یہ (گناہ پر اصرار) اسے اس کا ہم نوالہ، ہم پیالہ اور ہم مجلس بننے سے نہ روکتا (جبکہ گناہ پر اصرار کا تقاضا تھا کہ وہ اس کے ساتھ کھانے پینے اور ہم نشینی سے گریز کرتا) پس جب انہوں نے ایسا کیا (یعنی یہ کوتاہی عام ہو گئی) تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو یکساں کر دیا۔'' پھر نبی ﷺ نے یہ آیات تلاوت فرمائیں: بنی اسرائیل کے کافروں پر سیدنا داؤد علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی لعنت کی گئی۔یہ اس سبب سے جو انہوں نے نافرمانی کی اور وہ زیادتی کرنے والے تھے۔وہ ایک دوسرے کو برائی سے نہیں روکتے تھے جس کا ارتکاب وہ کرتے، یقیناً برا ہے جو وہ کرتے تھے۔تو ان میں سے اکثر لوگوں کو دیکھے گا کہ یہ کافروں سے دوستی کرتے ہیں البتہ برا ہے جو ان کے نفسوں نے ان کے لیے آگے بھیجا۔'' فاسقون تک پھر فرمایا:'' ہرگز نہیں اللہ کی قسم! تم ضرور نیکی کا حکم کرو اور ضرور برائی سے روکو اور ضرور ظالم کے ہاتھ کو پکڑو اور ان کو زبردستی (خوب کوشش کر کے) حق کی طرف موڑو اور ان کو حق پر مجبور کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تم سب کے دلوں کو یکساں کر دے گا۔پھر تم پر لعنت کرے گا جیسے ان پر لعنت کی۔''(سنن ابی داؤد:4336) 5۔سیدنا ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''مجھ سے پہلے اللہ تعالیٰ نے جو نبی بھی بھیجا اس کے اس کی امت میں سے حواری اور (مخلص) ساتھی ہوتے جو اس کی سنت پر عمل اور اس کے حکم کی اقتداء کرتے۔پھر ان کے بعد ایسے ناخلف لوگ پیدا ہوئے جو ایسی باتیں کہتے جو وہ کرتے نہیں تھے اور وہ کام کرتے تھے جن کا انہیں حکم نہیں دیا جاتا تھا۔پس جو شخص ان سے ہاتھ کے ساتھ جہاد کرے گا وہ مومن ہے اور جو شخص ان سے دل سے جہاد کرے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

گا وہ مومن ہے اور جوان سے اپنی زبان سے جہاد کرے گا وہ مومن ہے اوراس کے علاوہ رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان کا (درجہ) نہیں۔'' (صحیح مسلم:179)6۔سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:''تم راستوں میں بیٹھنے سے بچو!''صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا:یارسول اللہ ﷺ!ہمارے لیے ان مجلسوں کے بغیر چارہ نہیں۔ہم وہاں بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''اگر تم نے وہاں ضرور بیٹھنا ہی ہے تو تم راستے کو اس کا حق دو۔''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا:یارسول اللہ ﷺ!راستے کا حق کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:''نگاہوں کو پست رکھنا،تکلیف دہ چیزوں کو راستے سے ہٹانا(یا خود تکلیف پہنچانے سے باز رہنا) سلام کا جواب دینا،نیکی کی تلقین کرنا اور برائی سے روکنا۔'' (صحیح بخاری:2465)

سوال12:امر بالمعروف اور نہی عن المنکر فرضِ عین ہے یا فرضِ کفایہ؟

جواب:1۔اکثر علماء کے نزدیک یہ علماء کی ذمہ داری ہے کیونکہ وہ معروف ومنکر کا شرعی علم رکھتے ہیں۔2۔اس کی ذمہ داری سے کوئی شخص عہدہ برآ نہیں ہوسکتا جب تک کہ اپنے اپنے دائرے میں وہ نیکی کو رواج دینے اور برائی کے خاتمے کے لئے کوشش نہ کرے 3۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ''اور مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہیں،وہ نیکی کا حکم دیتے ہیں اور بُرائی سے روکتے ہیں'' (التوبہ:71) 4۔نبی ﷺ نے فرمایا: بَلِّغُوْا عَنِّيْ وَلَوْ اٰيَةٌ (بخاری:3461) ''مجھ سے پہنچا دو اگرچہ ایک آیت ہی کیوں نہ ہو۔'' اس لحاظ سے ہر شخص بھی ذمہ دار ہے اگرچہ علماء کا فریضہ بڑا ہے۔

سوال13: وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ''اور اگر اہلِ کتاب بھی ایمان لے آتے تو ضرور ان کے لیے بہتر ہوتا'' کی وضاحت کریں؟

جواب:''اگر اہلِ کتاب بھی ایمان لاتے تو ان کے لیے بہتر ہوتا''یعنی:

1۔انہیں دنیا میں تفرقے بازی سے نجات مل جاتی۔2۔ان کا عقیدہ درست ہوجاتا۔3۔ان کا اجتماعی نظام درست ہوجاتا۔
4۔آخرت میں بھی یہ ایمان ان کے حق میں مفید ثابت ہوتا اور وہ بُرے انجام سے بچ جاتے۔

سوال14: مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ ''ان میں سے کچھ مومن ہیں'' اہلِ کتاب کے ایمان والوں سے کون لوگ مراد ہیں؟

جواب:اس سے مراد مومن ہیں جو اپنے عقائد اور اعمال میں مخلص ہیں جیسے سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی یہودیوں میں سے،نجاشی اور اس کے قبیلے کے لوگ عیسائیوں میں سے ہیں۔(تفسیر الراغی:26/2)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سوال15:وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ''اوران کے اکثر نافرمان ہیں۔''اس آیت میں اہلِ کتاب کوفاسق کیوں قرار دیا گیا ہے؟

جواب:''اوران کے اکثر نافرمان ہیں''1۔سعید بن جبیر نے کہافاسقون سے مراد کافر،عاصی ہیں۔(ابن ابی حاتم:734/3)

2۔اہلِ کتاب کوفاسق قرار دینے کا سبب نیکی کا حکم دینے سے رُکنااور بُرائی سے روکنے سے بچنا ہے۔یہ دوکام ایسے ہیں جواللہ تعالیٰ کی اطاعت کے دائرے سے باہر لے جاتے ہیں اس لئے اہلِ کتاب کوفاسق قرار دیا گیا ہے۔

لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّآ اَذًى ۭ وَاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ ۣ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ(111)

وہ تمہیں معمولی تکلیف کے سوا ہرگز کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے اور اگر وہ تم سے جنگ کریں گے تو تم سے پیٹھیں پھیر جائیں گے،پھر وہ نہیں مدد کیے جائیں گے۔(111)

سوال1:لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ ''وہ تمہیں ہرگز کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے'' سے کیا مراد ہے؟

جواب:اس سے مراد شکست ہے کہ میدانِ جنگ میں یہودی اور عیسائی تمہیں شکست نہیں دے سکیں گے اور تاریخی طور پر ایسا ہی ہوا۔ 1۔مدینہ سے یہودیوں کو نکلنا پڑا۔2۔خیبر فتح ہو گیا۔3۔شام کے علاقوں میں عیسائیوں نے شکست کھائی۔4۔صلیبی جنگوں میں اگرچہ عیسائیوں نے بیت المقدس پر قبضہ کرلیا مگر 90 سال کے بعد صلاح الدّین ایوبی نے یہ علاقہ فتح کرلیا۔5۔مسلمان اب انتہائی ذلت اور مغلوبیت کے دور سے گزر رہے ہیں لیکن سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد عیسائیت کا خاتمہ یقینی ہے اور اسلام ضرور غالب آئے گا۔صحیح احادیث سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔(ابنِ کثیر) 6۔یہاں اَذًی سے مراد زبانی بہتان تراشی ہے جس سے دل کو تکلیف پہنچتی ہے مگر یہ تکلیف وقتی ہوتی ہے۔ 7۔قتادہ نے کہا کہ تم ان سے اذیت والی باتیں سنو گے۔(تفسیر جامع البیان:50/4)8۔امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا کام اللہ تعالیٰ کا کام ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ اپنے حفاظتی نظام کو activate کیا ہے۔جولوگ بھی اس کام کے لیے اُٹھیں گے ان کے لیے اللہ تعالیٰ کی ضمانت ہے کہ ان کے مخالف معمولی تکلیفوں کے سوا انہیں کوئی حقیقی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔9۔یہ لوگ مسلمانوں کی جماعت کی تشکیل پر اثر انداز نہیں ہو سکتے اس دعوت کو زمین سے ختم نہیں کر سکتے۔10۔عارضی دکھ اور اذیتیں دے سکتے ہیں جن کے اثرات وقت کے ساتھ ختم ہو جاتے ہیں۔

سوال2:وَاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ ''اور اگر وہ تم سے جنگ کریں گے تو تم سے پیٹھیں پھیر جائیں گے''پشت پھیر کر

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

بھاگنے سے کیا مراد ہے؟

جواب: پشت پھیر کر بھاگنے سے مراد شکست کھانا ہے۔

سوال3: ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ "پھر وہ نہیں مدد کیے جائیں گے"، رب العزت نے فرمایا کہ یہودی مسلمانوں کے مقابلے میں شکست کھائیں گے ان کی مدد نہیں کی جائے گی اس کی وجہ کیا ہے؟

جواب: "پھر وہ نہیں مدد کیے جائیں گے"1۔ ان کی قسمت میں مسلمانوں کے خلاف کوئی مدد نہیں ہے کیونکہ ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ذلت کی مار پڑی ہے اور ان کا بُرا انجام لکھ دیا گیا۔ 2۔ قرآنِ حکیم علی الاعلان یہ کہتا ہے کہ کفر ہمیشہ مغلوب رہے گا اور ایمان کی ہمیشہ فتح ہوگی۔ اس لئے حق و باطل کی آمیزش میں حق کا پلہ قطعی بھاری رہتا ہے اور باطل کے پاؤں نہیں ہوتے مگر یہ اس وقت ہے جب مقابلہ صحیح مومن اور کافر کے درمیان ہو۔ (تفسیر سراج البیان:151/1)

ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ اَيْنَ مَا ثُقِفُوْٓا اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ(112)

یہ جہاں کہیں بھی پائے جائیں ذلت ان پر مسلط کر دی گئی سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ کی یا لوگوں کی پناہ میں ہوں اور وہ اللہ تعالیٰ کے غضب کے ساتھ لوٹے اور ان پر محتاجی مسلط کر دی گئی، اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی آیات سے کفر کرتے تھے اور وہ پیغمبروں کو کسی حق کے بغیر قتل کرتے تھے، یہ اس وجہ سے ہوا کہ انہوں نے نافرمانی کی اور وہ حدود سے گزر جاتے تھے۔(112)

سوال1: ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ اَيْنَ مَا ثُقِفُوْٓا "ذلت ان پر مسلط کر دی گئی یہ جہاں کہیں بھی پائے جائیں" یہودیوں پر ذلت اور مسکنت کیوں مسلط کی گئی؟

جواب: "ذلت ان پر مسلط کر دی گئی یہ جہاں کہیں بھی پائے جائیں"1۔ یہودیوں پر اللہ تعالیٰ کے غضب کی وجہ سے ذلّت اور مسکنت مسلّط کی گئی۔ اس کے چار اسباب قرآنِ حکیم میں بتائے گئے ہیں:

1۔ اللہ تعالیٰ کی آیات کے ساتھ کفر۔ 2۔ انبیاء علیہم السلام کا ناحق قتل۔ 3۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی۔ 4۔ زیادتی۔ 5۔ ان پر ذلت

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

اوررسوائی لازم کردی گئی ہے ہردور میں، ہرمقام میں جہاں کہیں وہ پائیں جائیں گے۔6۔یہودیوں پرایسی ذلت ڈال دی گئی ہے جوان کے گلے کا طوق بن گئی ہے اب یہ ان سے چمٹی رہے گی یہ ایمان والے نہیں

سوال2: اِلَّا بِحَبۡلٍ مِّنَ اللّٰہِ وَ حَبۡلٍ مِّنَ النَّاسِ ''سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ کی یا لوگوں کی پناہ میں ہوں'' کی وضاحت کریں؟

جواب: ''سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ کی پناہ میں ہوں اورلوگوں کی پناہ میں ہوں''1۔قتادہ نے کہا سوائے اللہ تعالیٰ کے عہد کے یا لوگوں کے معاہدوں کے۔2۔مسلمان انہیں امن دے دیں یا صلح کا معاہدہ ہوجائے یا پناہ دے دی جائے۔3۔حبل سے مراد عہد اور ذمہ ہے۔

سوال3: لوگوں کی پناہ کیسے حاصل ہوسکتی ہے؟

جواب:1۔لوگوں کی پناہ سے مراد ہے کہ یہ اسلامی حکومت کی بجائے عام مسلمانوں کی پناہ لے لیں۔وقتی طور پر بچاؤ کی دو صورتیں ہیں:i۔اسلامی حکومت میں ذِمی کی حیثیت سے رہنا قبول کرلیں۔ii۔لوگوں کی پناہ ان کو حاصل ہوجائے۔

2۔کسی بڑی غیر مسلم طاقت کی پناہ لے لیں جیسا کہ اسرائیل بڑی طاقتوں، امریکہ، برطانیہ، فرانس وغیرہ کی وجہ سے قائم ہے۔

سوال4: آج شکست اور ذلت وخواری مسلمانوں کا مقدر کیوں بن چکی ہے؟

جواب: آج مسلمانوں میں ایسے اسباب پائے جاتے ہیں جن کی وجہ سے ذلت وخواری مقدر ہوجاتی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اورحدود سے نکل جانا مسلمانوں کی بگڑی ہوئی نسل میں پایا جاتا ہے:

1۔مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ کی کتاب کو چھوڑ دیا ہے۔2۔مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ کی صریح نافرمانیاں کی ہیں۔3۔مسلمانوں نے صراطِ مستقیم چھوڑ کر ظلم کا راستہ اپنایا ہے۔

سوال5: کسی قوم کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے غلبے کی ضمانت کیا ہے؟

جواب: کسی قوم کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے غلبے کی ضمانت دین کی سچی نمائندگی ہے۔

سوال6: دنیا میں کسی قوم کے مغلوب ہوجانے کا سبب کیا ہوتا ہے؟

جواب: دنیا میں کسی قوم کے مغلوب ہوجانے کا سبب دین کی سچی نمائندگی سے ہٹ جانا ہے۔

سوال7: کوئی قوم اللہ تعالیٰ کے دین کی نمائندگی سے ہٹ کر اگر کوئی اختیار پالیتی ہے یا اسے اقتدار مل جاتا ہے تو یہ کس اصولِ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

الٰہی کے مطابق ہے؟

جواب:1۔ایسی قوم کبھی ذاتی غلبہ حاصل نہیں کرسکتی۔ 2۔ایسی قوم کو جو اختیار ملے گا وہ کسی اور کے بل بوتے پر ہوگا۔3۔یا تو کسی خدائی حکومت کی طرف سے امان ملے گی۔ 4۔یا کوئی غیر حکومت انہیں اپنی حمایت اور سرپرستی میں لے لے گی۔

سوال8:وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ''اور وہ اللہ تعالیٰ کے غضب کے ساتھ لوٹے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:1۔وہ اللہ تعالیٰ کے غضب کے مستحق ہوگئے اس کی ناراضگی ان پر واجب ہوگئی۔(تفسیر مراغی:27/2) 2۔انہوں نے اپنے برے کرتوتوں سے اپنے اوپر ذلت وخواری اور اللہ تعالیٰ کا قہر واجب کرلیا اور اس کا سبب ان کا تکبر اور حسد ہے۔

سوال9:وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ''اور وہ اللہ تعالیٰ کے غضب کے ساتھ لوٹے''اللہ تعالیٰ کے غضب سے بچنے کی کیا صورتیں ہیں؟

جواب:ہمیشہ کے لئے اللہ تعالیٰ کے غضب سے بچنے کی صورت تو یہی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آجائیں یعنی اسلام قبول کرلیں۔

سوال10:يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ''وہ اللہ تعالیٰ کی آیات سے کفر کرتے تھے''اللہ تعالیٰ کی آیات کے ساتھ کفر کرنے سے کیا مراد ہے؟

جواب:1۔اپنی زندگیوں میں انہیں نافذ نہ کرنا۔2۔ان کے مطابق اپنی عدالتوں میں فیصلے نہ کرنا۔

سوال11:وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ''ان پر محتاجی مسلط کردی گئی'' کی وضاحت کریں؟

جواب:''ان پر محتاجی مسلط کردی گئی''1۔محتاجی نے انہیں گھیر لیا ہے۔وہ غیروں کے تابع رہتے ہیں وہ مال میں سے جو کچھ ان پر عائد کردیں یہ ادا کرتے ہیں اور رہے ہیں۔(تفسیر مراغی:27/2)2۔ابوالعالیہ کا قول ہے کہ مسکنت فاقہ ہے۔3۔ضحاک نے کہا مسکنت جزیہ ہے۔(ابن ابی حاتم:736/3)

سوال12:وَيَقْتُلُوْنَ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ''اور وہ پیغمبروں کو کسی حق کے بغیر قتل کرتے تھے'' کی ضاحت کریں؟

جواب:''اور وہ پیغمبروں کو کسی حق کے بغیر قتل کرتے تھے''ابوداؤدطیالسی میں حدیث ہے کہ بنی اسرائیل ایک ایک دن میں تین تین سو نبیوں کو قتل کرڈالتے تھے اور دن کے آخری حصہ میں اپنے اپنے کاموں پر بازاروں میں لگ جاتے تھے۔(تفسیر ابن کثیر:455/1)

سوال13:ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا يَعْتَدُوْنَ'' یہ اس وجہ سے ہوا کہ انہوں نے نافرمانی کی اور وہ حدود سے گزر جاتے تھے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:''یہ اس وجہ سے ہوا کہ انہوں نے نافرمانی کی اور وہ حدود سے گزر جاتے تھے''امام رازی نے لکھا ہے:جو شخص

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

ترک آداب کرے گا اس سے ترک سنن کا ارتکاب ہوگا اور ترک سنن کا نتیجہ ترک فرائض کی صورت میں ظاہر ہوگا اور ترک فرائض سے شریعت کی اہانت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور اہانت شریعت سے انسان کفر کے گڑھے میں گر جاتا ہے (کبیر) (تفسیر اشرف الحواشی:78/1)

لَيْسُوْا سَوَآءً ؕ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ(113)

وہ سب برابر نہیں ہیں، اہل کتاب میں سے ایک جماعت قیام کرنے والی ہے، جو رات کے اوقات میں اللہ تعالیٰ کی آیات تلاوت کرتے ہیں اور وہ سجدے کرتے ہیں۔(113)

سوال1:اس آیت کا شان نزول کیا ہے؟

جواب:ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس وقت سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ ،ثعلبہ بن سعید رضی اللہ عنہ ،اسید بن عبد رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھ یہودیوں میں سے اور حضرات مشرف بااسلام ہوگئے اور انہوں نے سچائی کے ساتھ ایمان قبول کیا اور اسلام میں جوش اور رغبت پیدا کی تو یہود کے علماء اور کافر بولے کہ ہم میں جو برے ہیں وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے ہیں اور جو ہم میں پسندیدہ ہیں انہوں نے اپنے آباؤاجداد کے دین کو نہیں چھوڑا اور نہ دوسرے دین کو اختیار کیا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اہل کتاب میں سے یہ سب برابر نہیں۔

(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطی)(تفسیر ابن عباس:210/1)

سوال2:لَيْسُوْا سَوَآءً ''وہ سب برابر نہیں ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:''وہ سب برابر نہیں ہیں''ابن مسعود فرماتے ہیں:اہل کتاب اور امت محمدیہ برابر نہیں ہو سکتے۔(مسند احمد۔تفسیر ابن کثیر)

سوال3:مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ ''اہل کتاب میں سے ایک جماعت قیام کرنے والی ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:''اہل کتاب میں سے ایک جماعت قیام کرنے والی ہے''1۔اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ قتادہ کا قول ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب پر اور اس کے فرائض اور اس کی حدود پر قائم ہیں۔(تفسیر جامع البیان:56/4) 2۔ابن عباس کا قول ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر قائم ہیں۔وہ اس کے بارے میں جھگڑا نہیں کرتے اور نہ اسے چھوڑتے ہیں جیسا کہ دوسرے لوگوں نے اسے چھوڑ دیا اور اسے ضائع کر دیا۔(ابن ابی حاتم:738/3) 3۔اس سے مراد ایسا گروہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی شریعت اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی پر قائم

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

رہنے والا ہے۔

سوال4:یَتْلُوْنَ اٰیٰتِ اللّٰہِ اٰنَآءَ الَّیْلِ ''جو رات کے اوقات میں اللہ تعالیٰ کی آیات تلاوت کرتے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:''جو رات کے اوقات میں اللہ تعالیٰ کی آیات تلاوت کرتے ہیں'' وہ رات کی گھڑیوں میں عشاء اور قیام الیل میں اللہ تعالیٰ کی آیات کی تلاوت کرتے ہیں۔(ایسر التفاسیر:198)

سوال5:یَتْلُوْنَ اٰیٰتِ اللّٰہِ اٰنَآءَ الَّیْلِ ''جو رات کے اوقات میں اللہ تعالیٰ کی آیات تلاوت کرتے ہیں'' رات کی گھڑیوں میں اللہ تعالیٰ کی آیات کی تلاوت کرنے کے مومن پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟

جواب:''جو رات کے اوقات میں اللہ تعالیٰ کی آیات تلاوت کرتے ہیں'' رات کی گھڑیوں میں اللہ تعالیٰ کی آیات کی تلاوت کرنے سے 1۔مومن کا دل پگھلتا ہے۔ 2۔مومن رب کے قریب ہوتا ہے۔3۔مومن رب کی طرف سے عائد کردہ ذمہ داریوں کو نبھانے کے لیے تیار ہوتا ہے۔

سوال6:وَھُمْ یَسْجُدُوْنَ ''اور وہ سجدے کرتے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:''اور وہ سجدے کرتے ہیں'' 1۔سجدہ ارکان صلوٰۃ میں سے خشوع خضوع کے کمال کے لیے خاص ہے۔(تفسیر المراغی:30/2)
2۔سجدے انسان کو اللہ تعالیٰ کے قریب کرتے ہیں اور اس کے مزاج میں تواضع پیدا کرتے ہیں۔3۔یہ سجدہ کرنے پر ان کی تعریف ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے لیے خضوع کا عظیم مظہر ہیں۔(ایسر التفاسیر:198)

یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَیُسَارِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ ؕ وَاُولٰٓئِکَ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ(114)

وہ اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں اور بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں اور خیر کے کاموں میں بھاگ دوڑ کرتے ہیں اور یہی لوگ صالحین میں سے ہیں۔(114)

سوال1:یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ''وہ اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:''وہ اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں'' سعید بن جبیر کا قول ہے:یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ سے مراد اللہ تعالیٰ کی توحید کی تصدیق ہے۔2۔وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وہ غیب کی تصدیق کرتے ہیں جس میں اعمال کی جزا ہے۔(القرآن العظیم ابن ابی حاتم:739/3)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سوال2:اللہ تعالیٰ پرایمان اورآخرت پرایمان کی وجہ سےانسان کی زندگی میں کیا تبدیلی آتی ہے؟

جواب:1۔انسان اللہ تعالیٰ کی طرف سے عائدکردہ ساری ذمہ داریوں کوقبول کرتا ہے۔2۔انسان ہرطرح سے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا چاہتا ہے۔3۔انسان بڑی سے بڑی قربانی سے دریغ نہیں کرتا۔

سوال3:وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ''اور بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:''اور بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں'' وہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لانے کا حکم دیتے ہیں اور محمد ﷺ کی تصدیق کرتے ہیں۔اور جو انکے پاس اللہ تعالیٰ کی جانب سے آیا ہے(تفسیر جامع البیان:4\59)

سوال4:وَيُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ ''اور خیر کے کاموں میں بھاگ دوڑ کرتے ہیں'' بھلائیوں یعنی اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ کاموں میں دوڑ دوڑ کر کون حصہ لیتا ہے؟

جواب:''اور خیر کے کاموں میں بھاگ دوڑ کرتے ہیں''1 بھلائیوں میں دوڑ دوڑ کر حصہ وہ لیتا ہے جس کے لیے زندگی کا سب سے بڑا مقصد اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا ہو جائے۔2۔یہ ان کی عالی ہمتی ہے کہ نیکی کے ہر موقع سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور جب بھی ہو سکے فوراً نیکی کر لیتے ہیں۔اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ نیکی کی شدید رغبت اور خواہش رکھتے ہیں اور اس کے فوائد وثمرات سے خوب واقف ہیں۔(تفسیر سعدی)3۔نیک کاموں میں اُڑ کر وہ پہنچتے ہیں جو اپنی زندگی،صحت،مال،فرصت اور جوانی کی قدر و قیمت پہچانتے ہیں۔

سوال5:وَأُولَٰئِكَ مِنَ الصَّالِحِينَ '' اور یہی لوگ صالحین میں سے ہیں'' صالحین میں کون لوگ شامل ہیں؟

جواب:صالحین میں وہ لوگ شامل ہیں جن میں ایمان اور تقویٰ والی خوبیاں موجود ہیں۔

سوال6:ایمان اور تقویٰ والی خوبیاں کون سی ہیں؟

جواب:1۔راتوں کی گھڑیوں میں کلام اللہ کی تلاوت کرنا۔

2۔راتوں کو سجدے کرنا۔3۔نیکی کا حکم دینا۔4۔برائی سے روکنا۔5۔بھلائی کے کاموں میں جلدی کرنا۔

سوال7:یہودیوں میں اچھے لوگ کون تھے؟

جواب:عبداللہ بن سلام،اسد بن عبید،ثعلبہ بن سعبۃ اور اُسید بن سعبۃ رضی اللہ عنہم وغیرہ۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

وَمَا يَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ(115)

اور بھلائی میں سے جو بھی وہ کریں گے اس کی ناقدری ہرگز نہیں کی جائے گی اور اللہ تعالیٰ متقی لوگوں کو خوب جاننے والا ہے۔(115)

سوال1:وَمَا يَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ ''اور بھلائی میں سے جو بھی وہ کریں گے اس کی ناقدری ہرگز نہیں کی جائے گی''اس کی وضاحت کریں؟

جواب:''اور بھلائی میں سے جو بھی وہ کریں گے اس کی ناقدری ہرگز نہیں کی جائے گی''1۔قتادہ نے کہا کہ تم سے ہرگز گم نہیں ہوں گے۔(تفسیر جامع البیان:60/4) 2۔بھلائی کے کام کرتے ہوئے شیطان انسان کے ذہن میں وسوسے ڈالتا ہے کہ یہ کام قبول نہیں ہوگا۔جب انسان یہ تسلیم کر لیتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ ایسے بے مقصد کرنے کا کیا فائدہ؟اللہ تعالیٰ نے انسان کی ذہن سازی کی ہے کہ وہ قدر دان ہے،بھلائیوں کو ضائع نہیں کرتا۔

سوال2:وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ''اور اللہ تعالیٰ متقی لوگوں کو خوب جاننے والا ہے'' سے کس طرف توجہ دلائی گئی ہے؟

جواب:''اور اللہ تعالیٰ متقی لوگوں کو خوب جاننے والا ہے''1۔اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ کون اسکے تقویٰ کی وجہ سے اس کی اطاعت کرتا ہے اور اس کی نافرمانی سے اجتناب کرتا ہے اور اپنے اعمال صالحہ کی حفاظت کرتا ہے حتیٰ کہ وہ ان پر ثبات اختیار کرتا ہے (تفسیر جامع البیان:60/4)2۔نیک کاموں کی بنیاد تقویٰ یعنی اللہ تعالیٰ کے خوف پر ہے۔آپ اگر بھلائی کرو گے تو اللہ تعالیٰ دل کے خوف کو جانتا ہے یعنی کس نے کس نیت سے کام کیا اس سے ڈھکا چھپا نہیں۔3۔اللہ تعالیٰ کی جانب سے بشارت ہے کیونکہ تقویٰ خیر اور حسن عمل کی بنیاد ہے اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے وہی کامیاب ہیں جو تقویٰ والے ہیں۔(تفسیر البیضاوی:81/2)

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ(116)

یقیناً جن لوگوں نے کفر کیا ان کے مال اور ان کی اولاد اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں ان کے ہرگز کچھ کام نہ آئیں گے اور یہی لوگ آگ والے ہیں اور وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔(116)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سوال1:اس آیت کا شان نزول کیا ہے؟

جواب:اس آیت کا پس منظر بیان کرتے ہوئے ابن جریر،ابن المنذر،ابن ابی حاتم،طبرانی اور دیگر کئی محدثین نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ جب عبداللہ بن سلام،ثعلبہ بن سعید،اسید بن سعید،اسد بن عبید اور کچھ دوسرے یہودیوں نے اسلام قبول کرلیا تو علمائے یہود کہنے لگے کہ محمد (ﷺ) پر برے لوگ ایمان لائے ہیں،اگر وہ اچھے ہوتے تو اپنے باپ دادا کا دین نہ چھوڑتے اور ان مسلمانوں سے مخاطب ہوکر کہا کہ تم لوگوں نے اپنا دین بدل کر خسارہ اٹھایا ہے۔اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ وہ اہلِ کتاب جنہوں نے دینِ اسلام کو قبول کرلیا،ان اہلِ کتاب کی مانند نہیں ہیں جو اپنے کفر پر قائم رہے۔(تیسیر الرحمٰن)

سوال2:اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا ''یقیناً جن لوگوں نے کفر کیا'' یہاں کفر کرنے والوں سے کون لوگ مراد ہیں؟

جواب:''یقیناً جن لوگوں نے کفر کیا''1۔یہاں کفر کرنے والوں سے مراد اہل کتاب اور مشرکین مکہ ہیں جو نبی ﷺ اور ان کی اتباع کرنے والوں کو فقیری کی عار دلایا کرتے تھے اور کہتے تھے اگر محمد ﷺ حق پر ہے تو اس کا رب اسے اتنی شدت کی فقیری کی حالت میں نہ رکھتا اور وہ اپنے کثرت اموال واولاد پر فخر کرتے تھے جیسا کہ فرمایا:نَحۡنُ اَکۡثَرُ اَمۡوَالًا وَّ اَوۡلَادًا ۙ وَّ مَا نَحۡنُ بِمُعَذَّبِیۡنَ ہم مال اور اولاد میں زیادہ ہیں اور ہم ہرگز عذاب دیے جانے والے نہیں ہیں۔(سبا:35)(تفسیر مراغی:33/2)

2۔کفر کرنے والوں سے مراد عام طور پر وہ لوگ ہیں جو دینِ اسلام کو قبول نہیں کرتے یعنی ایمان نہیں لاتے۔3۔یہاں کفر کرنے والوں سے مراد ایمان والے کاموں کے مقابلے میں ان کاموں کا انکار کرنے والے ہیں یعنی:i۔امر بالمعروف کا انکار کرنے والے۔ii۔نہی عن المنکر کا انکار کرنے والے۔iii۔بھلائی اور نیکی کے کاموں کا انکار کرنے والے۔

سوال3:انسان کفر کا رویہ کیوں اختیار کرتا ہے؟

جواب:1۔مال اور اولاد کی محبت انسان کو سچے اور قربانی والے دین سے روک لیتی ہے۔2۔انسان چند نمائشی قسم کے اعمال کا مظاہرہ کرکے سمجھتا ہے کہ وہ سچے دین پر قائم ہے۔اس لیے وہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کو جاننے کی اور ان پر عمل پیرا ہونے کی ضرورت محسوس نہیں کرتا۔3۔ایسے شخص کو جب دعوت دی جاتی ہے تو وہ انکار کردیتا ہے۔4۔انسان کو یوں محسوس ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے راستے پر آکر میری دنیا چھن جائے گی اس لیے وہ دین قبول کرنے سے انکار کردیتا ہے۔

سوال4:کفر کا رویہ اختیار کرنے والوں کو کیا تنبیہ کی گئی ہے؟

جواب:1۔مال اور اولاد اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں کام نہیں آئیں گے۔2۔دنیا میں جو مال خرچ کرکے اپنے آپ کو نیک سمجھتے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

رہے وہ ضائع جائے گا۔

سوال5: لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ''ان کے مال اوران کی اولا داللہ تعالیٰ کے مقابلے میں ان کے ہرگز کچھ کام نہ آئیں گے'' کافروں کے اعمال ان کے کام کیوں نہیں آئیں گے؟

جواب: ''ان کے مال اوران کی اولا داللہ تعالیٰ کے مقابلے میں ان کے ہرگز کچھ کام نہ آئیں گے'' کافروں کے اعمال اس لئے ان کے کام نہیں آئیں گے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔ وہ آخرت کی جزاوسزا کا شعور نہیں رکھتے۔ ایمان کے بغیر کسی قسم کے کاموں کا کوئی صلہ نہیں ملے گا خواہ دنیا میں کتنی ہی شہرت ہوجائے۔ جیسے رفاہی کاموں پر کئے جانے والے خرچ سے شہرت ملتی ہے لیکن عملاً ان کا کوئی صلہ نہ ملے گا بلکہ جہنم کا دائمی عذاب ہوگا جو کافروں کا مقدر ہے۔

سوال6: وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ''اور یہی لوگ آگ والے ہیں اور وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب: ''اور یہی لوگ آگ والے ہیں اور وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں'' 1۔ کافر اور مشرک ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہیں گے۔ 2۔ یہ وہ لوگ ہیں جو جہنم کی آگ سے کبھی نکل نہیں پائیں گے کیونکہ انہوں نے اپنی روحوں پر ظلم کیا، اپنے عقائد خراب کیے اور اپنے اعمال کو بگاڑ لیا وہ ہمیشہ کے لیے بھڑکتی ہوئی آگ میں جائیں گے۔ (تفسیر مراغی: 33/2)

مَثَلُ مَا يُنْفِقُوْنَ فِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيْحٍ فِيْهَا صِرٌّ اَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَاَهْلَكَتْهُ ۭ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ (117)

اس کی مثال جو وہ اس دنیا کی زندگی میں خرچ کرتے ہیں اس ہوا کی مثال کی طرح ہے جس میں شدید سردی ہو، جو ایسے لوگوں کی کھیتی کو پہنچی جنھوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا، تو اس نے اسے تباہ و برباد کردیا، اللہ تعالیٰ نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ اپنی جانوں پر خود ظلم کرتے ہیں۔ (117)

سوال1: مَثَلُ مَا يُنْفِقُوْنَ فِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيْحٍ فِيْهَا صِرٌّ اَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَاَهْلَكَتْهُ ۭ ''اس کی مثال جو وہ اس دنیا کی زندگی میں خرچ کرتے ہیں ہیں اس ہوا کی مثال کی طرح ہے جس میں شدید سردی ہو، جو ایسے لوگوں کی کھیتی کو پہنچی جنھوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا، تو اس نے اسے تباہ و برباد کردیا'' دنیا کی زندگی کی مثال کو واضح کریں؟

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جواب:''اس کی مثال جووہ اس دنیا کی زندگی میں خرچ کرتے ہیں اس ہوا کی مثال کی طرح ہے جس میں شدید سردی ہو، جو ایسے لوگوں کی کھیتی کو پہنچی جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا، تو اس نے اسے تباہ و برباد کر دیا''1۔دنیا میں کافر کے خرچ کی مثال ہے۔ (تفسیر الدر المنثور:117/2) 2۔دنیا کی زندگی میں کافروں کے اچھے مقاصد کے لیے خرچ کی مثال ایک ایسے کھیت کی طرح ہے جو ہرا بھرا ہے کٹائی کے لیے تیار ہے لیکن اچانک برفانی ہوا چلتی ہے اور کھیت کو برباد کر دیتی ہے اسی طرح سے اللہ تعالیٰ کے احکامات کو نہ ماننے والوں کا اچھے مقاصد پر کیا گیا خرچ برباد ہونے والا ہے۔3۔اس آیت میں کافر کے صدقہ وخیرات اور رفاہی کاموں کو آخرت میں بے فائدہ اور ضائع ہونے کے اعتبار سے ظاہر کی اس کھیتی سے تشبیہ دی ہے۔(تفسیر اشرف الحواشی:78/1)

سوال2: كَمَثَلِ رِيْحٍ فِيْهَا صِرٌّ اَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَاَهْلَكَتْهُ ''اس ہوا کی مثال کی طرح ہے جس میں شدید سردی ہو، جو ایسے لوگوں کی کھیتی کو پہنچی جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تو اس نے اسے تباہ و برباد کر دیا'' کفر کرنے والوں کے خرچ کی مثال کیا سمجھانے کے لئے دی گئی ہے؟

جواب:1۔کفر کرنے یعنی انکار کرنے والوں کے خرچ کی مثال یہ سمجھانے کے لئے دی گئی ہے کہ ان کی سرگرمیاں اہلِ ایمان کے مقابلے میں مختلف ہوتی ہیں۔

2۔کفر کرنے والوں کے خرچ کی مثال اس لئے دی گئی ہے کہ ایمانی کاموں کا انکار کرنے والے اپنے مال بظاہر بھلائی کے اور رفاہی کاموں پر خرچ کر کے یہ سمجھتے ہیں کہ یہ خرچ کام آجائے گا۔اللہ تعالیٰ نے واضح کر دیا ہے کہ ہر طرح کا خرچ کرنا بے کار جائے گا چاہے دنیا میں کتنی ہی شہرت ہو، آخرت میں اس کا بدلہ نہیں ملے گا۔بدلے میں جہنم کی آگ ہی ملے گی۔

سوال3: اللہ تعالیٰ کے احکامات کا انکار کرنے والوں کے مال کیسے اَکارت چلے جاتے ہیں؟

جواب: کافروں کے اعمال اس لئے ان کے کام نہیں آئیں گے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ آخرت کی جزا و سزا کا شعور نہیں رکھتے۔ایمان کے بغیر کسی قسم کے کاموں کا کوئی صلہ نہیں ملے گا خواہ دنیا میں کتنی ہی شہرت ہو جائے جیسے رفاہی کاموں پر کئے جانے والے خرچ سے شہرت ملتی ہے لیکن عملاً ان کا کوئی صلہ نہ ملے گا بلکہ جہنم کا دائمی عذاب ہوگا جو کافروں کا مقدر ہے۔کافروں کے دنیاوی خرچ کا ثواب دنیا میں ہی مٹا دیا جاتا ہے جیسے فصل کو مالک کی بدنیتی اور گناہ جلا ڈالتے ہیں اسی طرح کافروں کے عمل بے بنیاد ہیں انہیں اللہ تعالیٰ ضائع کر دیتا ہے۔(مختصر ابن کثیر:251/1)

1۔وہ گمراہی اور نادانی کا راستہ اختیار کرتے ہیں۔2۔اللہ تعالیٰ کی رسی کی حفاظت سے منہ موڑتے ہیں تو ان کے اعمال ضائع

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

ہوجاتے ہیں۔3۔کوئی خرچ خواہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہوجب تک ایمانی خواہش کی بنیاد پر نہ ہو،قبول نہیں کیا جاتا بلکہ ضائع کردیا جاتا ہے۔

سوال4:انسان کا خرچ کیا ہوامال کیسے اس کے کام آسکتا ہے؟

جواب:انسان کا خرچ کیا ہوامال تب اس کے کام آسکتا ہے جب وہ:1۔اللہ تعالیٰ پراور یوم آخرت پرایمان رکھتے ہوئے خرچ کرے۔2۔اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے خرچ کرے۔3۔محمد رسول اللہ ﷺ کی سُنت ،اُن کے طریقے کے مطابق خرچ کرے یعنی ہرطرح کی بھلائی کے کاموں میں،رفاہی کاموں میں بھی اوراَحیائے دین کے کاموں میں بھی خرچ کرے۔

سوال5:وَمَاظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ''اللہ تعالیٰ نے ان پرظلم نہیں کیا بلکہ وہ اپنی جانوں پرخودظلم کرتے ہیں'' وضاحت کریں؟

جواب:''اللہ تعالیٰ نے ان پرظلم نہیں کیا بلکہ وہ اپنی جانوں پرخودظلم کرتے ہیں''1۔کافروں پراللہ تعالیٰ ظلم نہیں کرتا وہ اپنے اوپرخودظلم کرتے ہیں جیسے شرک اورنافرمانی کے کاموں سے وہ خودکو ہلاک کردیتے ہیں۔2۔جب لوگ اللہ تعالیٰ پرایمان لائے بغیرخرچ کرتے ہیں تواُن کا خرچ کیا ہوااُن کے اپنے کام بھی نہیں آتا۔چونکہ بھلائی کے کاموں پرخرچ کرنا ایسا عمل ہے جس پراہلِ ایمان کواللہ تعالیٰ بڑھا چڑھا کراجرعطا کرتے ہیں جبکہ کافروں کا خرچ رائیگاں جاتا ہے،اس لئے اللہ تعالیٰ نے واضح کردیا کہ اپنے اعمال کوضائع کرکے تم خوداپنے اوپرظلم کررہے ہو۔اللہ تعالیٰ کی جانب سے تم پرظلم نہیں ہے۔3۔سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''اللہ تعالیٰ مومن پرکسی بھی نیکی کے سلسلے میں کوئی ظلم نہیں کرے گا۔دنیامیں بھی اسے اس نیکی کا بدلہ دیا جائے گااورآخرت میں بھی اسے اس نیکی کا بدلہ دیا جائے گا۔رہا کافرتو جونیکیاں اس نے اللہ تعالیٰ کے لیے کی ہوں گی اس کا بدلہ اسے دنیامیں دے دیا جائے گا یہاں تک کہ جب وہ آخرت میں پہنچے گا تو اس کے پاس کوئی نیکی نہیں ہوگی جس کا بدلہ اسے دیا جائے۔''(مسلم:7089) 4۔امام سعدی کہتے ہیں کہ کافرمال خرچ کرکے اللہ کے نورکو بجھانے کی کوشش کرتے ہیں اورلوگوں کواللہ کی راہ سے روکتے ہیں تویہ کوششیں ناکام رہیں گی جیسے کوئی شخص فصل بوئے، اسے اس کا نتیجہ ملنے اوراس سے پیداوارحاصل ہونے کی امید ہو،اچانک کھیتی پرایک ٹھنڈی ہوا چلے جس سے کھیتی تباہ ہو جائے۔کافروں کا بھی یہی حال ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ فَسَيُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُوْنَ بلاشبہ جن لوگوں نے کفرکیا ہے وہ اپنے مال اس لیے خرچ کرتے ہیں کہ لوگوں

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

کواللہ تعالیٰ کے راستے سے روکیں۔ چنانچہ ابھی وہ اورخرچ کرتے رہیں گے۔ پھر وہ ان پر حسرت بن جائے گا پھر وہ مغلوب کردیئے جائیں گے۔(الانفال:36)

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا یَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ؕ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۖۚ وَ مَا تُخْفِیْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ ؕ قَدْ بَیَّنَّا لَكُمُ الْاٰیٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ(118)

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو! اپنے سوا کسی کو دلی دوست نہ بناؤ، وہ تمہیں کسی طرح برباد کرنے میں کوئی کمی نہیں کرتے، وہ پسند کرتے ہیں ایسی چیز کو جو تمہیں مصیبت میں ڈال دے، ان کا بغض اُن کے مونہوں سے ظاہر ہو چکا ہے اور جو ان کے سینے چھپاتے ہیں زیادہ بڑا ہے۔ یقیناً ہم نے تمہارے لیے آیات کھول کر بیان کردی ہیں اگر تم سمجھتے ہو۔(118)

سوال1: اس آیت کا شان نزول کیا ہے؟

جواب: ابن جریر اور ابن اسحاق نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جاہلیت کی دوستی کی بنا پر مسلمانوں میں سے کچھ حضرات یہودیوں کے ساتھ دوستی رکھا کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے اس سے آگاہ فرمایا اور فتنہ کی بنا پر ان سے تعلقات رکھنے کی ممانعت فرمادی اور یہ آیت نازل فرمائی کہ اپنے علاوہ کسی کو صاحب خصوصیت نہ بناؤ۔(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطی)

سوال2: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ ''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو! اپنے سوا کسی کو دلی دوست نہ بناؤ'' بِطَانَةً کسے کہتے ہیں؟

جواب: 1۔بِطَانَةً دلی دوست اور راز دار کو کہتے ہیں۔ 2۔یعنی بطانة الرجل کسی شخص کے ولی اور راز دار دوست اور اس کے معاملات میں دخیل کو کہا جاتا ہے، جس سے وہ اپنے معاملات میں مشورہ لے، (تفسیر معارف القرآن:157/2)

سوال3: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً ''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو! اپنے سوا کسی کو دلی دوست نہ بناؤ'' کی وضاحت کریں؟

جواب: ''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو! اپنے سوا کسی کو دلی دوست نہ بناؤ'' مسلمانوں کو اپنے سوا کسی کو دلی دوست نہ بنانے سے روکا گیا تو انہیں اے ایمان والو کہہ کر پکارا گیا۔ اس سے مراد ہے کہ اے لوگو! جو اللہ تعالیٰ کے رب ہونے پر ایمان رکھتے ہو اور اسلام کے دین ہونے اور محمد ﷺ کے رسول ہونے پر ایمان رکھتے ہو۔

سوال4: کافروں اور مشرکوں کے ساتھ دلی دوستی رکھنے کو کیوں ناجائز قرار دیا گیا ہے؟

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جواب: کافر اور مشرک مسلمانوں کے بارے میں دل میں جو دشمنی کے جذبات رکھتے ہیں اس کے پیش نظر مسلمانوں کی ان سے دوستی کو ناجائز قرار دیا گیا۔

1۔یہ مسلمانوں کے خلاف اپنے دلوں میں کینہ رکھتے ہیں۔ 2۔یہ مسلمانوں کے خلاف رات دن سازشیں کرتے ہیں۔3۔جس چیز سے مسلمانوں کو نقصان پہنچے وہ ان کو محبوب ہوتی ہے۔4۔مسلمانوں کا بھلا ہوتا ہے تو انہیں بُرا لگتا ہے۔5۔ان کے پوشیدہ جذبات میں ہر وقت اُبال آتا رہتا ہے۔

سوال5:مسلمانوں کو دشمنوں کی دوستی سے روکا گیا تو دراصل کن کاموں سے روکا گیا؟

جواب:1۔ان پر اعتماد نہ کریں۔2۔انہیں رازدان نہ بنائیں۔3۔ان سے مشورہ نہ لیں۔4۔آیت کا مقصد عام معاشی ومجلسی تعلقات سے روکنا نہیں بلکہ یہ ہے کہ کفر پر کلی اعتماد نہ کیا جائے اور کبھی غیر مسلموں کو اپنا سچا خیر خواہ نہ سمجھا جائے۔(تفسیر سراج البیان:153/1) 5۔بخاری وغیرہ میں حدیث ہے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں جس نبی کو اللہ نے مبعوث فرمایا اور جس خلیفہ کو مقرر کیا اس کے لئے دو بطانہ مقرر کئے ایک تو بھلائی کی بات سمجھانے والا اور اس پر رغبت دلانے والا اور دوسرا برائی کی رہبری کرنے والا اور اس پر آمادہ کرنے والا بس اللہ جسے بچائے وہی بچ سکتا ہے(تفسیر ابن کثیر:457/1) 6۔سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان کی کہ مشرکوں کی آگ سے روشنی طلب نہ کرو اور اپنی انگوٹھی میں عربی نقش نہ کروانہوں نے آکر حسن بصری سے اس کی تشریح دریافت کی تو آپ نے فرمایا کہ پچھلے جملہ کا تو یہ مطلب ہے کہ انگوٹھی پر محمد ﷺ نہ کھدواؤ اور پہلے جملہ کا یہ مطلب ہے کہ مشرکوں سے اپنے کاموں میں مشورہ نہ لو دیکھو کتاب اللہ میں بھی ہے کہ ایمان دارو اپنے سوا دوسروں کو ہمراز نہ بناؤ۔ (ابولیلی)(تفسیر ابن کثیر:457/1) 7۔حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ آیت دلیل ہے اس بات کی کہ غیر مسلموں کو مسلم ممالک کے آفسوں میں ایسی ذمہ داریاں نہیں دینی چاہئیں جن کے ذریعے وہ مسلمانوں کے راز حاصل کریں اور دشمنوں کو ان کی اطلاع دیں۔مفسر الکیّا الہرّاسی لکھتے ہیں کہ اس آیت کے پیش نظر کسی ذمی (غیر مسلم جو مسلمانوں کے ملک میں رہتا ہے) سے مسلمانوں کے کسی معاملے میں مدد لینا جائز نہیں۔(تیسیر الرحمٰن)

سوال6:لَا يَأْلُونَكُمْ خَبَالًا'' وہ تمہیں کسی طرح برباد کرنے میں کوئی کمی نہیں کرتے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:'' وہ تمہیں کسی طرح برباد کرنے میں کوئی کمی نہیں کرتے'' کافر اور مشرک مسلمانوں کے بارے میں دل میں جو دشمنی کے جذبات رکھتے ہیں اس کے پیش نظر مسلمانوں کی ان سے دوستی کو ناجائز قرار دیا گیا۔(قرآناعجبا)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سوال7:وَدُّوۡامَاعَنِتُّمۡ ''وہ پسند کرتے ہیں ایسی چیز کو جو تمہیں مصیبت میں ڈال دے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:''وہ پسند کرتے ہیں ایسی چیز کو جو تمہیں مصیبت میں ڈال دے''وہ تمہارے دین میں شدید نقصان کی تمنا رکھتے ہیں۔ (تفسیر المراغی:37/2)

سوال8: کیا اسلامی حکومت میں کافروں اور مشرکوں کو کلیدی مناصب پر فائز کیا جا سکتا ہے؟

جواب: اسلامی حکومت میں غیر مسلموں کو کلیدی مناصب پر فائز کرنا جائز نہیں۔سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ایک بار کہا گیا کہ حیرہ کا ایک شخص بڑا اچھا لکھنے والا اور بہت اچھے حافظے والا ہے۔آپ رضی اللہ عنہ اسے اپنا محرر اور منشی مقرر کر لیں۔آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کا مطلب یہ ہوگا کہ غیر مومن کو بطانہ بنا لوں گا جبکہ اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔(تفسیر ابنِ کثیر)

سوال9:قَدۡ بَدَتِ الۡبَغۡضَآءُ مِنۡ اَفۡوَاهِهِمۡ ''ان کا بغض اُن کے مونہوں سے ظاہر ہو چکا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:''ان کا بغض اُن کے مونہوں سے ظاہر ہو چکا ہے''اور آپ کے نبی کی تکذیب اور کتاب اللہ کی تکذیب ظاہر ہو چکی۔ (تفسیر المراغی:37/2)

سوال10:وَمَا تُخۡفِیۡ صُدُوۡرُهُمۡ اَكۡبَرُ ''اور جو ان کے سینے چھپاتے ہیں زیادہ بڑا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: ربیع نے کہا: جو کچھ ان کے سینے چھپاتے ہیں وہ زیادہ بڑا ہے اس سے جو ان کی زبانیں کہتی ہیں۔(تفسیر جامع البیان:67/4)

سوال11:قَدۡ بَيَّنَّا لَكُمُ الۡاٰيٰتِ اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ ''یقیناً ہم نے تمہارے لیے آیات کھول کر بیان کر دی ہیں اگر تم سمجھتے ہو'' کی وضاحت کریں؟

جواب: اگر تم اللہ تعالیٰ کے احکامات ونواہی اور اس کی نصیحتوں کو سمجھتے ہو تو اللہ تعالیٰ نے واضح دلائل دیے ہیں جس سے تم اپنے دشمن کو پہچان کر اس کی دوستی سے بچ سکتے ہو۔

سوال12: انسان کے عقل سے کام لینے کا ثبوت کیا ہے؟

جواب: عقل سے کام لینے والا انسان غیروں پر بھروسہ نہیں کرتا۔

هٰۤاَنۡتُمۡ اُولَآءِ تُحِبُّوۡنَهُمۡ وَلَا يُحِبُّوۡنَكُمۡ وَتُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡكِتٰبِ كُلِّهٖ‌ۚ وَاِذَا لَقُوۡكُمۡ قَالُوۡۤا اٰمَنَّا ۖۚ وَاِذَا خَلَوۡا عَضُّوۡا عَلَيۡكُمُ الۡاَنَامِلَ مِنَ الۡغَيۡظِ‌ؕ قُلۡ مُوۡتُوۡا بِغَيۡظِكُمۡ‌ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ(119)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

دیکھو!تم لوگ ہی ان سے محبت کرتے ہواوروہ تم سے محبت نہیں رکھتے حالانکہ تم ساری کتابوں پرایمان رکھتے ہو اورجب وہ تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں اورجب اکیلے ہوتے ہیں تو تم پرغصے سے اُنگلیاں چباتے ہیں،آپ کہہ دیں اپنے غصے ہی سے تم مرجاؤ،بلاشبہ اللہ تعالیٰ دلوں کی باتوں کوخوب جاننے والا ہے۔(119)

سوال1:هَآاَنْتُمْ اُولَآءِ تُحِبُّوْنَهُمْ ''دیکھو!تم لوگ ہی ان سے محبت کرتے ہو'' کی وضاحت کریں؟

جواب:''دیکھو!تم لوگ ہی ان سے محبت کرتے ہو''1۔تم ان کے لیے اسلام چاہتے ہواوروہ بہترین چیز ہے اوروہ سب تمہارے لیے کفر چاہتے ہیں اوروہ ہلاکت ہے۔(تفسیرالوسیط:483/1) 2۔ابن جریج نے کہا:مومن منافق کے لیے بہتر ہے بہ نسبت منافق کے جومومن کے لیے بہترنہیں۔(تفسیرجامع البیان:68/4)

سوال:2 کسی کے لئے دل میں محبت کا ہونا کیا ثابت کرتا ہے؟

جواب:انسانوں کے لیے دل میں محبت کا ہونا ثابت کرتا ہے کہ 1۔انسان حق پرست ہے۔ 2۔انسان اللہ تعالیٰ کوحقیقی معنوں میں پالینے والا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ سراپارحم ہے تواس کے بندے کا دل بھی مخلوق کے لئے کھلا ہوتا ہے۔

سوال3:مومن کا دل اللہ تعالیٰ کے بندوں کے لئے کھل جاتا ہے اس کے رویے میں کیا تبدیلی آجاتی ہے؟

جواب:مومن کے لئے تمام انسان یکساں ہیں وہ ہرایک کے لئے وہی کچھ چاہنے لگتا ہے جواپنے لئے چاہتا ہے۔

سوال4:وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ ''اوروہ تم سے محبت نہیں رکھتے''جولوگ دوسروں سے محبت نہیں رکھتے ان کا یہ مزاج کیسے بنتا ہے؟

جواب:1۔جولوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جڑے ہوئے نہ ہوں وہ اللہ تعالیٰ کوحقیقی معنوں میں نہیں پاتے۔ 2۔اللہ تعالیٰ سے بے تعلقی کی وجہ سے ایسے لوگ ذات کی سطح پر جیتے ہیں۔3۔ایسے لوگوں کی زندگی کا سرمایہ اپنے فائدے اوراپنے گروہی تعصّبات ہوتے ہیں۔

سوال5:وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ ''حالانکہ تم ساری کتابوں پرایمان رکھتے ہو'' کی وضاحت کریں؟

جواب:1۔بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ سے مرادساری کتابیں ہیں۔(ایسرالتفاسیر:200) 2۔تم ساری آسمانی کتابوں پرایمان رکھتے ہویعنی ان کواللہ تعالیٰ کی جانب سے تسلیم کرتے ہو۔

سوال6:جولوگ گروہی تعصّبات میں مبتلا ہوتے ہیں ان کا طرزِعمل کیا ہوتا ہے؟

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جواب:1۔گروہی تعصّبات رکھنے والے اپنے مفاد کے خلاف نظر آنے والے ہر شخص کے دشمن بن جاتے ہیں۔2۔گروہی تعصّبات رکھنے والے اپنے گروہ کے علاوہ ہر ایک کو اپنا دشمن سمجھتے ہیں۔3۔گروہی تعصّبات رکھنے والے دوسرے افراد سے ملاقات کے وقت اگر نارمل رہ بھی لیں تو تنہائی میں اپنی انگلیاں چباتے ہیں۔4۔گروہی تعصّبات رکھنے والے دوسرے گروہ کے افراد پر غصہ کرتے ہیں اور بسا اوقات انتقامی کاروائیاں کرتے ہیں مثال کے طور پر پروپیگنڈا وغیرہ۔5۔گروہی تعصّبات رکھنے والے افراد باقاعدہ دوسرے گروہوں کے خلاف عملی کاروائیاں کرتے ہیں۔

سوال7:وَ اِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا ''اور جب وہ تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:''اور جب وہ تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں'' قتادہ نے کہا جب وہ مومنوں سے ملتے ہیں تو اپنے خون اور مالوں کے ڈر سے کہتے ہیں ہم ایمان لائے۔(تفسیر جامع البیان:69/4)

سوال8:وَ اِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ ''اور جب اکیلے ہوتے ہیں تو تم پر غصے سے اُنگلیاں چباتے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:''اور جب اکیلے ہوتے ہیں تو تم پر غصے سے اُنگلیاں چباتے ہیں'' قتادہ نے کہا: جو کچھ وہ اپنے دلوں میں غصہ اور کراہت پاتے ہیں اس کی وجہ سے تم پر غصے سے انگلیاں چباتے ہیں۔

سوال9:قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ '' آپ کہہ دیں اپنے غصے ہی سے تم مرجاؤ'' اہل کتاب کو یہ کیوں کہا گیا کہ اپنے غصّے میں مرجاؤ؟

جواب:1۔اہلِ کتاب کے غصّے سے انگلیاں چبانے پر انہیں یہ بات کہی گئی تاکہ انہیں پتہ چل جائے کہ اللہ تعالیٰ دل کے حالات کو جانتا ہے اور یہ کہ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔وہ جس کو چاہے نبوت کے لئے منتخب کرے۔اس کے فیصلوں پر کسی کا طرزِ عمل اثر انداز نہیں ہوسکتا۔2۔اس میں مومنوں کے لیے خوشخبری ہے کہ یہ دشمن تمہیں نقصان پہنچانے کا ارادہ رکھتے ہیں لیکن اپنا نقصان کررہے ہیں۔وہ اپنے غصے کو عملی جامہ پہنانے کے قابل نہیں۔وہ مرتے دم تک دنیا کا یہ عذاب سہتے رہیں گے اور مرنے کے بعد دنیا کے عذاب سے آخرت کے عذاب کی طرف منتقل ہوجائیں گے۔(تفسیر سعدی)

سوال10:اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ "بلاشبہ اللہ تعالیٰ دلوں کی باتوں کو خوب جاننے والا ہے" کے انسان پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟

جواب:''اللہ تعالیٰ سینوں کے راز جانتا ہے'' کے الفاظ سے انسان محتاط ہوتا ہے اور اسے یوں لگتا ہے جیسے چوری پکڑی گئی۔یہ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

احساس اسے ایک لمحے کے لیے ایمان کی روشنی میں ضرور لے آتا ہے۔اگر انسان کے اندر تھوڑی سی حق پرستی بھی ہو تو انسان سینے کے بغض کے بارے میں شرمندہ ہو جاتا ہے اور اس سے نجات پانے کے لیے سوچتا ضرور ہے۔

سوال11:اللہ تعالیٰ نے اپنے عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ''دلوں کی باتوں کو خوب جاننے والا ہے'' ہونے کا شعور کیسے دلایا ہے؟

جواب:1۔اللہ تعالیٰ نے مومنوں اور کافروں کے دلوں کے حال سے اپنے عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ہونے کا شعور دلایا ہے کہ تم ان سے محبت کرتے ہو جب کہ وہ تم سے محبت نہیں کرتے۔محبت کا معاملہ دل کا ہے جس سے وہی واقف ہو سکتا ہے جو دلوں کے بھید جانتا ہو۔2۔اللہ تعالیٰ نے کافروں کے غصّے اور دل کی جلن سے اپنے عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ہونے کا شعور دلایا ہے کہ اگر چہ وہ زبان سے ایمان کا اقرار کرتے ہیں لیکن دلوں کے راز جاننے والے سے دل کی جلن اور غصّے کی آگ چھپا نہیں سکتے۔ 3۔اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو بھلائی پہنچنے پر کافروں کے دل کی ناخوشی اور مومنوں کو برائی پہنچنے پر کافروں کی خوشی سے اپنے عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ہونے کا شعور دلایا ہے کہ یقیناً وہ خفیہ باتوں کا علم رکھتا ہے۔

اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۫ وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا ؕ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ (120)

اگر تمہیں کوئی بھلائی پہنچے تو انہیں بُری لگتی ہے اور اگر تمہیں کوئی مصیبت پہنچے تو وہ اس پر خوش ہوتے ہیں اور اگر تم صبر کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو تو ان کی خفیہ تدبیر تمہیں کچھ بھی نقصان نہیں پہنچائے گی جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ یقیناً اس کا احاطہ کرنے والا ہے۔(120)

سوال1:اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ''اگر تمہیں کوئی بھلائی پہنچے تو انہیں بُری لگتی ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:''اگر تمہیں کوئی بھلائی پہنچے تو انہیں بُری لگتی ہے'' عقائل نے کہا اگر تمہیں کوئی برائی پہنچے یعنی قتل ،شکست اور مصائب (تفسیر الدر المنثور:2/119)

سوال2:وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا ''اور اگر تمہیں کوئی مصیبت پہنچے تو وہ اس پر خوش ہوتے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:''اور اگر تمہیں کوئی مصیبت پہنچے تو وہ اس پر خوش ہوتے ہیں''1۔جب وہ اہل اسلام کو فرقوں میں بٹا ہوا دیکھتے ہیں تو وہ اس سے خوش ہوتے ہیں۔2۔جب فتح و نصرت مسلمانوں کے قدم چومتی ہے تو منافقوں کے دلوں پر سانپ لوٹنے لگتے ہیں

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

مسلمانوں کی عزت انہیں ایک آنکھ نہیں بھاتی۔(ابن کثیر:253/1)

سوال3:کسی کی دشمنی کو اس کے کس طرز عمل سے پہچانا جاسکتا ہے؟

جواب:1۔اس کو دوسرے کی بھلائی بری لگے۔2۔اس کو دوسرے کا نقصان اور مصیبت خوش کردے۔

سوال4:اِنۡ تَمۡسَسۡكُمۡ حَسَنَةٌ تَسُؤۡهُمۡ ۟ وَاِنۡ تُصِبۡكُمۡ سَيِّئَةٌ يَّفۡرَحُوۡا بِهَا ؕ وَاِنۡ تَصۡبِرُوۡا وَتَتَّقُوۡا لَا يَضُرُّكُمۡ كَيۡدُهُمۡ شَيۡـًٔا ؕ ''اگر تمہیں کوئی بھلائی پہنچے تو انہیں بُری لگتی ہے اور اگر تمہیں کوئی مصیبت پہنچے تو وہ اس پر خوش ہوتے ہیں اور اگر تم صبر کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو تو ان کی خفیہ تدبیر تمہیں کچھ بھی نقصان نہیں پہنچائے گی''مصیبت کے مواقع پر ہم اپنے دشمنوں سے خود کو کیسے بچائیں؟ قرآن کیا طریقہ کار بتاتا ہے؟

جواب:''اگر تمہیں کوئی بھلائی پہنچے تو انہیں بُری لگتی ہے اور اگر تمہیں کوئی مصیبت پہنچے تو وہ اس پر خوش ہوتے ہیں اور اگر تم صبر کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو تو ان کی خفیہ تدبیر تمہیں کچھ بھی نقصان نہیں پہنچائے گی''1۔دشمن کی کاروائیوں پر خود کو منفی ردّعمل سے بچائیں۔2۔صبر اور تقویٰ پر قائم رہیں۔

سوال5: صبر اور تقویٰ سے یہاں کیا مراد ہے؟

جواب:1۔صبر سے مراد یہ ہے کہ اپنے آپ کو ہر حال میں حق کا پابند رکھا جائے۔2۔تقویٰ یہ ہے کہ فیصلہ کن طاقت صرف اللہ تعالیٰ کو سمجھا جائے۔

سوال6:لَا يَضُرُّكُمۡ كَيۡدُهُمۡ شَيۡـًٔا ''ان کی خفیہ تدبیر تمہیں کچھ بھی نقصان نہیں پہنچائے گی''اللہ تعالیٰ نے کافروں کی چالوں کے مقابلے میں مومنوں کو صبر اور تقویٰ کا حکم کیوں دیا ہے؟

جواب:1۔کافروں کی چالوں سے بچنے کا طریقہ اور علاج ہی صبر اور تقویٰ ہے۔2۔اللہ تعالیٰ کی مدد اور تائید کے حصول کا ذریعہ صبر اور تقویٰ ہے۔3۔مسلمانوں کو پستی اور زوال سے نکالنے کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے دین پر ثابت قدم رہیں یہی صبر کا تقاضا ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہیں کیونکہ یہی خوف انسان کو دنیا کی ہر قوت کے خوف سے آزاد کردیتا ہے۔

سوال7:اللہ تعالیٰ نے صبر اور تقویٰ اختیار کرنے کے لئے کون سی نفسیاتی رکاوٹ دور کی ہے؟

جواب:انسان جب کسی کے منفی رویے پر صبر کرتا ہے تو اسے یہ خطرہ لاحق ہوتا ہے کہ فریقِ مخالف کی چالیں اور مضبوط ہوجائیں

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

گی اوراس طرح اسے اورزیادہ بُرائی کرنے کے مواقع ملیں گے اورصبر کرکے انسان زیادہ کمزوری کا مظاہرہ کرے گا تو دوسروں کو شہہ ملے گی۔ یہ چیز انسان کے صبر کے راستے کی رکاوٹ بن جاتی ہے۔اللہ تعالیٰ نے اس نفسیاتی رکاوٹ کودور کیا ہے کہ اگرتم صبر اورتقویٰ کی روش اختیار کروگے توان کی چالیں تمہیں نقصان نہ دیں گی اوراللہ تعالیٰ سے بڑھ کرکون اپنی بات میں سچا ہوسکتا ہے۔

سوال8: اِنَّ اللّٰہَ بِمَا یَعۡمَلُوۡنَ مُحِیۡطٌ ”جوکچھ وہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ یقیناً اس کا احاطہ کرنے والا ہے“ سے کیا مراد ہے؟

جواب:”جوکچھ وہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ یقیناً اس کا احاطہ کرنے والا ہے“ اللہ تعالیٰ دونوں فریقوں کے اعمال کو جانتا ہے کہ کون کیا کررہا ہے؟ کس کے دل میں کیا ہے؟ کون کیا ظاہر کررہا ہے؟ کون اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی جان گھلا رہا ہے اورکون دین سے نکل رہا ہے؟ اللہ تعالیٰ سب کے اعمال کو گھیرے ہوئے ہے۔

سوال9: اللہ تعالیٰ نے اپنے محیط ہونے کا شعور کیسے دلایا ہے؟

جواب:1۔اللہ تعالیٰ نے دلوں پر اپنے کنٹرول سے اپنے محیط ہونے کا شعور دلایا ہے۔2۔اللہ تعالیٰ نے دلوں کے حالات کے علم سے اپنے محیط ہونے کا شعور دلایا ہے۔3۔اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی بھلائی سے ناخوش ہونے اور برائی پہنچنے پر خوش ہونے سے اپنے محیط ہونے کا شعور دلایا ہے۔

سوال10: اللہ تعالیٰ نے اپنے محیط ہونے کا شعور کیوں دلایا ہے؟

جواب:1۔اللہ تعالیٰ نے اپنے محیط ہونے کا شعور اس لئے دلایا ہے کہ انسان اپنے دلوں پر اللہ تعالیٰ کی حکومت کو محسوس کرکے اس کے آگے جھک جائیں۔ 2۔اللہ تعالیٰ نے اپنے محیط ہونے کا شعور اس لئے دلایا ہے تاکہ لوگ سرکشی سے باز آجائیں۔ 3۔اللہ تعالیٰ نے یہ شعور اس لئے بھی دلایا ہے تاکہ لوگ اپنے آپ کو قابو میں رکھیں، اللہ تعالیٰ سے ڈرجائیں، تقویٰ اختیار کریں اور صبر کریں۔ 4۔اللہ تعالیٰ نے اپنے محیط ہونے کا شعور اس لے دلایا ہے تاکہ مومن اللہ تعالیٰ پر توکل کریں اوراسے کافی سمجھیں۔

رکوع نمبر4

وَ اِذۡ غَدَوۡتَ مِنۡ اَہۡلِکَ تُبَوِّیُٔ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ مَقَاعِدَ لِلۡقِتَالِ ؕ وَ اللّٰہُ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ (121)

اور جب آپ صبح کے وقت اپنے گھر والوں سے نکل کر مومنوں کو جنگ کے مورچوں پر متعین کررہے تھے، اوراللہ تعالیٰ سب

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔(121)

سوال1: وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ ''اور جب آپ صبح کے وقت اپنے گھر والوں سے نکل کر مومنوں کو جنگ کے مورچوں پر متعین کر رہے تھے،''اس آیت میں کس جنگ کے حالات بیان کئے جا رہے ہیں؟

جواب: اس آیت میں غزوۂ اُحد کی تیاریوں کی طرف اشارہ ہے کہ آپ ﷺ صبح سویرے سیدنا عائشہؓ کے گھر سے اُحد کے لیے نکلے جس جگہ کے لیے مشاورت تھی اور طے ہو گیا تھا کہ جنگ مدینہ سے باہر لڑی جائے گی۔ گھر سے نکل کر یہاں مسلمانوں کی صف بندی کی جا رہی ہے۔ تیر اندازوں کو حکم دیا جا رہا ہے کہ وہ پشت کی جانب پہاڑی پر مورچہ سنبھالیں۔ اس منظر میں اہم ترین چیز ہے کہ اللہ تمہاری باتیں سنتا ہے اور نہایت باخبر ہے۔

سوال2: تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ ''مومنوں کو جنگ کے مورچوں پر متعین کر رہے تھے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: 1۔ تُبَوِّئُ یعنی تو لشکر کے مقامات پر پڑاؤ تجویز کرتا تھا، مورچے بنانا مراد ہیں۔ (بخاری: کتاب التفسیر)

2۔ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا، آپ بیان کرتے تھے کہ رسول کریم ﷺ نے جنگ احد کے موقع پر (تیر اندازوں کے) پچاس آدمیوں کا افسر عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو بنایا تھا۔ آپ نے انہیں تاکید کر دی تھی کہ اگر تم یہ بھی دیکھ لو کہ پرندے ہم پر ٹوٹ پڑے ہیں۔ پھر بھی اپنی اس جگہ سے مت ہٹنا، جب تک میں تم لوگوں کو کہلا نہ بھیجوں اسی طرح اگر تم یہ دیکھو کہ کفار کو ہم نے شکست دے دی ہے اور انہیں پامال کر دیا ہے پھر بھی اپنی اس جگہ سے مت ہٹنا جب تک میں تم لوگوں کو کہلا نہ بھیجوں۔ اسی طرح اگر تم یہ دیکھو کہ کفار کو ہم نے شکست دے دی ہے اور انہیں پامال کر دیا ہے پھر بھی یہاں سے نہ ٹلنا، جب تک میں تمہیں خود بلا نہ بھیجوں۔ (صحیح بخاری:3039)

سوال3: غزوہ احد کے مختصر حالات بتائیں؟

جواب: غزوۂ احد شوال 3 ہجری میں پیش آیا تھا جس میں مشرکین کی تعداد تین ہزار اور مسلمانوں کی تعداد ایک ہزار تھی۔ غزوۂ بدر میں مشرکینِ مکہ نے شکست کھائی، جوشِ انتقام انہیں چین نہیں لینے دے رہا تھا۔ اس لیے ایک اور جنگ کرنے کا فیصلہ کیا گیا کہ یہ اُحد کے مقام پر لڑی جائے گی۔ اس جنگ کے لیے ایک ہزار اونٹ اور 50 ہزار دینار کی رقم جمع کی گئی۔ اس جنگ کے لیے دو شعلہ بیان شعراء کی خدمات حاصل کی گئیں جو بدوی قبائل کو بھڑکاتے تھے۔ جنگ میں کافروں کی تعداد تین ہزار تھی۔ مسلمان مقابلے کے لیے نکلے تو راستے میں عبداللہ بن اُبی اپنے تین سو ساتھیوں کو لے کر مسلمانوں سے الگ ہو گیا۔ اس

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

واقعے سے کچھ انصاری مسلمانوں کی ہمت پست ہوگئی مگر رسول اللہ ﷺ نے یاددلایا کہ ہم اپنے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر نکلے ہیں۔لڑائی کے آغاز میں مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی لیکن ان کی ایک کمزوری سے فائدہ اُٹھا کر دشمن ان پر غالب آ گئے۔اسی دوران یہ افواہ اُڑی کہ نبی ﷺ شہید ہوگئے۔اس خبر نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہوش وحواس گم کر دیئے بعد میں پتہ چلا کہ نبی ﷺ زندہ ہیں۔دشمن کے لیے موقع تھا کہ مسلمانوں کو پوری طرح کچل ڈالے مگر اس کی فوج میدانِ جنگ چھوڑ کر چلی گئی۔یہ اللہ تعالیٰ کی خاص مدد تھی کہ دشمن فوج نے مدینہ کی بجائے مکہ کا رُخ کیا اور جو مغلوب ہوئے یعنی مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی اور انہوں نے دشمن فوج کا پیچھا کیا۔

سوال4:وَاللّٰہُ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ'' اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا،سب کچھ جاننے والا ہے''اللہ تعالیٰ نے اپنے سمیع اور علیم ہونے کا شعور کیسے دلایا ہے؟

جواب:1۔اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی جنگی سرگرمیوں سے اپنے سمیع اور علیم ہونے کا شعور دلایا ہے۔جنگ سے پہلے آپ ﷺ مورچوں پر جس طرح متعین کر رہے تھے۔آپ ﷺ کا کہنا اور کرنا دونوں ہی اللہ سمیع وعلیم کے نوٹس میں تھا۔

2۔ابوسلیمان دمشقی نے کہا:وہ خروج کے بارے میں تمہارے مشوروں کا سننے والا سمیع ہے۔وہ جانتا ہے کہ کون کس نیت اور کس کیفیت سے نکل رہا ہے اور وہ جانتا ہے کہ کون شہادت کی محبت کو چھپائے ہوئے ہے؟

سوال5:اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات سمیع اور علیم کا شعور کیوں دلایا ہے؟

جواب:1۔اللہ تعالیٰ نے دلوں کے تقویٰ کے لئے اپنی صفات سمیع اور علیم کا شعور دلایا ہے۔

2۔کسی کے سُننے اور جاننے کا احساس انسان کو محتاط کر دیتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو ان صفات کے توسط سے اپنے تعلق کی گہرائی کا احساس دلایا ہے تاکہ مومن اس تعلق کی گھنی چھاؤں میں اپنے آپ کو مطمئن کر لیں۔

اِذۡ ہَمَّتۡ طَّآئِفَتٰنِ مِنۡکُمۡ اَنۡ تَفۡشَلَا ۙ وَاللّٰہُ وَلِیُّہُمَا ؕ وَعَلَی اللّٰہِ فَلۡیَتَوَکَّلِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ(122)

جب تم میں سے دو جماعتیں ارادہ کر چکی تھیں کہ ہمت ہار جائیں حالانکہ اللہ تعالیٰ ان دونوں کا مددگار تھا پس لازم ہے کہ ایمان والے اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کریں۔(122)

سوال1:اِذۡ ہَمَّتۡ طَّآئِفَتٰنِ مِنۡکُمۡ اَنۡ تَفۡشَلَا'' جب تم میں سے دو جماعتیں ارادہ کر چکی تھیں کہ ہمت ہار جائیں''غزوہ اُحد کی

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

ابتداء میں کون سی دو جماعتوں نے بزدلی دکھانے کا ارادہ کرلیا تھا؟

جواب:1۔جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ یہ آیت ہمارے بارے میں نازل ہوئی تھی، جب ہم میں سے دو جماعتیں اس کا خیال کر بیٹھی تھیں کہ ہمت ہار دیں حالانکہ اللہ تعالیٰ دونوں کا مددگار تھا۔سفیان نے بیان کیا کہ ہم دو جماعتیں بنوحارثہ اور بنوسلمہ تھے۔حالانکہ کہ اس آیت میں ہمارے بودے پن کا ذکر ہے مگر ہم کو یہ بات پسند نہیں کہ یہ آیت نہ اترتی کیونکہ اس میں مذکور ہے کہ اللہ ان دونوں گروہوں کا مددگار رہے۔(صحیح بخاری، کتاب التفسیر:4558)

سوال2:اَنْ تَفْشَلا ''یہ کہ ہمت ہار جائیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:1۔''یہ کہ ہمت ہار جائیں''یعنی کمزور پڑ جائیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر اپنے گھروں کو لوٹ جائیں(ایسر التفاسیر:202)

2۔یعنی بزدلی اور کمزوری دکھائیں اور وہ عبداللہ بن ابی منافق اور اس کے ساتھی تھے جنہوں نے کمزوری دکھائی۔انہوں نے کہا ہم نے اپنے آپ کو اور اپنے بچوں کو ہلاک کر دیا۔(تفسیر منیر:2/387)

سوال3:ان دو قبیلوں نے بزدلی کیوں دکھائی؟

جواب: یہ دونوں قبائل عبداللہ بن اُبی کی دھوکہ دہی سے متاثر ہو گئے کیونکہ وہ اپنے تین سو ساتھیوں کو لے کر الگ ہو گیا تھا۔

سوال4:وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا''اور اللہ تعالیٰ ان دونوں کا مددگار تھا'' کی وضاحت کریں؟

جواب:1۔وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا'' اور اللہ تعالیٰ ان دونوں کا مددگار تھا'':یعنی ان کے معاملات کا سرپرست اور ان کا مددگار تھا۔اسی لیے اس نے معرکے سے بھاگنے سے بچالیا۔(ایسر التفاسیر:202)

2۔اللہ تعالیٰ نے ان کی کمزوری دور کر دی اور ان کی ہمّت بندھائی۔اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد کی۔

سوال5:وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ''پس لازم ہے کہ ایمان والے اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کریں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:1۔محمد بن اسحاق نے کہا اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ یعنی جو مومنوں میں سے کمزور ہو یا ہمت ہار بیٹھے تو اسے اپنے معاملے میں اللہ تعالیٰ کی مدد پر توکل کرنا چاہیے یہاں تک کہ وہ اپنی نیت کے مطابق قوی ہو جائے اور اپنی مراد کو پہنچ جائے(ابن ابی حاتم:3/750) 2۔مومنوں کے مزاج میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا ہونا چاہیے۔3۔وہ تعداد یا سامان کی کمی سے نہ گھبرائیں۔4۔تعداد کم ہو تو یقین رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کو بھیج کر کمی پوری کر دے گا۔5۔سامان کم ہو تو بھروسہ رکھیں کہ اللہ تعالیٰ ایسے اسباب پیدا کر دے گا جو ان کے لیے سامان کی کمی کی تلافی بن جائیں۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سوال6:اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر توکل کرنے کی ترغیب کیسے دلائی ہے؟

جواب:اللہ تعالیٰ نے بنوحارثہ اور بنوسلمہ کے ہمت ہار جانے کے بعد ان کی کمزوری دور کرنے اور ان کی ہمت بندھانے سے اپنے اوپر توکل کرنے کی ترغیب دلائی ہے کہ وہ دہشت زدہ گھبرائے ہوئے دلوں کی کمزوری دور کرسکتا ہے۔یقیناً وہ بھروسے کے لائق ہے اور اس پر توکل کرنا ایمان کا تقاضا ہے۔

سوال7:بندے کا توکل کس کے مطابق ہوتا ہے؟

جواب: بندے کو جتنا اللہ تعالیٰ پر ایمان ہوتا ہے،اسی کے مطابق اس کا توکل ہوتا ہے۔اس آیت میں یہ اشارہ بھی ہے کہ دوسروں کی نسبت مومن اللہ پر توکل کرنے کا زیادہ حق رکھتے ہیں۔بالخصوص سختی اور جہاد کے موقع پر انہیں اللہ پر توکل کرنا،اس سے مدد اور فتح طلب کرنا اور اپنی طاقت پر بالکل بھروسہ نہ کرنا بلکہ اللہ تعالیٰ کی قوت اور حفاظت پر بھروسا کرنا انتہائی ضروری ہے۔اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے ان کی مدد کرتا ہے اور ان کی مصیبتیں اور مشکلات دور فرماتا ہے۔(تفسیر سعدی:415/1)

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ(123)

اور بلاشبہ یقیناً اللہ تعالیٰ بدر میں بھی تمہاری مدد فرما چکا ہے حالانکہ تم نہایت کمزور تھے، چنانچہ اللہ تعالیٰ سے ڈرجاؤ تاکہ تم شکر کرو۔(123)

سوال1:وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ'' اور بلاشبہ یقیناً اللہ تعالیٰ بدر میں بھی تمہاری مدد فرما چکا ہے حالانکہ تم نہایت کمزور تھے''غزوۂ بدر میں مسلمانوں کی بے سروسامانی کا کیا عالم تھا؟

جواب:1۔غزوۂ بدر میں مسلمانوں کی بے سروسامانی کا یہ عالم تھا کہ ان کے پاس صرف دو گھوڑے اور ستر اونٹ تھے،باقی تمام افراد پیدل تھے۔عبداللہ بن مسعود بیان کرتے ہیں کہ بدر کے دن ہم لوگ سواریوں کی قلت کی وجہ سے ایک اونٹ پر تین تین سوار ہوتے تھے 2۔براءؓ نے بیان کیا کہ ہم اصحابِ محمد ﷺ آپس میں یہ گفتگو کرتے تھے کہ اصحابِ بدر کی تعداد بھی اتنی ہی تھی جتنی اصحابِ طالوت کی،جنہوں نے آپ کے ساتھ نہرِ فلسطین پار کی تھی اور ان کے ساتھ نہر کو پار کرنے والے صرف مومن ہی تھے یعنی تین سو دس پر اور کئی آدمی۔(صحیح بخاری:3958) 3۔ابولبابہ اور علیؓ رسول اکرم ﷺ کے ساتھ تھے۔اونٹ پر باری باری سواری ہوتی تھی تو جب رسول اللہ ﷺ کے پیدل چلنے کی باری آئی تو ابولبابہ اور علیؓ نے عرض کی آپ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

تشریف رکھئے ہم آپ کی طرف سے باری باری پیدل چلتے رہیں گے۔اس پرآپ نے فرمایا کہ تم دونوں مجھ سے زیادہ باہمت نہیں ہواور نہ یہ ہوسکتا ہے کہ تم دونوں اجر لے جاؤاور میں محروم رہ جاؤں۔(مسند احمد:418,411/1)

سوال2:۔واقعہ احد کے ساتھ غزوہ بدر کے ذکر کرنے کا مقصد کیا ہے؟

جواب:1۔واقعہ احد کے ساتھ غزوہ بدر کے ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ بدر کی فتح مادی اسباب کی نایابی کے باوجود ہوئی تھی۔وہ اللہ تعالیٰ کی مدد تھی جب کہ انسانوں کی طرف سے کوئی مددگار نہ تھا۔ 2۔اس کا مقصد یہ بھی ہے کہ مومن یقین رکھیں کہ فتح وشکست اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے لہٰذا اُسی سے ڈریں۔ 3۔اللہ تعالیٰ نے جوانعام کیا اس پر مومنوں کا فرض ہے کہ وہ شکر ادا کریں۔ 4۔واقعہ احد کے ساتھ غزوہ بدر کے ذکر کرنے کا مقصد مسلمانوں کو یہ بتانا ہے کہ اللہ پر توکل اور صبر وتقویٰ کا پھل فتح وکامرانی ہوتی ہے۔ جنگ بدر میں یہی ہوا کہ مسلمان ہرطرح سے کمزور تھے لیکن جب انہوں نے اللہ پر بھروسہ کیا اور صبر وثبات قدمی سے کام لیا تو اللہ نے انہیں کافروں پر غلبہ دیا۔(تفسیر تیسیر الرحمٰن:205)

سوال3:فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ '' چنانچہ اللہ تعالیٰ سے ڈرجاؤ تاکہ تم شکر کرو'' اللہ تعالیٰ نے شکرگزاری کے لئے کس صفت کو اختیار کرنے کا حکم دیا ہے؟

جواب:'' چنانچہ اللہ تعالیٰ سے ڈرجاؤ تاکہ تم شکر کرو'' اللہ تعالیٰ نے تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیا ہے تاکہ شکرگزاری کی توفیق ہو۔محمد بن اسحاق نے کہا اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ یعنی مجھ سے ڈرو کیونکہ وہ میری نعمت کا شکر ہے۔ (جامع البیان:78/4)

سوال4:تقویٰ اور شکرگزاری کا آپس میں کیا تعلق ہے؟

جواب:1۔تقویٰ اللہ تعالیٰ کے ڈر اور اس کے خوف کی وجہ سے پیدا ہونے والی ایسی حالت ہے جس میں مومن کا شعور بیدار ہوتا ہے۔جب شعور بیدار ہوتا ہے تو مومن حقیقت کو سمجھنے کے قابل ہوجاتا ہے۔اسی کے ساتھ مومن اپنے مالک کے احسانات کو پہچانتا ہے اور احسان شناسی اس کے دل کو شکرگزاری کے احساسات سے معمور کردیتی ہے۔

2۔چنانچہ اللہ تعالیٰ سے ڈرجاؤ تاکہ تم شکر کرو''یعنی اللہ کی اطاعت کرکے اپنے رب سے ڈرو اور اس کے حرام کردہ امور سے اجتناب کرو تاکہ تم اپنے نفس کو شکر کے لیے تیار کرو کیونکہ جس کے نفس پر تقویٰ غالب نہیں ہوتا اس پر خواہشات غالب آجاتی ہیں اور وہ شہوات کی پیروی کرتا ہے۔ایسے شخص سے شکر کی امید نہیں کی جاسکتی۔(تفسیر مراغی:46/2)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

اِذۡ تَقُوۡلُ لِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ اَلَنۡ يَّكۡفِيَكُمۡ اَنۡ يُّمِدَّكُمۡ رَبُّكُمۡ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الۡمَلٰٓئِكَةِ مُنۡزَلِيۡنَ (124)

جب آپ مومنوں سے کہہ رہے تھے کہ کیا تمہیں یہ کافی نہیں ہے کہ تمہارا رب تین ہزار نازل کردہ فرشتوں کے ساتھ تمہاری مدد فرمائے؟(124)

سوال1: اِذۡ تَقُوۡلُ لِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ اَلَنۡ يَّكۡفِيَكُمۡ اَنۡ يُّمِدَّكُمۡ رَبُّكُمۡ ’’جب آپ مومنوں سے کہہ رہے تھے کہ کیا تمہیں یہ کافی نہیں ہے کہ تمہارا رب تمہاری مدد فرمائے‘‘ نبی ﷺ نے یہ الفاظ کس موقع پر کہے؟

جواب: غزوۂ اُحد میں جب مسلمانوں نے دیکھا کہ دشمن تین ہزار ہیں اور ہم ایک ہزار میں سے بھی 700 رہ گئے تو نبی ﷺ نے ٹوٹتے حوصلوں کو جوڑنے کے لیے یہ الفاظ کہے۔

سوال2: اَلَنۡ يَّكۡفِيَكُمۡ اَنۡ يُّمِدَّكُمۡ رَبُّكُمۡ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الۡمَلٰٓئِكَةِ ’’کیا تمہیں یہ کافی نہیں ہے (کہ) تمہارا ربّ تین ہزار نازل کردہ فرشتوں کے ساتھ تمہاری مدد فرمائے‘‘ کی وضاحت کریں؟

جواب:1۔ ’’کیا تمہیں یہ کافی نہیں ہے (کہ) تمہارا ربّ تین ہزار فرشتوں کے ساتھ تمہاری مدد فرمائے‘‘ نبی ﷺ نے اللہ تعالیٰ پر توکل کر کے لیے اور اس سے امید باندھنے کے لیے یہ الفاظ ارشاد فرمائے۔

2۔ اَنۡ يُّمِدَّكُمۡ رَبُّكُمۡ یہ کہ تمہارا رب تمہاری مدد فرمائے‘‘ یعنی تمہارا رب تمہارے دشمنوں کے مقابلے میں جو تم سے تعداد اور اسلحے میں بڑھ کر ہیں تمہاری مدد فرمائے۔

3۔ اَنۡ يُّمِدَّكُمۡ رَبُّكُمۡ یہ تمہیں تقویت دینے اور تمہاری مدد کرنے اور تمہارے دشمنوں کو دور کرنے کے لیے تمہارا رب تمہاری مدد فرمائے۔(تفسیر القاسمی:4/219)

4۔ الۡمَلٰٓئِكَةِ ’’فرشتے‘‘ جو اللہ تعالیٰ کے معزز بندے ہیں، نور سے بنے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کرتے ہیں جو انہیں حکم دیا(ایسر التفاسیر:203)

5۔ الۡمَلٰٓئِكَةِ مُنۡزَلِيۡنَ ’’نازل کردہ فرشتے‘‘ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: فرشتوں نے یوم بدر کے سوا جنگ نہیں کی۔

بَلٰٓى ۙ اِنۡ تَصۡبِرُوۡا وَتَتَّقُوۡا وَيَاۡتُوۡكُمۡ مِّنۡ فَوۡرِهِمۡ هٰذَا يُمۡدِدۡكُمۡ رَبُّكُمۡ بِخَمۡسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الۡمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيۡنَ (125)

کیوں نہیں! اگر تم صبر کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور دشمن تم پر اپنے سخت جوش میں آ پہنچیں تو تمہارا رب پانچ ہزار نشان زدہ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

فرشتوں سے تمہاری مدد کرے گا۔(125)

سوال3: بَلٰٓى ۙ اِنۡ تَصۡبِرُوۡا وَتَتَّقُوۡا ''کیوں نہیں! اگر تم صبر کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو'' اللہ تعالیٰ کی مدد (کامیابی) کا وعدہ کن شرائط سے مشروط ہے؟

جواب: 1۔ اللہ تعالیٰ کی مدد (کامیابی) کا وعدہ تین شرائط سے مشروط ہے۔ صبر: یہ حملے کے صدمات پر کیا جاتا ہے، تقویٰ: جو انسانوں کا رابطہ اللہ تعالیٰ سے قائم کر دیتا ہے چاہے فتح ہو یا شکست، دشمن کا اپنے سخت جوش میں آ پہنچنا۔

2۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی مدد کی تین شرطیں بیان فرمائی ہیں: صبر، تقویٰ اور مشرکین کا فوری جوش و جذبے کے ساتھ آنا لیکن فتح اور دشمنوں کے منصوبوں کی ناکامی کے لیے اللہ تعالیٰ نے پہلی دو شرطیں مقرر فرمائی ہیں (تفسیر سعدی)

سوال4: اِنۡ تَصۡبِرُوۡا وَتَتَّقُوۡا ''اگر تم صبر کرو اور اللہ تعالی سے ڈرو'' کی وضاحت کریں؟

جواب: 1۔ اِنۡ تَصۡبِرُوۡا ''اگر تم صبر کرو'' یعنی اگر تم دشمن سے ملاقات کے موقع پر صبر کرو۔

2۔ وَتَتَّقُوۡا ''اور ڈرو'' یعنی اللہ تعالی کی مخالفت سے ڈرو (تفسیر منیر: 387/2)

سوال5: وَيَاۡتُوۡكُمۡ مِّنۡ فَوۡرِهِمۡ هٰذَا ''اور دشمن تم پر اپنے سخت جوش میں آ پہنچیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب: 1۔ ''اور دشمن تم پر اپنے سخت جوش میں آ پہنچیں'' عکرمہ نے کہا: ''مِّنۡ فَوۡرِهِمۡ'' کا معنی بدر کے دن غصے اور جوش سے۔ (بخاری کتاب التفسیر) 2۔ مجاہد اور عکرمہ نے کہا: اپنے غضب سے (ابن ابی حاتم: 753/3)

سوال6: يُمۡدِدۡكُمۡ رَبُّكُمۡ بِخَمۡسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الۡمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيۡنَ ''تمہارا ربّ پانچ ہزار فرشتوں سے تمہاری مدد کرے گا'' کی وضاحت کریں؟

جواب: 1۔ ''تو تمہارا رب پانچ ہزار نشان زدہ فرشتوں سے تمہاری مدد کرے گا'' فرشتوں کی پہچان کے لئے مخصوص علامت مقرر کی گئی تھی مُسَوِّمِيۡنَ: نشان زدہ کو کہتے ہیں۔

2۔ مُسَوِّمِيۡنَ: مُسَوِّم اس کو کہتے ہیں جس پر کوئی نشانی ہو مثلاً پشم یا اور کوئی نشانی (بخاری: کتاب التفسیر)

3۔ مُسَوِّمِيۡنَ کا ترجمہ ''نشان لگے ہوئے'' سے کیا گیا ہے ان فرشتوں کے کیا نشان تھے اس کے بارے میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوہ بدر میں فرشتوں کی نشانی یہ تھی کہ وہ سفید پگڑیاں باندھے ہوئے تھے جن کے شملے کمروں پر

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

ڈالے ہوئے تھےاورغزوہ حنین میں ان کےعمامے سرخ تھے (تفسیرانوارالبیان:546/1)

وَمَاجَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ ۭ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ (126)

اوراس کواللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے محض خوشخبری بنایاہے اورتاکہ تمہارے دل اس سے مطمئن ہوجائیں اور مدد صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے جوسب پرغالب،کمال حکمت والا ہے۔(126)

سوال1:وَمَاجَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ ''اوراس کواللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے محض خوشخبری بنایاہےاورتاکہ تمہارے دل اس سے مطمئن ہوجائیں''فرشتوں کےنزول کاسبب کیاتھا؟

جواب:1۔فرشتوں کواس لئے نازل کیاگیاتاکہ مسلمان خوش ہوجائیں،ان کے دلوں کواطمینان ہو،ان کے دل سکون میں آئیں،ان کاخوف دورہواوران کاقلق جاتارہے۔ (ایسرالتفاسیر:203)

2۔ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا:فرشتوں نے یوم بدرکےسوانہ انہوں نے دشمن پرضرب لگائی نہ جنگ کی،وہ مدداورتعداد میں اضافے کے لیےآئے تھے۔(تفسیرجامع البیان:88/4)

3۔مجاہدنے کہا:فرشتوں نے بدرکےسوا،نہ اس سے پہلے نہ اس سے بعدمیں،کبھی جنگ نہیں کی(تفسیرمراغی:47/2)

سوال2:وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ''اورمدد صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے جوسب پرغالب،کمال حکمت والاہے''کی وضاحت کریں؟

جواب:1۔''اورمدد صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے جوسب پرغالب،کمال حکمت والاہے۔''العزیزوہ قوی ہے جس کوکوئی چیزروک نہیں سکتی۔الحکیم وہ ہے جومعاملات کی بہترین طریقے اورقوی وسائل سے تدبیرکرتاہے۔وہ نصرت کے ظاہری اورباطنی اسباب کی طرف جس کی چاہتاہےراہ نمائی کرتاہےاورجس سے چاہتاہےان کوہٹادیتاہے۔(تفسیرمراغی:48/2)

2۔وہ اپنی نصرت کوجس جگہ چاہتاہےرکھتاہے،وہ اہل بصیرت اوراوراہل تقویٰ کوہی نوازتاہے جواس کے مستحق ہیں۔
(ایسرالتفاسیر:204)

سوال3:وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ''اورمدد صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے''اللہ تعالیٰ کی مدد(فتح)کے بارے میں قرآنی مؤقف کوواضح کریں؟

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جواب:1۔''اور مدد صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے'' اللہ تعالیٰ کی مدد کے بارے میں قرآن یہ واضح کرتا ہے کہ مدد اور فتح اللہ تعالیٰ کی جانب سے آتی ہے۔2۔کسی رسول اور اس کے ساتھیوں کو فتح سے کوئی ذاتی مفاد نہیں ملتا، نہ اس میں ان کی کوئی ذاتی غرض ہوتی ہے۔3۔فتح حاصل کرنے میں نہ رسول کا دخل ہوتا ہے نہ اس کے ساتھیوں کا وہ تو اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو ظاہر کرتی ہے۔

سوال4:اَلْعَزِیْزِالْحَکِیْمِ''غالب، کمال حکمت والا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:1۔''اللہ تعالیٰ عزیز وحکیم، غالب اور کمال حکمت والا ہے''تمام کام اس کی مرضی سے ہوتے ہیں، اُس کا ارادہ ہی کسی کام کو عملی شکل دیتا ہے، مادی اسباب بھی اس کی مدد کے بغیر مؤثر نہیں ہوتے۔

2۔فتح اسی کی جانب سے ہوتی ہے جو غالب اور کمال حکمت والا ہے، قوی اور دانا و بینا ہے۔

3۔اس کی طرف سے فتح عطا کرنے میں حکمت پوشیدہ ہوتی ہے یقیناً وہ عزیز وحکیم ہے۔

سوال5:اَلْعَزِیْزِالْحَکِیْمِ''سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے'' اللہ تعالیٰ نے اپنے العزیز اور الحکیم ہونے کا شعور کیسے دلایا ہے؟

جواب:اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے نزول سے اپنے العزیز یعنی غالب ہونے کا شعور دلایا ہے۔اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے دلوں کے اطمینان اور خوشی کے لئے فرشتوں کے نزول کا طریقہ اختیار کیا۔اس طرح اُس نے اپنی حکمت کا شعور دلایا ہے کہ یقیناً وہ اپنی مخلوق کے معاملات کو حکمت کے ساتھ انجام دینے والا ہے۔

سوال6:''اللہ تعالیٰ عزیز وحکیم ہے''اس کے مومن کے دل پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟

جواب:1۔اللہ تعالیٰ کی قدرت اور مومن کے دل میں ایک خاص رابطہ ہو جاتا ہے۔

2۔بندہ عزیز وحکیم سے امید باندھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان براہ راست تعلق قائم ہو جاتا ہے۔

لِیَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَوْ یَکْبِتَهُمْ فَیَنْقَلِبُوْا خَآئِبِیْنَ(127)

تا کہ اللہ تعالیٰ کافروں کے ایک حصے کو کاٹ دے یا ان کو ذلیل کر دے، پھر وہ نامراد واپس لوٹ جائیں۔(127)

سوال1:لِیَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَوْ یَکْبِتَهُمْ''تا کہ اللہ تعالیٰ کافروں کے ایک حصے کو کاٹ دے یا ان کو ذلیل کر دے'' اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد کی کیا صورتیں ہیں؟

1۔''تا کہ اللہ تعالیٰ کافروں کے ایک حصے کو کاٹ دے یا ان کو ذلیل کر دے'' کافروں کی جماعت کو کاٹ لے یعنی وہ قتل

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

ہوجائیں یاقید ہوجائیں یاان کے شہر پر مسلمانوں کا قبضہ ہوجائے یامال غنیمت حاصل ہو،اس طرح مومنوں کوقوت حاصل ہواور کافر ذلیل ہوجائیں۔2۔اسلام کا مقابلہ کرنے اوراسلام سے جنگ کرنے کی قوت انہیں یاافراد سے حاصل ہوتی ہے یاہتھیاروں سے یامال سے یازمین سے۔ان میں سے کسی بھی چیز کاختم ہوجانایامسلمانوں کے قبضے میں آنا،ان کی قوت میں کمی کا باعث ہے۔(تفسیر سعدی)

سوال2:لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا" تا کہ اللہ تعالیٰ کافروں کے ایک حصے کوکاٹ دے"کی وضاحت کریں؟

جواب:1۔طَرَفًا سے مراد طائفہ یعنی ایک حصہ ہے۔اللہ تعالیٰ کاارادہ ہے کہ وہ دشمن کے ایک حصے کو ہلاک کردے۔i۔وہ قتل ہوں۔ii۔ان کی افرادی قوت کم ہو۔iii۔ان کی زمین ان کے ہاتھوں سے نکل جائے۔iv۔ان کی ظالمانہ حکومت کا دائرہ تنگ ہوجائے۔v۔ان کی دولت مالِ غنیمت کی کمی کی وجہ سے کم ہوجائے۔vi۔شکست کے نتیجے میں ان کی سرگرمیوں میں کمی آجائے۔

2۔"لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا" اللہ تعالیٰ نے کافروں کے ایک حصے کوکاٹ دیا،ستر مشرکوں کو ہلاک کردیا۔(ایسرالتفاسیر:203)

3۔قتادہ کا قول ہے:اللہ تعالیٰ نے بدر کے دن کافروں کے ایک حصے کوکاٹ دیا،ان کے بڑے بڑے رؤساءاوران کے برائی کے قائد مارے گئے۔(تفسیر جامع البیان:4/88)

سوال3:اَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوْا خَاۗىِٕبِيْنَ"یاان کوذلیل کردے،پھروہ نامرادواپس لوٹ جائیں" سے کیامراد ہے؟

جواب:"یاان کوذلیل کردے،پھروہ نامرادواپس لوٹ جائیں"غزوۂ اُحد میں اللہ تعالیٰ کی مدد کا مقصد یہ تھا کہ کافروں کی ایک جماعت کو ذلیل کیا جائے اوریہ بھی کہ سارے کے سارے کافر نامراد ہوکر واپس چلے جائیں۔1۔یعنی وہ ذلیل ورسوا ہوں اورشکست کھائیں۔2۔اپنے مقصد میں ناکام لوٹیں جبکہ وہ دبے ہوئے ہوں۔

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ(128)

آپ کواس معاملے میں کوئی اختیارنہیں،خواہ اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول فرمائے یاان کوعذاب دے،بلاشبہ وہی ظالم ہیں۔(128)

سوال1:لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ" آپ کواس معاملے میں کوئی اختیارنہیں"محمد ﷺ کا فیصلے کے اختیارات میں کوئی حصّہ نہیں،اس سے کیامراد ہے؟

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جواب:1۔اس سے مراد یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو ہدایت کے معاملے میں کوئی اختیار نہیں کیونکہ غزوۂ اُحد میں رسول اللہ ﷺ کے دانت شہید ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس قوم کو کیسے فلاح نصیب ہوگی جس نے اپنے نبی ﷺ کو زخمی کر دیا؟اس طرح آپ ﷺ نے لوگوں کی ہدایت کے معاملے سے نا اُمیدی کا اظہار کیا تھا۔اُس پر اللہ تعالیٰ نے وضاحت کر دی کہ آپ ﷺ کا اختیار نہیں کہ کسی کو ہدایت دینے کا یا نہ دینے کا فیصلہ کر لیں۔(تفسیر ابنِ کثیر:462/1) 2۔رسول اللہ ﷺ نے بعض قبیلوں کے لئے قنوتِ نازلہ کا اہتمام کیا تھا جس میں ان کے لئے بددعا فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور آپ ﷺ نے بددُعا کا سلسلہ بند کر دیا۔(بخاری:4559,4560) سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ فجر کی دوسری رکعت میں حارث بن ہشام، سہیل بن عمرو، اور صفوان بن امیہ پر لعنت بھیجتے تھے، تو یہ آیت نازل ہوئی۔(صحیح بخاری :4070) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی پر بددعا کرنا چاہتے یا کسی کے لیے دعا کرنا چاہتے تو رکوع کے بعد کرتے (**سمع اللہ لمن حمدہ اللھم ربنا لک الحمد**) کے بعد بعض اوقات آپ نے یہ دعا بھی کی۔''اے اللہ! ولید بن ولید، سلمہ بن ہشام اور عیاش بن ابی ربیعہ کو نجات دے، اے اللہ! مضر والوں کو سختی کے ساتھ پکڑ لے اور ان میں ایسی قحط سالی لا، جیسی یوسف کے زمانے میں ہوئی تھی'' آپ ﷺ بلند آواز سے یہ دعا کرتے اور آپ نماز فجر کی بعض رکعت میں یہ دعا کرتے۔''اے اللہ! فلاں فلاں اور فلاں کو اپنی رحمت سے دور کر دے۔''عرب کے چند خاص قبائل کے حق میں آپ (یہ بددعا کرتے تھے) یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آیت نازل کی کہ'' آپ کو اس امر میں کوئی دخل نہیں۔''(صحیح بخاری کتاب التفسیر:4560)

سوال2:لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ'' آپ کو اس معاملے میں کوئی اختیار نہیں''اس بات کے ایمان والوں پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟

جواب:1۔اہلِ ایمان یہ جان لیتے ہیں کہ ان کی ذات فتح کا سبب نہیں بن سکتی۔

2۔اہلِ ایمان تکبر، احساسِ برتری، سخت گیری اور غرور سے محفوظ ہو جاتے ہیں جس میں عام طور پر فاتحین مبتلا ہو جاتے ہیں۔

3۔اہلِ ایمان کی روح اور طرزِ عمل متوازن ہو جاتے ہیں۔

سوال3:اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ''خواہ اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول فرمائے''اس سے کیا مراد ہے اور یہ معافی کیسے ممکن ہوتی ہے؟

جواب:1۔''خواہ اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول فرمائے''محمد بن اسحاق کا قول ہے اس سے مراد ہے کہ وہ اپنی رحمت سے جس کی چاہے توبہ قبول کر لے۔(ابن ابی حاتم:757/3) 2۔یہ معافی ایسے ممکن ہوتی ہے کہ اہلِ اسلام کی فتح کی صورت میں کافر سبق

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

لیتے ہیں اور اسلام قبول کر لیتے ہیں یوں اللہ تعالیٰ انہیں معاف کر دیتے ہیں۔3۔جن مشرکوں کے حق میں آپ ﷺ نے یہ بددعا کی تھی، انہیں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے قدموں پر لا ڈالا اور اسلام کے جانباز سپاہی بنا دیا۔(تفسیر تیسیر القرآن 302/1)

سوال4:اَوۡیُعَذِّبَہُمۡ ''یا ان کو عذاب دے'' اس سے کیا مراد ہے؟

جواب:''یا ان کو عذاب دے'' اس سے مراد ہے1۔عذاب دینا اللہ تعالیٰ کا اختیار ہے۔ 2۔عذاب کی ایک صورت یہ ہے کہ دنیا میں اہلِ اسلام اُن پر غالب آ جاتے ہیں۔3۔دنیا میں قید ہونے کی صورت میں عذاب پاتے ہیں۔

4۔خاتمہ کفر پر ہوتا ہے اور آخرِ کار جہنم کے مستحق بن جاتے ہیں۔

سوال5:فَاِنَّہُمۡ ظٰلِمُوۡنَ ''بلاشبہ وہی ظالم ہیں'' کہہ کر کس بات کی طرف توجہ دلائی گئی ہے؟

جواب:1۔''بلاشبہ وہی ظالم ہیں'' ظالم اسے کہتے ہیں جو حق دار کو اس کا حق نہ دے۔ایک انسان جب اپنے خالق کو نہیں پہچانتا، اپنی حیثیت نہیں پہچانتا، اپنی زندگی کے مقصد کو نہیں پہچانتا، زندگی کی بنیادی حقیقتوں کو نہیں مانتا تو دراصل وہ حقائق کا انکار کرتا ہے۔اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کھولی گئی حقیقتوں کو ماننے والا مومن ہے تو انکار کرنے والا کافر ہے۔انکار کر کے ایک انسان اپنے اوپر ظلم کرتا ہے اور اپنے آپ کو عذاب کا مستحق بنا لیتا ہے۔2۔یہ ایک جملۂ معترضہ ہے جس سے مقصود نبی کریم ﷺ کو متنبہ کرنا ہے کہ کہیں آپ کے ذہن میں یہ بات نہ آ جائے کہ آپ کی ذات بھی کچھ مؤثر ہے اور آپ کے عقیدۂ توحید میں کچھ فرق آ جائے۔آپ تو ایک انسان ہیں۔آپ کا کام اللہ کے حکم کے مطابق انسانوں کو ڈرانا ہے، ان کی بخشش یا عذاب کا معاملہ تو صرف اللہ کے اختیار میں ہے۔(تیسیر الرحمٰن)

وَلِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ ؕ یَغۡفِرُ لِمَنۡ یَّشَآءُ وَیُعَذِّبُ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ(129)

اور اللہ تعالیٰ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور جو زمین میں ہے، وہ جس کو چاہتا ہے بخش دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے عذاب دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے۔(129)

سوال1:وَلِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ ''اور اللہ تعالیٰ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور جو زمین میں ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:1۔''اور اللہ تعالیٰ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور جو زمین میں ہے'' یعنی ملکیت بھی اس کی تخلیق بھی اسی کی، بندے بھی اسی کے، وہ جیسے چاہے تصرف کرے اور جیسے چاہے فیصلے کرے(ایسر التفاسیر:204)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

2۔یعنی فرشتے،انسان،حیوان،جن،جمادات،افلاک وغیرہ۔اورزمین میں جو کچھ ہے،تمام اشیاء اللہ کی ملک اوراللہ کی مخلوق ہیں اوراس کی تدبیر کے تابع ہیں۔وہ ان میں اس طرح تصرف کرتا ہے جس طرح بادشاہ اپنے ملک میں تصرف کرتا ہے۔اس حکومت میں ان کا ایک ذرہ بھی نہیں۔(تفسیر سعدی:4191)

سوال2:اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کا تعارف کیسے کروایا ہے؟

جواب:1۔اللہ تعالیٰ آسمانوں اورزمین کا مالک ہے,اس ملکیت میں کوئی اس کا شریک نہیں۔

2۔اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے معاملات میں جو چاہے فیصلہ کرسکتا ہے،وہ اپنے بندوں پرظلم نہیں کرتا،وہ حکمت اورعدل سے فیصلے کرتا ہے۔3۔اس کی رحمت کے دروازے بندوں کے لیے کھلے ہوئے ہیں،وہ جس کو چاہتا ہے بخش دیتا ہے اورجس کو چاہتا ہے عذاب دیتا ہے،وہ بے حد بخشنے والا،نہایت رحم والا ہے

سوال3:يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ''وہ جس کو چاہتا ہے بخش دیتا ہے اورجس کو چاہتا ہے عذاب دیتا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:1۔''وہ جس کو چاہتا ہے بخش دیتا ہے اورجس کو چاہتا ہے عذاب دیتا ہے''کسی بندے کو،چاہے وہ نبی مرسل ہو یا ولی مکرم،یہ اختیار حاصل نہیں کہ کسی کی قسمت کا فیصلہ کرے،اورکسی کو جنت میں بھیج دے اورکسی کو جہنم میں۔(تیسیر الرحمٰن)

2۔جب صورت حال یہ ہے تو وہ سب اس کی مغفرت اوراس کے عذاب کے درمیان ہے۔وہ جسے چاہتا ہے اس کی مغفرت اس طرح فرماتا ہے کہ ہدایت دے کر اسلام میں داخل کردیتا ہے۔اس طرح اس کا شرک معاف کردیتا ہے۔اوراس پر یہ احسان فرماتا ہے کہ اسے گناہ ترک کرنے کی توفیق دیتا ہے اوراس طرح اس کے گناہ بھی معاف فرمادیتا ہے۔(تفسیر سعدی:4191)

سوال4:وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ''اوراللہ تعالیٰ بے حد بخشنے والا،نہایت رحم والا ہے''اللہ تعالیٰ نے اپنے غفوراوررحیم ہونے کا شعور کیسے دلایا ہے؟

جواب:1۔اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان کی ملکیت سے اپنے اختیارات کی وسعت کا شعور دلایا ہے کہ وہ چاہے تو معاف کردے،چاہے تو رحمت کردے۔2۔اللہ تعالیٰ نے مالکِ کُل ہونے کی وجہ سے یہ شعور دلایا ہے کہ مغفرت اورعذاب دونوں ہی اس کے اختیار میں ہیں۔اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے اختیارات سے اپنی مغفرت اورمغفرت سے اپنی رحمت کا شعور دلایا ہے وہ عذاب دے سکتا ہے پھر بھی اپنی رحمت سے ڈھانپ لیتا ہے یقیناً وہ غفور ہے،رحیم ہے۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

رکوع نمبر5

يَاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْالَاتَاْكُلُواالرِّبٰٓوااَضْعَافًامُّضٰعَفَةًۖ وَاتَّقُوااللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ(130)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! کئی گنا سود نہ کھاؤ جو دگنے کیے ہوئے ہوں اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔(130)

سوال1:اس آیت کا شانِ نزول بیان کریں؟

جواب:فریابی نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ لوگ وقت مقرر پر ادھار چیزوں کو فروخت کیا کرتے تھے یہ مدت پوری ہونے کے بعد قرض میں اضافہ کر دیتے تھے،اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (ابن ابی حاتم:759/3)

سوال2:جنگِ احد میں فتح کس وجہ سے شکست میں بدل گئی؟

جواب:1۔اُحد کی شکست کا ایک بڑا سبب یہ تھا کہ مسلمان مال کی حرص میں مبتلا ہوئے۔اپنے فرض کی ادائیگی کی بجائے مال غنیمت لوٹنے میں لگ گئے اس لیے اللہ تعالیٰ نے اصلاح کے لیے مال کی محبت کی بنیاد پر ضرب لگائی ہے اور حکم دیا ہے کہ سودخوری سے باز آجاؤ۔لالچ اور دولت پرستی کی سب سے گھناؤنی صورت ''سود'' ہے۔سودخور اپنے نفع کا دن رات حساب کتاب کرتا ہے او راس روپے کی وجہ سے اس کے اندر روپے کی حرص بڑھ جاتی ہے۔2۔سودخوری سے قوم میں وہن اور بزدلی پیدا ہوتی ہے۔خودغرضی اور بخل کا جذبہ فروغ پاجاتا ہے اور سودخور قوم جہاد کے قابل نہیں رہتی اور پھر انصار کے یہود کے ساتھ سودی لین دین کے تعلقات تھے اور احد میں منافقین یہود کی وجہ سے نقصان پہنچا تھا گویا اس کو حرام قرار دے کر ان تعلقات کو ختم کر دیا۔

سوال3:يَاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْالَاتَاْكُلُواالرِّبٰٓوااَضْعَافًامُّضٰعَفَةً'' اے لوگو جو ایمان لائے ہو! کئی گنا سود نہ کھاؤ جو دگنے کیے ہوئے ہوں''اس مقام پر خاص طور پر سود کھانے سے روکنے میں کیا حکمت ہے؟

جواب:1۔غزوۂ اُحد میں رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی مالِ غنیمت کے لالچ کی وجہ سے ہوئی تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے دنیا کی طمع کی سب سے زیادہ خوفناک شکل سود سے منع کیا ہے۔2۔جہاد میں ''فشل''نامردی کا ذکر ہوا ہے اور سودخوری سے قوم میں وہن اور بزدلی پیدا ہوتی ہے،خودغرضی اور بخل کا جذبہ فروغ پاجاتا ہے اور سودخور قوم جہاد کے قابل نہیں رہتی اور پھر انصار کے یہود کے ساتھ سودی لین دین کے تعلقات تھے اور اُحد میں منافقین اور یہود کی وجہ سے نقصان پہنچا تھا گویا اس کو حرام قرار دے کر ان تعلقات کو ختم کر دیا۔(تفسیر اشرف الحواشی:80/1) 3۔سودخوری نسلِ انسانی کو بے کار بنا دیتی ہے اور ایک ایسا گروہ پیدا

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

کر دیتی ہے جو جماعت کے لیے نہایت مضر ثابت ہوتا ہے۔عوام میں جس قدر برائیاں پھیلتی ہیں وہ اُمراء کے گروہ کی بدولت پھیلتی ہیں۔ان کی آسائشوں بھری زندگی عوام کے اَخلاق کے لیے مستقل خطرہ ہے۔اسلام جو اَخلاق واِصلاح کا علمبردار ہے کیسے سود کی اجازت دے سکتا ہے! (تفسیر سراج البیان:157/1)

سوال4: يَاۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! کئی گنا سود نہ کھاؤ جو دگنے کیے ہوئے ہوں'' اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ''اے ایمان والو!'' کس بات پر دلالت کرتا ہے؟

جواب:1۔ جہاں کہیں بھی قرآن مجید میں آتا ہے ''اے ایمان والو! فلاں کام چھوڑ دو تو اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ایمان ہی وہ سبب ہے جو اس حکم کی اطاعت کا داعی اور موجب ہے اور اس نہی سے اجتناب کا باعث ہے۔کیونکہ ایمان ان تمام امور کی تصدیق کامل کا نام ہے جن کی تصدیق واجب ہے اور اعضاء کے اعمال کو مستلزم ہے۔(تفسیر سعدی:421/1)

2۔آیت میں لفظ ''ایمان'' کے ساتھ خطاب اس طرف اشارہ ہے کہ ایمان کا تقاضا سود کو چھوڑ دینا ہے۔(تیسیر الرحمٰن)

سوال5: لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا ''سود نہ کھاؤ'' اس کی وضاحت کریں؟

جواب:1۔ لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا ''سود نہ کھاؤ'' اس کا یہ مفہوم نہیں ہے کہ صرف کھاؤ نہیں بلکہ سود سے ہر طرح کا تصرف حرام ہے خواہ کھانا پینا ہو یا لباس ہر چیز اس میں شامل ہے۔2۔''الرِّبٰوا'' لغت میں اضافے کو کہتے ہیں اور شریعت میں اس کی دو قسمیں ہیں ربا فضل اور ربا نسیہ۔3۔ربا الفضل: سونے، چاندی گندم، جو، کھجور وغیرہ میں ہوتا ہے۔اسی جنس سے بیع حرام ہے۔یہ فضل یا زیادتی ہے4۔اور دوسرا ربا نسیہ: یہ ہے کہ کسی آدمی پر مدت مقررہ کے ساتھ قرض ہو تو مدت مقرر کرنا حلال ہے جب کہ اس قرض میں اضافہ نہ ہو اور اگر مہلت کے ساتھ قرض میں اضافہ ہو تو یہ ربا نسیہ ہے۔ (ایسر التفاسیر:204,205)

سوال6: اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ''کئی گنا جو دگنے کیے ہوئے ہوں'' اس کی وضاحت کریں؟

جواب:1۔ اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ''کئی گنا جو دگنے کیے ہوئے ہوں'' جاہلیت میں یہ ہوتا تھا کہ لوگ قرض کے لیے مہلت دیتے تو جتنی مہلت دیتے اتنا ہی قرض بڑھا دیتے، اس طرح قرض میں کئی گنا اضافہ ہو جاتا۔(ایسر التفاسیر:204,205)

2۔''اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً'' کے الفاظ سے بعض لوگوں نے سود مرکب کو حرام اور سود مفرد کو حلال ثابت کرنے کی کوشش کی ہے حالانکہ یہاں اس زمانے کے سود خوروں کی سنگدلی بیان ہو رہی ہے جو آج بھی موجود ہے۔زمانۂ جاہلیت میں بہت سے لوگ دوسروں کو سودی قرضے دیا کرتے تھے۔جب قرضے کی میعاد ختم ہو جاتی تو مقروض سے کہتے کہ قرض ادا کرو ورنہ سود میں اضافہ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

کرو۔قرض ادا نہ کر سکنے کی صورت میں میعاد کی توسیع کردی جاتی اور سود کی مقدار میں اضافہ کردیا جاتا،اس طرح کچھ عرصہ کے بعد سود کی مقدار اصل زر سے بھی کئی گنا زیادہ ہوجاتی۔سودی کاروبار کی اس بھیانک صورتِ حال کی طرف قرآن نے اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً'' کے الفاظ سے اشارہ فرمایا ہے ورنہ یہ مطلب نہیں کہ مرکب سود حرام ہے اور مفرد جائز ہے۔اسلام میں ہر قسم کا سود حرام ہے۔

سوال7:وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ''اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو تا کہ تم کامیاب ہوجاؤ'' کی وضاحت کریں؟

جواب:1۔'' اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ''۔سعید بن جبیر کا قول ہے وَاتَّقُوا اللّٰهَ'' اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو' اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ اور سود نہ کھاؤ ۔(ابن ابی حاتم:759/3) 2:تُفْلِحُوْنَ'' تم کامیاب ہو جاؤ''تم عذاب سے نجات پاؤ اور جنت کی ہمیشہ رہنے والی نعمتوں کو پا کر کامیاب ہوجاؤ۔(ایسر التفاسیر:204,205)

سوال8:وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ'' اور اللہ تعالیٰ سے ڈروتا کہ تم کامیاب ہوجاؤ۔''سود کھانے سے روکنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے تقویٰ اختیار کرنے کی تلقین کی ہے۔اس کی حکمت واضح کریں؟

جواب:1۔سود سے متعلق آیتوں میں تین بار لفظ' تقویٰ'' کو دوہرایا گیا ہے،گویا سود نہ لینا تقویٰ کی اہم صفت ہے۔2۔اللہ تعالیٰ کا تقویٰ،اس کا خوف ہی وہ بنیاد ہے جو مومن کو اس کی اطاعت کے لئے تیار کرتی ہے۔3۔تقویٰ کی وجہ سے مومن حق اور باطل میں تمیز کرتا ہے،حق کو اپناتا ہے اور باطل کو رد کرتا ہے4۔اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کو کامیابی کا باعث قرار دیا ہے یعنی تقویٰ اختیار کرنے پر ہی تم کامیاب ہو سکتے ہو۔

وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْٓ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ(131)

اور اُس آگ سے ڈر جاؤ جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔(131)

سوال1:کن لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے جہنم کی آگ تیار کر رکھی ہے؟

جواب:1۔اللہ تعالیٰ نے کافروں کے لیے تیار جہنم کی آگ تیار کر رکھی ہے۔کبیرہ گناہ تو کفر کے خصائل ہیں جن کے حاملین کے لیے اللہ تعالیٰ نے جہنم کی آگ تیار کر رکھی ہے۔(تفسیر سعدی) 2۔سعید بن جبیر اللہ تعالیٰ کے قول'' وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْٓ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ '' کے بارے میں کہتے ہیں:اللہ تعالیٰ نے مومنوں میں سے سود کھانے والوں کو آگ سے ڈرایا ہے جو کافروں کے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

لیے تیار کی گئی ہے۔(ابن ابی حاتم:760/3) 3۔امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے وہ کہتے تھے کہ قرآن کریم میں یہ آیت سب سے زیادہ خوف دلانے والی ہے کہ اگر مسلمانوں نے تقویٰ کی راہ اختیار نہ کی تو اس آگ کا سامنا کرنا پڑے گا جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔(الاساس فی التفسیر:878/2)

سوال2:وَاتَّقُوا النَّارَ'' اور اُس آگ سے ڈر جاؤ'' سود اور آگ کا کیا تعلق ہے؟

جواب:1۔ایمان اور سودی نظام ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔2۔سود اور آگ کا تعلق ہے کیونکہ وہ معاشرہ جہاں سودی نظام قائم ہوگا دین سے خارج تصور ہوگا اور اس کا انجام آگ ہے جسے کافروں کے لیے تیار کیا گیا ہے۔3۔اس مقام پر شدید تنبیہ کی گئی ہے جو چھپی ہوئی نہیں ہے۔مومنوں کو مخاطب کر کے نافرمانیوں سے بچنے کا حکم دیا گیا جب کہ اس نے علم دیا ہے کہ تقویٰ سے جدا ہو کر اس آگ میں داخل ہو جاؤ۔یہ بات تمام نافرمانیوں سے دور رکھتی ہے اور جیسا کہ امام ابوحنیفہؒ سے روایت کیا گیا ہے وہ کہتے ہیں کہ یہ قرآنِ مجید میں سب سے زیادہ خوف دلانے والی آیت ہے۔اللہ تعالیٰ نے وعید دی ہے مومنوں کو اس آگ کی جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے اگر وہ اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں سے اجتناب نہیں کریں گے۔(تفسیر المراغی:56/2)

سوال3:اللہ تعالیٰ نے سود کھانے سے روکتے ہوئے دو دفعہ تقویٰ کا حکم دیا۔ایک بار یہ فرمایا:لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ'' تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ'' اور دوسری بار آگ سے ڈرایا گیا۔حکمت واضح کریں؟

جواب:1۔ایک طرف تو اُمید دلائی گئی ہے کہ اگر سودی کاروبار چھوڑ دیں گے تو اُمید رکھ سکتے ہیں کہ کامیاب ہو جائیں۔اس لیے کہ کامیابی تقویٰ کی صورت مل سکتی ہے۔2۔دوسری طرف خوف دلایا گیا ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہو،جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف ہو،عذابِ جہنم کا خوف ہو،وہ ہرگز سود نہیں کھا سکتا۔3۔اللہ تعالیٰ نے مؤمن کے دل کے اندر اُمید کو ابھار کر اور خوف کو جگا کر اس کے ایمان کو بیدار کیا ہے۔ایمان کو قوی کیا ہے تا کہ اس کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو کافرانہ اعمال سے بچا لے کیونکہ ایمان صرف زبانی دعوے کا نام نہیں،اس کا تقاضا ہے کہ اپنی زندگی کو ایمان کے رنگ میں رنگا جائے۔

سوال4:اللہ تعالیٰ نے اپنی آگ کا خوف کیوں دلایا ہے،حکمت واضح کریں؟

جواب:اللہ تعالیٰ نے اپنی آگ کا خوف دلانے سے پہلے اپنی ذات سے ڈرایا ہے۔جو لوگ اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات کی صحیح پہچان نہیں رکھتے ان کے لئے آگ خوف کا باعث بن سکتی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے آگ کا خوف دلایا ہے تا کہ لوگ سود کھانے سے بچ سکیں۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سوال5:اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ'' کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔''اس آیت میں کافر کسے قرار دیا گیا ہے؟

جواب:1۔اس آیت میں کافر اسے قرار دیا گیا ہے جو حرام فعل یعنی سودخوری کا اِرتکاب کرتا ہے۔

2۔سودخوری کبھی آدمی کو کفر تک لے جاسکتی ہے۔(تیسیر الرحمٰن)

وَ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ(132)

اور اللہ تعالیٰ کی اور اُس کے رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔(132)

سوال1:وَ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ'' اور اللہ تعالیٰ کی اور اُس کے رسول کی اطاعت کرو''اس آیت کا پس منظر بیان کریں؟

جواب:''اور اللہ تعالیٰ کی اور اُس کے رسول کی اطاعت کرو''ابنِ اسحاق رحمہ اللہ کہتے ہیں:اس آیت میں ان لوگوں پر ناراضگی کا اظہار کیا گیا ہے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کی تھی جس کا انہیں حکم دیا گیا تھا اس دن کے لیے بھی اور اس کے علاوہ بھی۔(جامع البیان:94/4)

سوال2:اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے لئے کس چیز کی شرط عائد کی ہے؟

جواب:1۔اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے لئے اطاعت کی شرط عائد کی ہے کہ میری اور میرے رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔2۔اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کی اطاعت کرو تا کہ تم نیک مؤمن ہو جاؤ جن تک اللہ وعزو جل کی رحمت پہنچتی ہے۔(تفسیر واضح المیسر:148,149)

سوال3:اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کے نتیجے میں فرمایا:لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ''تا کہ تم پر رحم کیا جائے'' اطاعت کے ساتھ رحمت کے تعلق میں حکمت کی وضاحت کریں؟

جواب:ایک مسلمان نے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت تو ہر حال میں کرنی ہے لیکن سودی کاروبار سے روکنے کے بعد اس رحمت کے ذکر میں حکمت ہے۔

1۔کسی ایسے معاشرے میں جہاں سودی کاروبار ہو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت ممکن نہیں رہتی۔2۔سود کھانے والے کے دل میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور رسول ﷺ کی اطاعت کا جذبہ ہی باقی نہیں رہتا۔3۔سودی کاروبار سے روکنے کے لیے یہ واضح کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنی رحمت کر سکتا ہے اگر تم اطاعت کے طریقے پر آجاؤ۔4۔اللہ تعالیٰ اور

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کی صورت میں ہی انسان پر رحم کیا جاسکتا ہے۔

وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ (133)

اوراپنے رب کی مغفرت اور جنت کی طرف دوڑو جس کی وسعت آسمانوں اورزمین جتنی ہے جواللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کے لیے تیار کی گئی ہے۔(133)

سوال1:وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ ''اوراپنے رب کی مغفرت اور جنت کی طرف دوڑو'' اللہ تعالیٰ نے جنت اورمغفرت کے لئے جلدی کرنے کا حکم کیوں دیا ہے؟

جواب:1۔اللہ تعالیٰ نے ہلاکت اور بربادی سے بچانے کے لئے جنت اورمغفرت کے لئے جلدی کرنے کا حکم دیا ہے۔انسان مال ودولت کے لئے بھاگ دوڑ کرتا ہے، لپکتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے اس کی بھاگ دوڑ کا رُخ جنت اورمغفرت کی طرف کیا ہے تاکہ مال و دولت کے پیچھے لگ کر انسان اپنی آخرت برباد کرنے سے بچ جائے۔2۔سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے اللہ تعالیٰ کے قول ''وَسَارِعُوْٓا'' کے بارے میں کہا کہ اس سے مراد ہے کہ نیک اعمال کرنے میں جلدی کرو۔(تفسیر ابن ابی حاتم:761/3) 3۔اس چیز کی طرف جلدی کروجومغفرت کا مستحق بنادے جیسے اسلام ،توبہ اور اخلاص ہے۔(تفسیر البیضاوی:92/2)4۔سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''تاریک رات کے ٹکڑوں کی طرح فتنوں کے واقع ہونے سے پہلے تم نیک اعمال کی جلدی کرو۔صبح کوآدمی ایماندار ہوگا اورشام کوکافر ہوجائے گا اورشام کوایمان دار ہوگا اورصبح کوکافر ہوجائے گا لوگ دین کودنیا کے سامان کی خاطر فروخت کردیں گے''(جامع ترمذی:2195) 5۔ابوسروعہ عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے پیچھے مدینے میں عصر کی نماز پڑھی،پس آپ ﷺ نے سلام پھیرا اورنہایت تیزی سے اٹھ کھڑے ہوئے اورلوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے اپنی بیویوں میں سے کسی کے حجرے کی طرف تشریف لے گئے۔لوگ آپ ﷺ کی اس تیزرفتاری سے گھبرا گئے(تھوڑی دیر کے بعد) آپ ﷺ واپس تشریف لائے تودیکھا کہ لوگ آپ ﷺ کی اس تیزرفتاری پرتعجب کررہے ہیں،آپ ﷺ نے فرمایا:''مجھے یادآیا کہ ہمارے پاس(گھر میں سونے یاچاندی کی)ڈلی کا کچھ حصہ ہے، مجھے یہ بات اچھی نہیں لگی کہ یہ(ڈلی) مجھے(اللہ تعالیٰ کی یاد سے)روک دے،اس لیے(میں جلدی جلدی جاکر) اس کوتقسیم کرنے کا حکم دیا۔''(صحیح بخاری:851) 6۔جابربن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے سنا،انھوں نے بیان کیا کہ ایک صحابی نے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

نبی ﷺ سے غزوۂ اُحد کے موقع پر پوچھا: ''یارسول اللہ ﷺ !اگر میں قتل کر دیا جاؤں تو میں کہاں جاؤں گا؟'' حضور ﷺ نے فرمایا کہ ''جنت میں'' انھوں نے کھجور پھینک دی جو انکے ہاتھ میں تھی اور لڑنے لگے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔(صحیح بخاری:4046) 7۔سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ اُحد کے دن ایک تلوار لے کر فرمایا: ''مجھ سے یہ تلوار کون لے گا؟'' پس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے ہاتھوں کو یہ کہتے ہوئے دراز کیا: میں، میں۔آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے اس کا حق ادا کرنے کی شرط پہ کون لیتا ہے؟'' (یہ سنتے ہی) لوگ پیچھے ہٹ گئے تو سیدنا سماک بن خرشہ ابو دجانہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''میں اسے اس کا حق ادا کرنے کی شرط پہ لیتا ہوں۔'' پس انھوں نے یہ تلوار لے لی اور اسکے ساتھ مشرکین کی کھوپڑیاں پھوڑ دیں۔'' (صحیح مسلم:6353)

سوال2:وَسَارِعُوْٓا ''اور دوڑو'' اللہ تعالیٰ کے راستے پر چلنے کی بجائے جلدی کرنے کا حکم دیا گیا ہے وضاحت کریں؟

جواب:1۔اللہ تعالیٰ کے راستے پر چلنے کی بجائے جلدی کرنے کا حکم دے کر یہ یقین دلایا ہے کہ تم اکیلے اس راستے کے مسافر نہیں ہو کچھ اور لوگ بھی ہیں جو اس انعامی مقابلے میں شریک ہیں۔جیسا کہ ربّ العزت نے فرمایا:2۔فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ سو نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھو(البقرۃ:148) 3۔اسی طرح فرمایا:وَفِيْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ ''اور اس میں رغبت رکھنے والوں کے لیے لازم ہے کہ مقابلہ کریں(المطففین:26) 4۔اللہ تعالیٰ نے مسابقت کا جذبہ بیدار کیا ہے کہ اتنے زبردست انعام کے لیے جلدی کرو تاکہ انعام کے حقدار بن جاؤ۔5۔اللہ تعالیٰ نے واضح کیا ہے کہ جنت یونہی نہیں مل جائے گی۔اس کے لیے محنت مشقت اور بھاگ دوڑ ناگزیر ہے۔6۔رب کی مغفرت اور جنت کی طرف استغفار، توبہ اور اعمال صالحہ کے ساتھ دوڑو۔(تفسیر القاسمی:228/4)

سوال3:عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ''جس کی وسعت آسمانوں اور زمین جتنی ہے'' اس کی وضاحت کریں؟

جواب:1۔ابن کثیر نے فرمایا:اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں کہا گیا ہے عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ''جنت بے حد فراخ ہے جب اس کا عرض آسمانوں اور زمین کے برابر ہے تو لمبائی کیا ہو گی؟(مختصر ابن کثیر:2/1572) رب العزت کا فرمان ہے: سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ''دوڑو اپنے ربّ کی مغفرت اور اُس جنت کی طرف جس کی چوڑائی آسمان اور زمین کی چوڑائی جتنی ہے۔(الحدید:21) 3۔مسند احمد میں ہے کہ ہرقل نے حضور ﷺ کی خدمت میں بطور اعتراض کے ایک سوال لکھ بھیجا کہ آپ مجھے جنت کی دعوت دے رہے ہیں جس کی چوڑائی آسمان اور زمین کے برابر ہے تو یہ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

فرمائیے کہ پھر جہنم کہاں گئی؟حضور ﷺ نے فرمایا سبحان اللہ جب دن آتا ہے تو رات کہاں جاتی ہے؟(تفسیرابن کثیر:463/1)

سوال4: اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ''جو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کے لیے تیار کی گئی ہے'' اس کی وضاحت کریں؟

جواب:1۔'' تیار کی گئی ہے'' یعنی اس وقت موجود ہے۔اس آیت کے توسط سے یہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ جنت اور دوزخ تیار کی جا چکی ہے اور اس میں ان لوگوں کا رد ہے جو اس بات کے قائل نہیں۔(تیسیر القرآن:307/1)2۔''اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کے لیے'' متقی وہ ہے جو نہ واجب کو ترک کرے اور نہ حرام کام انجام دے کر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے، اور اگر اس سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو فوراً توبہ کر لیتے ہیں۔(ایسر التفاسیر:206) 3۔یقیناً جنت متقیوں ہی کا حق ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کے لیے تیار کی گئی ہے۔

سوال5: جنت کا راستہ، مغفرت اور خطا بخشی کا راستہ ہے، اس کے لیے مومن کو کس یقین کی ضرورت ہے؟

جواب:1۔اس کے لیے مومن کو اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر یقین کی ضرورت ہے۔2۔اس کے لیے مومن کو جنت کے یقین کی ضرورت ہے۔3۔اللہ تعالیٰ کی آگ پر یقین کی ضرورت ہے۔4۔اللہ تعالیٰ کی رحمت کی اُمید کی ضرورت ہے۔5۔اس یقین کے ساتھ انسان جنت کے راستے پر گامزن ہو سکتا ہے۔

سوال6:۔مومن کے اندر اس یقین کی وجہ سے کون سے رویے پیدا ہوتے ہیں؟

جواب: اس یقین کی وجہ سے مومن کے اندر جو رویے پیدا ہوتے ہیں ان کا تذکرہ اگلی آیت 134 میں کیا گیا:

1۔اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہر حال میں مال خرچ کرنا خواہ بدحالی ہو یا خوشحالی۔2۔اپنے غصے کو پی جانا۔3۔دوسروں کے قصور معاف کر دینا۔4۔اگر فحش کام سرزد ہو جائے یا کسی گناہ کا ارتکاب کر بیٹھیں یا اپنے اوپر ظلم کریں تو فوراً ہی اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا۔5۔اپنے گناہوں پر اِستغفار کرنا۔6۔جان بوجھ کر گناہ پر اِصرار نہ کرنا۔

سوال7: اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ''اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کے لیے تیار کی گئی ہے۔'' اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ تقویٰ جنت کی قیمت ہے، اس کی وضاحت کریں؟

جواب: تقویٰ یعنی اللہ تعالیٰ کا حقیقی ڈر نفس کی وہ کیفیت ہے جس کے پیدا ہونے کی وجہ سے انسان مادّی دنیا اور خواہشات میں گھرے رہنے کے باوجود اپنی آخرت کی فکر میں رہتا ہے، آخرت کے لئے بھاگ دوڑ کرتا ہے۔حقیقت یہ ہے کہ اگر تقویٰ نہ ہو تو انسان اس دنیا سے آگے کی سوچ بھی نہیں سکتا۔اس اعتبار سے تقویٰ ہی وہ قیمت ہے جس کو ادا کر کے انسان جنت کے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

راستوں پر چل سکتا ہے۔

الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ (134)

وہ لوگ جوخوشی اور تکلیف میں خرچ کرتے ہیں اور غصے کو پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔(134)

سوال1: الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ ''وہ لوگ جوخوشی اور تکلیف میں خرچ کرتے ہیں'' خوشی میں خرچ کرنے سے کیا مراد ہے؟

جواب:1۔ ''وہ لوگ جوخوشی اور تکلیف میں خرچ کرتے ہیں'' خوشی میں مال خرچ کرنے والے کے اندر مال کی وہ حرص نہیں ہوتی جو سود خور کے اندر ہوتی ہے۔2۔خوشی میں مال خرچ کرنے والے کا مال کے بارے میں نقطۂ نظر درست ہوجاتا ہے۔ انہیں کوئی کام اللہ تعالیٰ کی رضا کی جگہ مال خرچ کرنے سے نہیں روکتا۔وہ ہر قسم کی نیکیوں پر اپنا مال خرچ کرتے رہتے ہیں۔ 3۔خوشی میں مال خرچ کرنے والا تکبر میں مبتلا ہوکر غافل نہیں ہوتا۔وہ ہر حال میں خوش ہوں یا مغموم، صحت مند ہوں یا بیمار، مال دار ہوں یا نادار اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنی حیثیت کے مطابق خرچ کرتے ہیں۔4۔خوشی میں مال خرچ کرنے والے کو خوشی ان کا مقصد زندگی نہیں بُھلاتی اور تکلیف میں مال خرچ کرنے والا مقصد زندگی کو ترجیح دیتا ہے۔5۔خوشی اور تکلیف میں مال خرچ کرنے والوں کو ہر حال میں اپنی ذمہ داریوں کا شعور رہتا ہے۔سخاوت ایک مزاج ہے جس کا تعلق مالداری سے نہیں جسے سخاوت کا مزاج نصیب ہوجائے وہ ہر حال میں خرچ کرتا ہے۔

سوال2: انسان اپنے آپ کو مال کی محبت اور حرص سے کیسے آزاد کرواسکتا ہے؟

جواب: انسان اپنے مزاج کے اعتبار سے بخیل ہے۔اس کے اندر دولت کی طبعی محبت موجود ہوتی ہے۔اسے صدقات کے طریقے پر عمل پیرا ہونے اور قائم رہنے کے لیے ہر وقت ایک مضبوط جذبے کی ضرورت ہوتی ہے۔یہ مضبوط جذبہ اللہ تعالیٰ کی خاطر اپنا سب کچھ لگادینے کا ہے۔انسان اللہ تعالیٰ کے لیے اپنا سب کچھ تبھی قربان کرسکتا ہے جب اسے اللہ تعالیٰ سے شدید محبت ہو اور اس کی ناراضگی کا شدید خوف ہو۔محبت اور خوف ہی ایسی قوتیں ہیں جن سے انسان اپنے آپ کو مال کی محبت اور حرص سے آزاد کرواسکتا ہے۔یہ دراصل تبدیلی ہے۔مال کی محبت کی جگہ اللہ تعالیٰ کی محبت لے لیتی ہے۔مال کی حرص کی جگہ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

اللہ تعالیٰ کی رضا کی حرص جگہ بناتی ہے۔ یہ کام خود سے خود نہیں ہوتا۔اس کے لیے شعوری کوشش کرنی پڑتی ہے مثلاً محبت اور خوف کے لیے اللہ تعالیٰ کی پہچان کی ضرورت ہے اور اس پہچان کے لیے غور وفکر کی ۔ایک غور وفکر کرنے والے کے لیے دنیا کی ہر چیز ایمانی رزق بن جاتی ہے۔ جو انسان شعوری طور پر اللہ تعالیٰ کی قدرت کو محسوس کرتا ہے اس کا اللہ تعالیٰ سے تعلق بنتا ہے۔ جتنا یہ تعلق بنتا جاتا ہے، پہلے سے موجود تعلقات میں اتنی ہی کمی آتی جاتی ہے اسی وجہ سے مال سے اس کا تعلق کمزور پڑ جاتا ہے۔

سوال3: دو محبتیں (اللہ تعالیٰ کی محبت اور مال کی محبت) ایک دل میں جمع نہیں ہوسکتیں، اس کی وضاحت کریں؟

جواب: ہر محبت انسان کی زندگی کا رُخ متعین کرتی ہے۔انسان کی ساری سرگرمیاں اسی کے گرد گھومتی ہیں اور رویوں میں واضح فرق آجاتا ہے۔

مال کی محبت میں گرفتار انسان	اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والا
1۔رات دن اس فکر میں رہتا ہے کہ کسی طرح اس کا مال دوگنا چوگنا ہوجائے۔	1۔رات دن اپنے مال کو زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں لگاتا ہے۔
2۔دنیا میں کامیاب ہونے کے لیے مال بڑھاتا ہے۔	2۔آخرت میں کامیاب ہونے کے لیے اپنے دنیا کے مال کو گھٹاتا ہے۔
3۔اس کا اصل سرمایہ مال کی محبت ہے۔	3۔اس کا اصل سرمایہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی محبت ہے۔
4۔اسے دنیا کے نفع کا شوق ہے۔	4۔اسے آخرت کے نفع کا شوق ہے۔
5۔اسے دنیا کے نقصان کا ڈر لگا رہتا ہے۔	5۔اسے آخرت کے نقصان کا ڈر لگا رہتا ہے۔
6۔دنیا میں بے قید (آزاد) زندگی گزارتا ہے۔	6۔دنیا میں پابند زندگی گزارتا ہے۔
7۔اپنی ضروریات کی طرف پوری توجہ لگی رہتی ہے۔	7۔اللہ تعالیٰ کے دین کی ضرورت کو اپنی ضرورت بنالیتا ہے۔
8۔ہر کام دنیا کے لوگوں کی خوشی اور اپنی خوشی کے لیے کرتا ہے۔	8۔ہر کام اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے کرتا ہے۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

9۔دنیا کی نظروں میں پسندیدہ بننا چاہتا ہے۔	9۔اللہ تعالیٰ کی نظر میں زیادہ سے زیادہ پسندیدہ بننا چاہتے ہیں۔
10۔غصہ آجائے تو پھٹ پڑتا ہے۔	10۔غصہ آجائے تو برداشت کرتا ہے۔
11۔کسی سے شکایت ہوتو بدلہ لیتا ہے۔	11۔کسی سے شکایت ہوتو معاف کردیتا ہے۔
12۔غلطی ہوجائے تو احساس ہی نہیں ہوتا،اللہ کبھی یاد ہی نہیں آتا۔	12۔غلطی ہوتو چونک پڑتا ہے ،اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوجاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو پکارنے لگتا ہے۔
13۔اپنی غلطیوں اور گناہوں کو ہی تسلیم نہیں کرتا۔	13۔اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کرتا ہے کہ وہ معاف کر دے،اپنی رحمت کا پردہ ڈال دے۔
14۔مال دنیا میں ہی رہ جاتا ہے اور جب اپنے رب کے پاس پہنچتا ہے تو وہاں کچھ نہیں پاتا۔اس وقت اسے پتہ لگتا ہے: مَآ اَغْنٰی عَنِّیْ مَالِیَهْ هَلَکَ عَنِّیْ سُلْطٰنِیَهْ آج میرا مال میرے کام نہ آیا۔میری سب حجت بازی مجھ سے ختم ہوگئی۔'' (الحاقہ:28.29)	14۔اللہ تعالیٰ ایسی جنتیں عطا کرتا ہے جن کی وسعت آسمانوں اور زمین جیسی ہے۔

سوال4:وَالْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ ''اور غصے کو پینے والے'' غصہ کیا ہے؟

جواب:غصہ ایک ردِعمل ہے۔اس صورت میں یہ ہوتا ہے کہ انسان کے خون میں گرمی پیدا ہوجاتی ہے اور انسان کے افعال اس کے قابو میں نہیں رہتے۔چہرے پر اس کے آثار نظر آتے ہیں،آنکھیں چڑھنے لگتی ہیں،نتھنے پھولنے لگتے ہیں،سانس پھولنے لگتا ہے اور انسان کی زبان بلا روک ٹوک بولنے لگتی ہے۔غصہ بڑھ جانے کی صورت میں انسان توڑ پھوڑ بھی کرنے لگتا ہے حتّٰی کہ ایسی حالت میں بعض اوقات لوگ دوسروں کو قتل تک کر ڈالتے ہیں۔کئی شوہر اپنی بیویوں کو طلاق دے دیتے ہیں۔کچھ لوگ بیوی بچوں کی پٹائی کر ڈالتے ہیں۔غرض انسان غصے میں انسان نہیں رہتا۔

سوال5:غصے کو پینے کی کون کون سی صورتیں ہیں؟

جواب:1۔انسان دوسرے سے انتقام لینے کی قدرت نہ رکھتا ہو تو ظاہری طور پر غصہ ٹھنڈا ہوجاتا ہے لیکن اندر حسد بن کر چھپ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جاتا ہے اوردل کے اندر گہری دشمنی پیدا ہوجاتی ہے۔2۔غصے کودل میں چھپانے سے دل پر پردہ پڑجاتا ہے۔دل کے اندر کینے کی آگ سُلگنے لگتی ہے۔3۔انسان دوسروں سے انتقام لینے کی قدرت رکھتا ہولیکن دل وجان سے معاف کردیتا ہے، درگزر کرتا ہے تو دل پر غصے کی وجہ سے جو پردہ پڑتا ہے وہ ہٹ جاتا ہے۔انسان کا دل مطمئن ہوجاتا ہے،ضمیر پرسکون ہوجاتا ہے اورروح ہلکی پھلکی ہوجاتی ہے۔

سوال6:وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ''اورغصے کو پینے والے''غصے کو پینے کی کون سی صورت افضل ہے؟

جواب:1۔غصے کو پینے کی افضل صورت یہ ہے کہ غصہ آئے تو معاف کردیں،درگزر کریں اوردل میں کینہ نہ رکھیں۔

2۔غصے کو پینے والے لوگوں کی برائیوں اورزیادتیوں کو معاف کردیتے ہیں۔غصے میں آپے سے باہر ہونا تو درکنار غصے کو ظاہر بھی نہیں ہونے دیتے۔

سوال7:مومن غصے کو کنٹرول کیسے کرسکتا ہے؟

جواب:1۔غصہ پینے پراللہ تعالیٰ سے اجر کی امید باندھنے والا باذن اللہ غصے کو کنٹرول کرسکتا ہے۔2۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اے انسان غصہ میں مجھے یاد کرلیا کرو جب مجھے غصہ آئے گا تو تم مجھے بھی یاد آجاؤ گیا ور میں ہلاک کرنے والوں کے ساتھ میں تجھے ہلاک نہیں کروں گا۔(ابن ابی حاتم) 3۔جب غصہ دلایا جارہا ہوتو انسان اپنے شعور کے دروازے کھلے رکھے۔شیطان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے اس لیے کہ غصہ شیطانی فعل ہے،جب غصہ آجائے تو:i۔پانی پی لے،یہ غصے کی آگ کو بجھاتا ہے۔ ii۔اپنی حالت بدل لے یعنی کھڑا ہوتو بیٹھ جائے اور بیٹھا ہوتو لیٹ جائے۔سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا کہ جب تم میں سے کسی کوغصہ آئے اوروہ کھڑا ہوتو بیٹھ جائے اس طرح غصہ چلا جائے تو بہتر ہے ورنہ لیٹ جائے۔(مشکوۃ:434) iii۔جگہ بدل لے یعنی اس جگہ سے اُٹھ جائے یا چلا جائے چاہے تھوڑی دیر کے لیے ہی ہو۔iv۔ وضوکرلے،یہ طریقہ انتہائی مفید ہے۔اس میں حالت بھی بدلتی ہے،جگہ بھی بدلتی ہے اورسوچ بھی بدلتی ہے۔انسان اپنے منہ میں اورناک میں اورمختلف اعضاء پر پانی ڈالتا ہے جس کی وجہ سے سکون ملتا ہے اوراللہ تعالیٰ کا نام لیتا ہے تو کیفیت بدل جاتی ہے۔رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا کہ بلاشبہ غصہ شیطان سے ہے اور بے شک شیطان آگ سے پیدا کیا گیا ہے اورآگ کو پانی ہی بجھاتا ہے سوتم میں سے کسی شخص کوغصہ آئے تو وضوکرے۔(سنن ابوداود) 4۔غصہ آنے کے بعد جب کنٹرول ہوجائے تو اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کرے۔i۔جس پرغصہ آیا ہواس کو معاف کردے۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سوال8:غصے کے بارے میں نبی ﷺ کی احادیث بیان کریں؟

جواب:1۔سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''پہلوان وہ نہیں جو کشتی لڑنے میں غالب آجائے بلکہ اصلی پہلوان وہ ہے جو غصے کی حالت میں اپنے آپ پر قابو پالے۔''(بخاری:6114) 2۔کسی شخص نے رسول اللہ ﷺ سے کہا مجھے کچھ وصیت کیجئے آپ ﷺ نے فرمایا:غصہ نہ کر۔وہ کہتے ہیں میں نے جوغور کیا تو معلوم ہوا کہ تمام برائیوں کا مرکز غصہ ہی ہے۔(مسند احمد:373/5)3۔سیدنا سہل بن معاذ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا:''جو شخص اپنا غصہ اتارنے کی طاقت رکھتے ہوئے بھی ضبط کرلے،تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن ساری مخلوق کے سامنے بلائے گا اور اسے اختیار دے گا کہ جنت کی حورعین میں سے جسے چاہے منتخب کرلے۔جو شخص باوجود موجود ہونے کے شہرت کے کپڑے کو تواضع کی وجہ سے چھوڑ دے اسے اللہ تعالیٰ کرامت اور عزت کا حُلہ قیامت کے دن پہنائے گا۔جو کسی کا سر چھپائے اللہ اسے قیامت کے دن بادشاہت کا تاج پہنائے گا۔''(ابوداؤد:4777) 4۔جس نے قدرت کے باوجود غصہ پی لیا اللہ تعالیٰ اس کا سینہ نور اور ایمان سے بھر دیں گے۔

سوال9:وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ''اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں''دوسروں کے قصور معاف کرنا کب آسان ہوتا ہے؟

جواب:1۔دوسروں کے قصور معاف کرنا تب آسان ہوتا ہے جب مومن اللہ تعالیٰ سے اجر کی امید باندھتا ہے اور یہ سوچتا ہے کہ غلطی تو کسی سے بھی ہوسکتی ہے،یہ غلطی مجھ سے ہوجاتی تو مجھے دوسرے سے کیا توقع ہوتی۔2۔جب مومن یہ سوچتا ہے کہ میں دن رات خطائیں کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے بخشش کی اُمید رکھتا ہوں تو اس کے دل میں نرم گوشہ پیدا ہوتا ہے۔3۔جب مومن یہ سوچتا ہے کہ معاف کردینے کا اجر بہت بڑا ہے۔4۔جب مومن یہ سوچتا ہے کہ معاف کرنے سے اللہ تعالیٰ کی محبت نصیب ہوتی ہے۔

سوال10:عفوودرگزر کے بارے میں تین احادیث لکھیں؟

جواب:1۔سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''صدقہ مال میں کمی نہیں کرتا اور بندے کے معاف کردینے سے اللہ تعالیٰ اس کی عزت بڑھادیتا ہے اور جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے عاجزی اختیار کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کا درجہ بلند فرمادیتا ہے۔''(مسلم:6592)2۔سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''تم مہربان ہوجاؤ تمہارے اوپر مہربانی کی جائے گی۔تم معاف کرو تمہیں بخش دیا جائے گا۔(مسند احمد:6541)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

3۔سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوااوراس نے پوچھا:اے اللہ کے رسول ﷺ !ہم خادم کوکس قدرمعاف کریں؟ آپ ﷺ خاموش رہے۔اس نے پھرسوال کیاتو آپ ﷺ خاموش رہے۔پھرجب تیسری بار پوچھاتو آپ ﷺ نے فرمایا:اسے ہرروزستر بارمعاف کرو۔(ابوداؤد:5164)

سوال11:وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ''اوراللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کو پسند کرتا ہے''اس کا مومن پرکیااثر ہوتا ہے؟

جواب:1۔اس اعلان محبت کی وجہ سے مومن کے دل سے نیکی کا چشمہ پھوٹتا ہے۔2۔مومن کے دل میں نیکی کے لیے جوش وخروش پیداہوجاتا ہےاوراس کے لیےعفوودرگزرکرنا آسان ہوجاتا ہے۔3۔اس خوشی میں مومن کے دل میں اپنے بھائی کے لیے حسداورکینہ نہیں رہتا۔5۔اس کی وجہ سے ایمان کارشتہ مضبوط ہوجاتا ہے،آپس میں اتحاد پیداہوتا ہے۔6۔اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔اس سے ایک جماعتی زندگی کا احساس بیدارہوتا ہے جس میں عفوودرگزرعام ہوتا ہے۔

سوال12:محسن سے کیامرادہے؟

جواب:1۔محسن سے مرادہے احسان کرنے والا ہے۔2۔جومعاملات کوخوبی کے ساتھ سرانجام دیتا ہے۔3۔محسن سے مراد مخلص ہے جواللہ تعالیٰ کے لیے اپنے ہرعمل کوخالص کرتے ہیں۔4۔احسان کی دوقسمیں ہیں:1۔اللہ تعالیٰ کی عبودیت میں احسان 2۔اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ احسان

وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَۃً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ ذَکَرُوا اللّٰہَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِھِمْ ۫ وَمَنْ یَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰہُ ۫ وَلَمْ یُصِرُّوْا عَلٰی مَا فَعَلُوْا وَھُمْ یَعْلَمُوْنَ(135)

وہ ایسے لوگ ہیں جب کوئی برائی کربیٹھیں یااپنی جانوں پرظلم کربیٹھیں تووہ اللہ تعالیٰ کو یادکرتے ہیں پھروہ اپنے گناہوں کے لیے بخشش مانگتے ہیں اوراللہ تعالیٰ کے سوا گناہوں کوکون معاف کرسکتا ہے؟اوراس پر جوانہوں نے کیا جان بوجھ کراصرارنہیں کرتے۔(135)

سوال1:وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَۃً ''وہ ایسے لوگ ہیں جب کوئی برائی کربیٹھیں''اس سے کیامرادہے؟

جواب:ہربرےاوربےشرمی کے کام کوفحش کہتے ہیں۔فحش گوئی،فحش بینی،فحش سننا،میل ملاقات میں اللہ تعالیٰ کی حدود کا خیال نہ رکھنا،لباس میں حیاء کے تقاضوں کا خیال نہ رکھنا،ارادتاً فحش گوبننا مثلاً مسخرہ پن وغیرہ۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سوال2:فحش کے بارے میں نبی ﷺ کی تین احادیث لکھیں؟

جواب:ا۔سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:جس چیز میں بے ہودگی ہوگی اسے عیب دار کردے گی اورجس چیز میں حیاہوگی اسے وہ خوبصورت بنادے گی۔(ترمذی:1974)2۔سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:مومن نہ طعن وتشنیع کرتا ہے،نہ لعنت اورنہ فحش کلامی کرنے والا ہوتا ہےاورنہ بدزبان۔(ترمذی:1977)

سوال3:انسان سے فحش کام کب سرزَد ہوتے ہیں؟

جواب:1۔جب انسان کوموت اورآخرت کی زندگی یعنی اپنا حساب کتاب یادنہ رہے۔

2۔جب انسان اللہ تعالیٰ سے غافل ہو۔3۔محفل میں بیٹھے ہوئے جب اللہ تعالیٰ کو یادنہ کیا جارہا ہو۔4۔جب انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف پھیکا پڑ جائے۔5۔جب انسان کواللہ تعالیٰ کی نگرانی کا شعوری احساس نہ رہے۔

سوال4:اَوۡ ظَلَمُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ ''اپنی جانوں پرظلم کربیٹھیں''اپنی جانوں پرظلم کرنے سے کیامراد ہے؟

جواب:''اپنی جانوں پرظلم کربیٹھیں'':واجب کو چھوڑ کر یاحرام کام کرکیاپنی جانوں پرظلم کربیٹھیں۔(ایسرالتفاسیر:206)

سوال5:ذَكَرُوا اللّٰهَ''وہ اللہ تعالیٰ کو یادکرتے''انسان اپنے اوپرظلم کرنے سے کیسے رُک سکتا ہے؟

جواب:1۔اپنی موت کو یادکرکے۔2۔اپنے انجام کو یادکرکے۔3۔اپنے آپ کواللہ تعالیٰ کے ساتھ باندھ کے۔

4۔اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے بچ کے۔

سوال6:ذَكَرُوا اللّٰهَ'' تووہ اللہ تعالیٰ کو یادکرتے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:''تووہ اللہ تعالیٰ کو یادکرتے ہیں''اس کے وعدوں اور وعیدوں،اوراس کے امرونھی،اوراس کی عظمت وجلال کو یاد کرتے ہیں۔(تفسیرالمنیر:2/ 407)

سوال7:فَاسۡتَغۡفَرُوۡا لِذُنُوۡبِهِمۡ''پھروہ اپنے گناہوں کے لیے بخشش مانگتے ہیں''اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی کون مانگ سکتا ہے؟

جواب:1۔اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی وہ مانگ سکتا ہے جس سے اگرکوئی گناہ ہوجائے تواللہ تعالیٰ سے ڈرجائے اور فوراًاپنے گناہوں کی معافی مانگ لے۔2۔اکثرمحدثین نے کہا ہے کہ اس سے مرادمحض زبان سے استغفارنہیں ہے استغفار

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

توخالص توبہ ہے۔3۔اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی وہ مانگ سکتا ہے جس کے اندر تکبر نہ ہو۔4۔جو اپنی غلطی کا اعتراف کرتا ہو۔5۔جس کو یہ یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ معاف کرسکتا ہے۔

سوال8:وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ''اور اللہ تعالیٰ کے سوا گناہوں کو کون معاف کرسکتا ہے''اس کی وضاحت کریں؟

جواب:1۔سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص کوئی گناہ کرے پھر وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کرے اور اپنے گناہ کی معافی چاہے تو اے اللہ عزوجل اس کے گناہ معاف فرمادیتا ہے (مسند احمد)'' اور اللہ تعالیٰ کے سوا گناہوں کو کون معاف کرسکتا ہے''2۔سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مروی ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں تمہیں سے جو شخص کامل وضو کر کے **اشهد ان لااله الا الله وحده لاشريک له و اشهد ان محمدا عبدهو رسوله** پڑھے اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھل جاتے ہیں جس سے چاہے اندر چلا جائے3۔سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سنت کے مطابق وضو کرتے ہیں پھر فرماتے ہیں میں نے آنسید نا ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا ہے جو شخص مجھ جیسا وضو کرے پھر دو رکعت نماز ادا کرے جس میں اپنے دل سے باتیں نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ معاف فرمادیتا ہے (بخاری مسلم) 4۔ابوسعید خدری سے روایت ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو کہتے سنا ہے کہ ابلیس نے اپنے رب سے کہا تیری عزت وجلال کی قسم! میں بنی آدم کو جب تک ان کی سانس چلتی رہے گی گمراہ کرتا رہوں گا تو اللہ نے کہا میرے عزت وجلال کی قسم! جب تک وہ مجھ سے مغفرت چاہتے رہیں گے میں انہیں معاف کرتا رہوں گا۔(مسند احمد)5۔ایک شخص نے نبی ﷺ سے کہا مجھ سے گناہ ہوگیا آپ نے فرمایا توبہ کرلے اس نے کہا میں نے توبہ کی پھر گناہ ہوگیا فرمایا پھر توبہ کرلے اس نے کہا مجھ سے پھر گناہ ہوگیا آپ نے فرمایا پھر استغفار کر اس نے کہا مجھ سے اور گناہ ہوا فرمایا استغفار کئے جا یہاں تک کہ شیطان تھک جائے پھر فرمایا گناہ کو بخشنا اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔6۔مسند احمد میں ہے رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک قیدی آیا اور کہنے لگا یا اللہ میں تیری طرف توبہ کرتا ہوں محمد ﷺ کی طرف توبہ نہیں کرتا ''یعنی اللہ میں تیری ہی بخشش چاہتا ہوں'' آپ نے فرمایا اس نے حق دار کو پہنچایا۔(مسند بزار) 7۔رسول اللہ ﷺ نے منبر پر بیان فرمایا: لوگو تم اوروں پر رحم کرو اللہ تم پر رحم کرے گا لوگو تم دوسروں کی خطائیں معاف کرو اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کو بخشے گا باتیں بنانے والوں کی ہلاکت ہے گناہ پر جم جانے والوں کی ہلاکت ہے۔(مسند احمد)

سوال9:وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ''اور اس پر جو انہوں نے کیا جان بوجھ کر اصرار نہیں کرتے''اپنے گناہ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

پر اِصرار کون کرتا ہے؟

جواب:1۔اصرار کے معنی ہیں گناہ پر توبہ نہ کرنا بلکہ اَڑ جانا، بے نیازی سے گناہ کرتے جانا اوران پر پشیمانی کا اظہار کر کے توبہ نہ کرنا، دل کی سچائی سے توبہ کرنے کے بعد گناہ ہو جائے تو اسے اصرار نہیں کہتے۔2۔اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے کاموں میں بے باکی کے ساتھ غرق ہو جانے والا اصرار کرتا ہے۔3۔سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اللہ سے مغفرت مانگ لی اس نے گناہ پر اصرار نہیں کیا چاہے وہ دن میں سو بار اس کا ارتکاب کرے۔(جامع ترمذی:3559)

سوال10:وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ''اوراس پر جوانہوں نے کیا جان بوجھ کر اصرار نہیں کرتے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:1۔'' اوراس پر جوانہوں نے کیا جان بوجھ کر اصرار نہیں کرتے'' قتادہ نے کہا اصرار سے بچو، ماضی میں اصرار کرنے والے ہلاک ہو گئے۔انہیں اللہ تعالیٰ کا خوف اس حرام سے نہیں روکتا تھا جو اللہ تعالیٰ نے ان پر حرام کیا تھا، اور وہ گناہ پر توبہ نہیں کرتے تھے حتیٰ کہ انہیں موت آ جاتی تھی۔(تفسیر جامع البیان:4/101)

أُولَٰئِكَ جَزَآؤُهُم مَّغْفِرَةٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَجَنَّاتٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ وَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ (136)

یہی لوگ ہیں جن کا بدلہ ان کے رب کی طرف سے مغفرت اور جنتیں ہیں جن کے نیچے سے نہریں جاری ہیں، اُن میں وہ ہمیشہ رہنے والے ہیں، اور کیسا اچھا بدلہ ہے عمل کرنے والوں کا!(136)

سوال1:أُولَٰئِكَ جَزَآؤُهُم مَّغْفِرَةٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَجَنَّاتٌ '' یہی لوگ ہیں جن کا بدلہ ان کے رب کی طرف سے مغفرت اور جنتیں ہیں'' اللہ تعالیٰ ایک خطا کار انسان کے ساتھ کیسا رویہ اختیار کرتا ہے؟

جواب:1۔اللہ تعالیٰ انسان کی شخصی کمزوریوں سے واقف ہے کہ اس سے غلطیاں ہو سکتی ہیں۔وہ اس کی کمزوریوں کا لحاظ کرتا ہے تا کہ اس کے اندر مایوسی پیدا نہ ہو اور اُمید کا دیا روشن رہے۔2۔اللہ تعالیٰ انسان کے میلانات سے واقف ہے۔اگر اس کے اندر حیوانی میلانات ہیں تو دوسری طرف اس کے اندر رب کی طرف جھکنے کا رجحان بھی ہے۔اس لیے اللہ تعالیٰ گندگی میں مبتلا ہونے پر اس کو اوپر اُٹھاتا ہے، اُس کے پھسلنے پر اُسے تھپکی دیتا ہے، گرنے پر اُسے اُٹھاتا ہے اور اس شرط پر کہ اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی یاد ہو، وہ اللہ تعالیٰ سے غافل نہ ہو اور جان بوجھ کر اپنی غلطی پر نہ اَڑے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے توبہ کا دروازہ کھول دیتا ہے۔اور توبہ کرنے والوں کے لیے مغفرت اور جنت کا دروازہ کھول دیتا ہے جن کے نیچے سے نہریں جاری ہیں۔3۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

انہوں نے اللہ تعالیٰ کی خاطر تھوڑا عمل کیا مگر ان کو بہت زیادہ اجر عطا ہوا۔(تفسیرِ سعدی)

سوال2: توبہ کا دروازہ کھول کر اللہ تعالیٰ نے خطا کاری کا دروازہ کیسے بند کیا ہے؟

جواب:1۔اللہ تعالیٰ نے توبہ کا دروازہ کھول کر شرمندہ ہونے والے انسان کی حوصلہ افزائی کی ہے، گناہ کی حوصلہ افزائی نہیں کی۔2۔اللہ تعالیٰ توبہ کے لیے آمادہ کرتا ہے لیکن گناہوں کے سلسلے میں لاپرواہی کی اجازت نہیں دیتا۔3۔اللہ تعالیٰ مسلسل خطا کاری کو شِعار بنانے کی اجازت نہیں دیتا۔4۔یہ دین اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے لیے توبہ کا دروازہ کھولتا ہے۔ کمزور مخلوق وقتی طور پر برائیوں اور گمراہیوں کے گڑھے میں کیوں نہ جا گرے، خطاؤں میں، گناہوں میں لتھڑے ہوئے انسان کو یہ دین بے آسرا نہیں چھوڑتا، اپنے انجام کے بارے میں مایوس بھی نہیں چھوڑتا۔اسے ہر وقت مغفرت کی اُمید دلائی جاتی ہے۔اس کی راہ نمائی کی جاتی ہے۔اس کو سہارا دیا جاتا ہے۔اس کو گناہ گارانہ زندگی چھوڑنے کے لیے اُمید دلائی جاتی ہے اور اس طرح اُسے راستہ مل جاتا ہے۔وہ اپنے گناہوں سے باہر آنے کے لیے استغفار اور اُمید کا دامن تھام لیتا ہے اور یوں گناہوں کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔

سوال3: غزوۂ اُحد کے واقعات کے درمیان مسلمانوں کی نفسیاتی خصوصیات پر بات کی گئی۔ان نفسیاتی خصوصیات کی کیا اہمیت ہے؟ اور اس مقام پر ان کا تذکرہ کرنے میں کیا حکمت ہے؟

جواب: ان صفات کا غزوۂ اُحد یعنی اسلام اور کفر کی جنگ سے گہرا تعلق ہے۔ان کے درمیان خاص مناسبت ہے۔جیسے سود خوری کی وجہ سے میدانِ جنگ میں مسلمانوں نے شکست کھائی تھی یعنی مالِ غنیمت کی حرص کی وجہ سے تیر اندازوں نے درّہ چھوڑ دیا تھا اور فتح شکست میں بدل گئی تھی، اسی طرح دشمن پر فتح حاصل کرنے کے لیے اپنی ذات پر فتح حاصل کرنا ضروری ہے۔

اپنی ذات پر فتح پانے کے لیے جن چیزوں کی ضرورت ہے:

نتیجہ (End Result)	کوشش (Struggle)
1۔کنجوسی پر فتح یاب ہونا۔	1۔ہر حال میں مال خرچ کرنا (خوش حالی اور تنگ دستی میں)
2۔غصے پر فتح پالینا۔	2۔غصے پر قابو پا کر لوگوں کو معاف کر دینا۔
3۔نفس پر فتح پانا۔	3۔بے حیائی یا گناہ کا کام کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا یاد آجانا۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

4۔گناہ کرنے کی بجائے کنٹرول کرلینا۔	4۔Alarming system کا activate ہونا جس کی وجہ سے گناہوں کا بروقت احساس ہوتا ہے۔ اس شدید احساس سے انسان گناہ سے بچ جاتا ہے۔
5۔خواہش پر فتح پانا۔	5۔خواہشات خطاؤں کی طرف لے جانے لگیں تو پلٹ آنا۔
6۔اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا۔	6۔خطاؤں اور گناہوں پر اصرار کی بجائے شرمندہ ہونا، اللہ تعالیٰ سے معافی چاہنا، گناہوں کی طرف لپکنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کی طرف پلٹنا۔
7۔تکبر پر فتح پانا۔	7۔اپنی ذات کی بے بسی کی طرف توجہ کرنا اور عاجزی کی روش اختیار کرنا۔
8۔اللہ تعالیٰ سے مغفرت کا طلب گار ہونا۔	8۔دنیا طلبی کی بجائے اللہ تعالیٰ کی رضا کا طلب گار ہونا۔
9۔نفس کی رضا پر فتح پالینا۔	9۔خواہشاتِ نفس پر کنٹرول پا کر، اللہ تعالیٰ کی رضا پانے کی کوشش کرنا، اس کی قدرتوں کو شعوری طور پر محسوس کر کے اور اپنے آپ کو ہر وقت اس کی گرفت میں سمجھتے ہوئے۔
10۔اللہ تعالیٰ کی رضا کا طلب گار ہونا۔	10۔اللہ تعالیٰ کی رضا کی طلب کو ہی اپنے لیے سب سے زیادہ ضروری خیال کرنا۔

یہ جنگ مومن کے اندر جاری رہتی ہے۔ وہ اپنے اوپر فتح یاب ہو تو اللہ تعالیٰ کے دشمنوں پر بھی فتح حاصل کر لیتا ہے۔

سوال4: اسلام دشمنی کے بنیادی اسباب کیا تھے جن کی بناء پر غزوۂ احد میں قریبی رشتہ دار ایک دوسرے کے خلاف صف آراء ہوئے؟

جواب: اسلام اور کفر کے درمیان بنیادی فرق عقائد اور رویوں کا تھا جو ان کے ماننے والوں کے درمیان تھا۔ اس فرق کا ہم

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

موازنہ کرسکتے ہیں:

(کفر)کافر	(اسلام)مسلمان
1۔خواہش پرست	1۔خداپرست۔اپنی خواہشات کوکنٹرول کرنے والے۔
2۔اپنی ذات اوراپنی زندگی کے نظام میں اللہ تعالیٰ کے احکامات، اس کی شریعت اوراس کے پسندیدہ نظامِ زندگی کے پیروکارنہیں تھے۔	2۔اپنی ذات اوراپنی زندگی کے نظام میں اللہ تعالیٰ کے احکامات، اس کی شریعت اوراس کے پسندیدہ نظامِ زندگی کے پیروکار تھے۔
3۔اللہ تعالیٰ کے نافرمان۔	3۔اللہ تعالیٰ کے اطاعت گزار۔
4۔اللہ کے رسول ﷺ کے دشمن۔	4۔اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت کرنے والے۔

5۔خطاکار، گناہ گار۔	5۔گناہ کرنے کے مقابلے میں ضبط کرنے والے۔
6۔بے حیا۔	6۔بے حیائی کے کاموں سے رکنے والے۔
7۔غصے کے بعدانتقام میں اندھے ہوجانے والے۔	7۔غصے پرقابو پاکرلوگوں کومعاف کردینے والے۔
8۔اپنی خواہشات کی طرف رجوع کرنے والے۔	8۔اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والے۔
9۔اپنی اوراپنے جیسے انسانوں کی رضا کونصب العین بنانے والے۔	9۔اللہ تعالیٰ کی رضامندی کونصب العین بنانے والے۔
10۔بخل کی نمائندگی کرنے والے۔	10۔کنجوسی پرفتح یاب ہونے والے۔

مسلمانوں اورکافروں میں دشمنی کی یہی بنیادی وجوہات ہیں اوریہی وجوہات تھیں جن کی بناء پرمعرکہ آرائی ہوئی تھی۔رہتی دنیاتک اسلام اورکفر کے درمیان انہی بنیادوں پرجنگ جاری رہے گی۔

سوال5:تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَا ’’جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی ان میں وہ ہمیشہ رہنے والے ہوں گے‘‘اس کی وضاحت کریں؟

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جواب:1۔توبہ کرنے والوں کے لیے مغفرت اور جنت ہے جن کے نیچے سے نہریں جاری ہوں گی۔2۔جہاں اللہ تعالی کی رضا ہوگی، جہاں کوئی دکھ، کوئی غم، کوئی حسرت، کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔3۔جہاں وہ ہمیشہ رہنے والے ہوں گے، کبھی دیس نکالا نہیں دیا جائے گا۔4۔جہاں کی نعمتوں کو کبھی زوال نہیں آئے گا، جہاں کسی کی خوشیوں کو غم نہیں ڈسیں گے، جہاں کسی کی زندگی کو موت نہیں آئے گی، جہاں کسی کی جوانی کو کبھی بڑھاپا نہیں آئے گا، جہاں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

سوال6:وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ''اور کیسا اچھا بدلہ ہے عمل کرنے والوں کے لیے''کی وضاحت کریں؟

جواب:1۔'' اور کیسا اچھا بدلہ ہے عمل کرنے والوں کا!'' مقاتل بن حیان کا قول ہے:اجرالعاملین:اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والوں کا بدلہ جنت ہے ۔(فتح القدیر:486/1) 2۔اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ:''عمل کرنے والوں کا بدلہ''انہوں نے اللہ تعالیٰ کی خاطر تھوڑا عمل کیا مگر ان کو بہت زیادہ اجر عطا ہوا۔مشقت برداشت کرنے کے بعد ہی راحت کی امید ہوتی ہے اور جزا کے وقت ہی عمل کرنے والوں کو اپنے عمل کا پورا اور وافر بدلہ عطا ہوتا ہے۔(تفسیر سعدی)

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ ۙ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ(137)

تم سے پہلے بھی بہت سے طریقے گزر چکے ہیں،سوتم زمین میں چل کر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیسا انجام ہوا۔(137)

سوال1:قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ '' تم سے پہلے بھی بہت سے طریقے گزر چکے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

1۔'' سُنَنٌ ''سنت کی جمع ہے وہ سیرت اور طریقہ ہے جس پر فرد اور جماعت ہوتی ہے اور اللہ تعالی کی سنن سے مراد اپنی مخلوق کے بارے میں اس کے طریقے اور اس کا قانون جو ماضی میں مخلوق کے بارے میں جاری رہا۔(ایسرالتفاسیر:208) 2۔یہاں پہلے لوگوں کے طریقے سے مراد رسولوں کو جھٹلانا،اُن کے احکامات کی نافرمانی کرنا ہے۔3۔مجاہد کا قول ہے:قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ سے مراد کافروں اور مومنوں اور خیر وشر کے طریقے ہیں۔(تفسیر جامع البیان:104/4)

سوال2:اس کائنات میں اللہ تعالیٰ کی سنت کیا ہے؟

جواب:1۔دنیا میں لوگوں کے حالات بدلتے رہتے ہیں۔2۔اس دنیا میں لوگوں کو آزمائش میں مبتلا کیا جاتا ہے تاکہ ان کی روح خالص ہو جائے۔3۔ان کے صبر کو آزمایا جاتا ہے،اس مقصد کے لیے ان پر مصیبتوں اور آزمائشوں کے پہاڑ توڑے جاتے ہیں۔4۔جو صبر سے کام لیتے ہیں انہیں فتح نصیب ہوتی ہے۔5۔اور جو لوگ حق کو جھٹلاتے ہیں اور کفر کا رویہ اختیار

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

کرتے ہیں انہیں صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جاتا ہے۔

سوال3:قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ ''تم سے پہلے بھی بہت سے طریقے گزر چکے ہیں''مسلمانوں کو یہ بات کیوں کہی گئی؟

جواب:مسلمانوں نے غزوۂ اُحد میں رسول اللہ ﷺ کے حکم خلاف ورزی کی تھی۔آپ ﷺ نے جن تیراندازوں کو غزوۂ اُحد میں عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ایک پہاڑی پر مقرر فرمایا تھا اس مقصد کے لئے کہ جو گھڑ سوار ادھر سے آئیں انہیں پیچھے دھکیل دیں اور فتح ہو یا شکست اپنی جگہ سے نہ ہٹیں۔پھر جب مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی تو اس دستے کے افراد میں اختلاف ہو گیا۔ان میں سے ایک گروہ کا یہ خیال تھا کہ اب جنگ ختم ہوگئی ہے لہٰذا یہاں رہنا ضروری نہیں۔وہ درّے سے ہٹ گئے اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرنے والے دس افراد باقی رہ گئے۔اس موقعے سے کافروں نے فائدہ اُٹھایا اور مسلمانوں پر پیچھے سے حملہ کر دیا۔اس موقعے پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ جو کچھ ہوا ہے نئی بات نہیں،اس سے پہلے بھی لوگ رسولوں کو جھٹلاتے رہے ہیں۔

سوال4:فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ ''سو تم زمین میں چل کر دیکھو''اس کی وضاحت کریں؟

جواب:''سو تم زمین میں چل کر دیکھو''اللہ تعالیٰ کا یہ حکم اس مقصد کے لیے ہے کہ ہلاک ہونے والوں کے حالات سے عبرت حاصل کریں۔

سوال5:فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ''سو تم زمین میں چل کر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیسا انجام ہوا''اللہ تعالیٰ نے جھٹلانے والوں کے انجام کی طرف توجہ کیوں مبذول کروائی ہے؟

جواب:اللہ تعالیٰ نے جھٹلانے والوں کا انجام اس لئے سامنے رکھا ہے تا کہ لوگ رسول ﷺ کی نافرمانی کرنے سے بچ جائیں۔

سوال6:گزشتہ اقوام کا انجام دیکھنے کا ہمیں کیا فائدہ ہوسکتا ہے؟

جواب:1۔زمین پر انسانی زندگی ایک کھلی کتاب ہے۔اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اس زمین پر واقعات کے فیصلے کس بنیاد پر ہوتے ہیں۔2۔انسان کو یہ پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نظام کس قدر پختہ ہے جس کے تحت یہ واقعات ظہور پذیر ہوتے ہیں۔3۔یہ پتہ چلتا ہے کہ ان واقعات کی روانی میں آئندہ کے لیے کیا لائن ہے۔4۔اب اللہ تعالیٰ کی ہدایات آجانے کے بعد مسلمانوں کی جانب سے ایسے واقعات ہونے چاہئیں کہ انہیں کامیابی حاصل ہو اور مسلمانوں کی طرف سے پہلا کام اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی اطاعت ہے۔5۔یہ پتہ چلتا ہے کہ پیغمبروں کو جھٹلانے والوں کا جو انجام کل ہوا تھا وہی انجام آج بھی طے ہے تا کہ اُمت کے افراد اپنے انجام کے بارے میں مطمئن اور یک سو ہو جائیں اور جھٹلانے والوں کے ساتھ پھسل نہ جائیں۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

6۔کوئی قوم ایسی نہیں جہاں اللہ کا پیغمبر مبعوث نہ ہوا ہو۔وَاِنۡ مِّنۡ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيۡهَا نَذِيۡرٌ اور کوئی اُمت نہیں مگر اس میں ایک خبردار کرنے والا گزرا ہے۔(فاطر:24)7۔جب تک کوئی قوم اپنے پیغمبر کی تعلیمات پر عمل پیرا رہتی ہے تو یہ اس کے عروج کا زمانہ ہوتا ہے اور جب یہی قوم عیش وعشرت اور فحاشی و بے حیائی اور معصیت کے کاموں میں مبتلا ہو جاتی ہے.جس کا نام ان کی زبان میں تہذیب ہوتا ہے تو اس پر بتدریج زوال آنا شروع ہو جاتا ہے۔(تفسیر تیسیر القرآن 310/1)

هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوۡعِظَةٌ لِّلۡمُتَّقِيۡنَ(138)

لوگوں کے لیے یہ بیان ہے اور اللہ سے ڈرنے والوں کے لیے ہدایت اور نصیحت ہے۔(138)

سوال1:هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ ''لوگوں کے لیے یہ بیان ہے''اس کی وضاحت کریں؟

جواب:''لوگوں کے لیے یہ بیان ہے''اس سے مراد یہ ہے کہ تاریخی واقعات جو قرآنِ حکیم میں بیان ہو رہے ہیں،عام لوگ جن کے پاس کوئی علمی ذخیرہ نہیں ہے ان کے لیے تو علمی بیان ہے۔یہ قرآن انسانیت کے لیے ایک دوررس انقلاب ہے اور جب تک یہ قرآن بیان نہ کیا جائے یہ انقلاب نہیں آ سکتا۔

سوال2:وَهُدًى وَّمَوۡعِظَةٌ لِّلۡمُتَّقِيۡنَ ''اور اللہ سے ڈرنے والوں کے لیے ہدایت اور نصیحت ہے''اس سے کیا مراد ہے؟

جواب:1۔''اور اللہ سے ڈرنے والوں کے لیے ہدایت اور نصیحت ہے''اس لیے کہ صرف اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کے دل ہدایت کے لیے کھلے ہوتے ہیں,وہی ہدایت قبول کرنے کے لیے آمادہ ہوتے ہیں۔3۔سچائی اور حق کو قبول کرنے کے لیے ہدایت اس صورت میں مل سکتی ہے جب دل ایمان اور یقین سے بھر جائے۔4۔ایمان اور تقویٰ ہی سے انسان حق کے راستے کی تکلیفیں برداشت کر سکتا ہے۔

سوال3:قرآن حکیم متقیوں کے لیے کیسے ہدایت اور نصیحت ہے؟

جواب:1۔متقیوں کے لئے قرآن مجید ہدایت اور نصیحت ہے۔اس میں پچھلے لوگوں کے حالات سے ہدایت دی گئی اور اُن جیسے طرزِ عمل سے بچنے کی نصیحت کی گئی ہے۔2۔''لوگوں کے لیے یہ بیان ہے''اس میں وہ لوگ بھی داخل ہیں جو جنگ کرنے کے لیے آئے تھے اور عام مکذبین بھی۔(تفسیر انوار البیان:553/1) 3۔موعظہ مومن کی ایسی نصیحت ہے جس کی وجہ سے دوسرا مومن کامیابی کے نجات کے راستے پر چلتا ہے۔4۔موعظہ:جس کی وجہ سے دلوں کو نرم کیا جاتا ہے اور اطاعت کرنے کی

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

دعوت دی جاتی ہے۔(تفسیرالمنیر :2/ 421)

وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ(139)

اور نہ تم ہمت ہارو اور نہ غم کرو اور تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو۔(139)

سوال1:وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ ''اور نہ تم ہمت ہارو اور نہ غم کرو اور تم ہی غالب رہو گے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:1۔الوھن: رائے،عمل اور امور کے انجام دینے میں کمزور پڑنا۔(تفسیرالمنیر :2/ 421) 2۔وَلَا تَهِنُوْا: کفار سے جنگ کرنے میں کمزور نہ پڑو۔ 3۔وَ لَا تَهِنُوْا:تم کمزور نہ پڑو ورنہ جہاد سے ہی بیٹھ جاؤ گے (ایسر التفاسیر:209) 4۔وَلَا تَحْزَنُوْا:اور نہ غم کرو جو تمہارے مرد میں سے چلے گئے(ایسر التفاسیر:209) 5۔وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ ''اور تم ہی غالب رہو گے'' قتادہ کا قول ہے:یعنی اصحاب محمد ﷺ انہیں اپنے دشمن سے جنگ کی ترغیب دلائی ہے اور انہیں عاجز اور کمزور پڑنے سے روکا ہے۔(تفسیر جامع البیان:106/4) 6۔اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ''اگر تم مومن ہو'' اللہ تعالی نے ہمیشہ کے لیے ایک کلیہ بیان فرما دیا کہ اگر تم فی الواقع مومن ہو اور سست اور غمزدہ ہونے کی بجائے اللہ پر توکل اور صبر کرو گے تو اللہ تعالی یقیناً تمہیں غلبہ عطا کرے گا اور اگر تم مغلوب و مقہور ہو تو وہ وجوہ تلاش کرو جن کی وجہ سے یہ صورت حال پیدا ہوئی ہے۔(تفسیر تیسیر القرآن: 310/1)

سوال2:رسول اللہ نے الْوَهَنُ کے بارے میں کیا وضاحت فرمائی ہے؟

جواب:سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ '' آدمی اپنے گناہوں کی وجہ سے رزق سے محروم ہو جاتا ہے۔''اسی مسند احمد میں مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:'' ڈر ہے کہ دنیا کی قومیں تم پر ہر طرف سے ٹوٹ پڑیں گی۔جس طرح کے بھوکے کھانے کے پیالے پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔''صحابہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:یارسول اللہ ﷺ ! کیا اس وقت ہماری تعداد کم ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا:اس وقت تمہاری کثرت ہوگی،لیکن تمہاری حالت اس وقت سیلاب کے خس وخاشاک جیسی ہوگی تمہارے دشمنوں کے دلوں سے تمہارا رعب اٹھ جائے گا۔اور تمہارے دلوں میں بزدلی پیدا ہو جائے گی۔''صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ !بزدلی کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:حُبُّ الْحَيَاتِ وَكَرَاهِيَةُ الْمَوْتِ ''زندگی سے محبت اور موت کا ڈر۔''(مسند احمد:278/5 سنن ابی داود 4297)

سوال3:اللہ تعالیٰ نے غلبے اور قوت کا راز کس کو قرار دیا ہے؟

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جواب: اللہ تعالیٰ نے غلبے اور قوت کا راز ایمان کو قرار دیا ہے کہ اگر ایمانی قوت موجود ہے تو غلبہ تمہارا ہے۔

سوال4: غزوۂ احد میں شکست کے بعد دل شکستگی اور مایوسی سے بچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے کیا ہدایات دیں؟

جواب: غزوۂ احد میں شکست کے بعد دل شکستگی اور مایوسی سے بچانے کے لئے فرمایا گیا جو مصائب پیش آ رہے ہیں اور جو مفادات تم سے چھوٹ گئے ہیں ان پر غم نہ کرو، ان پر ہمت نہ ہارو، تم غالب ہو اس لیے کہ تم اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سے کسی مخلوق کے سامنے نہیں جھکتے۔ تمہارا نظامِ حیات افضل ہے اس لیے کہ وہ اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے۔ تمہارا کردار اعلیٰ ہے اس لیے کہ تم پوری انسانیت کے لیے راہ نما ہو۔ اس زمین پر تمہارا مقام بلند ہے اس لیے کہ تم نے اللہ تعالیٰ سے عہد باندھ رکھا ہے اور دوسرے لوگوں کا کوئی عہد نہیں۔ اگر تم سچے مؤمن بنو تو تم دنیا میں سربلند رہو گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا طریقۂ کار ہے کہ کبھی تم پر مصیبت آئے گی اور کبھی تم کامیاب رہو گے تاکہ کھوٹے اور کھرے کے درمیان فرق ہو جانے کے بعد تمہارا انجام اچھا ہو۔

سوال5: اللہ تعالیٰ نے سُست پڑنے اور غم کھانے سے روکا ہے۔ ان دو کیفیات کا خاص طور پر یہاں کیوں ذکر کیا گیا؟

جواب: یہاں ان دو کیفیات کا اس لئے ذکر کیا گیا کیونکہ شکست کے بعد اس کا غم لاحق ہو جاتا ہے اور غم سست کر دیتا ہے۔ یہ میدانِ جنگ میں شکست کے بعد دلوں کی شکست ہے۔ شکست خوردگی جو انسان کے نفس کو لاحق ہو جاتی ہے انسان کو اُٹھنے نہیں دیتی، بے عمل کر دیتی ہے جبکہ ایمان عمل کا مطالبہ کرتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کیفیات سے باہر نکالا ہے کہ اگر تم ایمان والے ہو تو تم ہی غالب رہو گے لہٰذا نہ سست پڑو نہ غم کھاؤ۔

سوال6: اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ ''اگر تم مومن ہو'' اللہ تعالیٰ نے غلبے اور قوت کا اصل راز کسے قرار دیا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے غلبے اور قوت کا اصل راز ایمان کو قرار دیا ہے کہ اگر ایمانی قوت موجود ہے تو غلبہ تمہارا ہے۔

اِنۡ یَّمۡسَسۡکُمۡ قَرۡحٌ فَقَدۡ مَسَّ الۡقَوۡمَ قَرۡحٌ مِّثۡلُہٗ ؕ وَ تِلۡکَ الۡاَیَّامُ نُدَاوِلُہَا بَیۡنَ النَّاسِ ۚ وَ لِیَعۡلَمَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ یَتَّخِذَ مِنۡکُمۡ شُہَدَآءَ ؕ وَ اللّٰہُ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیۡنَ (140)

اگر تمہیں چوٹ لگی ہے تو انہیں بھی یقیناً اس جیسی چوٹ لگ چکی ہے اور یہ دن ہیں جنہیں ہم انہیں لوگوں کے درمیان گھماتے رہتے ہیں اور تاکہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جان لے جو ایمان لائے اور تم میں سے بعض کو شہید بنا لے، اور اللہ تعالیٰ ظالموں سے محبت نہیں کرتا۔ (140)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سوال1:اس آیت کا شان نزول کیا ہے؟

جواب:ابن ابی حاتم نے عکرمہ سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ جب عورتوں پر اُحد کے دن (غلط بات مشہور ہونے کے بعد) صورت حال کی تحقیق میں دیر ہوئی تو وہ معلومات کرنے کے لیے نکلیں دیکھا کہ دو آدمی اونٹ پر آرہے ہیں تو ایک عورت نے ان سے پوچھا کہ رسول اکرم ﷺ کے بارے میں کیا اطلاع ہے ان سواروں نے کہا کہ آپ زندہ ہیں تو وہ عورت بولی اگر رسول اکرم ﷺ سلامت ہیں تو اب کسی بات کا فکر نہیں اللہ تعالیٰ جس قدر چاہے اپنے بندوں کو شہید کر دے تو اسی عورت کے الفاظ کے مطابق قرآن کریم کی یہ آیت وَيَتَّخِذَ مِنكُمْ شُهَدَاءَ نازل ہوگئی۔(ابن ابی حاتم:774/3)

سوال2:ایمان والوں کو کس چیز سے جانچا جاتا ہے؟

جواب:ایمان والوں کو صبر واستقامت سے جانچا جاتا ہے کیونکہ صبر اور استقامت ایمان کا تقاضا ہے۔

سوال3:اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ "اگر تمہیں چوٹ لگی ہے" یہاں کون سی چوٹ کا ذکر کیا گیا ہے؟

جواب:یہ وہ چوٹ ہے جو اہلِ اسلام کو اُحد کے میدان میں لگی تھی۔

سوال4:فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ "تو انہیں بھی یقیناً اس جیسی چوٹ لگ چکی ہے" اللہ تعالیٰ نے زخم خوردہ لوگوں کے دلوں پر کیسے مرہم رکھا ہے؟

جواب:اللہ تعالیٰ نے زخم خوردہ لوگوں کے دلوں پر دلیل کا مرہم رکھا ہے کہ اگر تم زخمی ہوئے ہو تو تمہارے مخالف بھی زخمی ہو چکے ہیں۔کافر قوم کو لگنے والی چوٹ سے مراد غزوۂ بدر ہے جس میں مسلمان صحیح سلامت رہے جبکہ 70 کافر قتل ہوئے اور 70 ہی قید ہوئے۔

سوال5:وَ تِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ "یہ دن ہیں جنہیں ہم انہیں لوگوں کے درمیان گھماتے رہتے ہیں" اللہ تعالیٰ دنوں کو لوگوں کے درمیان باری باری بدلتا کیوں رہتا ہے؟

جواب:اللہ تعالیٰ دنوں کو لوگوں کے درمیان اپنی حکمت کے تقاضے کی وجہ سے باری باری بدلتا ہے۔1۔انسان جب سختی اور کشادگی کی مختلف کیفیات سے گزرتا ہے تو اس کے اندر کی چھپی ہوئی صلاحیتیں بیدار ہوتی ہیں۔2۔لوگوں کے مزاج کا پتہ چل جاتا ہے۔3۔یہ پتہ چل جاتا ہے کہ:i۔کون خالص ہو چکا ہے اور کس کے اندر میل کچیل موجود ہے؟ii۔کون جلد باز ہے اور کون ثابت قدم؟iii۔کون اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے اور کون مایوس ہو جاتا ہے؟iv۔کون ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی ہو

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جاتا ہے اورکون ہے جوسرکشی اورخودسری کارویہ اختیارکرتا ہے؟4۔اس طرح انسانوں کے اندرکی کمزوریاں دورہوجاتی ہیں۔5۔زندگی کےنشیب وفرازایسی کسوٹی ہیں جس کا نتیجہ غلط نہیں ہوتا۔

سوال6:اُحدکی شکست میں مستقبل کے لئے کیا حکمتیں پوشیدہ تھیں؟

جواب:اُحدکی شکست اگرچہ مسلمانوں کی اپنی کوتاہی کی وجہ سے ہوئی لیکن اس میں مسلمانوں کے مستقبل کے لئے بڑی حکمتیں پوشیدہ تھیں جن کی طرف اللہ تعالیٰ نے توجہ دلائی ہے کہ یہ شکست اس لئے تھی:1۔تاکہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو جان لے۔2۔تاکہ بعض لوگوں کو اللہ تعالیٰ شہادت کے درجے پر فائز کرے۔3۔تاکہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو الگ کردے۔4۔تاکہ اللہ تعالیٰ کافروں کومٹادے۔

سوال7:وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ''اورتم میں سے بعض کوشہید بنالے''شہید کسے کہتے ہیں؟

جواب:1۔اللہ تعالیٰ کے راستے میں مارا جانے والا۔عبداللہ بن زبیر بیان کرتے ہیں کہ حنظلہ بن ابی عامرلڑتے ہوئے ابوسفیان کے پاس جاپہنچے وہ اسے قتل کرنے ہی والے تھے کہ شداد بن اسود نے حنظلہ پرتلوارکاوارکرکے انہیں شہید کردیا۔ان کی شہادت کے بعدرسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا''تمہارے ساتھی حنظلہ کوفرشتے غسل دے رہے ہیں،اس کی بیوی سے(اس کی وجہ)پوچھو۔بیوی سے پوچھا گیا تواس نے بتایا کہ جب حنظلہ نے معرکہ آرائی کا سنا تواس پرغسل واجب تھا لیکن وہ اللہ کے راستہ میں اسی حالت میں نکل کھڑا ہوا۔یہ سن کررسول اللہ ﷺ نے فرمایا:اسی وجہ سے فرشتوں نے حنظلہ کوغسل دیا۔(مستدرک حاکم:4917) 2۔سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرے والد جب(غزوۂ احد)میں شہید ہوئے تو میں بار باران کے چہرے سے کپڑا ہٹاتا تھااورروتا تھا تولوگ مجھے منع کرتے تھے مگرنبی ﷺ مجھے منع نہ فرماتے تھے۔پھرمیری پھوپھی فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی رونے لگیں تورسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''تم روؤیانہ روؤ،فرشتے برابران پراپنے پروں سے سایہ کیے رہے، یہاں تک کہ تم نے انہیں(میدان جنگ سے)اٹھایا۔''(صحیح بخاری:1244)

سوال8:وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ''اوراللہ تعالیٰ ظالموں سے محبت نہیں کرتا''اس کی وضاحت کریں؟

جواب:1۔اللہ تعالیٰ ظالموں سے محبت نہیں رکھتا اس سے مراد یہ ہے کہ جولوگ ایمان نہیں لاتے اللہ تعالیٰ کوان سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔میدانِ جنگ میں اگراُن کی طرف سے تمہیں زخم پہنچےتو یہ تواس وجہ سے کہ تمہارے ایمان کی آزمائش ہوجائے اورتم میں سے کچھ لوگ شہادت کے درجے پرفائز ہوجائیں۔ورنہ اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں سے محبت نہیں رکھتا۔2۔ابن اسحاق نے کہااس سے مراد

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

منافق ہیں جو اپنی زبانوں سے اطاعت کا اظہار کرتے ہیں اور دل ان کے نافرمانی پر اصرار کرتے ہیں۔(تفسیر جامع البیان:111/4)

وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ(141)

اور تا کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو خالص کر لے جو ایمان لائے اور کافروں کو مٹا دے۔(141)

سوال1:وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا "اور تا کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو خالص کر لے جو ایمان لائے" **تمحیص** سے کیا مراد ہے؟

جواب:1۔تمحیص سے مراد اختیار کرنا، چن لینا، تطہیر اور خالص کرنا ہے۔2۔تطہیر اور خالص کرنے سے مراد گناہوں سے پاک اور صاف کرنا ہے۔(فتح القدیر) 3۔اللہ تعالیٰ اہلِ ایمان کو منافقین سے پاک کرتا ہے اور وہ منافقین سے الگ ہو جاتے ہیں اور وہ منافق اور مومن کو پہچان لیتے ہیں۔(تفسیرِ سعدی)

سوال2:وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ "اور کافروں کو مٹا دے۔" اللہ تعالیٰ کافروں کو کیسے مٹاتا ہے؟

جواب: کافروں کو مٹانے کے لئے اللہ تعالیٰ کا طریقۂ کار عجیب ہے۔اللہ تعالیٰ وقتی فتح سے انہیں تکبر اور سرکشی میں مبتلا کر دیتا ہے۔یہی چیز ان کی ہلاکت اور بربادی کا سبب بن جاتی ہے۔وَيَمْحَقَ:"اور (کافروں) کو مٹا دیا" اللہ تعالیٰ کفر اور کافروں کے آثار مٹا دیتا ہے(ایسر التفاسیر:208)

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ(142)

یا تم نے گمان کر لیا کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ابھی تک اُن کو نہیں جانا جنہوں نے تم میں سے جہاد کیا اور تا کہ وہ جان لے صبر کرنے والوں کو۔(142)

سوال1اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ "یا تم نے گمان کر لیا کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے" اس سے کس چیز کی طرف توجہ دلائی گئی ہے؟

جواب:یعنی یہ نہ سمجھ لینا اور نہ تمہارے دل میں یہ خیال آئے کہ تم کسی مشقت اور اللہ کی راہ میں اس کی رضا کے لیے کوئی تکلیف اٹھائے بغیر جنت میں داخل ہو جاؤ گے اس لیے کہ جنت بلند ترین منزلِ مقصود اور سب سے افضل مقام ہے جس کے حصول کے لیے مسابقت کی جاتی ہے۔مطلوب و مقصود جتنا زیادہ بڑا ہو گا وہاں تک پہنچانے والا وسیلہ اور عمل بھی اتنا ہی بڑا ہو گا۔پس ایک راحت کو چھوڑ کر ہی دوسری راحت تک پہنچا جا سکتا ہے اور نعمت کو ترک کر کے ہی دوسری نعمت حاصل کی جا سکتی ہے۔(تفسیرِ سعدی)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سوال2: جنت انسان کو کیسے نصیب ہوسکتی ہے؟

جواب:1۔ جنت میں داخلہ ایسی چیز نہیں جو محض خیال اور خواہش کی بنیاد پر ہو جائے اس کے لیے کوشش شرط ہے۔2۔ جنت میں داخلے کی کم از کم شرائط جہاد اور صبر ہیں۔ اللہ تعالیٰ جہاد اور صبر کے مواقع دے کر ایک انسان کی خواہش کی حقیقت کو دیکھتے ہیں۔3۔ جنت انسان کو صبر اور جہاد کے بدلے میں نصیب ہوسکتی ہے۔

سوال3: وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ '' حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ابھی تک اُن کو نہیں جانا جنہوں نے تم میں سے جہاد کیا اور تاکہ وہ جان لے صبر کرنے والوں کو' اس کی وضاحت کریں؟

جواب: اس آیت سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں آزمائش لازم ہے اور اس آزمائش میں اللہ ربّ العزت کو یہ دیکھنا مطلوب ہے کہ صبر کرنے والے کون ہیں جیسا کہ فرمایا: اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ؕ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ یا تم نے گمان کر رکھا ہے کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے حالانکہ ابھی تم پر ان لوگوں جیسے حالات نہیں آئے جو تم سے پہلے گزر چکے۔ اُن کو سختی دستی اور تکلیف پہنچی اور وہ بری طرح ہلائے گئے یہاں تک کہ رسول بھی اور وہ لوگ جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے کہہ اُٹھے اللہ تعالیٰ کی مدد کب ہو گی؟ سن لو یقیناً اللہ تعالیٰ کی مدد قریب ہی ہے۔(البقرہ:214) 2۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں صرف جہاد کر لینا کافی نہیں بلکہ مشکلات پر صبر ضروری ہے۔ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ کیا لوگوں نے یہ گمان کیا ہے کہ وہ بس چھوڑ دیئے جائیں گے کہ وہ کہہ دیں کہ ہم ایمان لائے ہیں اور اُنہیں آزمایا نہیں جائے گا؟ (العنکبوت:2) 3۔ یہ صبر میدانِ جنگ میں بھی ہوتا ہے اور روزمرہ زندگی میں بھی۔ مکی دور میں مسلمانوں پر قریش مکہ کی طرف سے بے پناہ مظالم اور مصائب ڈھائے جا رہے تھے سیدنا خباب بن ارت رضی اللہ عنہ ان مصائب سے کچھ گھبرا سے گئے اور چاہا کہ جا کر رسول ﷺ سے دریافت فرمائیں کہ جس وقت کی آپ بشارت سناتے ہیں وہ کب آئے گا؟ چنانچہ وہ خود راوی ہیں کہ '' میں رسول اللہ کے پاس آیا، اس وقت آپ کعبہ کے سائے میں ایک چادر پر تکیہ لگائے بیٹھے تھے. اس زمانے میں ہم مشرک لوگوں سے سخت تکلیفیں اٹھا رہے تھے. میں نے آپ ﷺ عرض کیا آپ اللہ تعالی سے ان مشرکوں کے لئے بددعا کیوں نہیں کرتے؟ یہ سنتے ہی آپ (تکیہ چھوڑ کر) سیدھے بیٹھ گئے اور آپ ﷺ کا چہرہ (غصے سے) سرخ ہو گیا اور فرمایا: '' تم سے پہلے ایسے لوگ گزر چکے ہیں جن کے گوشت اور پٹھوں میں ہڈیوں تک لوہے کی کنگھیاں چلائی جاتی تھی مگر وہ اپنے سچے دین سے نہیں پھرتے تھے اور

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

آرا ان کے سر کے درمیان رکھ کر چلا دیا جاتا تھا اور ان کے دو ٹکڑے کر دیئے جاتے تھے۔ مگر وہ اپنے سچے دین سے نہیں پھرتے تھے اور اللہ ایک دن اس کام کو ضرور پورا کرے گا'' (بخاری) 4۔ روزمرہ زندگی میں ایمان پر جمے رہنا اور ایمان کے تقاضے پورے کرتے رہنا صبر ہے۔ i۔ آرام طلبی کی تمنا کے مقابلے میں کام کرنا صبر ہے۔ ii۔ وسوسوں اور نفس کی اُکساہٹوں کے مقابلے میں ایمان پر جمے رہنا صبر ہے۔ 6۔ اللہ تعالیٰ یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ کون روزمرہ زندگی میں ایمان کے تقاضے پورے کرتا ہے، کون اپنی آرام طلبی کو ترک کرتا ہے اور کون وسوسوں اور نفس کی اُکساہٹوں کے مقابلے میں ایمان پر جما رہتا ہے۔

وَ لَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْهُ ۖ فَقَدْ رَاَيْتُمُوْهُ وَ اَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ (143)

اور بلاشبہ یقیناً تم موت کی تمنا کیا کرتے تھے اس سے پہلے کہ تم ملو اس سے، تو یقیناً تم نے اسے اس حال میں دیکھ لیا کہ تم (آنکھوں سے) دیکھ رہے تھے۔ (143)

سوال 1: وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْهُ'' اور بلاشبہ یقیناً تم موت کی تمنا کیا کرتے تھے اس سے پہلے کہ تم ملو'' کون لوگ شہادت کی تمنا اور آرزو کر رہے تھے؟

جواب: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے وہ لوگ جو غزوۂ بدر میں شریک نہیں ہو سکے تھے وہ شہادت کی تمنا اور آرزو رکھتے تھے اسی لئے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ سے باہر نکل کر جہاد کرنے کا مشورہ دیا تھا۔ ابن ابی حاتم نے عوفی کے واسطہ سے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ صحابہ کرام میں سے کچھ حضرات کہتے تھے کاش ہم کفار کو پھر اس طرح قتل کریں جیسا کہ بدر کے دن قتل کیا تھا اور کاش بدر جیسا دن پھر پیش آئے اور اس میں ہم کفار کو تہہ تیغ کریں اور بہت زیادہ ثواب کمائیں یا شہادت اور جنت حاصل کریں یا زندگی اور مالِ غنیمت حاصل کریں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے احد کے دن کا مشاہدہ کرا دیا اور اس میں ان حضرات کے سوا جن کو اللہ تعالیٰ نے ثابت قدم رکھا کوئی نہ جم سکا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ تم تو مرنے (یعنی شہید ہونے) کی تمنا کر رہے تھے۔ (تفسیر ابن عباس: 220/1)

سوال 2: کیا دشمن سے مڈبھیڑ کی تمنا رکھنی چاہئے؟

جواب: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم دشمن سے مڈبھیڑ کی تمنا نہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے عافیت طلب کرو۔ جب دشمن سے لڑنا پڑ جائے پھر ثابت قدم رہو اور یہ بات جان لو کہ جنت تلواروں کے سائے تلے ہے۔'' (بخاری: 2818)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سوال3:فَقَدْ رَاَيْتُمُوْهُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ'' تو یقیناً تم نے اسے اس حال میں دیکھ لیا کہ تم (آنکھوں سے) دیکھ رہے تھے'' اس سے کیا سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے؟

جواب: غزوۂ احد میں مسلمانوں کو شکست ہوئی اور 70 افراد شہید ہوئے۔ مسلمان ذہنی صدموں کا شکار تھے۔ تب یہ کہا گیا کہ تمہاری ہی چاہت تھی کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہو۔ اب اللہ تعالیٰ نے وہ موقع دے دیا اور تم نے آنکھوں سے دیکھ لیا۔ تمہاری چاہت پوری ہو گئی اب پریشانی کس بات کی ہے؟

سوال4: وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ'' تم (آنکھوں سے) دیکھ رہے تھے'' موت کو سامنے دیکھنے سے کیا مراد ہے؟

جواب: موت کو سامنے دیکھنے کی بات تاکید اور مبالغے کے لئے کی گئی ہے۔ مراد یہ ہے کہ تم نے مجاہدوں کی صف آرائی میں، تلواروں کی یلغار اور تیروں کی بوچھاڑ میں موت کا مشاہدہ کر لیا ہے۔ (فتح القدیر)

رکوع نمبر 6

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ؕ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ (144)

اور نہیں ہیں محمد مگر ایک رسول، یقیناً اس سے پہلے بھی کئی رسول گزر چکے ہیں، تو کیا اگر وہ وفات پا جائے یا قتل کر دیا جائے تم اپنی ایڑیوں کے بل پلٹ جاؤ گے؟ اور جو شخص اپنی ایڑیوں پر پلٹے گا تو وہ اللہ تعالیٰ کو ہرگز کچھ بھی نقصان نہیں پہنچائے گا اور عنقریب اللہ تعالیٰ شکر کرنے والوں کو جزا دے گا۔ (144)

سوال1: اس آیت کا شانِ نزول کیا ہے؟

جواب: غزوۂ اُحد میں جب تیراندازوں کے دستے نے درّہ چھوڑ دیا تو مشرکین ان پر پیچھے سے حملہ آور ہوئے اور مسلمانوں کو شکست ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ کے دانت مبارک شہید ہوئے۔ آپ ﷺ کے چہرے پر زخم آئے۔ خون بہنے لگا۔ مسلمان منتشر ہو گئے۔ کسی کو کسی کا پتہ نہ رہا۔ ان حالات میں کسی نے بآوازِ بلند یہ کہا: ''لوگو! محمد ﷺ قتل ہو گئے!'' اس پکار کا مسلمانوں پر بہت بُرا اثر پڑا۔ بہت سے لوگ مدینہ لوٹ گئے اور میدانِ جنگ کو چھوڑ گئے۔ چند افراد تھے جو رسول اللہ ﷺ کے پاس رہ گئے۔ ان حالات میں نبی ﷺ ان چند افراد کے ساتھ جم گئے اور مسلمانوں کو بلانے لگے: اِلَيَّ عِبَادَ الله ''میری

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

طرف آؤاے اللہ کے بندو!''لوگ پھر جمع ہو گئے اوراللہ تعالیٰ نے ان پرسکینت نازل فرمائی۔اس واقعے کوموضوع بنا کر اللہ تعالیٰ نے موت اورزندگی کے بارے میں اہم وضاحتیں کی ہیں۔

سوال2:وَمَامُحَمَّدٌ اِلَّارَسُوْلٌ ''اورنہیں ہیں محمدمگرایک رسول''اس سے کیامراد ہے؟

جواب:1۔محمد ﷺ کے رسول ہونے سے مرادان کی امتیازی خصوصیت یعنی رسالت ہے۔

2۔اس سے یہ مرادنہیں کہ وہ بشری خصوصیات نہیں رکھتے اورنعوذ باللہ خدا کی صفات رکھتے ہیں کہ انہیں موت نہیں آئی وغیرہ۔

3۔وہ رسولوں میں سے کوئی انوکھا رسول نہیں ہیں بلکہ وہ ان رسولوں کی جنس سے ہیں جوان سے پہلے گزر چکے ہیں اوران کی ذمہ داری اپنے رب کا پیغام پہنچانا اوراس کے احکام کا نفاذ تھا۔وہ ہمیشہ زندہ رہنے والے نہ تھے اورنہ ان کی بقاءاللہ تعالیٰ کے احکام کی اطاعت کے لیے کوئی شرط تھی۔(تفسیرِ سعدی)

سوال3:قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ''یقیناًاس سے پہلے بھی کئی رسول گزر چکے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:1۔''یقیناًاس سے پہلے بھی کئی رسول گزر چکے ہیں''ان سے پہلے بھی رسول گزر چکے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغام پہنچااوروہ وفات پا گئے۔(ایسرالتفاسیر:209,210)

2۔پہلے رسول آئے اورگزر گئے،ہمیشہ نہیں رہے۔

سوال4:اَفَاۡئِنۡ مَّاتَ اَوۡ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ ''تو کیااگروہ وفات پاجائے یاقتل کردیاجائے تم اپنی ایڑیوں کے بل پلٹ جاؤ گے؟''کے پس منظر میں کیاواقعہ ہے؟

جواب:1۔''تو کیااگروہ وفات پاجائے یاقتل کردیاجائے تم اپنی ایڑیوں کے بل پلٹ جاؤ گے؟''اُحد کے میدان میں ایک شخص نے آوازدی کہ محمد ﷺ قتل ہوگئے ہیں۔یہ سنتے ہی بعض مسلمانوں کے ذہن میں یہ خیال آیا کہ اب مشرکین کے ساتھ جنگ کا کیافائدہ۔یہ ذہنی تبدیلی تھی۔جس طرح اُحد کے معرکے میں مسلمان جسمانی طور پرشکست کھارہے تھے ایسے ہی وہ ذہنی طور پربھی پسپاہورہے تھے۔لوگوں نے ہتھیارچھوڑ دیئے اورکچھ میدانِ جنگ سے بھاگ نکلے۔ہرطرف مایوسی نے ڈیرے ڈال دیئے تواللہ تعالیٰ نے توجہ دلائی کہ کیااگروہ یعنی محمد ﷺ مرجائیں یاقتل کردیئے جائیں توتم لوگ اُلٹے پھرجاؤ گے۔

2۔دعوت دینے والے پیغمبر سے محبت اگرچہ ایمان کے لیے ضروری ہے لیکن پیغمبر کے جانے کے بعد بھی ایمان کی ضرورت اپنی جگہ برقراررہتی ہے۔پیغمبر کے جانے سے ایمان نہیں چھوڑا جاسکتا۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

3۔تاریخ بتاتی ہے کہ پہلے رسول بھی آئے اور چلے گئے لیکن دین زندہ رہا۔

4۔اہل ایمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنی ایڑیوں کے بل الٹے پھر جائیں۔

5۔اِنْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ تم اسلام سے کفر کی طرف پلٹ جاؤ۔(ایسر التفاسیر:209,210)

سوال5:وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا ''اور جو شخص اپنی ایڑیوں پر پلٹے گا تو وہ اللہ تعالیٰ کو ہرگز کچھ بھی نقصان نہیں پہنچائے گا'' کی وضاحت کریں؟

جواب:1۔جو شخص اپنی ایڑیوں کے بل پھرے گا اس سے اللہ تعالیٰ کو کوئی نقصان نہ ہوگا۔

2۔اللہ تعالیٰ کو کسی کے ایمان کی ضرورت نہیں۔

سوال6:کیا عام زندگی میں انسان دین سے اُلٹا پھر جاتا ہے؟ایسا کب کب ہوتا ہے؟

جواب:1۔انسان جب اپنی خواہشات سے مغلوب ہوجاتا ہے تو دل کی مرضی پوری کر لیتا ہے۔یہ تب ممکن ہوتا ہے جب وہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کو چھوڑتا ہے۔عین اس موقع پر انسان دین سے الٹا پھر کر خواہشات کی تکمیل میں لگ جاتا ہے۔

2۔معاشرتی دباؤ کی وجہ سے انسان اللہ تعالیٰ کے حکم سے اُلٹا پھر کر معاشرے کے افراد کی پسند کے مطابق کام کرتا ہے تو یہ کام دین سے پھرنے کی قیمت پر ہوتا ہے۔

سوال7:وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ''اور عنقریب اللہ تعالیٰ شکر کرنے والوں کو جزا دے گا'' کی وضاحت کریں؟

جواب:1''اور عنقریب اللہ تعالیٰ شکر کرنے والوں کو جزا دے گا''اللہ تعالیٰ شکر گزاروں کو جزا دیتے ہیں،ان کی مدد کرتے ہیں، دنیا میں غلبہ عطا فرماتے ہیں،آخرت میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور ثواب ان لوگوں کے لیے ہے جو الٹے پاؤں نہیں پھرتے بلکہ اطاعت پر قائم رہتے ہیں اور انہوں نے اپنے دین کے لیے جنگ کی اور اپنے رسول کی،ان کی زندگی میں اور وفات کے بعد بھی اتباع کی۔ان کا نام شاکرین رکھا کیونکہ انہوں نے نعمت اسلام پر شکر ادا کیا جو کہ سب سے بڑی نعمت ہے جو شخص اپنے دین پر یقین رکھتا ہے اور اپنے رب کی طرف سے بصیرت رکھتا ہے وہ رسول کی وفات پر دین سے نہیں پھرتا کیونکہ وہ اپنے رب کے لیے جہاد کرتا ہے رسول کے لیے نہیں جیسے پہلے انبیاء کے ساتھی تھے۔(بخاری،کتاب الجہاد)

2۔سیدنا عبداللہ بن عباس بیان کرتے ہیں کہ اللہ کی قسم معلوم یہ ہوتا تھا کہ لوگ جانتے ہی نہ تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی ہے جو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تلاوت فرمائی۔لوگوں نے سیدنا ابوبکر صدیق سے اس آیت کو حاصل کیا اور جس جس نے بھی اس آیت

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

کوسنا تو بے ساختہ اس آیت کی تلاوت شروع کر دی۔سیدنا سعد بن مسیّب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم! میں نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے جب اس آیت کی تلاوت سنی تو کھڑے کا کھڑا رہ گیا میرے پاؤں مجھے اٹھا نہیں رہے تھے یہاں تک کہ میں گر گیا۔(صحیح بخاری:4454)

سوال8:وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ''اور عنقریب اللہ تعالیٰ شکر کرنے والوں کو جزا دے گا''شکر گزار کون ہیں؟

جواب:شکر گزار وہ ہیں۔1۔جو اللہ کی نعمتوں کی قدر پہچانتے ہیں۔2۔جو ثابت قدم رہتے ہیں،ثابت قدمی عملی شکر ہے۔

3۔امام ابن قیم رحمہ اللہ نے زادالمعاد میں لکھا ہے کہ''اس آیت کریمہ کا جو مضمون ہے اور اس میں جس سزا کا ذکر ہے اس کی حقیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت کھل کر سامنے آئی کہ بہت سے منافقین اور ضعیف الایمان لوگ ایمان سے مرتد ہو گئے اور جو مخلص لوگ اسلام پر ثابت قدم رہے اللہ نے انہیں عزت دی اور فتح و نصرت سے نوازا۔(تیسیر الرحمٰن)

سوال9:شکر کیسے ادا ہو سکتا ہے؟

جواب:شکر اللہ تعالیٰ کی نعمت کو پہچان کر ادا ہو سکتا ہے۔شکر ادا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ مومن کا دل اللہ تعالیٰ کے احسانات کے شعور سے بھرپور ہو اور زبان سے ان کا اعتراف کرے۔شکر گزاری تب پیدا ہو سکتی ہے جب مومن اللہ تعالیٰ کے دین اسلام کو نعمت سمجھے۔

سوال10:انسان کے اندر شکر گزاری کا جذبہ کیسے بے دار ہوتا ہے؟

جواب:1۔انسان کے اندر شکر گزاری کا جذبہ تب بے دار ہوتا ہے جب وہ رب کی صفات سے اس کی عظمت کا شعور حاصل کرے۔2۔دنیا کی بجائے آخرت کو سب کچھ سمجھنے سے انسان کے اندر شکر گزاری کا جذبہ بیدار ہوتا ہے۔

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ؕ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۚ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا ؕ وَسَنَجْزِي الشّٰكِرِيْنَ(145)

اور کسی جان کے لیے کبھی ممکن نہیں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر مر جائے،مقررہ وقت لکھا ہوا ہے،اور جو کوئی دنیا کا بدلہ ہی چاہتا ہے ہم اسے دنیا میں ہی دیں گے،اور جو آخرت کا بدلہ چاہے گا اُسے ہم آخرت میں دیں گے اور بہت جلد ہم شکر کرنے والوں کو جزا دیں گے۔(145)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سوال1:وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ''اور کسی جان کے لیے کبھی ممکن نہیں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر مر جائے''اس کی وضاحت کریں؟

جواب:1''کوئی جان اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر مرنہیں سکتی''۔انسان کے دل میں موت کا خوف بسا ہوا ہے۔اللہ تعالیٰ نے اس خوف کودور کرنے کے لیے واضح کیا ہے کہ:i۔ہر شخص کے لیے موت کا ایک وقت مقرر ہے۔iiکوئی شخص اس مقررہ وقت تک زندگی گزارنے سے پہلے مرنہیں سکتا۔2۔انسان موت کے ڈر سے ایک پل بھی زندگی کو آگے نہیں بڑھا سکتا۔3۔ثابت قدمی،بہادری اور وفاداری سے عمر کم نہیں ہوتی،نہ بزدلی سے عمر میں اضافہ ہوسکتا ہے۔

سوال2:كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ''مقرر کیا ہوا وقت لکھا ہوا ہے۔''یہ بات کیا سمجھانے کے لئے فرمائی گئی ہے؟

جواب:یہ بات بزدل اور کمزور لوگوں کے حوصلے بڑھانے کے لئے کی جارہی ہے کہ موت اپنے وقت پر آئے گی لہٰذا بزدلی دکھانے کا فائدہ نہیں۔

سوال3:مومن پر اس حقیقت کا کیا اثر ہوتا ہے کہ موت کا وقت تو لکھا ہوا ہے؟

جواب:1۔مومن کے نفس میں تقدیر کی حقیقت بیٹھ جاتی ہے اور وہ موت سے ڈرنا چھوڑ دیتا ہے۔اسے موت کا خوف نہیں رہ جاتا۔2۔مومن کی سوچ،فرض کی ادائیگی اور ایمانی تقاضوں کو پورا کرنے میں مصروف ہوجاتی ہے۔3۔مومن خوف،کم ہمتی،بے حوصلگی،اور جزع فزع پر قابو پالیتا ہے۔4۔دنیا کی حرص کی بجائے نیکیوں کی حرص مومن کے دل میں جگہ بنا لیتی ہے۔5۔مومن حق کے راستے کی ساری مشکلات برداشت کرلیتا ہے۔6۔مومن سارے فرائض پورے کرنے لگ جاتا ہے۔7۔مومن صبر اور توکل علی اللہ کے ذریعے آگے بڑھتا ہے کیونکہ اب وہ ایک بدلا ہوا انسان ہے۔اس کی سوچ نئی ہے۔اس نے گھٹی ہوئی سوچ سے نجات پالی ہے۔اب اسے پتہ لگ گیا ہے کہ موت کا وقت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور لکھا ہوا ہے۔8۔اب یہ نئی سوچ اسے نئے جہان میں لے آئی ہے جہاں اسے آنے والے وقت کی فکر ہے۔اس کے لیے کچھ کر گزرنے کا جذبہ ہے۔اب زندگی،جذبے،صلاحیتیں اور سبھی کچھ اس آنے والے وقت کے لیے لگ رہا ہے۔

سوال4:وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا ''اور جو کوئی دنیا کا بدلہ ہی چاہتا ہے ہم اسے دنیا میں ہی دیں گے اور جو آخرت کا بدلہ چاہے گا اُسے ہم آخرت میں دیں گے''دنیا کے اجر کے ارادے اور آخرت کے اجر کے ارادے سے کام کرنے میں کیا فرق ہے؟

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جواب:1۔ثواب نیت اور عمل دونوں پر ملنے والا بدلہ ہے(ایسر التفاسیر:210) ثَوَابَ الدُّنْیَامال غنیمت اور دنیا کا رزق وغیرہ3۔وَ مَنْ یُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْیَا یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں ہے جو مرکز کو چھوڑ کر غنیمت کے پیچھے بھاگتے ہیں۔(تفسیر قرطبی:176/2)
4۔وَ مَنْ یُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا'' اور جو آخرت کا بدلہ چاہے گا اُسے ہم آخرت میں دیں گے'' اس سے مراد عمل کی جزا ہے۔اس سے مراد جنت ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے نیکیوں کے بدلے کوئی گنا بڑھا کر دینے کا وعدہ کیا ہے۔یہاں اس سے مراد عبداللہ بن جبیر ہیں جنہوں نے مرکز کو نہیں چھوڑا تھا حتیٰ کہ شہید ہو گئے۔(تفسیر قرطبی:176/2)

4۔دو طرح کے انسانوں کی زندگیوں میں بڑا فرق ہے کیونکہ ان دونوں کے ارادوں میں بڑا فرق ہے۔

	دنیا کے اجر کے ارادے سے کام کرنے والا	آخرت کے اجر کے ارادے سے کام کرنے والا
مقصد	صرف دنیا اس کا مقصد ہے لہٰذا وہ کیڑوں مکوڑوں اور جانوروں کی طرح کھانے پینے، رہنے سہنے اور جسمانی ضروریات کی فکر میں لگا رہتا ہے۔ ایسے لوگ حیوانی سطح پر جیتے ہیں۔	اس انسان کی نظریں آخرت پر لگی ہوئی ہوتی ہیں۔ وہ اپنی دنیا کی بنیادی ضروریات بھی پورا کرتا ہے لیکن اس کی فکر کا محور و مرکز آخرت رہتی ہے۔ ایسے لوگ انسانی سطح پر جیتے ہیں۔
ترجیح	دنیا کو ترجیح دیتا ہے۔اسی کے لیے وقت، صلاحیتیں، مال لگاتا ہے۔	آخرت کو ترجیح دیتا ہے۔اپنی دنیا کا حصہ لیتا ہے لیکن وقت، صلاحیتیں، مال آخرت کے لیے لگاتا ہے۔
عمل کا راستہ	اس کی امیدوں کا مرکز دنیا ہے۔وہ اسی میں صلہ پانے کی امید رکھتا ہے اور دنیا کے فائدے کے لیے سب کچھ کرنے کو تیار ہو جاتا ہے۔	اس کی امیدوں کا مرکز آخرت ہے۔وہ اللہ تعالیٰ سے صلہ پانے کی امید رکھتا ہے اور آخرت کے فائدے کے لیے سب کچھ کرنے کو تیار ہو جاتا ہے۔

سوال5:اجر و ثواب کا انحصار کس چیز پر ہے؟

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جواب: اجروثواب کا انحصار مومن کی نیت پر ہے 1۔سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرمارہے تھے: ''بیشک اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر کسی کے لیے وہی کچھ ہے جس کے لیے اُس نے نیت کی۔ پھر جس کی ہجرت دنیا کے لیے ہوئی کہ اُسے حاصل کرے، یا عورت سے نکاح کے لیے، پھر اُس کی ہجرت اُسی طرف ہے جس کے لیے اُس نے ہجرت کی''۔(صحیح بخاری کتاب بدءالوحی:1)2۔یعنی کوئی عمل کرتے وقت انسان کی جیسی نیت ہوگی ویسا ہی اسے بدلہ ملے گا۔ایک ہی کام ہوتا ہے جو نیت کی تبدیلی سے کچھ کا کچھ بن جاتا ہے۔(تفسیر تیسیر القرآن:314/1)

سوال6:وَسَنَجْزِي الشّٰكِرِيْنَ ''اور بہت جلد ہم شکر کرنے والوں کو جزا دیں گے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: ''اور بہت جلد ہم شکر کرنے والوں کو جزا دیں گے''1۔وہ لوگ جو اسلام پر ثابت قدم رہے ان کی جزا نعمت بھری جنتوں کے سوا کچھ نہیں اور یہ ان کی موت کے بعد ہے۔(ایسر التفاسیر:210)

2۔یہاں اللہ تعالیٰ نے جزا کا ذکر نہیں فرمایا تا کہ یہ اس جزا کی کثرت اور عظمت پر دلیل ہو اور یہ بھی بندے کو معلوم ہو جائے کہ یہ جزا قلت وکثرت اور حسن کے اعتبار سے شکر کی مقدار پر منحصر ہے۔(تفسیر سعدی)

وَ كَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ ۙ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ ۚ فَمَا وَهَنُوْا لِمَاۤ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ مَا ضَعُفُوْا وَ مَا اسْتَكَانُوْا ؕ وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ(146)

اور کتنے ہی نبی تھے جن کے ساتھ مل کر بہت سے رب والوں نے جنگ کی اور اس کے لیے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں انہیں تکلیف پہنچی، انہوں نے ہمت نہیں ہاری اور نہ وہ کمزور پڑے اور نہ انہوں نے عاجزی دکھائی اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔(146)

سوال1:وَ كَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ ''اور کتنے ہی نبی تھے''میں ایک نبی کی نہیں کتنے ہی نبیوں کی بات کی گئی ہے۔اس کے ذریعے کیا سمجھایا گیا ہے واضح کریں؟

جواب:1۔غزوۂ اُحد میں رسول اللہ ﷺ کی شہادت کی خبر سن کر اور 70 افراد کو شہید کروا کے لوگوں کی ہمتیں پست ہوگئی تھیں۔مسلمان میدانِ جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے۔انہوں نے کمزوری دکھائی اور دشمن کا دباؤ قبول کرنے کے لیے تیار ہوگئے۔اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے اسلام کے تابناک ماضی کو سامنے رکھا ہے کہ جب بھی لوگوں کے سامنے حقیقت کھلی وہ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

دنیا کی بجائے آخرت کو اپنا سب کچھ سمجھنے لگے، زندگی ان کے لیے ناپائیدار چیز بن گئی۔
سچے ایمان والے کائنات اور کائناتی واقعات کو رب کے حوالے سے دیکھتے ہیں جو دینے والا بھی ہے اور چھیننے والا بھی ہے۔
یہ ایمان کے راستے کے سچے مسافر ہیں۔انہیں جان کا خطرہ پست ہمت نہیں کرتا۔
ان کی دنیا برباد ہو جائے تو بھی پیچھے
نہیں ہٹتے۔ان کا نقصان ہو تو اپنی کوتاہی سمجھ کر اللہ تعالیٰ سے معافیاں مانگتے ہیں۔انہیں فتح ہو تو اللہ تعالیٰ کا پیغام سمجھ کر شکر ادا کرتے ہیں۔ان کی زندگی کی بازی لگ رہی ہو تو بھی ہمت نہیں ہارتے۔کسی حال میں دشمنوں کے سامنے ہار ماننے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔
کل بھی تاریخ کے قیمتی لوگ وہی تھے جنہوں نے نبیوں کے ساتھ مل کر جہاد کیا اور آج تم بھی پست ہمتی چھوڑ کر، کمزوری دکھانی چھوڑ کر، مغلوبیت چھوڑ کر، متحد ہو کر صبر کے ساتھ حق پر جم کر اللہ والے بن سکتے ہو۔

سوال 2:''وَ كَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ ۙ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ'' اور کتنے ہی نبی تھے جن کے ساتھ مل کر بہت سے رب والوں نے جنگ کی'' کی وضاحت کریں؟

جواب:1۔وَ كَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ:اس سے مراد کثیر انبیاء ہیں۔(ایسر التفاسیر:211) 2۔ربیون جمع ہے اس کا واحد ربی ہے یعنی اللہ والا۔(بخاری کتاب التفسیر)3۔ربیون سے مراد علماء، صلحاء، متقی اور عبادت گزار ہیں۔(ایسر التفاسیر:211) 4۔فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وہ قتال سے کمزور نہیں ہوئے اور نہ وہ قتل و غارت گری اور نہ وہ زخموں سے شکست خوردہ ہوئے۔5۔وَمَا ضَعُفُوْا''اور نہ وہ کمزور پڑے'' وہ جہاد، دشمنوں اور دین سے کمزوری نہیں کرتے۔(تفسیر القاسمی:246/4) 6۔وَمَا اسْتَكَانُوْا'' اور نہ انہوں نے عاجزی دکھائی'' نہ وہ دشمن کے سامنے جھکے اور نہ وہ ذلیل ہوئے بلکہ انہوں نے قتال پر صبر کیا۔7۔خباب بن ارت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ کعبہ کے سائے میں چادر لپیٹے تشریف فرما تھے۔ہم نے عرض کیا:اے اللہ کے رسول ﷺ!اللہ کے حضور ہمارے لیے دعا کیجئے اور مدد کی درخواست کیجئے۔رسول اللہ ﷺ کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔آپ ﷺ نے فرمایا:تم سے پہلے ایسے لوگ بھی ہو گزرے ہیں کہ ان میں سے کسی کے لیے زمین میں گڑھا کھودا جاتا، پھر اس کو اس میں گاڑ دیا جاتا، پھر آرا لایا جاتا اور اسے اس کے سر کے وسط میں رکھ کر دو ٹکڑے کر دیا جاتا اور مصیبت کا یہ پہاڑ بھی اس کو توحید سے برگشتہ نہ کر سکتا۔ایسا بھی ہوتا کہ لوہے کے کنگھے ان کے گوشت میں دھنسا کر ان کی

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

ہڈیوں اور پٹھوں پر پھیرے جاتے مگر اہلِ توحید پھر بھی دین نہ چھوڑتے۔ (بخاری:3612) 8۔نبیوں کے ہمراہ اللہ والوں نے جنگ کی۔نہ ہمت ہاری، نہ کمزوری دکھائی، نہ جدوجہد کا سلسلہ ختم کیا، نہ دشمن کے سامنے جھکے، نہ مشکلات پر پیچھے ہٹے۔

سوال3:فَمَاوَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ''اوراس کے لیے جواللہ تعالیٰ کی راہ میں انہیں تکلیف پہنچی، انہوں نے ہمت نہیں ہاری'' کی وضاحت کریں؟

سوال4:وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ''اوراللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں سے محبت کرتا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:''اوراللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں سے محبت کرتا ہے''1۔الصّٰبِرِيْنَ سے مراد جہاد پر صبر کرنے والے ہیں۔(تفسیر قرطبی:179/2)

2۔یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اہل ایمان کے لیے تسلی ہے اوراس عمل کو دوسروں کے سامنے نمونے کے طور پر رکھ کر اس کی ترغیب دلائی جارہی ہے۔

سوال5:باطل کے مقابلے میں صبر کرنے والے کیسے ہوتے ہیں؟

جواب:1۔اُن کا نفس کمزور نہیں پڑتا۔2۔ان کی قوتیں کم نہیں ہوتیں۔3۔ان کے ارادے نرم نہیں پڑتے۔4۔وہ نہ جھکتے ہیں نہ حق کو چھوڑ کر باطل پر سمجھوتہ کرتے ہیں۔

سوال6:اللہ تعالیٰ نے صبر وثبات کے لئے کیسے آمادگی پیدا کی ہے؟

جواب:1۔اللہ تعالیٰ نے ثابت قدم رہنے والوں کے صبر وثبات کی مثالیں دے کر اس کے لئے آمادہ کیا ہے۔2۔اللہ تعالیٰ نے صبر کرنے والوں کو اپنی محبت کی خوش خبری دے کر صبر وثبات کے لئے آمادہ کیا ہے۔3۔اللہ تعالیٰ نے صبر کرنے والوں کی دُعاؤں سے یہ شعور دلایا ہے کہ صبر کی توفیق اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتی ہے اوراہلِ ایمان صبر کے لئے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہیں۔یوں اس شعور سے صبر کرنے کا راستہ مل جاتا ہے۔

سوال7:وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ''اوراللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں سے محبت کرتا ہے'' کا انسان پر کیا اثر پڑتا ہے؟

جواب:اللہ تعالیٰ کی محبت کے احساس سے 1۔انسان کے اندر کی تلخیاں ختم ہوجاتی ہیں۔2۔انسان کی تھکاوٹ دور ہوجاتی ہے۔3۔انسان کے زخم بھر جاتے ہیں۔4۔اللہ تعالیٰ کی محبت انسان کے سارے دکھوں کا مرہم ہے۔

وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

الْكٰفِرِيْنَ(147)

اور ان کی دُعا اس کے سوا کچھ نہ تھی: ''اے ہمارے رب! ہمارے گناہوں کو بخش دیجیے اور ہمارے کام میں ہماری زیادتی کو بھی اور آپ ہمیں ثابت قدم رکھیں اور کافروں کے مقابلے میں ہماری مدد فرمائیں۔(147)

سوال1: وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا ''اور ان کی دُعا اس کے سوا کچھ نہ تھی: ''اے ہمارے رب! ہمارے گناہوں کو بخش دیجیے اور ہمارے کام میں ہماری زیادتی کو بھی'' کی وضاحت کریں؟

جواب:1۔اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کی عملی خوبیاں بیان کرنے کے بعد ان کے قول کی خوبی یہاں بیان کی ہے۔

2۔رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا ''اے ہمارے رب! ہمارے گناہوں کو بخش دیجیے'' اس سے مراد صغیرہ گناہ ہیں۔(تفسیر فتح القدیر:491/1)

3۔وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا ''اور ہمارے کام میں ہماری زیادتی کو بھی'' اسراف کہتے ہیں جو حد سے گزر جائے یہاں اس سے مراد کبیرہ گناہ ہیں۔

4۔بعض مرتبہ کسی نیک کام میں لگنے سے جو دوسرے نیک کام چھوٹ جاتے ہیں اور اس طرح حدود سے آگے بڑھ جانے کی صورت بن جاتی ہے جس کو اسراف سے تعبیر فرمایا استغفار سے اس کو بھی تلافی ہوگی۔(تفسیر انوار البیان:563/1)

5۔سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا ''**اللھم اغفرلی خطیئتی و جھلی و اسرافی فی امری و ما انت اعلم به منی**''(مسلم:2719)

سوال2: فتح و کامرانی کی اولین شرط کیا ہے؟

جواب: فتح و کامرانی کی پہلی شرط اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور بندگی ہے۔اسی لئے اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں نے دعا کی کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ثابت قدمی اور نصرت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتی ہے۔

سوال3: وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا ''اور ان کی دُعا اس کے سوا کچھ نہ تھی: ''اے ہمارے رب! ہمارے گناہوں کو بخش دیجیے اور ہمارے کام میں ہماری زیادتی کو بھی'' اس آیت کی وضاحت کریں؟

جواب:1۔یہ آیت اہلِ ایمان کی اندرونی کیفیت کو ظاہر کر رہی ہے۔2۔اس آیت میں اہلِ ایمان کے ''شعوری ایمان'' کا اظہار ہو رہا ہے۔3۔یہ پتہ چل رہا ہے کہ مؤمن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہر وقت خود کو حاضر رکھتے ہیں۔کوئی خوف و خطرہ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرنے پر اثر انداز نہیں ہوتا۔4۔اہلِ ایمان عفوودرگزر کی درخواست کرتے ہیں۔5۔وہ فرض ادا کرتے ہوئے بھی اپنی کوتاہیوں اور خطاؤں کا اعتراف کرتے ہیں۔6۔ان کا سوال دولت کے لیے نہیں، نہ دنیا کے اجر کے لیے ہے۔ وہ تو گناہوں کی معافی مانگتے ہیں۔ثابت قدمی کی دعا کرتے ہیں۔کفار کے مقابلے میں کامیابی کی دعا کرتے ہیں اور حق کی کامیابی اور کفر کی شکست کی دعا کرتے ہیں۔

سوال4: کون سی چیز اہلِ ایمان کو اللہ تعالیٰ کی نصرت کا مستحق بناتی ہے؟

جواب:1۔نازک مواقع پر اہلِ ایمان کا باہم متحد رہنا۔2۔صبر کے ساتھ حق پر جمے رہنا۔

سوال5: اللہ تعالیٰ کے دشمن کب مؤمنوں پر غالب آجاتے ہیں؟

جواب: حافظ ابن قیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ گناہوں کی وجہ سے دشمن غالب آجاتا ہے اور شیطان کو مسلمانوں سے دشمنی کا موقع مل جاتا ہے۔

سوال6: وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا ''اور آپ ہمیں ثابت قدم رکھیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب: ''اور آپ ہمیں ثابت قدم رکھیں'' ہمارے دلوں کو جہاد کی قوت عطا فرمائیے اور ہمارے دلوں کے وسوسے دور فرما دیجیے (تفسیر المنیر :2/433)

سوال7: وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ''اور کافروں کے مقابلے میں ہماری مدد فرمائیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:1۔یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تعلیم ہے۔یہ فتح کی دعا بھی ہے اور کافروں کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کی مدد ہے۔

2۔دشمنوں کے مقابلے میں ہماری مدد فرمائیے، غنیمت سے کامیاب کیجئے، زمین میں سیادت، کرامت، عزت اور اچھا ذکر عطا فرمائیے۔ہمیں اطاعت پر اجر نصیب فرمائیے اور اپنے احکامات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائیے۔(تفسیر المراغی:2/78)

فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ (148)

تو اللہ تعالیٰ نے اُن کو دنیا کا بدلہ بھی دیا اور آخرت کا اچھا بدلہ بھی اور اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔(148)

سوال1: فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ ''تو اللہ تعالیٰ نے اُن کو دنیا کا بدلہ بھی دیا اور آخرت کا اچھا بدلہ بھی'' کی وضاحت کریں؟

جواب:1۔اللہ تعالیٰ نے انہیں (اس سبب سے) دیا۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

2۔ثواب الدنیا سے مراد نصرت،غنیمت اور عزت ہے۔(تفسیر فتح القدیر:491/1)

3۔ثواب الدنیا سے مراد نصرت،غنیمت،دشمنوں پر غلبہ،اچھا تذکرہ،شرح صدر،ایمان کا نور اور گناہوں کا کفارہ ہے۔(تفسیر القاسمی:247/4)

سوال2:وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ ''اور آخرت کا اچھا بدلہ بھی''اس سے مراد آخرت کا اجر ہے اور جو اس میں ہمیشہ رہنے والی نعمتیں ہیں۔(تفسیر القاسمی:247/4)

سوال3:دنیا و آخرت کا بدلہ کس کے لیے اچھا ہے؟

جواب:اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو لوگ پست ہمت نہیں ہوتے ،کمزوری نہیں دکھاتے ،مغلوب نہیں ہوتے ،انہیں اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی اچھا بدلہ دیتا ہے اور آخرت میں بھی اچھا بدلہ دیتا ہے۔

سوال4:وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ''اور اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:''اور اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے''1۔اللہ تعالیٰ نے ان کے عمل کی وجہ سے ان پر احسان کیا۔وہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔(تفسیر جامع البیان:127/4)

2۔یعنی خالق کی عبادت اور مخلوق کے ساتھ معاملہ میں احسان کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے ۔دشمنوں کے ساتھ جہاد کے وقت،ان مومنین کا سا کردار اختیار کرنا بھی احسان ہے۔(تفسیر سعدی:432/1)

سوال5:اس بات کے انسان پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ محسنین سے محبت رکھتا ہے؟

جواب:1۔انسان کے اندر محسن بننے کی شدید خواہش پیدا ہوتی ہے۔2۔انسان محسن بننے کا ارادہ کر کے کوشش کرنا شروع کر دیتا ہے۔

سوال4:اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو دنیا اور آخرت میں کامیابی کیوں عطا کرتے ہیں؟

جواب:اللہ تعالیٰ نے نیک بندوں کو ان کے توحید پر اعتقاد رکھنے،توکل کرنے اور گناہوں کی معافی مانگنے کی وجہ سے کامیابی عطا کرتے ہیں۔آخرت میں اپنے فضل و کرم سے اللہ تعالیٰ انہیں جنت عطا کریں گے۔

رکوع نمبر 7

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَرُدُّوْكُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ(149)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو!اگر تم ان لوگوں کی اطاعت کرو گے جنہوں نے کفر کیا تو وہ تمہیں تمہاری ایڑیوں کے بل

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

لوٹا دیں گے پھرتم خسارہ اٹھانے والے ہوکر پلٹو گے۔(149)

سوال1: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تُطِیْعُوا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا یَرُدُّوْكُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ'' اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اگرتم ان لوگوں کی اطاعت کرو گے جنہوں نے کفر کیا تو وہ تمہیں تمہاری ایڑیوں کے بل لوٹا دیں گے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: الَّذِیْنَ كَفَرُوْا'' جنہوں نے کفر کیا''یعنی مشرکین عرب ابوسفیان اوراس کے ساتھی۔2۔یہ بھی کہا گیا کہ اس سے مراد یہوداورعیسائی ہیں۔3۔سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا:اس سے مرادمنافقین ہیں جنہوں نے احد کی شکست پرمومنوں سے کہا تھااپنے آباء کے دین کی طرف لوٹ چلو۔(تفسیرمنیر:446/2) 4۔یَرُدُّوْكُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ'' وہ تمہیں تمہاری ایڑیوں کے بل لوٹا دیں گے''یعنی تمہیں تمہارے پہلے کام کی طرف لوٹا دیں گےاوروہ کفراورایمان کے بعداللہ تعالیٰ سےشرک ہے کفرکی دعوت کوقبول کرنا بھی کفر ہے۔(تفسیرخازن)

سوال2: غزوۂ اُحد میں یہودیوں، کافروں اورمنافقوں کو پروپیگنڈہ کرنے کا موقع ملااس کے مقاصد کیا تھے؟

جواب:1۔مسلمانوں کونبی ﷺ کاساتھ دینے کے انجام سے ڈرانا۔2۔اسلامی صفوں کومنتشرکرنا۔3۔دلوں کومتزلزل کرنا۔4۔اسلامی قیادت کے خلاف بداعتمادی پیدا کرنا۔5۔اپنے سے بڑی قوت کے ساتھ ٹکرانے کی پالیسی کے فائدوں کومشکوک بنانا۔6۔اس پالیسی سے باہر نکلنے کےفوائدکوظاہرکرنا۔7۔انفرادی دردوغم کواُبھارنا۔8۔کامیاب ہونے والوں کےساتھ مصالحت پرآمادہ کرنا۔9۔مسلمانوں کےگروہ کی بیخ کنی کرنا۔10۔اہلِ اسلام کواپنے سےقوی قوتوں کےسامنے جھکنے پرآمادہ کرنا۔

سوال3: غزوۂ اُحد میں وقتی شکست پرمخالفین نے کیا کہنا شروع کیا؟

جواب:1۔اگرواقعی محمد ﷺ نبی ہوتے تو شکست کیوں کھاتے؟2۔پیغمبراوران کے ساتھیوں کا معاملہ خدائی معاملہ نہیں ہے۔3۔کچھ لوگ اپنے جوش میں اُٹھ کھڑے ہوئے ہیں اوراپنے جوش کی سزا بھگت رہے ہیں۔

سوال4: اِنْ تُطِیْعُوا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا یَرُدُّوْكُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ'' اگرتم ان لوگوں کی اطاعت کرو گے جنہوں نے کفر کیا تو وہ تمہیں تمہاری ایڑیوں کے بل لوٹا دیں گے''اللہ تعالیٰ نے کافروں کی اطاعت سے کیسے روکا ہے؟

جواب:1۔اللہ تعالیٰ نے کافروں کی اطاعت کرنے کا انجام دکھا کراس سے روکا ہے کہ اگران کی اطاعت کرو گے تو یہ:

i۔تمہیں ایڑیوں کے بل پلٹا دیں گے۔ii۔تمہیں دنیااورآخرت کےخسارے تک لے جائیں گے۔

2۔اللہ تعالیٰ نے کافروں کی اطاعت کےمقابلےمیں اپنےتعلق کےشعوردلایا ہے کہ:

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

i۔اللہ تعالیٰ تمہارا مولیٰ ہے۔ii۔اللہ تعالیٰ تمہارا مددگار ہے۔لہٰذا اپنے مولا و مددگار کی مانو اور کافروں کی نہ مانو۔

سوال5:مؤمنوں سے کہا گیا کہ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِیْنَ ''پھر تم خسارہ پانے والے بن کر پلٹو گے'' وضاحت کریں؟

جواب:فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِیْنَ ''پھر تم خسارہ اٹھانے والے ہو کر پلٹو گے'' پھر تم دنیا اور آخرت کا خسارہ اٹھاؤ گے۔(واضح المیسر)

سوال6:عقیدۂ توحید رکھنے والا مسلمان جب اللہ کے دین کے مخالفوں کے سامنے جھکتا ہے تو اس پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟

جواب:1۔وہ روحانی طور پر ٹوٹ جاتا ہے۔2۔وہ مخالفین کے پراپیگنڈہ سے متاثر ہوتا ہے۔

3۔پھر وہ ان سے ہدایات لینے لگتا ہے۔4۔پھر ان سے مصالحت کر کے ان کی پیروی کرتا ہے۔

5۔ایسا شخص کسی بھی وقت کفر کی طرف پلٹ سکتا ہے۔

سوال7:ایمان کے باوجود کفار کی اطاعت کرنے کی وجہ کیا ہوتی ہے؟

جواب: کفار سے حمایت کی امید کی وجہ سے ایمان کے باوجود کفار کی اطاعت ہوتی ہے۔ایمان سے زیادہ کفر کی جانب دِلی جھکاؤ اور دنیا اور اس کی لذتوں کے حصول کی وجہ سے انسان کفار کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔

سوال8:غزوۂ اُحد جیسے واقعات کا پیش آنا کیوں ضروری ہے؟

جواب:دنیا کی زندگی میں ایسے واقعات اس لیے ضروری ہوتے ہیں تا کہ:1۔یہ کھل جائے کہ:i۔اللہ تعالیٰ پر اعتماد کرنے والے کون ہیں؟ii۔پھسل جانے والے کون ہیں؟2۔لوگوں کی مخالفانہ باتوں سے مؤمن متاثر نہ ہوں۔3۔وقتی تکلیف سے گھبرائیں نہیں۔4۔ہر حال میں ثابت قدم رہیں۔

بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ(150)

بلکہ اللہ تعالیٰ تمہارا مالک ہے اور وہ سب مدد کرنے والوں سے بہترین ہے۔(150)

سوال1:بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ''بلکہ اللہ تعالیٰ تمہارا مالک ہے'' وضاحت کریں؟

جواب:1۔''بلکہ اللہ تعالیٰ تمہارا مالک ہے''مسلمانوں کا مولا اللہ تعالیٰ ہے۔2۔اللہ تعالیٰ سے ہی حمایت کی امید رکھی جا سکتی ہے۔3۔جس کا مددگار اللہ تعالیٰ ہو اسے کسی کی مدد کی ضرورت نہیں رہ جاتی۔4۔ابوسفیان نے میدانِ اُحد میں کہا تھا: اُعْلُ هُبَلْ ''ہبل بت کا بول بالا ہو۔'' سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہنے پر بلند آواز میں کہا: اللّٰهُ اعْلٰى وَاَجَلّ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

''اللہ تعالیٰ بلند اور جلال وعزت والا ہے۔''ابوسفیان نے کہا: لَنَا عُزّٰی وَلَا عُزّٰی لکم ''ہمارا عزیٰ بت ہے اور تمہارا کوئی عزیٰ نہیں۔''نبی ﷺ نے فرمایا: تم کہو اللہ مَولَانَا وَلَا مَولٰی لَکُمْ ''اللہ تعالیٰ ہمارا مولا ہے اور تمہارا کوئی مولا نہیں''اللہ تعالیٰ نے اسی پر فرمایا: بَلِ اللّٰہُ مَوْلٰکُمْ ۚ وَھُوَ خَیْرُ النّٰصِرِیْنَ۔ 5۔اللہ تعالیٰ ہر حال میں مسلمانوں کا مولیٰ اور حامی وناصر ہے۔غزوۂ اُحد میں مسلمانوں کو اس کا یقین اس وقت نصیب ہوا جب انہیں اُونگھ آئی۔امام فخر الدّین رازی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ نیند کی حالت میں محفوظ ومامون رہنا اس بات کی سب سے بڑی دلیل تھی کہ اللہ تعالیٰ اس حال میں بھی ان کا حامی وناصر تھا۔

سوال2: بَلِ اللّٰہُ مَوْلٰکُمْ ''بلکہ اللہ تعالیٰ تمہارا سرپرست ہے''اس کی وضاحت کریں؟

جواب: اللہ تعالیٰ تمہارا ولی ہے اس سے مراد یہ ہے کہ وہ تمہاری حمایت کرتا ہے، دشمنوں کے خلاف تمہاری مدد کرتا ہے۔

سوال3: اللہ تعالیٰ کے وعدے کا مسلمانوں پر کیا اثر ہوا؟

جواب:1۔اللہ تعالیٰ کے وعدے پر ان کا یقین بڑھ گیا۔2۔دشمن کا خوف ان کے دل سے نکل گیا۔

سوال:4وَھُوَ خَیْرُ النّٰصِرِیْنَ ''اور وہ سب مدد کرنے والوں سے بہترین ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:''اور وہ سب مدد کرنے والوں سے بہترین ہے''1۔اگر تم کافروں کی اطاعت کر کے ان سے مدد طلب کرنا چاہتے ہو تو اللہ تعالیٰ سب مدد کرنے والوں سے بہترین ہے لہذا اس کی اطاعت کر کے اس سے مدد طلب کرو وہ یقیناً تمہاری مدد کرے گا۔(ایسر التفاسیر:213)

2۔اللہ تعالیٰ نے تم سے مدد کا وعدہ کیا ہے اس نے فرمایا وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ مَوْلٰکُمْ ۭ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ اور اگر وہ منہ موڑیں تو جان لو یقیناً اللہ تعالیٰ تمہارا دوست ہے، وہ اچھا دوست اور اچھا مددگار ہے!(انفال:40)

سوال5: اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے مومن بندوں کے لیے فتح ونصرت کن امور سے خالی نہیں ہوتی؟

جواب: اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے مومن بندوں کے لیے فتح ونصرت، دو امور سے خالی نہیں ہوتی:1۔اللہ تعالی یا تو کفار کی جڑ کاٹ دیتا ہے۔2۔یا انہیں ذلت سے دوچار کرتا ہے۔اور وہ خائب وخاسر واپس لوٹ جاتے ہیں اور یہ(رعب ڈال کر انہیں ناکام لوٹا دینا) یہ دوسری قسم ہے۔(تفسیر السعدی:433/1)

سَنُلْقِیْ فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ کَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَآ اَشْرَکُوْا بِاللّٰہِ مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِہٖ سُلْطٰنًا ۚ وَمَاْوٰىھُمُ النَّارُ ۭ وَبِئْسَ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

مَثْوَى الظّٰلِمِيْنَ(151)

جلد ہی ہم ان لوگوں کے دلوں میں جنہوں نے کفر کیا رُعب ڈال دیں گے اس وجہ سے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا جس کی اس نے کوئی دلیل بھی نہیں اُتاری اور اُن کا ٹھکانہ آگ ہے اور ظالموں کا بہت ہی بُرا ٹھکانہ ہے۔(151)

سوال1: سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ'' جلد ہی ہم ان لوگوں کے دلوں میں جنہوں نے کفر کیا رُعب ڈال دیں گے'' اللہ تعالیٰ نے کس موقعے پر کافروں کے دلوں میں رُعب ڈال دیا تھا؟

جواب:'' جلد ہی ہم ان لوگوں کے دلوں میں جنہوں نے کفر کیا رُعب ڈال دیں گے''1۔ یہاں رعب سے مراد وہ خوفِ عظیم ہے جو کفار کو ان کے بہت سے مقاصد سے روک دیتا ہے۔(تفسیرِ سعدی) 2۔ اُحد کی شکست کے بعد جب کافر مسلمانوں کو بالکل ختم کر دینا چاہتے تھے، اُس موقعے پر اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رُعب ڈال دیا۔3۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ابوسفیان کے دل میں رعب ڈال دیا اور وہ لڑائی سے لوٹ گیا۔(تفسیر ابن کثیر:472/1)

سوال2: اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسلمانوں کا رعب کافروں پر کب ڈالا جاتا ہے؟

جواب:1۔ مشکل مواقع پر اگر ایمان والے جمے رہیں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسلمانوں کا رعب کافروں پر ڈال دیا جاتا ہے۔ اس کا طریقۂ کار کچھ یوں ہوتا ہے کہ اہلِ باطل کی صفوں میں انتشار پیدا ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ ان کے پاس اپنے نظریئے کے حق میں دلائل نہیں رہ جاتے۔ ان میں بے یقینی پیدا ہو جاتی ہے اور وہ ذہنی طور پر شکست کھا جاتے ہیں۔ یوں مومنوں کی قوت سے اور پھر ان کے دین سے رعب میں آ جاتے ہیں۔ 2۔ یہ سب کچھ تبھی ممکن ہے جب ایمان والوں کے دلوں میں ایمان کی حقیقت موجود ہو انہیں پورا یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ مددگار ہے اور اس کا لشکر ہی غالب رہنے والا ہے۔

سوال3: بِمَآ اَشْرَكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا'' اس وجہ سے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا جس کی اس نے کوئی دلیل بھی نہیں اُتاری'' کافروں کے دل میں مسلمانوں کا رعب کیوں بیٹھتا ہے؟

جواب:1۔ کافروں کے مرعوب ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہراتے ہیں جن کے شریک ہونے کے لیے اس نے کوئی دلیل نہیں اتاری جس کی وجہ سے وہ مسلمانوں سے دہشت زدہ رہتے ہیں۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سوال4: مَالَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا" جس کی اس نے کوئی دلیل بھی نہیں اُتاری" سلطان سے کیا مراد ہے؟

جواب: سلطان سے مراد قوت، دلیل اور سند ہے۔

سوال5: شرک کیا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کے سوا دوسری ہستیوں کو اس کی اُلوہیت، ربوبیت اور اس کی صفات میں شریک سمجھنا۔

سوال6: مشرک کے لیے کوئی سلطان نہ ہونے سے کیا مراد ہے؟

جواب: 1۔ مشرک اس شرک کی وجہ سے ذلیل و ناتواں اور کمزور رہیں گے اور مومنوں سے مرعوب رہیں گے۔

2۔ ان کے مقابلے میں اہلِ ایمان کا بھروسہ اللہ تعالیٰ پر ہے جو کائنات کی سب سے بڑی سچائی ہے۔

3۔ اللہ تعالیٰ کے اس وعدے کو اہلِ حق اور اہلِ باطل کے ٹکراؤ میں دیکھا جا سکتا ہے۔ جب بھی مقابلہ ہوتا ہے باطل خوفزدہ اور مرعوب ہو جاتا ہے۔ مسلمانوں کے نعرۂ تکبیر پر تھر تھر کانپتا ہے۔ مسلمان کافروں پر جھپٹیں تو باطل دبک جاتا ہے اور منتشر ہو جاتا ہے۔ ان کی صفوں میں اضطراب پھیل جاتا ہے اور اس فرمان کی سچائی ثابت ہو جاتی ہے۔

سوال7: وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ وَبِئْسَ مَثْوَى الظّٰلِمِيْنَ "اور اُن کا ٹھکانہ آگ ہے اور ظالموں کا بہت ہی بُرا ٹھکانہ ہے" کی وضاحت کریں؟

جواب: 1۔ "اور اُن کا ٹھکانہ آگ ہے" اللہ تعالیٰ نے شرک کرنے والوں کے انجام کو واضح کیا ہے کہ ان کا ٹھکانہ آگ ہے۔

2۔ "اور ظالموں کا بہت ہی بُرا ٹھکانہ ہے" اللہ تعالیٰ نے ان کے ٹھکانے پر تبصرہ کیا ہے کہ کیا ہی برا ٹھکانہ ہے ظالموں کے لئے یعنی دنیا میں ان کے دل ایمان والوں کے رُعب سے بھرے رہیں اور آخرت میں آگ میں جائیں گے۔ یہ کتنا گھاٹے کا سودا ہے۔ 3۔ الظّٰلِمِيْنَ: اس سے مراد مشرک ہیں جنہوں نے غیر اللہ کی اطاعت کی اور غیر اللہ کی عبادت کی۔ (ایسر التفاسیر:213)

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗۤ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ۚ حَتّٰۤى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِى الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ؕ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ۚ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ؕ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ (152)

اور بلاشبہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے تم سے اپنے وعدے کو سچا کر دکھایا جب تم اُس کے حکم سے انہیں کاٹ کر رہے تھے، یہاں

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

تک کہ جب تم پست ہمت ہو گئے اور حکم کے بارے میں جھگڑا کیا اور تم نے نافرمانی کی اس کے بعد جو اس نے تمہیں وہ چیز دکھائی جو تم پسند کرتے تھے۔تم میں سے کوئی دنیا چاہتا ہے اور تم ہی میں سے کوئی آخرت چاہتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان سے پھیر دیا تا کہ وہ تمہیں آزمائے اور بلاشبہ اُس نے یقیناً تمہیں معاف کر دیا، اور اللہ تعالیٰ ایمان والوں پر بڑے فضل والا ہے۔(152)

سوال1:وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗۤ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ’’اور بلا شبہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے تم سے اپنے وعدے کو سچا کر دکھایا جب تم اُس کے حکم سے انہیں کاٹ کر رہے تھے‘‘کی وضاحت کریں؟

جواب:1۔وَعْدَهٗۤ یہاں وعدے سے مراد فتح ونصرت کا وعدہ ہے۔

2۔وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗۤ ’’اور بلا شبہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے تم سے اپنے وعدے کو سچا کر دکھایا‘‘اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ تم سے کیا اسے سچا کر دکھایا یعنی وہ اپنے مؤمن بندوں کی مدد کرتا ہے اور کافروں پر انہیں غلبہ دیتا ہے اسی لئے ابتدا میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہی تم ان کو قتل کر رہے تھے۔

3۔اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ’’جب تم اُس کے حکم سے انہیں کاٹ کر رہے تھے‘‘ان کو قتل کر کے جڑ پیڑ سے اکھاڑتے ہوئے۔ (بخاری کتاب التفسیر)

4۔اس سے مراد وہ ابتدائی فتح ہے جو مسلمانوں کو غزوۂ اُحد میں حاصل ہوئی۔اور اگر مسلمان اطاعت پر قائم رہتے۔رسول کی اطاعت کرتے تو فتح ونصرت آخر تک برقرار رہتی۔

سوال2:حَتّٰۤى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِى الْاَمْرِ ’’یہاں تک کہ جب تم پست ہمت ہو گئے اور حکم کے بارے میں جھگڑا کیا‘‘ کی وضاحت کریں؟

جواب:1۔فشل سے بزدلی مراد ہے۔

2۔فَشِلْتُمْ:تم کمزور ہو گئے اور تم نے جنگ میں بزدلی دکھائی۔(ایسر التفاسیر)

سوال3:وَتَنَازَعْتُمْ فِى الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ’’اور حکم کے بارے میں جھگڑا کیا اور تم نے نافرمانی کی اس کے بعد اس نے تمہیں وہ چیز دکھائی جو تم پسند کرتے تھے‘‘ کی وضاحت کریں؟

جواب:’’اور حکم کے بارے میں جھگڑا کیا اور تم نے نافرمانی کی اس کے بعد اس نے تمہیں وہ چیز دکھائی جو تم پسند کرتے تھے‘‘فِی

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

الۡاَمۡرِ نبی ﷺ کے حکم میں جھگڑا کیا اور رسول کی نافرمانی کی۔مسلمانوں کو جب ابتدا میں فتح نصیب ہوئی اور وہ مال غنیمت لوٹنے لگے تو جن تیر اندازوں کو آپ ﷺ نے گھاٹی پر متعین فرمایا تھا ان میں اکثر کہنے لگے کہ ہمیں فتح تک نگرانی کا حکم تھا اب ہمیں مال غنیمت لوٹنے کے لیے جانا چاہیے بعض لوگوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں یہاں متعین کیا ہے ہمیں اگلے حکم تک یہاں سے نہیں ہٹنا چاہیے۔اس گھاٹی پر چند سوار رہ گئے اور باقی مال غنیمت لوٹنے لگ گئے یہی ان کی نافرمانی تھی۔

سوال4:مسلمانوں کی شکست کے اسباب کیا تھے؟

جواب:1۔مسلمانوں نے بزدلی دکھائی۔2۔(پیغمبر ﷺ کے)حکم کے بارے میں آپس میں جھگڑے۔

3۔رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کی۔

سوال5:مِّنۡۢ بَعۡدِ مَاۤ اَرٰىكُمۡ مَّا تُحِبُّوۡنَ '' اس کے بعد جو اس نے تمہیں وہ چیز دکھائی جو تم پسند کرتے تھے''،مسلمانوں کی پسند کی چیز انہیں دکھادی گئی۔پسند سے کیا مراد ہے؟

جواب:مسلمانوں کی پسند سے مراد وہ فتح ہے جو مسلمانوں کو حاصل ہوئی تھی۔

سوال6:کسی گروہ میں اتحاد کی صورت کیا ہے؟

جواب:رائے کے اختلاف کے باوجود قیادت کی طرف سے فیصلہ ہو جانے کے بعد عمل میں اختلاف نہ کیا جائے۔

سوال7:مِنۡكُمۡ مَّنۡ يُّرِيۡدُ الدُّنۡيَا وَمِنۡكُمۡ مَّنۡ يُّرِيۡدُ الۡاٰخِرَةَ'' تم میں سے کوئی دنیا چاہتا ہے اور تم ہی میں سے کوئی آخرت چاہتا ہے'' اس کی وضاحت کریں؟

جواب:مسلمانوں کے گروہ میں اختلاف پیدا ہوا۔ایک گروہ نے مالِ غنیمت کا ارادہ کرلیا اور دوسرے نے ثوابِ آخرت کو ترجیح دی۔اس طرح ان کا ہدف ایک نہ رہا،خلوص متاثر ہوا اور یہ جنگ خالص اللہ تعالیٰ کے لیے نہ رہی۔

سوال8:مِنۡكُمۡ مَّنۡ يُّرِيۡدُ الدُّنۡيَا'' تم میں سے کوئی دنیا چاہتا ہے''اس سے کیا مراد ہے؟

جواب:1۔دنیا کا ارادہ رکھنے سے مراد مالِ غنیمت چاہنا ہے۔2۔جو تیر انداز گھاٹی سے ہٹ کر رسول اللہ ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی کر کے مال غنیمت لوٹنے لگے وہ دنیا کے طلب گار تھے۔

سوال9:وَمِنۡكُمۡ مَّنۡ يُّرِيۡدُ الۡاٰخِرَةَ'' اور تم ہی میں سے کوئی آخرت چاہتا ہے''اس سے کیا مراد ہے؟

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جواب: آخرت کا ارادہ رکھنے سے مراد ہے 1۔آخرت کے نفع کا ارادہ رکھنا۔یعنی آج کے کام کا صلہ کل آخرت میں پانے کی اُمید رکھنا۔شوقِ شہادت میں جنگ کرنا جیسا کہ انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے کی کہ دشمنوں سے لڑتے رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔2۔جو لوگ گھاٹی پر جمے رہے اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے وہ آخرت کے طالب تھے۔

سوال10: آخرت کا ارادہ کرنے والے کون لوگ تھے؟

جواب:1۔آخرت کا ارادہ کرنے والے وہ لوگ تھے جو شہادت کا شوق رکھتے تھے۔2۔یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے نبی ﷺ کے حکم کے مطابق درّے پر ڈٹے رہنے کا عزم کر لیا تھا۔3۔انس رضی اللہ عنہ نے کہ ان کے چچا (انس بن سقر) بدر کی لڑائی میں شریک نہ ہو سکے تھے، پھر انھوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پہلی ہی لڑائی میں غیر حاضر رہا۔اگر حضور ﷺ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مجھے کسی اور لڑائی میں شرکت کا موقع دیا تو اللہ دیکھے گا کہ میں کتنی بے جگری سے لڑتا ہوں۔پھر غزوہ احد کے موقع پر جب مسلمانوں کی جماعت میں افراتفری پیدا ہو گئی تو انھوں نے کہا، اے اللہ! مسلمانوں نے آج جو کچھ کیا میں تیرے حضور میں اس کے لیے معذرت خواہ ہوں اور مشرکین نے جو کچھ کیا میں تیرے حضور میں اس سے اپنی بیزاری ظاہر کرتا ہوں، پھر وہ اپنی تلوار لے کر آگے بڑھے۔راستے میں سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے ان سے کہا، سعد! کہاں جا رہے ہو؟ میں تو احد پہاڑی کے دامن میں جنت کی خوشبو سونگھ رہا ہوں۔اس کے بعد وہ آگے بڑھے اور شہید کر دیئے گئے۔ان کی لاش پہچانی نہیں جا رہی تھی۔آخر ان کی بہن نے ایک تل یا ان کی انگلیوں کی پور سے ان کی لاش کو پہچانا ان کو اسی (80) پر کئی زخم بھالے اور تلوار اور تیروں کے لگے تھے۔(صحیح بخاری:4048)

سوال11: ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ”پھر اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان سے پھیر دیا تا کہ وہ تمہیں آزمائے“ اس کی وضاحت کریں؟

جواب: ”پھر اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان سے پھیر دیا تا کہ وہ تمہیں آزمائے“1۔اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو کافروں کا پیچھا کرنے سے روک دیا تھا تا کہ اس واقعے کو مسلمانوں کے لئے امتحان اور آزمائش بنا دیں۔

2۔اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان کے مقابلے میں پھیر کر بھگا دیا۔اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہاری آزمائش اور تمہارے امتحان کے طور پر جیت دشمن کے ہاتھ رہی تا کہ مومن اور کافر، فرمانبردار اور نافرمان کے درمیان امتیاز ہو جائے۔(تفسیر سعدی)

سوال12: لِيَبْتَلِيَكُمْ ”تا کہ وہ تمہیں آزمائے“ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو کیسے آزمایا؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح کے بعد شکست دے کر آزمایا۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سوال13: وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ''اور بلاشبہ اُس نے یقیناً تمہیں معاف کر دیا'' اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی کس غلطی کو معاف کر دیا؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی ان غلطیوں کو معاف کر دیا:

1۔ مسلمانوں کے بزدلی دکھانے کو۔ 2۔ آپس میں اختلاف کرنے کو۔

3۔ رسول ﷺ کی نافرمانی کرنے کو۔ 4۔ اُحد کے میدان سے شکست کھا کر بھاگنے کو۔

سوال14: وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ''اور اللہ تعالیٰ ایمان والوں پر فضل کرنے والا ہے'' ایمان والوں پر اللہ تعالیٰ کا کیا فضل تھا؟

جواب: 1۔ اللہ تعالیٰ کا ان کی کوتاہیوں کے باوجود انہیں معاف فرما دینا اس کا فضل تھا۔ 2۔ اللہ تعالیٰ نے معافی اور مغفرت کے ذریعے مومنوں پر فضل کیا۔ 3۔ اللہ تعالیٰ کا مومنوں پر فضل ہر حال میں ہوتا ہے خواہ ہو اللہ تعالیٰ کی نصرت کے ذریعے ہو یا ابتلاء و آزمائش کے ذریعے۔ یقیناً ابتلاء و آزمائش اللہ تعالیٰ کا فضل اور خفیہ لطف و کرم ہے تا کہ مومن مصائب پر صبر کرنے لگیں اور مشکل محاذوں پر ثابت قدم رہیں اور یقین میں کمال حاصل کریں اور ثابت کر دیں کہ اللہ تعالیٰ کسی قوم کے حالات اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک کہ وہ اپنے حالات خود نہیں بدل لیتے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نہ دنیا اور اس کی رونقوں کی طرف راغب ہوئے اور نہ وہ حق سے ہٹے۔ ان کی جلد بازی کی سزا انہیں ملی جس کی وجہ سے وہ گناہوں سے پاک ہو گئے اور وہ شہادت کے مرتبے پر پہنچے۔ (تفسیر القاسمی: 253/4)

سوال15: کیا اللہ تعالیٰ کی طرف سے معافی کے بعد اہلِ ایمان پر طعن و تشنیع کی گنجائش ہے؟

جواب: اہلِ ایمان کی کوتاہیوں پر جب معافی مل جاتی ہے تو طعن و تشنیع کی گنجائش نہیں رہ جاتی۔ ایک حج کے موقع پر کسی شخص نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پر اعتراضات کئے کہ وہ غزوۂ بدر اور بیعتِ رضوان میں شریک نہیں ہوئے اور غزوۂ اُحد سے فرار ہو گئے تھے۔ اس پر سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: غزوۂ بدر میں اُن کی بیوی بیمار تھیں جو رسول اللہ ﷺ کی بیٹی تھیں، بیعتِ رضوان کے موقع پر وہ رسول اللہ ﷺ کے سفیر بن کر مکہ گئے ہوئے تھے اور غزوۂ اُحد کے فرار کو تو اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا ہے۔ (بخاری: 3699)

إِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰٓى اَحَدٍ وَّالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِيْٓ اُخْرٰىكُمْ فَاَثَابَكُمْ غَمًّا بِغَمٍّ لِّكَيْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَآ اَصَابَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ (153)

جب تم دور چلے جا رہے تھے اور مڑ کر کسی ایک کو بھی نہ دیکھتے تھے اور رسول تمہیں تمہاری پچھلی جماعت میں پکار رہا تھا

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

تو اُس نے بدلے میں تمہیں غم کے ساتھ اور غم دیا تا کہ تم اس پر غم نہ کرو جو تمہارے ہاتھ سے نکل گیا اور نہ اس پر جو تمہیں مصیبت پہنچی اور اللہ تعالیٰ پوری خبر رکھنے والا ہے اس کی جو تم عمل کرتے ہو۔(153)

سوال1: اِذْتُصْعِدُوْنَ" جب تم دور چلے جا رہے تھے" کی وضاحت کریں؟

جواب: اُحد کے میدان میں مسلمانوں کی بدحواسی کا پتہ چلتا ہے۔مسلمان مرعوب ہوگئے، دہشت زدہ ہوئے اور سخت اضطراب میں مبتلا ہوئے۔کوئی کسی کی طرف دیکھ نہیں رہا تھا۔کوئی کسی کی پکار کا جواب نہیں دے رہا تھا۔نبی ﷺ پکار رہے تھے:"اِلَیَّ عبادَ اللہ" تا کہ لوگ مطمئن ہو جائیں۔ان کے قدم اس لیے لڑکھڑائے تھے کہ کسی نے مشہور کر دیا کہ نبی ﷺ قتل ہو گئے۔

سوال2: اِذْتُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰٓی اَحَدٍ" جب تم دور چلے جا رہے تھے اور مڑ کر کسی ایک کو بھی نہ دیکھتے تھے" کا احساس کیوں دلایا؟

جواب:1۔یہ احساس اس لیے دلایا گیا کہ ان کے ذہن پر یہ نقش ہو جائے۔ 2۔اور یہ اپنے کیے پر پشیمانی اور ندامت محسوس کریں۔3۔اپنے رویے کے اسباب پر غور کریں۔ 4۔اپنی کمزوریوں، حکم عدولیوں اور باہمی اختلافات پر غور وفکر کریں۔

سوال3: وَّالرَّسُوْلُ یَدْعُوْکُمْ فِیْٓ اُخْرٰىکُمْ" اور رسول تمہیں تمہاری پچھلی جماعت میں پکار رہا تھا"رسول اللہ ﷺ مسلمانوں کو پیچھے سے کیسے پکارتے رہے؟

جواب:1۔رسول اللہ ﷺ مسلمانوں کو پکارتے رہے: اِلَیَّ عِبَادَ اللہ میری طرف لوٹ کر آؤ اللہ کے بندو! 2۔یعنی رسول ان لوگوں کو بلا رہے تھے جو پہاڑوں پر چڑھ رہے تھے۔کہ" اے میرے بندو! میرے پاس آؤ" مگر تم نے ان کی طرف پلٹ کر دیکھا نہ تم ان کے پاس رکے۔پس میدان جنگ سے فرار فی نفسہ موجب ملامت ہے۔اور رسول اللہ ﷺ کا بلانا، جو اس امر کا موجب تھا کہ اپنی جان پر بھی آپ کی پکار کو مقدم رکھا جائے۔سب سے بڑی ملامت کا مقام ہے، کیونکہ تم لوگ بلانے کے باوجود آپ سے پیچھے رہے۔(تفسیر السعدی:435/1) 3۔براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا گیا، انہوں نے بیان کیا کہ احد کی لڑائی میں رسول اللہ ﷺ نے (تیراندازوں کے) پیدل دستے پر سیدنا عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو افسر مقرر کیا تھا پھر سے مسلمانوں نے پیٹھ پھیر لی، آیت" اور رسول تم کو پکار رہے تھے تمہارے پیچھے سے" میں اسی کی طرف اشارہ ہے، اس وقت رسول کریم ﷺ کے ساتھ بارہ صحابیوں کے سوا اور کوئی موجود نہ تھا۔(صحیح بخاری:4561)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سوال4: فَاَثَابَكُمْ غَمًّۢا بِغَمٍّ لِّكَيْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَآ اَصَابَكُمْ'' تو اُس نے بدلے میں تمہیں غم کے ساتھ اور غم دیا تا کہ تم اس پر غم نہ کرو جو تمہارے ہاتھ سے نکل گیا اور نہ اس پر جو تمہیں مصیبت پہنچی۔'' اللہ تعالیٰ نے غزوۂ اُحد میں مسلمانوں کو کون سے غم دیئے؟

جواب:1۔بہت سے مسلمانوں کے قتل ہونے کا غم۔2۔نبی ﷺ کی شہادت کی افواہ سے پہنچنے والا غم۔ 3۔مسلمانوں کے زخمی ہونے کا غم۔4۔نبی ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی کرنے کا غم۔5۔مالِ غنیمت سے محرومی کا غم۔ 6۔کفار پر فتح پانے سے محرومی کا غم۔

سوال5: لِّكَيْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَآ اَصَابَكُمْ'' تا کہ تم اس پر غم نہ کرو جو تمہارے ہاتھ سے نکل گیا اور نہ اس پر جو تمہیں مصیبت پہنچی'' اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو غم کیوں دیئے؟

جواب:'' تا کہ تم اس پر غم نہ کرو جو تمہارے ہاتھ سے نکل گیا اور نہ اس پر جو تمہیں مصیبت پہنچی۔''1۔تا کہ ان کے اندر برداشت کرنے کی قوت اور حوصلہ پیدا ہو جائے۔اگر یہ عزم پیدا ہو جائے تو جانے والی چیزوں پر ملال نہیں رہتا۔

2۔یہ سب اس لیے ہوا تا کہ انہیں مصیبتوں پر صبر کرنے کی عادت پڑے اور ان کے دلوں میں یہ بات بیٹھ جائے کہ فتح و نصرت اور حصولِ مالِ غنیمت سب اللہ کی جانب سے ہوتا ہے، ان کی قدرت و طاقت کا اس میں کوئی دخل نہیں۔(تیسیر الرحمٰن)

سوال6: وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ'' اور اللہ تعالیٰ پوری خبر رکھنے والا ہے اس کی جو تم عمل کرتے ہو'' کی وضاحت کریں؟

جواب:1۔اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے باخبر ہے یعنی دل کے حالات اور بدلتے واقعات سب اللہ تعالیٰ کی خبر میں ہیں۔اس لئے تمہیں اللہ تعالیٰ کی طرف ہی رجوع کرنا چاہئے۔

2۔اُحد کے میدان میں مسلمانوں کے اندر جو کمزوری اور بزدلی پیدا ہوئی تھی اور اس کے نتیجے میں جو بھگدڑ مچی اور ایک کے بعد ایک صدمہ پہنچا۔اللہ تعالیٰ نے اس ماحول میں گزرنے والے مسلمانوں کو اپنی ذات کا شعور دلایا ہے کہ اللہ تعالیٰ خبر رکھتا ہے جو تم عمل کرتے ہو۔اگر مسلمان میدان اُحد میں دل کی گہرائیوں سے اپنے اعمال پر اللہ تعالیٰ کو خبردار سمجھتے تو صورت حال مختلف ہوتی۔

ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشٰى طَآئِفَةً مِّنْكُمْ ۙ وَطَآئِفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ ؕ يَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَيْءٍ ؕ قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ ؕ يُخْفُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

مَّا لَا يُبْدُوْنَ لَكَ ؕ يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا ؕ قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ ۚ وَلِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ(154)

پھر اللہ تعالیٰ نے اس غم کے بعد تم پر ایک امن نازل فرمایا، ایک اونگھ تھی جو تم میں سے کچھ لوگوں پر چھا رہی تھی اور یقیناً کچھ لوگ تھے جن کی جانوں نے انہیں فکر میں ڈال رکھا تھا، وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں ناحق جاہلیت کا گمان کر رہے تھے، وہ کہتے تھے: ''کیا اس کام میں ہمارا کچھ بھی اختیار ہے؟'' آپ کہہ دیں: ''بلاشبہ سارا کام اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے۔'' وہ اپنے دلوں میں ایسی بات چھپائے ہوئے ہیں جو آپ کے لیے ظاہر نہیں کرتے، وہ کہتے ہیں: ''اگر اس میں ہمارا کچھ بھی اختیار ہوتا تو ہم یہاں نہ مارے جاتے'' آپ کہہ دیں: ''اگر تم اپنے گھروں میں ہوتے تو بھی جن کا قتل ہونا لکھا گیا تھا وہ ضرور اپنے لیٹنے کی جگہوں کی طرف نکل آتے۔'' اور تاکہ اللہ تعالیٰ اسے آزمالے جو تمہارے سینوں میں ہے اور تاکہ وہ اسے خالص کر دے جو تمہارے دلوں میں ہے اور اللہ تعالیٰ سینوں والی باتیں خوب جاننے والا ہے۔(154)

سوال1: اس آیت کا شان نزول کیا ہے؟

جواب: اور ابن راہویہ نے مسند میں زہری سے روایت کیا کہ شیطان نے احد کے دن بلند آواز سے چیخ ماری کہ رسول اکرم ﷺ شہید کر دیئے گئے، کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں پہلا شخص ہوں جس نے میدانِ جنگ میں رسول اکرم ﷺ کو دور سے پہچانا۔ میں نے آپ کی آنکھوں کو خود کے نیچے سے دیکھا دیکھتے ہی خوشی و مسرت میں بلند آواز کے ساتھ میں نے پکارا کہ اے صحابہ کرام! رسول اللہ ﷺ یہ ہیں اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔(تفسیر ابن عباس:225/1)

سوال2: ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشٰى طَآئِفَةً مِّنْكُمْ ''پھر اللہ تعالیٰ نے اس غم کے بعد تم پر ایک امن نازل فرمایا، ایک اونگھ تھی جو تم میں سے کچھ لوگوں پر چھا رہی تھی'' میدانِ اُحد میں صحابہ رضی اللہ عنہم پر طاری ہونے والی اونگھ کی کیفیت کیا تھی؟

جواب:1۔ اللہ تعالیٰ نے غم کے بعد اہل یقین پر خاص طور پر کامل امن طاری کر دیا ان کا خوف جاتا رہا یہاں تک کہ ان کے ہاتھوں سے تلواریں گرتی جا رہی تھیں۔ 2۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ احد کی

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

دن جب ہم صف بندی میدان میں تھے کہ ہم پر ایسی اونگھ چھا گئی کہ میرے ہاتھ سے چھوٹ کر تلوار گری جارہی تھی اور میں اس کو پکڑ رہا تھا وہ گری جارہی تھی اور میں پکڑ رہا تھا۔(بخاری:4562) 3۔سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے ''میں نے اُحد کے دن اپنا سر اٹھایا اور دیکھنے لگا ہر شخص کا سر ہودج پر جھکا ہوا ہے۔''(تفسیر مظھری:261/2)

سوال3:اونگھ خوفزدہ انسان پر کیسے اثرات مرتب کرتی ہے؟

جواب:1۔خوفزدہ اور پریشان حال انسان پر جب اونگھ طاری ہوتی ہے چاہے ایک لمحے کے لیے ہو،جسم پر جادو کے سے اثرات مرتب کرتی ہے۔اونگھ دور ہوتے ہی تروتازگی محسوس ہوتی ہے،جسم آرام محسوس کرتا ہے اور دلوں پر اطمینان کی کیفیت طاری ہوجاتی ہے۔ 2۔امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ نے لکھا کہ اونگھ کے کئی فوائد تھے۔ان میں سے ایک اہم فائدہ یہ ہوا کہ دشمنانِ اسلام جو مسلمانوں کو ختم کرنے کے درپے تھے،ان کا خوف مسلمانوں کے دلوں سے نکل گیا کیونکہ نیند کی حالت میں محفوظ رہنے نے اللہ تعالیٰ کے وعدے پر یقین بڑھا دیا۔(تیسیر الرحمٰن:215) 3۔ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا:قتل میں اونگھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے امن ہے اور نماز میں اونگھ شیطان کی طرف سے ہے۔(تفسیر الدر المنثور:156/2)

سوال4:میدانِ جنگ میں سب سے زیادہ اہمیت کس بات کی ہوتی ہے؟

جواب:1۔انسان کا سکون رخصت نہ ہو۔2۔وہ پوری یکسوئی کے ساتھ اپنا منصوبہ بنا سکے۔ 3۔اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھے۔ 4۔اسے یہ یقین ہو کہ اس کی جان اس کی اپنی نہیں،وہ تو اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔اُسی کے لیے لڑنا ہے اور اُسی کے لیے حرکت میں آنا ہے۔

سوال5:یہاں کن دو جماعتوں کا تذکرہ ہے؟

جواب:یہاں مسلمانوں کی دو جماعتوں کا تذکرہ ہے: 1۔ان میں سے ایک کو اونگھ ڈھانپ رہی تھی۔ 2۔دوسری وہ تھی جسے اپنی جانوں کی فکر لاحق تھی۔

سوال6:وَطَآىِٕفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ ''اور یقیناً کچھ لوگ تھے جن کی جانوں نے انہیں فکر میں ڈال رکھا تھا'' ڈگمگاتے ایمان والوں کی خصوصیات کیا ہیں؟

جواب:1۔سیدنا ابی طلحہ رضی اللہ عنہ سے کہا انہوں نے کہ اٹھایا میں نے سر اپنا احد کے دن تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ کوئی ان میں سے اس دن ایسا نہیں ہے جو جھکا نہ جاتا ہو اپنے سر کے نیچے اونگھ کے سبب سے پس یہی مراد ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی ثم انزل (جامع

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

ترمذی کتاب تفسیر القرآن :3007) 2۔''اور یقیناً کچھ لوگ تھے جن کی جانوں نے انہیں فکر میں ڈال رکھا تھا''وہ اللہ تعالیٰ کو اپنا سرپرست نہیں بناتے ،اس پر اعتماد نہیں کرتے ،اپنے آپ کو تقدیر کے سپرد نہیں کرتے ۔3۔دین کی فکر سے خالی ہوتے ہیں۔4۔اپنی ذات کی فکر میں پڑے رہتے ہیں۔5۔ان کے دلوں میں ایمان کی حقیقت جاگزیں نہیں ہوتی۔6۔اللہ تعالیٰ کے بارے میں بدگمانیاں کرتے ہیں۔ 7۔انہیں صرف اپنی فکر لاحق تھی۔انہیں نہ تو اپنے دین کی فکر تھی،نہ اپنے رسول کی،اور نہ ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی،،خوف وقلق اور جزع فزع کی وجہ سے انہیں کہاں نیند آسکتی تھی!(تیسیر الرحمٰن)

سوال6:يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ''وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں ناحق جاہلیت کا گمان کررہے تھے''اللہ تعالیٰ کے ساتھ جاہلیت والے گمان کیا تھے؟

جواب:''وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں ناحق جاہلیت کا گمان کررہے تھے''اللہ تعالیٰ کے ساتھ جاہلیت والے گمان یہ تھے کہ 1۔نبی ﷺ کا معاملہ باطل ہے۔2۔انہیں اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل نہیں۔3۔جس دین کی دعوت دیتے ہیں اس کا مستقبل مایوس کن ہے۔

سوال7:يَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَيْءٍ''وہ کہتے تھے:''کیا اس کام میں ہمارا کچھ بھی اختیار ہے؟''اس کی وضاحت کریں؟

جواب:1۔یہ عبداللہ بن ابی بن سلول کی طرف اشارہ ہے۔جنگ کے لیے مدینہ سے نکلنے سے پہلے اس نے یہی مشورہ دیا تھا کہ شہر کے اندر ہی رہ کر دفاع کیا جائے اس لیے جب اسے خبر ملی کہ خزرج کے بہت سے لوگ قتل ہوگئے تو اس نے مسلمانوں میں بدظنی پھیلانے کے لیے کہا هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَيْءٍ کیا اس کام میں ہمارا کچھ بھی اختیار ہے؟(تیسیر الرحمٰن)

2۔منافقین کا بڑا اعتراض یہ تھا کہ اس جنگ کے لیے جو منصوبہ بنایا گیا اس میں ہماری ایک نہیں سنی گئی۔اس گروہ کی رائے یہ تھی کہ مدینہ کے اندر رہ کر جنگ کی جائے۔3۔ان کو جواب یہ دیا گیا کہ کہہ دو:یقیناً سارا معاملہ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔

4۔قتادہ اور ربیع نے کہا:جاہلیت کے گمان اہل شرک کے تھے۔(جامع البیان:4/148)

سوال8:قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ''آپ کہہ دیں:''بلاشبہ سارا کام اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے''یہ امر کن امور پر مشتمل ہوتا ہے؟

جواب:''آپ کہہ دیں:''بلاشبہ سارا کام اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے''پس معلوم ہوا کہ اسباب خواہ کتنے ہی بڑے کیوں نہ ہوں وہ تب ہی فائدہ دیتے ہیں جب قضاوقدر معارض نہ ہو۔جب قضاوقدر اسباب کے خلاف ہو تو اسباب کوئی فائدہ نہیں دیتے بلکہ اللہ تعالیٰ نے موت وحیات کے جو فیصلے لوحِ محفوظ میں لکھ دیئے ہیں وہ نافذ ہوکر رہتے ہیں۔ (تفسیرِ سعدی)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سوال9:یُخۡفُوۡنَ فِیۡۤ اَنۡفُسِہِمۡ مَّا لَا یُبۡدُوۡنَ لَکَ ’’وہ اپنے دلوں میں ایسی بات چھپائے ہوئے ہیں جو آپ کے لیے ظاہر نہیں کرتے‘‘ اس کی وضاحت کریں؟

جواب:’’وہ اپنے دلوں میں ایسی بات چھپائے ہوئے ہیں جو آپ کے لیے ظاہر نہیں کرتے‘‘ وہ اپنے دلوں میں رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے خلاف کفر، بغض اور دشمنی چھپائے ہوئے تھے جس کو ظاہر نہیں کرتے تھے۔(ایسر التفاسیر) ان کے دل وسوسوں اور شبہات سے بھرے ہوئے ہیں مثلاً:1۔قیادت کی غلطی ہے۔2۔قیادت کے اختیارات میں ہمارا کوئی حصہ ہوتا تو یہاں نہ مارے جاتے۔

سوال10:یَقُوۡلُوۡنَ لَوۡ کَانَ لَنَا مِنَ الۡاَمۡرِ شَیۡءٌ مَّا قُتِلۡنَا ہٰہُنَا ’’وہ کہتے ہیں:’’اگر اس میں ہمارا کچھ بھی اختیار ہوتا تو ہم یہاں نہ مارے جاتے‘‘ کی وضاحت کریں؟

جواب: یہ ان کی طرف سے اللہ تعالیٰ کی قضاوقدر کا انکار اور اس کی تکذیب ہے اور یہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحابِ کرام رضی اللہ عنہم کی رائے کو بے وقوفی کی طرف منسوب کرنا اور اپنے آپ کو پاک صاف اور صحیح قرار دینا ہے۔(تفسیرِ سعدی)

سوال11:انسان کے اندر قیادت کے بارے میں وسوسے کب آتے ہیں؟

جواب:1۔جب انسان نظریئے کے لیے خالص اور یک سو نہیں ہوتا۔2۔جب کسی موقع پر شکست سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔
3۔جب توقع سے زیادہ قیمت ادا کرنی پڑتی ہے۔4جب ناگوار نتائج کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

سوال12: قُلۡ لَّوۡ کُنۡتُمۡ فِیۡ بُیُوۡتِکُمۡ لَبَرَزَ الَّذِیۡنَ کُتِبَ عَلَیۡہِمُ الۡقَتۡلُ اِلٰی مَضَاجِعِہِمۡ ’’آپ کہہ دیں:اگر تم اپنے گھروں میں ہوتے تو بھی جن کا قتل ہونا لکھا گیا تھا وہ ضرور اپنے لیٹنے کی جگہوں کی طرف نکل آتے‘‘ کی وضاحت کریں؟

جواب:’’آپ کہہ دیں:اگر تم اپنے گھروں میں ہوتے تو بھی جن کا قتل ہونا لکھا گیا تھا وہ ضرور اپنے لیٹنے کی جگہوں کی طرف نکل آتے‘‘ موت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔جہاں کسی کے لیے لکھی ہوئی ہوآ کر رہتی ہے۔1۔اسباب خواہ کتنے ہی بڑے کیوں نہ ہوں وہ تب ہی فائدہ دیتے ہیں جب قضاوقدر معارض نہ ہو۔جب قضاوقدر اسباب کے خلاف ہو تو اسباب کوئی فائدہ نہیں دیتے بلکہ اللہ تعالیٰ نے موت وحیات کے جو فیصلے لوحِ محفوظ میں لکھ دیئے ہیں وہ نافذ ہو کر رہتے ہیں۔ (تفسیرِ سعدی)
2۔احتیاطی تدابیر کسی کو موت سے نہیں بچا سکتیں۔

سوال13:وَ لِیَبۡتَلِیَ اللّٰہُ مَا فِیۡ صُدُوۡرِکُمۡ ’’اور تاکہ وہ اسے خالص کردے جو تمہارے دلوں میں ہے‘‘ سینوں کے اندر کس چیز کی

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

آزمائش مطلوب تھی؟

جواب:1۔ایمان کی آزمائش مطلوب تھی جو سینوں کے اندر تھا۔2۔سینوں کے اندر اخلاص ہے یا نفاق،اللہ تعالیٰ اسے باہر نکالنا چاہتے تھے۔3۔اللہ تعالیٰ سینوں کے اندر پروان چڑھنے والے اخلاص یا نفاق کو ظاہر کر کے حجت بنا دینا چاہتے تھے۔ مومنوں کے ایمان میں تو اس سے اضافہ ہوا اور کافروں کے امراض ان کی زبان سے ظاہر ہوئے۔(تفسیر القاسمی:4268,269/)

سوال14:وَلِيُمَحِّصَ مَافِيْ قُلُوْبِكُمْ'' اور تا کہ اللہ تعالیٰ اسے آزمالے جو تمہارے سینوں میں ہے''اس کی وضاحت کریں؟

جواب:اور تا کہ وہ تمہارے دلوں کو خالص کرے۔اس سے مراد یہ ہے کہ آزمائش اس لئے آتی ہے تا کہ جب کھوٹا کھرا الگ الگ ہو جائے تو کھوٹ کو اللہ تعالیٰ صاف کر دے۔

سوال15:دلوں کا حال کھول دینے میں کیا حکمت تھی؟

جواب:1۔اللہ تعالیٰ یہ چاہتے تھے کہ مخلص مسلمانوں کا اخلاص اور منافقوں کا نفاق کُھل جائے کیونکہ ایسے حالات سے گذرنے کے بعد مومن کا ایمان بڑھ جاتا ہے اور منافق کی زبان سے اسلام کے بارے میں عدم اطمینان کا اظہار ہوتا ہے۔ 2۔اس کی ایک حکمت یہ بھی تھی کہ امتحان کے مراحل سے گذر کر مؤمن غفلت اور شیطانی وسوسوں سے نجات پا سکے جو اسلام اور ایمان کے منافی ہے۔

سوال16:بِذَاتِ الصُّدُوْرِ سے کیا مراد ہے؟

جواب:1۔خفیہ راز جو دل کی تہوں میں ہوتے ہیں۔2۔جو ہر وقت دل میں ہوتے ہیں جدا نہیں ہوتے۔3۔جو روشنی میں نہیں آتے۔4۔اللہ تعالیٰ ان بھیدوں سے خوب واقف ہے۔

سوال17:وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ'' اور اللہ تعالیٰ سینوں والی باتیں خوب جاننے والا ہے''اللہ تعالیٰ نے اپنے عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ہونے کا شعور کیسے دلایا ہے؟

جواب:1۔اللہ تعالیٰ نے دلوں کے اندر چھپے ہوئے نفاق کو ظاہر کر کے اپنے عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ہونے کا شعور دلایا ہے۔ 2۔اللہ تعالیٰ نے دلوں کے ایمان کے علم سے اپنے عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ہونے کا شعور دلایا ہے۔ 3۔اللہ تعالیٰ نے دلوں کے اندر آنے والے وسوسوں سے اپنے عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ہونے کا شعور دلایا ہے۔ 4۔اللہ تعالیٰ نے جاہلیت کے گمانوں سے اپنے عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ہونے کا شعور دلایا ہے۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

اِنَّ الَّذِیۡنَ تَوَلَّوۡا مِنۡکُمۡ یَوۡمَ الۡتَقَی الۡجَمۡعٰنِ ۙ اِنَّمَا اسۡتَزَلَّهُمُ الشَّیۡطٰنُ بِبَعۡضِ مَا کَسَبُوۡا ۚ وَ لَقَدۡ عَفَا اللّٰهُ عَنۡهُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ حَلِیۡمٌ(155)

یقیناً تم میں سے جولوگ اس دن پیٹھ پھیر گئے جب دو جماعتوں کا باہمی تصادم ہوا، یقیناً انہیں شیطان ہی نے ان کے بعض اعمال کی وجہ سے پھسلا دیا تھا اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے انہیں یقیناً معاف کر دیا ہے، بے شک اللہ تعالیٰ بے حد بخشنے والا، نہایت بُردبار ہے۔(155)

سوال1: اِنَّ الَّذِیۡنَ تَوَلَّوۡا مِنۡکُمۡ یَوۡمَ الۡتَقَی الۡجَمۡعٰنِ ”یقیناً تم میں سے جولوگ اس دن پیٹھ پھیر گئے جب دو جماعتوں کا باہمی تصادم ہوا“ مقابلے کے دن کس نے پیٹھ پھیری تھی؟

جواب:1”یقیناً تم میں سے جولوگ اس دن پیٹھ پھیر گئے جب دو جماعتوں کا باہمی تصادم ہوا“ اس سے مراد وہ تیرانداز ہوسکتے ہیں جن کے دل میں مالِ غنیمت کے لالچ نے جوش مارا تھا۔ان کے دل میں یہ بات آئی تھی کہ رسول اللہ ﷺ انہیں ان کا حصہ نہیں دیں گے۔2۔اس سے مراد غزوۂ احد سے بھاگنے والے افراد بھی ہوسکتے ہیں۔ 3۔رسول اللہ ﷺ کے پاس صرف تیرہ یا چودہ مسلمان رہ گئے تھے جن میں سات مہاجرین تھے اور سات انصار۔مہاجرین میں سے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ بن عبید اللہ، سیدنا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف، سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ بن عوام اور سیدنا سعد رضی اللہ عنہ بن ابی وقاص تھے اور سیدنا عثمان بھی ان لوگوں میں شامل تھے۔جنہوں نے راہ فرار اختیار کی تھی۔چنانچہ شیعہ حضرات سیدنا عثمان پر ایک یہ طعن بھی کرتے ہیں۔حالانکہ خود اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ یہ فرار محض شیطانی اغوا تھا۔ایمان کی کمزوری کی بنا پر نہ تھا اور اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا قصور معاف فرمادیا ہے۔(تفسیر تیسیر القرآن:320/1)

سوال2: انسان سے غلطی کب ہوتی ہے؟

جواب: انسان سے اس وقت غلطی ہوتی ہے۔1۔جب اسے اپنے اوپر قابو نہیں رہتا۔2۔جب اللہ تعالیٰ سے اس کا تعلق کمزور پڑ جاتا ہے۔3۔جب اسے اللہ تعالیٰ کی رضا پر بھروسہ نہیں رہتا۔4۔اس مقام پر شیطان انسان پر حملہ آور ہوتا ہے۔وہ ایسے انسان سے غلطیاں کرواتا ہے۔

سوال3: اِنَّمَا اسۡتَزَلَّهُمُ الشَّیۡطٰنُ بِبَعۡضِ مَا کَسَبُوۡا ”یقیناً انہیں شیطان ہی نے ان کے بعض اعمال کی وجہ سے پھسلا دیا تھا“ کی

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

وضاحت کریں؟

جواب:1۔اَسْتَزَلَّهُمُ۔شیطان نے انہیں اپنے وسوسے سے پھسلا دیا جس کی وجہ سے وہ پھسل جاتا ہے اور غلطی کر بیٹھتا ہے۔

2۔بِبَعْضِ مَاكَسَبُوْا'' ان کے بعض اعمال کی وجہ سے''ان کے گناہوں اور نبی ﷺ کے حکم کی مخالفت کی وجہ سے،اللہ تعالیٰ کی تائید اور نصرت ان سے روک دی گئی جس کا اللہ تعالیٰ نے ان سے وعدہ کیا تھا۔(تفسیر منیر:454/2)

سوال4:شیطان انسان کے اندر کیسے داخل ہوتا ہے؟

جواب:شیطان انسان کے اندر اس وقت داخل ہوتا ہے1۔جب اس کا رابطہ اللہ تعالیٰ سے ٹوٹ جاتا ہے۔2۔جب وہ اللہ تعالیٰ کی پناہ سے نکل آتا ہے۔3۔باہمی اختلاف سے شیطان دَر آتا ہے۔

سوال5:شیطان کو کب بہکانے کا موقع ملتا ہے؟

جواب:1۔شیطان کو انسان کے گناہوں کی وجہ سے بہکانے کا موقع ملتا ہے۔

2۔حافظ ابن قیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ انسان کے اعمال لشکر کی مانند ہیں۔اگر اچھے ہوں تو ان سے دشمن کے خلاف تقویت ملتی ہے اور اگر برے ہوں تو دشمن کو تقویت ملتی ہے۔

3۔اگر وہ اپنے رب کی اطاعت کے ذریعے محفوظ رہنے کی کوشش کرتے تو شیطان کو ان پر کوئی اختیار نہ ہوتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَكَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ میرے بندوں پر بلاشبہ تجھے کوئی غلبہ نہیں(بنی اسرائیل:65)(تفسیر سعدی)

سوال6:اللہ والوں نے غلطی کے بعد کیا کیا؟

جواب:انہوں نے استغفار کی۔

سوال7:استغفار کے انسان پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟

جواب:1۔استغفار کی وجہ سے انسان کی توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف مڑ جاتی ہے۔2۔اللہ تعالیٰ سے اس کا تعلق مضبوط ہو جاتا ہے۔3۔شکوک،شبہات اور بے یقینی کی حالت ختم ہو جاتی ہے۔4۔وسوسے دور ہو جاتے ہیں۔

5۔وہ دروازہ بند ہو جاتا ہے جہاں سے شیطان دَر آتا ہے۔

سوال8:وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ'' اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے انہیں یقیناً معاف کر دیا ہے''اللہ تعالیٰ نے کس چیز کی معافی کا اعلان کیا ہے؟

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جواب:1۔اللہ تعالیٰ نے میدانِ جنگ میں ہونے والی لغزشوں کی معافی کا اعلان کیا ہے۔

2۔اللہ نے ان مسلمانوں کی معافی کا اعلان کیا اس لیے کہ ان کا فرار نفاق کا نتیجہ نہیں تھا بلکہ یہ ایک عارضی غلطی تھی۔(تیسیر الرحمٰن)

سوال9:اللہ تعالیٰ نے انہیں کب معاف کر دیا؟

جواب:1۔جب اس نے یہ جان لیا کہ مسلمانوں کے اندر اللہ تعالیٰ کو پانے کی طلب ہے۔وہ اس سے جڑنا چاہتے ہیں۔

2۔جب اللہ تعالیٰ نے یہ جان لیا کہ وہ لوگ سرکشی نہیں کرنا چاہتے۔

سوال10:اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو کیوں معاف کر دیا؟

جواب:اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس لئے معاف کر دیا کیونکہ ان کا فرار نفاق کا نتیجہ نہیں تھا،غلطی تھی۔

سوال11:اِنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ حَلِیۡمٌ" بے شک اللہ تعالیٰ بے حد بخشنے والا،نہایت بُردبار ہے" کی وضاحت کریں؟

جواب:1۔اللہ تعالیٰ غفور ہے سارے صغیرہ کبیرہ گناہ بخش دیتا ہے۔

2۔اللہ تعالیٰ حلیم ہے وہ گناہوں پر سزا دینے میں جلدی نہیں کرتا۔(تفسیر منیر:2/460)

سوال12:اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات غفور اور رحیم کا کیسے شعور دلایا ہے؟

جواب:1۔اللہ تعالیٰ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی لغزشوں کے باوجود ان کے دلوں میں موجود ایمان کے علم سے اپنی مغفرت کا شعور دلایا ہے۔2۔اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ان کی لغزشوں کے باوجود معاف کرنے سے اپنی رحمت کا شعور دلایا ہے۔

رکوع نمبر8

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَكُوۡنُوۡا كَالَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا وَ قَالُوۡا لِاِخۡوَانِهِمۡ اِذَا ضَرَبُوۡا فِی الۡاَرۡضِ اَوۡ كَانُوۡا غُزًّی لَّوۡ كَانُوۡا عِنۡدَنَا مَا مَاتُوۡا وَ مَا قُتِلُوۡا ۚ لِیَجۡعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسۡرَةً فِیۡ قُلُوۡبِهِمۡ ؕ وَ اللّٰهُ یُحۡیٖ وَ یُمِیۡتُ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِیۡرٌ (156)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو!تم ان لوگوں جیسے نہ ہو جانا جنہوں نے کفر کیا اور انہوں نے اپنے بھائیوں کے بارے میں کہا جب انہوں نے زمین میں سفر کیا یا وہ لڑنے والے تھے کہ اگر وہ ہمارے پاس ہی رہتے تو نہ مرتے اور نہ وہ قتل کیے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جاتے ،تا کہ اللہ تعالیٰ اس کو ان کے دلوں میں حسرت بنا دے ،حالانکہ اللہ تعالیٰ ہی زندگی بخشتا اور موت دیتا ہے،اور جو بھی تم عمل کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس کو خوب دیکھنے والا ہے۔

سوال1: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم ان لوگوں جیسے نہ ہو جانا جنھوں نے کفر کیا'' کی وضاحت کریں؟

جواب:1۔اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو منافقوں اور کافروں کی مشابہت سے روکا ہے۔

2۔کفر اسلام سے اور اسلامی عقیدے سے انکار کو کہتے ہیں۔اسلامی عقیدے کے مطابق زندگی اور موت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔جب انسان ایسی بات کہتا ہے کہ ''اگر ہمارے پاس ہوتے تو نہ مرتے اور نہ مارے جاتے'' تو زندگی اور موت کے اختیار کو اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے موت و حیات کے مالک ہونے کے عقیدے کا انکار ہے۔اس لئے اس قول کو کفر اور کہنے والے کو کافر قرار دیا گیا۔(قرآناعجبا)

3۔فاسد عقیدہ بزدلی کی بنیاد ہے۔

سوال2: زندگی اور موت کے بارے میں مومن اور کافر کے عقیدے میں کیا بنیادی فرق ہوتا ہے؟

جواب:

مؤمن کی سوچ	غیر مؤمن کی سوچ
1۔دنیا میں ہونے والے کاموں کے پیچھے اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پر یقین رکھتا ہے۔	1۔ظاہری اسباب پر یقین رکھتا ہے۔
2۔زندگی موت،کامیابی اور ناکامی کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھتا ہے۔	2۔زندگی موت،کامیابی اور ناکامی کو اپنی تدبیروں کا نتیجہ سمجھتا ہے۔
3۔اگر کوئی حادثہ پیش آئے تو اللہ تعالیٰ کی رضا سمجھ کر مطمئن ہو جاتا ہے۔	3۔حادثہ پیش آئے تو غم میں مبتلا ہوتا ہے کہ میں نے فلاں تدبیر کی ہوتی تو حادثے سے بچ جاتا۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

مؤمن کا عقیدہ	غیر مؤمن کا عقیدہ
4۔جو ہر کام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھتا ہے وہ اپنے وجود کی قیمت پر اپنے مال سے،اپنے وقت ،اپنی صلاحیت سے جنت حاصل کرنے کی تک ودو میں زندگی گزارتا ہے۔	4۔جو دنیا کے اسباب کو اہمیت دیتا ہے، دنیا کی چیزوں کی فراہمی میں ساری زندگی لگا دیتا ہے۔

سوال3:وَقَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ اِذَا ضَرَبُوْا فِي الْاَرْضِ اَوْ كَانُوْا غُزًّى لَّوْ كَانُوْا عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا وَمَا قُتِلُوْا ''اور انہوں نے اپنے بھائیوں کے بارے میں کہا جب انہوں نے زمین میں سفر کیا یا وہ لڑنے والے تھے کہ اگر وہ ہمارے پاس ہی رہتے تو نہ مرتے اور نہ وہ قتل کیے جاتے'' کافروں کی سی باتیں کون سی ہوتی ہیں؟

جواب:اگر کوئی سفر یا جنگ میں حادثے سے دوچار ہو جائے تو وہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس ہوتے تو نہ مارے جاتے اور نہ قتل ہوتے۔

سوال4:کسی کی موت یا شہادت پر اس قول کو لَّوْ كَانُوْا عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا وَمَا قُتِلُوْا ''اگر ہمارے پاس ہوتے تو نہ مرتے اور نہ قتل کیے جاتے'' کفر کیوں قرار دیا گیا ہے؟

جواب: کفر اسلام سے اسلامی عقیدے سے انکار کو کہتے ہیں۔اسلامی عقیدے کے مطابق زندگی اور موت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔جب انسان ایسی بات کہتا ہے کہ اگر ہمارے پاس ہوتے تو نہ مرتے اور نہ مارے جاتے تو زندگی اور موت کے اختیار کو اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے موت وحیات کے مالک ہونے کے عقیدے کا انکار ہے۔اس لئے اس قول کو کفر اور کہنے والے کو کافر قرار دیا گیا۔

سوال5: کافرانہ باتوں کے انسان پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟

جواب: دل کے اندر حسرت پیدا ہوتی ہے۔

سوال6:اہلِ ایمان کو کافروں جیسی باتیں کرنے سے روکا گیا۔اس کی حکمت واضح کریں؟

جواب:1۔کافرانہ باتیں کر کے انسان کا عقیدہ فاسد ہو جاتا ہے۔اس لئے اللہ تعالیٰ نے عقیدہ کے فساد سے روکا ہے۔

2۔یہ عقیدہ لَّوْ كَانُوْا عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا ''اگر وہ ہمارے پاس ہوتے تو نہ مارے جاتے'' بزدلی کی بنیاد ہے۔اللہ تعالیٰ نے اس عقیدے سے روک کر بزدلی سے بچا لیا ہے۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

3۔عقیدے کا فساد دِلی حسرت کا سبب بنتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے دِلی حسرتوں سے بچالیا ہے۔

سوال7:لِيَجْعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسْرَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ ’’ تا کہ اللہ تعالیٰ اس کو ان کے دلوں میں حسرت بنادے‘‘ کی وضاحت کریں؟

جواب: مجاہد کا قول ہے کہ ان کی بات نے انہیں غم دیا ان کو کسی چیز نے نفع نہیں دیا۔(تفسیر الدر المنثور:2/158)

سوال8:دِلی حسرت سے کون بچ سکتا ہے؟

جواب: دِلی حسرت سے صحیح عقیدہ رکھنے والے مسلمان ہی بچ سکتے ہیں جو اس بات کا شعور رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے اور زندگی اور موت پر اللہ تعالیٰ کا اختیار ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک طاقتور مومن ضعیف مومن سے زیادہ اچھا اور محبوب ہے اور ہر ایک میں خیر اور بھلائی ہے۔تم ان کاموں کی حرص کرو جو تمہارے لئے مفید ہیں۔(یعنی آخرت میں کام دیں) اور اللہ سے مدد مانگو اور ہمت نہ ہارو اور جو تجھ پر کوئی مصیبت آئے تو یوں مت کہہ کہ اگر میں ایسا کرتا یا ایسا کرتا تو یہ مصیبت نہ آتی، لیکن یوں کہو کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر میں ایسا ہی تھا جو اس نے چاہا کیا اور اگر مگر کرنا شیطان کے لئے راہ کھولنا ہے۔(صحیح مسلم :6774)

سوال9:وَاللّٰهُ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ’’ حالانکہ اللہ تعالیٰ ہی زندگی بخشتا اور موت دیتا ہے‘‘ موت وحیات کے بارے میں صحیح عقیدہ کیا ہے؟

جواب:1۔موت وحیات کے بارے میں صحیح عقیدہ یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے ’’ وہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔‘‘

2۔موت کا ایک وقت مقرر ہے۔3۔جب موت کا وقت آجائے تو وہ قلعوں کے اندر بھی آجائے گی۔

سوال10:موت وحیات کو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں تسلیم کر لینے سے انسان کے اندر کیا تبدیلی آتی ہے؟

جواب:1۔موت وحیات کو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں تسلیم کر لینے سے انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑنے کا جذبہ اُبھرتا ہے۔2۔انسان پختہ ارادوں والا ہوجاتا ہے۔3۔انسان کے حوصلے بلند ہو جاتے ہیں۔4۔انسان حسرتوں سے بچ جاتا ہے۔5۔بے چینی واضطراب سے بچ جاتا ہے۔6۔اسے دلی سکون نصیب ہوتا ہے۔7۔بزدلی سے بچ جاتا ہے۔8۔زندگی بچائے نہیں پھرتا بلکہ اسے بلند مقاصد کے حصول کے لیے، اپنے ربّ کو راضی کرنے کے لیے نچھاور کرنے کو تیار رہتا ہے۔

سوال11:وَاللّٰهُ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ’’ حالانکہ اللہ تعالیٰ ہی زندگی بخشتا اور موت دیتا ہے‘‘ کی وضاحت کریں؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے دلوں کو حسرت سے بچانے کے لئے اپنے مُحیِی اور مُمِیت ہونے کا شعور دلایا ہے۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سوال11:وَاللّٰہُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِیۡرٌ ''اور جو بھی تم عمل کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس کو خوب دیکھنے والا ہے'' سے اللہ تعالیٰ نے کون سے اعمال پر اپنے بصیر ہونے کی طرف توجہ دلائی ہے؟

جواب:1۔اللہ تعالیٰ نے زبان اور دل کے عمل کی طرف توجہ دلائی ہے جن اعمال کے بارے میں عام طور پر لوگ بے شعوری میں مبتلا ہونے کی وجہ سے بے پرواہ رہتے ہیں۔

2۔اللہ تعالیٰ نے دل اور اعمال پر بصیر ہونے کی طرف توجہ دلا کر انسان کو اپنے خیالات اور اپنی باتوں کی وجہ سے پیدا ہونے والے فساد سے روکا ہے۔

وَلَئِنۡ قُتِلۡتُمۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ اَوۡ مُتُّمۡ لَمَغۡفِرَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ وَ رَحۡمَۃٌ خَیۡرٌ مِّمَّا یَجۡمَعُوۡنَ(157)

اور یقیناً اگر تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں مارے جاؤ یا مر جاؤ تو اللہ تعالیٰ کی بخشش اور رحمت اس سے کہیں بہتر ہے جسے وہ جمع کرتے ہیں۔(157)

سوال1:وَلَئِنۡ قُتِلۡتُمۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ اَوۡ مُتُّمۡ ''اور یقیناً اگر تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں مارے جاؤ یا مر جاؤ'' کی وضاحت کریں؟

جواب:1۔اللہ تعالیٰ کی راہ میں موت نیکی اور خیر کے ایسے اعمال میں سے ہے جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے انسان کی راہ نمائی کی ہے اور اس پر اپنی رضامندی کا اظہار کیا ہے۔

2۔اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور اس کی رحمت اس کے لیے ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کر دیا جائے۔

3۔اللہ تعالیٰ کی راہ میں مارا جانا اس سارے مال ومتاع سے بہتر ہے جسے اس دنیا کی زندگی میں جمع کرتے ہیں وہ ڈھلتا سایہ ہے اور شہادت پر ملنے والی نعمتیں ہمیشہ رہنے والی ہیں۔(تفسیر المراغی:91/2)

سوال2:کیا موت اور قتل سے زندگی ختم ہو جاتی ہے؟

جواب:نہیں بلکہ موت کے بعد لازوال زندگی کا آغاز ہوتا ہے۔

سوال3:لَمَغۡفِرَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ وَ رَحۡمَۃٌ خَیۡرٌ مِّمَّا یَجۡمَعُوۡنَ ''تو اللہ تعالیٰ کی بخشش اور رحمت اس سے کہیں بہتر ہے جسے وہ جمع کرتے ہیں'' کیا یہ زندگی اس انعام سے بہتر ہے جو اللہ تعالیٰ دے گا؟

جواب:1۔اس زندگی میں انسان کو جو کچھ ملتا ہے وہ عارضی ہے۔2۔وقت،زندگی،مال،اولاد،صلاحیتیں،قوتیں،ہر چیز مقررہ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

وقت پر،مقررہ مقام پراللہ تعالیٰ کی تقدیر کے مطابق ملتی ہے۔3۔انسان جو کچھ اس زندگی میں پالیتا ہے وہ اس کا رہتا نہیں مثلاً:
i۔وقت ختم ہوجانے والا ہے۔ii۔عمر تمام ہونے والی ہے۔iii۔زندگی بیماریوں،حادثوں،مصیبتوں اور دکھوں کا شکار ہوجانے والی ہے۔ iv۔صلاحیتیں اور قوتیں زوال پذیر ہونے والی ہیں۔v۔مال حفاظت کے باوجود ہاتھ سے نکل جانے والا ہے۔ہر چیز فانی ہے۔کسی چیز کے بارے میں انسان کو مستقل اطمینان نہیں رہتا۔3۔یہ زندگی اور اس کی نعمتیں ختم ہوجانے والی ہیں جبکہ آخرت ہمیشہ رہنے والی ہے۔وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى اور آخرت بہتر بھی ہے اور باقی رہنے والی بھی ہے۔(الاعلیٰ:17)

سوال4:انسان کے سامنے دو ترجیحات ہیں:دنیا یا آخرت،انسان کس کو ترجیح دے؟

جواب:انسان کے سامنے دو ترجیحات رہتی ہیں:دنیا یا آخرت۔انسان ان میں سے کسی ایک کو ترجیح دے سکتا ہے۔جب وہ دنیا کو ترجیح دیتا ہے تو اس کا ہر کام دنیا کے لئے ہوتا ہے۔جب وہ آخرت کو ترجیح دیتا ہے تو اس کا ہر کام آخرت کے لئے ہوتا ہے۔

	صرف دنیا کے لیے	آخرت کے لیے
1۔مال	انسان مال جمع کرتا ہے اور دنیا کے لیے خرچ کرتا ہے جو آخرت میں کام نہیں آتا۔	1۔انسان دنیا کی ضروریات کے بعد آخرت کے لیے مال گھٹاتا ہے جو آخرت میں کام آتا ہے۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

2۔اولاد	انسان اولاد کوصرف دنیابنانے پرلگادیتاہے۔ان کی تعلیم ان کے روزگار،ان کی شادی اوران کے بہترمستقبل کی فکرکرتاہے۔ ایسی اولادآخرت میں اس کے کام نہیں آسکتی۔	انسان اولادکودنیامیں بہترین اندازسے جینے کے قابل بناتاہے۔ان کی دنیاکی تعلیم کے ساتھ آخرت کی تعلیم کا انتظام کرتاہے۔ان کے روزگارکی فکرکرتاہے اورانہیں اللہ تعالیٰ کیساتھ تجارت کے لیے تیارکرتاہے۔ان کی شادی کرتاہے اورانہیں اپنی نسل کوبھی آخرت کے لیے تیارکرنے کی ترغیب دیتاہے۔ ایسی اولاد دنیامیں بھی نعمت ہے اورآخرت میں بھی۔
3۔وقت	انسان وقت دنیاکے کاموں اورخوشیوں کے لیے لگاتاہے۔آخرت میں کام نہیں آتا۔	انسان اپنے وقت کودنیاکے ساتھ ساتھ آخرت میں کامیابی کے لیے اپنے مقصدِ زندگی کے مطابق لگاتاہے اور اللہ تعالیٰ سے اجرپاتا ہے۔
4۔صلاحیتیں اور قوتیں	انسان اپنی صلاحیتیں اورقوتیں دنیابنانے کے لیے لگاتاہے۔(دنیاکے چندون کاعیش اورہمیشہ کی ذلت ورُسوائی عذاب)	انسان اپنی صلاحیتیں اورقوتیں دنیاکے ساتھ آخرت کے لیے اپنی زندگی کے مشن کوپورا کرنے کے لیے لگاتاہے اورآخرت میں کامیاب ہوتاہے۔

سوال5:انسان کیسے اللہ تعالیٰ کی رحمت اورمغفرت کا مستحق بنتاہے؟

جواب:انسان اللہ تعالیٰ کے راستے میں اخلاص کے ساتھ جہادکرکے اس کی رحمت اورمغفرت کا مستحق بنتاہے۔

سوال6:لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ’’تواللہ تعالیٰ کی بخشش اوررحمت اس سے کہیں بہترہے جسے وہ جمع کرتے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:1۔اللہ تعالیٰ کی راہ میں ماراجانا دنیا کے مال ومتاع سے بہتر ہے۔2۔اللہ تعالیٰ کی راہ میں ماراجانا دنیا کی زندگی سے بہتر ہے۔3۔یہ موت اس لیے بہتر ہے کہ اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مغفرت نصیب ہوتی ہے۔4۔اللہ تعالی نے آگاہ فرمایا ہے کہ اللہ کے راستے میں قتل ہوجانا یا مرجانا،اس میں کوئی نقص یا کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس سے پرہیز کیا جائے بلکہ یہ تو ایک ایسا معاملہ ہے جس میں رغبت کے لیے لوگوں کو مسابقت کرنی چاہیے کیونکہ یہ ایک سبب ہے جو اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور رحمت تک پہنچاتا ہے۔اور یہ اس دنیاوی مال ومتاع سے کہیں بہتر ہے جسے دنیا والے جمع کرتے ہیں۔(تفسیر سعدی)

وَلَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِاِلَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ(158)

اور یقیناً اگر تم مرگئے یا قتل کردیئے گئے تو اللہ تعالیٰ ہی کی طرف تم جمع کیے جاؤ گے(158)

سوال1:وَلَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِاِلَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ'' یقیناً اگر تم مرگئے یا قتل کردیئے گئے تو اللہ تعالیٰ ہی کی طرف تم جمع کیے جاؤ گے'' انسان کو جب یہ یقین ہوجاتا ہے تو اس کے رویئے میں کیا فرق آتا ہے؟

جواب:1۔انسان عظیم موت (شہادت) کے حصول کے لیے بڑے مقصد (جہاد) کے لیے جینے کا ارادہ کرلیتا ہے۔

2۔سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا'' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو شخص میری راہ میں اس طرح نکلا کہ میری راہ میں جہاد، مجھ پر ایمان اور میرے رسولوں کی تصدیق نے ہی اسے نکلنے پر مجبور کیا تو میری یہ ذمہ داری ہے کہ میں اسے جنت میں داخل کروں یا اسے اس کے مسکن تک جہاں سے وہ نکلا ہے اس طرح واپس لاؤں کہ وہ اجر یا غنیمت سے مالا مال ہو اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے اللہ کی راہ میں کسی شخص کو جو بھی زخم آئے گا وہ قیامت کے دن اسی زخمی حالت میں اللہ کے حضور پیش ہوگا اس زخم کا رنگ تو خون کا ہوگا لیکن اس کی خوشبو مشک کی ہوگی اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے اگر میری امت کے لیے تکلیف دہ نہ ہوتا تو میں اللہ کی راہ میں لڑی جانے والی کسی بھی جنگ میں پیچھے نہ رہتا لیکن نہ تو میرے پاس اتنی وسعت ہے کہ میں ان سب کو سامان جنگ مہیا کرسکوں اور نہ ان کو خود ہی اس قدر وسعت حاصل ہے مسلمانوں کو یہ بھی ناگوار گذرتا ہے کہ میں کسی مہم کے لیے نکلوں اور وہ پیچھے رہ جائیں اس ذات کی

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے میری خواہش ہے کہ میں اللہ کی راہ میں لڑوں اور مارا جاؤں پھر لڑوں پھر مارا جاؤں پھر لڑوں پھر مارا جاؤں۔ (صحیح مسلم:4859)

سوال2: اِلَی اللّٰہِ تُحۡشَرُوۡنَ ''اللہ تعالیٰ ہی کی طرف تم جمع کئے جاؤ گے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:1۔مرنے یا مارے جانے کے بعد سب کا حشر اللہ تعالیٰ کے پاس ہوتا ہے جو ہر ایک کو اس کے عمل کی پوری جزا دے گا۔2۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اس حالت میں مرجائے کہ اس نے نہ کبھی جہاد کیا ہو اور نہ کبھی اس کے دل میں جہاد کرنے کا خیال آیا ہو تو اس کی موت نفاق کے ایک شعبے پر ہوگی۔'' (مسلم:1910)

سوال3: اِلَی اللّٰہِ تُحۡشَرُوۡنَ ''اللہ تعالیٰ ہی کی طرف تم جمع کئے جاؤ گے'' کے انسان پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟

جواب:1۔انسان کے دل میں موت اور حیات کی حقیقت بیٹھ جاتی ہے۔2۔اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر انسان کا دل مطمئن ہوجاتا ہے۔3۔اللہ تعالیٰ کی حکم پر دل مطمئن ہوجاتا ہے۔

فَبِمَا رَحۡمَةٍ مِّنَ اللّٰہِ لِنۡتَ لَهُمۡ ۚ وَلَوۡ كُنۡتَ فَظًّا غَلِيۡظَ الۡقَلۡبِ لَانۡفَضُّوۡا مِنۡ حَوۡلِكَ ۖ فَاعۡفُ عَنۡهُمۡ وَاسۡتَغۡفِرۡ لَهُمۡ وَشَاوِرۡهُمۡ فِى الۡاَمۡرِ ۚ فَاِذَا عَزَمۡتَ فَتَوَكَّلۡ عَلَى اللّٰہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ يُحِبُّ الۡمُتَوَكِّلِيۡنَ (159)

پس اللہ تعالیٰ کی بڑی رحمت ہی کی وجہ سے آپ ان کے لیے نرم ہوگئے ہیں اور اگر آپ بدخلق اور سخت دل ہوتے تو یقیناً وہ آپ کے آس پاس سے منتشر ہوجاتے، سو آپ انہیں معاف کردیں اور ان کے لئے بخشش مانگیں اور معاملات میں ان سے مشورہ کریں پھر جب آپ پختہ ارادہ کرلیں تو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کریں بلاشبہ اللہ تعالیٰ بھروسہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

سوال1: فَبِمَا رَحۡمَةٍ مِّنَ اللّٰہِ ''پس اللہ تعالیٰ کی بڑی رحمت ہی کی وجہ سے ہے'' یہاں نبی ﷺ پر اللہ تعالیٰ کی کس خاص رحمت کا تذکرہ ہے؟

جواب: ''پس اللہ تعالیٰ کی بڑی رحمت ہی کی وجہ سے ہے''1۔نبی ﷺ کے اندر کی نرمی اور ملائمت اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت کا نتیجہ تھی۔2۔(التوبہ:128)3۔غیروں (اور غیر بھی کیسے بعض معاندوں تک) کہ دو ایک قول سننے کے قابل ہیں۔لین پول نے کہا ہے: ''ظلم محمد کی سرشت ہی میں نہ تھا'' اور باسورتھ اسمتھ کا بیان ہے کہ ''انہوں نے عمر بھر کسی کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا، کوئی

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

مصافحہ کرتا تو نہ وہ اپنا ہاتھ الگ کرنے میں سبقت کرتے نہ ازخود اس سے الگ ہوتے ،گفتگو بہت نرم وشیریں کرتے''۔ اور ہسٹورینس ہسٹری آف دی ورلڈ میں ہے: پیغمبر کا میلان طبع ہمیشہ نرمی ہی کی جانب رہتا۔ مفصل حوالوں کے لئے ملاحظہ ہو تفسیر انگریزی۔(تفسیر ماجدی:654/1) 4۔سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دس سال تک رسول اللہ ﷺ کی خدمت کی آپ نے کبھی مجھ سے اف بھی نہیں کیا نہ آپ نے کبھی یہ کہا کہ تم نے یہ کام کیوں کیا اور نہ کبھی یہ پوچھا کہ تم نے یہ کام کیوں نہیں کیا۔(صحیح بخاری:6038)

سوال2: فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ''پس اللہ تعالیٰ کی بڑی رحمت ہی کی وجہ سے آپ ان کے لیے نرم ہو گئے ہیں'' رسول اللہ ﷺ کو نرمی اور ملائمت کیوں عطا کی گئی؟

جواب: دعوت وتبلیغ کے فریضے کو انجام دینے کے لئے نرمی اور ملائمت ضروری ہے۔

سوال3: وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ''اور اگر آپ بدخُلق اور سخت دل ہوتے تو یقیناً وہ آپ کے آس پاس سے منتشر ہو جاتے'' تندخوئی اور سنگدلی کا کیا نتیجہ نکلتا ہے؟

جواب: ''اور اگر آپ بدخُلق اور سخت دل ہوتے تو یقیناً وہ آپ کے آس پاس سے منتشر ہو جاتے''1۔تندخوئی اور سنگدلی کی وجہ سے لوگ دور بھاگتے ہیں۔ 2۔عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی تورات میں وہی صفات بیان ہوئی ہیں جو قرآن میں موجود ہیں، کہ آپ سخت زبان ،سخت دل اور بازاروں میں شور مچانے والے نہ ہوں گے اور برائی کا جواب برائی سے نہ دیں گے۔ بلکہ عفو درگزر سے کام لیں گے۔(تیسیر الرحمٰن:218) 3۔سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ذات کے لیے کسی بھی تکلیف پر جو آپ کو پہنچائی گئی ہو، کبھی بدلہ نہیں لیا۔(صحیح بخاری :6853)4۔سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا میں تمہیں بتادوں جو آتش دوزخ پر حرام ہے اور جس پر آتش دوزخ حرام ہے پھر فرمایا کہ یہ صفت اس شخص کی ہے جس سے ملنا جلنا آسان ہو نرم مزاج ہو قریب ہو۔سہل ہو سنن ابوداود میں ہے کہ آنسید نا سرور عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جنت میں سخت مزاج بداخلاق داخل نہیں ہوگا۔ (مشکوۃ المصابیح)

سوال4: دنیا میں پیغمبر کے آنے کا مقصد کیا ہوتا ہے؟

جواب: انسانیت کو برے انجام سے بچانے اور انہیں ان کے رب کی پہچان دینے کے لیے ایک بنیادی جماعت کی تیاری جو

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دے۔

سوال5: مسلم اُمّت کی تنظیم کے لیے اس آیت میں کیا طریقۂ کار بتایا گیا ہے؟

جواب: امتِ مسلمہ کی تنظیم کے لیے اس آیت میں ایک تو قائد کے اوصاف بتائے گئے ہیں اور دوسرے اجتماعی معاملات کی تنظیم کے لیے قائد کی زیرِ نگرانی افراد کے لیے اصول دیئے گئے ہیں۔

سوال6: ایک قائد کی شخصیت کو کیسا ہونا چاہیئے؟

جواب: ایک قائد کو اپنی شخصیت میں مطلوبہ اوصاف پیدا کرنے چاہئیں:

1۔نہایت مہربانی 2۔رحم دلی 3۔نرم دلی 4۔نرم گفتاری 5۔قصوروں کو معاف کرنا 6۔لوگوں کے حق میں دل سے دعا کرنا 7۔اللہ تعالیٰ کے غضب سے ڈرنا 8۔اللہ تعالیٰ کی رضا پر چلنا 9۔معاملات کو باہمی مشورے سے چلانا 10۔اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا 11۔صبر، حلم، ہمدردی، محبت اور شرافت سے کام لینا۔12۔غلطیوں، کمزوریوں اور نقائص پر رعایت کرنا 13۔دوسروں کو اہمیت دینا 14۔خندہ پیشانی سے ملنا۔15۔زبان، طرزِ کلام اور رہن سہن کو اجنبیت سے پاک کرنا۔ 16۔انسانوں سے خیر خواہی کرنا۔ بڑی سے بڑی غلطی کرنے والوں کے خلاف بھی دل میں نفرت، کینہ یا حسد نہ رکھنا۔

کیونکہ بدخوئی اور سخت دلی لوگوں کو متنفر اور ان کے دلوں میں بغض پیدا کرتی ہے۔پس دنیاوی سربراہ کے اچھے اخلاق لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے دین کی طرف کھینچتے ہیں اور دین کے بارے میں لوگوں میں رغبت پیدا کرتے ہیں اس کے علاوہ وہ لوگوں میں قابل تعریف اور اللہ کے ہاں اجر خاص کا مستحق ہوتا ہے اور دینی سربراہ کے برے اخلاق لوگوں کو دین سے متنفر کرتے اور دین کے بارے میں لوگوں میں بغض پیدا کرتے ہیں۔اور اس کے ساتھ ساتھ بدخو دینی سربراہ قابل مذمت اور خاص سزا کا مستحق ہے۔یہ رسول ﷺ معصوم ہیں۔جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ یہ فرما رہا ہے۔تب کسی دوسرے کا کیا حال ہوگا۔اور کیا یہ سب سے زیادہ واجب اور سب سے زیادہ اہم بات نہیں کہ ہم رسول ﷺ کے اخلاق کی پیروی کریں اور اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے اور لوگوں کو اللہ کے دین کی طرف راغب کرنے کے لیے ہم ان کے ساتھ نرمی، حسن خلق اور الفت کے ساتھ پیش آئیں جیسے رسول اللہ ﷺ پیش آیا کرتے تھے؟ (تفسیر سعدی:440/1)

سوال7: قائد کی زیرِ نگرانی کام کرنے والے افراد کو اپنے اندر کیسی خصوصیات پیدا کرنی چاہئیں؟

جواب: قائد کی زیرِ نگرانی کام کرنے والے افراد کو اپنے اندر مطلوبہ خصوصیات پیدا کرنی چاہئیں:

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

1۔قائد سے محبت کرنا، پروانوں کی طرح قائد کے اردگرد جمع ہونا۔ 2۔دین کے کاموں میں ''مشورہ'' میں شامل ہونا۔
3۔سارے فیصلے باہم مشورے سے طے کرنا۔4۔فیصلوں پر عمل درآمد کرنا۔
5۔مشاورت کے بعد معاملہ فیصلہ کن موڑ تک پہنچانا۔6۔پختہ ارادہ وعزم کرنا۔7۔اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا۔

سوال8:فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ '' سو آپ انہیں معاف کردیں اور اُن کے لئے بخشش مانگیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:1۔ان لوگوں سے آپ ﷺ کے حق میں جو کوتاہی ہوئی ہے اس سے درگزر کریں۔(الاعراف:199)
2۔وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ '' اور اُن کے لئے بخشش مانگیں'' ان کو معاف کر کے آپ تو اجر پائیں گے اور اپنا حق تو معاف کردیں گے لیکن آپ کی اطاعت کا حکم تو اللہ تعالیٰ نے دیا تھا ان لوگوں نے جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر کے اس کے حق میں جو کمی کی ہے اس کے لیے آپ ان کے حق میں استغفار کریں تا کہ اللہ تعالیٰ انہیں معاف کردے۔

سوال9:وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ '' اور معاملات میں ان سے مشورہ کریں'' سے کیا مراد ہے؟

جواب:'' اور معاملات میں ان سے مشورہ کریں''1۔نبی ﷺ کو حکم دیا گیا کہ اپنے صحابہ سے دینی کاموں کو انجام دینے کے لیے مشورہ لیں۔2۔سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ اپنے ساتھیوں سے کسی کو مشورہ لینے والا نہیں دیکھا۔(ترمذی:1714) 3۔عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب میرے متعلق ایسی باتیں کہی گئیں جن کا مجھے گمان بھی نہیں تھا تو رسول اللہ ﷺ میرے معاملہ میں لوگوں کو خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے۔آپ نے شہادت کے بعد اللہ کی حمد وثنا اس کی شان کے مطابق کی پھر فرمایا امابعد! تم لوگ مجھے ایسے لوگوں کے بارے میں مشورہ دو جنہوں نے میری بیوی کو بدنام کیا ہے اور اللہ کی قسم کہ میں نے اپنی بیوی میں کوئی برائی نہیں دیکھی اور تہمت بھی ایسے شخص (صفوان بن معطل) کے ساتھ لگائی ہے کہ اللہ کی قسم ان میں بھی میں نے کبھی کوئی برائی نہیں دیکھی۔وہ میرے گھر میں جب بھی داخل ہوا تو میری موجودگی ہی میں داخل ہوا اور اگر میں کبھی سفر کی وجہ سے مدینہ نہیں ہوتا تو وہ بھی نہیں ہوتا اور وہ میرے ساتھ ہی رہتے ہیں۔(صحیح بخاری:4757) ۔4۔یہاں اسلامی تنظیم کا ایک اہم اصول واضح کیا جارہا ہے جسے شوریٰ کہا جاتا ہے یعنی کام کا پختہ ارادہ کرنے کے پہلے ذمہ دار افراد کا مل کر اس کے سارے پہلوؤں کا جائزہ لینا کہ کیا اچھا ہے کیا برا، کیا کریں اور کیا چھوڑ دیں۔5۔ابن عطیہ نے کہا کہ یہاں شریعت کے قواعد میں سے ایک قاعدے کا حکم دیا جارہا ہے اور وہ ہے شوریٰ۔اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی مدح فرمائی ہے'' وامرھم شوری بینھم ''(تفسیر قرطبی:2/192,191) 6۔سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مَا خَابَ مَن

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

اسْتَخَارَ وَلَا نَدِمَ مَنِ اسْتَشَارَ یعنی جس نے استخارہ کیا وہ ناکام نہ ہوگا اور جس نے مشورہ کیا اسے ندامت نہ ہوگی۔(ذکرہ الہیثمی فی مجمع الزوائد:2/280)

سوال10:اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو مشاورت کا حکم دیا،مشاورت کا تعلق کن اُمور سے ہے؟

جواب:1۔مشاورت کا تعلق ان امور سے ہے جن کے بارے میں شریعت خاموش ہے۔2۔مشورہ انتظامی معاملات میں لیا جائے گا۔(فتح القدیر)

سوال11:مشورہ کب کیا جائے؟

جواب:امام شوکانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ مقصود انہی امور میں مشورہ کرنا ہے جن کے بارے میں شرع میں حکمِ صریح موجود نہ ہو۔بعض علمائے امت کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ مسلمان حکام کو علماء سے ان امور میں ضرور مشورہ کرنا چاہئے جن کے بارے میں وہ کچھ نہیں جانتے۔قرطبی رحمہ اللہ نے ابن عطیہ کا قول نقل کیا ہے کہ علماء کے درمیان اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں کہ جو حاکم،اہلِ علم اور اہلِ دین سے مشورہ نہیں کرتا اسے معزول کر دینا واجب ہے۔(تیسیر الرحمٰن)

سوال12:مشورہ کب نہیں کیا جانا چاہئے؟

جواب:1۔جن معاملات سے متعلق اللہ رب العزت یا محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ہدایات موجود ہوں تو ان میں مشورہ نہیں کیا جانا چاہئے۔2۔امیر یا قیادت کی طرف سے فیصلہ آجانے کے بعد آپس میں مشورہ نہیں کیا جانا چاہئے۔3۔ایک دفعہ مشورہ ہونے کے بعد فیصلہ ہو جائے تو دوبارہ مشورہ نہیں کیا جائے گا۔

سوال13:مشورہ کن لوگوں سے کیا جائے گا؟

جواب:1۔مشورہ اہلِ علم سے لیا جائے گا۔جو اس معاملے کا علم بھی رکھتے ہوں اور قرآن وسنت کا علم بھی رکھتے ہوں۔

2۔صاحبِ شعور اور صائب الرائے افراد سے مشورہ لیا جائے گا۔

3۔صرف متعلقہ افراد سے مشورہ لیا جائے گا۔

سوال14:مشورہ دینے والے کو کیا کرنا چاہیے؟

جواب:سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:جس سے مشورہ طلب کیا جائے اسے امین سمجھا جاتا ہے۔(ابوداود:5128)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سوال15:مشاورت کن امور میں کی جائے گی؟

جواب:مشورہ صرف ان امور میں کیا جا سکتا ہے جن میں کتاب وسنت میں صریح حکم موجود نہ ہو اور جہاں صریح حکم موجود ہو وہاں مشورہ کی ضرورت نہیں رہتی اور یہ عموماً تدبیری امور میں کیا جاتا ہے۔مثلاً جنگ کہاں لڑی جائے؟اس کا طریقہ کار کیا ہو؟قیدیوں سے کیا سلوک کیا جائے؟لوگوں کی معاشی اور اخلاقی بہبود کے لئے کیا طریقے استعمال کئے جائیں وغیرہ وغیرہ۔ مشورہ میں صرف یہ دیکھا جائے کہ کونسی رائے اقرب الی الحق ہے۔یعنی کتاب وسنت کی منشا کے مطابق ہو۔یہ رائے خواہ تھوڑے آدمیوں کی ہو یہ زیادہ آدمیوں کی۔گویا مشورے کا اصل مقصد دلیل کی تلاش ہے۔رائے دینے والوں کی کثرت یا قلت تعداد اس پر اثر انداز نہیں ہوتی اور کسی رائے کو اقرب الی الحق قرار دینے کا اختیار میر مجلس مشاورت کو ہوتا ہے۔ (تفسیر تیسیر القرآن1/321-320)

سوال16:شوریٰ کا طریقۂ کار کیا ہوتا ہے؟

جواب:1۔متعلقہ افراد کی مجلس منعقد کی جائے۔ 2۔کسی معاملے میں مختلف آراء سامنے رکھی جائیں۔

3۔مجلس میں پیش کی جانے والی آراء پر غور وفکر کیا جائے۔

4۔اگر مختلف آراء ہوں تو جو رائے بہتر ہو قبول کی جائے باقی چھوڑ دی جائیں۔

5۔فیصلہ ہو جائے تو شوریٰ کا کام ختم ہو جاتا ہے۔

سوال17:مشاورت کے بعد آخری فیصلہ کس کا ہوگا؟

جواب:1۔مشاورت کے بعد آخری فیصلہ حکمران یا ذمہ دار کا ہوگا۔

2۔یہ فیصلہ مشورہ دینے والوں کی اکثریت کی بنیاد پر نہیں ہوگا جیسا کہ جمہوریت میں ہوتا ہے۔

سوال18:مشورے کے بعد اعتماد کس پر ہوگا؟

جواب:مشورے کے بعد مشورہ دینے والوں کی عقل وفہم پر نہیں سارا اعتماد اور توکل اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہوگا۔

سوال19:شوریٰ کے فیصلے کے بعد اگلا مرحلہ کیا ہوتا ہے؟

جواب:1۔شوریٰ کے بعد اگلا مرحلہ فیصلے کے نفاذ کا ہوتا ہے۔

2۔اس مرحلے میں پختہ عزم اور فیصلہ کن اقدام کی ضرورت ہوتی ہے۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

3۔اس مرحلے میں اللہ تعالیٰ پر توکل کی ضرورت ہوتی ہے۔

4۔یہاں سے معاملہ اللہ کی تقدیر کے حوالے ہوجاتا ہے۔

5۔اللہ تعالیٰ نتائج کو ظاہر کرتے ہیں۔6۔مؤمنین کا کام پوری تیاری کر کے نتائج سے بےفکر ہوجانا ہے۔

7۔فیصلے نافذ ہونے کے بعد جو بھی نتائج نکلیں انہیں قبول کرنا۔

سوال20:فَإِذَاعَزَمْتَ ''پھر جب آپ پختہ ارادہ کرلیں'' کی ضاحت کریں؟

جواب:اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو حکم دیا ہے کہ جب آپ کسی کام کو کرنے کا پختہ ارادہ کرلیں اور اللہ تعالیٰ کے حکم پر قائم ہوجائیں تو اللہ تعالیٰ پر توکل کریں۔(جامع البیان:160/4)

سوال21:فیصلہ ہوجانے کے بعد پختہ عزم کی رائے میں رکاوٹ کیا ہوتی ہے؟

جواب:1۔دل میں اطمینان نہ ہو۔2۔انسان پست ہمت ہو۔3۔انسان اَخلاقی اور عملی اعتبار سے ایک جگہ قائم نہ رہ سکے۔

4۔اس کے دل میں کھوٹ ہو۔5۔قیادت کے ساتھ اِخلاص نہ ہو۔

6۔قیادت پر اعتماد نہ ہو یا کم ہو۔اس کے فیصلوں کو اپنے خلاف محسوس کیا جائے۔

سوال22: فَتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ '' تو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کریں'' کب توکل کرنے کا حکم دیا گیا؟

جواب:مشورہ کرنے کے بعد ایک فیصلے پر پختہ عزم کر کے اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے کا حکم دیا گیا۔

سوال23:ہم اللہ تعالیٰ پر توکل کیوں کریں؟

جواب:1۔اگر ہم اللہ تعالیٰ پر توکل کریں گے تو وہ مدد کرے گا اگر اللہ تعالیٰ چھوڑ دے تو کوئی مدد نہیں کرسکتا۔اس لئے اس پر بھروسے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں۔

2۔اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی قوت مومنوں کے کام نہیں آسکتی کیونکہ کوئی قوت اللہ تعالیٰ کی قوت کے سوا نہیں۔

3۔کوئی تقدیر اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے سوا نہیں۔4۔کوئی مشیت اللہ تعالیٰ کی مشیت کے سوا نہیں۔

5۔تمام واقعات اللہ تعالیٰ کے حکم سے ظاہر ہوتے ہیں۔6۔فتح وشکست اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔

سوال24: إِنَّ اللهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ بھروسہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے'' کی وضاحت کریں؟

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جواب:1۔یقیناًاللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں سے محبت رکھتے ہیں۔اپنی محبت سے اللہ تعالیٰ نے توکل کرنے کی ترغیب دی ہے۔2۔اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں کے لیے کافی ہوتا ہے۔(مسلم:574)وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ اور جو اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے تو وہی اُس کو کافی ہے(الطلاق:3)

اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ(160)

اگر اللہ تعالیٰ تمہاری مدد فرمائے تو کوئی تم پر غالب آنے والا نہیں اور اگر وہ تمہارا ساتھ چھوڑ دے تو اس کے بعد کون ہے جو تمہاری مدد کرے گا؟ اور ایمان والوں پر تو لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کریں۔(160)

سوال1:اللہ تعالیٰ نے توکل کی ترغیب کیسے دلائی ہے؟

جواب:1۔اللہ تعالیٰ نے توکل کرنے والوں سے محبت رکھنے سے توکل کرنے کی ترغیب دلائی ہے۔

2۔اللہ تعالیٰ نے شعور دلایا ہے کہ اگر وہ مدد کرے تو کوئی غالب نہیں آ سکتا اور اگر وہ چھوڑ دے تو کوئی مدد نہیں کر سکتا۔اس لئے ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا چاہئے۔

سوال2:اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ''اگر اللہ تعالیٰ تمہاری مدد فرمائے تو کوئی تم پر غالب آنے والا نہیں اور اگر وہ تمہیں بے مدد چھوڑ دے تو اس کے بعد کون ہے جو تمہاری مدد کرے'' وضاحت کریں؟

جواب:1۔''اگر اللہ تعالیٰ تمہاری مدد فرمائے تو کوئی تم پر غالب آنے والا نہیں'' اللہ تعالیٰ نے مؤمنوں کو اپنی قوت اور غلبے کا شعور دلایا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے تو کوئی تم پر غالب آنے والا نہیں لہٰذا اس کی مدد پر بھروسہ کرو۔

2۔''اور اگر وہ تمہیں بے مدد چھوڑ دے تو اس کے بعد کون ہے جو تمہاری مدد کرے''

1۔کوئی قوت اللہ تعالیٰ کی قوت کے سوا نہیں ہے۔2۔کوئی تقدیر اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے سوا نہیں ہے۔

3۔کوئی مشیت اللہ تعالیٰ کی مشیت کے سوا نہیں ہے۔4۔تمام واقعات اللہ تعالیٰ کے حکم سے ظاہر ہوتے ہیں۔

5۔فتح اور شکست اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔6۔اگر فتح چاہتے ہو تو اللہ تعالیٰ ہی سے چاہو۔

7۔اگر شکست سے بچنا چاہتے ہو تو اُسی کے آگے گڑگڑاؤ۔8۔اُسی کی طرف توجہ کرلو۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

9۔اُسی پر بھروسہ کرو۔10۔پوری تیاری کے بعد نتائج اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دو۔

سوال3:وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ''اور ایمان والوں پر تو لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کریں'' اللہ تعالیٰ پر اعتماد اور توکل کس چیز کا تقاضا ہے؟

جواب:1۔ایمان کا تقاضا ہے کہ انسان ایک اللہ تعالیٰ پر اعتماد رکھے، اُسی پر توکل کرے۔

2۔اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا توحید ہے اور کسی دوسرے پر توکل کرنا شرک ہے۔3۔مومن کے ایمان کے مطابق ہی اس کا توکل ہوتا ہے۔4۔نبی ﷺ نے فرمایا:اگر تم اللہ تعالیٰ پر اس طرح توکل کرو جیسا کہ توکل کرنے کا حق ہے تو تمہیں بھی اسی طرح رزق دیا جائے گا جیسے پرندوں کو دیا جاتا ہے۔وہ خالی پیٹ گھروں سے نکلتے ہیں اور بھرے پیٹ واپس آتے ہیں۔(ترمذی،نسائی)

وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ ۭ وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ(161)

اور کسی نبی کے لئے ممکن ہی نہیں کہ وہ خیانت کرے اور جو خیانت کرے گا قیامت کے دن اس کو لے کر آئے گا جو اس نے خیانت کی پھر ہر جان کو جو اس نے کمایا اس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور وہ ظلم نہیں کیے جائیں گے۔(161)

سوال1:اس آیت کا شان نزول بتائیں؟

جواب:سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:یہ آیت وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ (آل عمران:165) کسی نبی کے لیے لائق نہیں کہ وہ خیانت کرے۔ایک سرخ چادر کے بارے میں نازل ہوئی جو بدر کے دن (مال غنیمت سے) گم پائی گئی تھی،بعض لوگوں نے کہا شاید رسول اللہ ﷺ نے پکڑ لی ہو تو اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ:''کسی نبی کے لیے لائق نہیں کہ وہ خیانت کرے اور جو خیانت کرے گا وہ قیامت کے روز خیانت کے ساتھ آئے گا پھر ہر نفس نے جو کمایا ہے اسے اس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور وہ ظلم نہیں کیے جائیں گے''۔(جامع ترمذی:3009)

سوال2:وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ '' اور کسی نبی کے لئے ممکن ہی نہیں کہ وہ خیانت کرے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:''اور کسی نبی کے لئے ممکن ہی نہیں کہ وہ خیانت کرے'' 1۔یہاں غلول سے مراد مال غنیمت کا چھپانا ہے اور اس چیز میں خیانت کرنا جس کا اسے منتظم بنایا گیا ہے۔خیانت کے حرام ہونے پر اتفاق ہے بلکہ اس کا شمار کبائر میں ہوتا ہے۔(تفسیر السعدی:442/1)

2۔غزوۂ اُحد میں تیر اندازوں کو یہ خوف دامن گیر ہو گیا تھا کہ شاید بعد میں رسول اللہ ﷺ انہیں کوئی حصہ نہ دیں۔اس پر یہ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

تنبیہ کی گئی کہ کسی نبی کا یہ کام نہیں کہ وہ مالِ غنیمت میں خیانت کرے۔

3۔خیانت نبوت کے منافی ہے۔اگر نبی ہی خائن ہوتو پھراس کی نبوت پر یقین کیونکر کیا جاسکتا ہے؟(دعوۃ القرآن)

4۔اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کی امانت کا شعور دلا کراس کی حکم عدولی یعنی نافرمانی کرنے سے روکا ہے۔(قرآناعجبا)

سوال3:اللہ تعالیٰ نے غزوۂ احد میں مالِ غنیمت کے لئے رسول اللہ ﷺ کی حکم عدولی کرنے والوں کو نبوت کی عظمت کیسے سمجھائی ہے؟

جواب:1۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا:کسی نبی کے لئے ناممکن ہے کہ اس سے خیانت ہوجائے۔

2۔نبی امین ہوتا ہے۔اس کی امانت پر بھروسہ ہونا چاہئے۔وہ ہر ایک کو اس کا پورا پورا حصّہ دینے والا ہے۔

سوال4:اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کی امانت کا احساس دلا کر کس چیز کی اصلاح کی ہے؟

جواب:اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کی امانت کا شعور دلا کراس کی حکم عدولی یعنی نافرمانی کرنے سے روکا ہے۔

سوال5:وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ''اور جو خیانت کرے گا قیامت کے دن اس کو لے کر آئے گا جو اس نے خیانت کی''غلول(مالِ غنیمت میں چوری)سے رسول اللہ ﷺ نے کس طریقے سے روکا؟

جواب:1۔نبی ﷺ نے فرمایا:''اے لوگو!تم میں سے کوئی شخص ہمارے لیے عامل مقرر ہو اور اس نے ایک سوئی چرائی یا اس سے زیادہ تو وہ چور ہے اور قیامت کے دن وہ اسے لے کر آئے گا۔''(مسلم:4743)2۔بخاری و مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن خیانت کے بارے میں بات کی اور اسے بہت ہی زیادہ اہمیت دی، پھر کہا:ایسا نہ ہو کہ تم میں سے کوئی قیامت کے دن میرے سامنے اس حال میں آئے کہ اس کی گردن پر اونٹ ہو جو چیخ رہا ہو،اور وہ کہے کہ یارسول اللہ!میری مدد کیجئے،تو میں کہوں گا کہ آج میں کچھ نہیں کرسکتا،میں نے تمہیں تنبیہ کردی تھی۔اس کے بعد آپ ﷺ نے اسی طرح گھوڑے،بکری،آدمی اور زمین کے ٹکڑوں کا ذکر کیا اور ہر بار یہی بات دہرائی کہ میں کہوں گا:آج کچھ نہیں کرسکتا۔(صحیح بخاری:3073)(مسلم:4734)3۔نبی ﷺ نے فرمایا''اے لوگو!تم میں سے کوئی شخص ہمارے لیے عامل مقرر ہو اور اس نے ایک سوئی چرائی یا اس سے زیادہ تو وہ چور ہے اور قیامت کے دن وہ اسے لے کر آئے گا۔(مسلم،ابوداؤد)4۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب خیبر فتح ہوا تو مالِ غنیمت میں سونا اور چاندی نہیں ملا تھا بلکہ گائے اونٹ،سامان اور باغات ملے تھے۔پھر ہم رسول ﷺ کے ساتھ وادی القریٰ کی طرف لوٹے۔رسول ﷺ کے ساتھ ایک مدعم نامی غلام تھا۔جو بنی ضباب کے ایک صحابی نے آپ ﷺ کو ہدیہ میں دیا تھا۔وہ رسول ﷺ کا کجاوہ اتار رہا تھا کہ کسی

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

نامعلوم سمت سے ایک تیر آ کر ان کو لگا۔ لوگوں نے کہا: مبارک ہو، شہادت! لیکن رسول ﷺ نے فرمایا ہرگز نہیں اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جو چادر اس نے خیبر میں تقسیم سے پہلے مال غنیمت میں چرائی تھی وہ اس پر آگ کا شعلہ بن کر بھڑک رہی ہے۔ یہ سن کر ایک دوسرے صحابی رضی اللہ عنہ ایک یا دو تسمے لے کر رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یہ میں نے اٹھا لئے تھے رسول ﷺ نے فرمایا یہ بھی جہنم کا تسمہ بنتا۔ (صحیح بخاری:4234)

سوال6: ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ''پھر ہر جان کو جو اس نے کمایا اس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور وہ ظلم نہیں کیے جائیں گے'' خیانت اور اس کا انجام بیان کرنے کے بعد یہ کیوں کہا گیا کہ ہر نفس کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا؟

جواب: اس شے کو دور کرنے کے لئے کہ دوسروں کو ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ نہیں ملے گا یہ حکم لاکر تاکید کر دی گئی کہ ہر شخص جو اللہ تعالیٰ کی خوشی کے لئے نیک عمل کرے گا وہ گناہ کرنے والے کی طرح نہیں ہوگا۔ ہر ایک کو اپنے اعمال کے مطابق درجے ملیں گے۔ جنت والوں کو جنت میں، دوزخ والوں کو دوزخ میں اور کسی پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ وُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ۭ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا اور کتاب اعمال رکھ دی جائے گی، پس آپ مجرموں کو دیکھیں گے کہ وہ اس سے ڈرنے والے ہوں گے جو اس میں ہوگا اور کہیں گے کہ ہائے ہماری کم بختی! یہ کتاب کیسی ہے جس نے چھوٹا بڑا کچھ بھی نہیں چھوڑا مگر اس کو شمار کر رکھا ہے اور جو بھی انہوں نے کیا تھا وہ سب اس کو سامنے پائیں گے اور آپ کا رب کسی ایک پر ظلم نہیں کرتا۔ (الکہف:49)

اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَنْۢ بَاۗءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ (162)

تو کیا جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے پیچھے چلا، اس کی مانند ہے جو اللہ تعالیٰ کی کسی ناراضگی کے ساتھ لوٹا اور اس کا ٹھکانہ تو جہنم ہے؟ اور وہ بہت ہی بُرا ٹھکانہ ہے۔ (162)

سوال1: اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَنْۢ بَاۗءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ ''تو کیا جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے پیچھے چلا، اس کی مانند ہے جو اللہ تعالیٰ کی کسی ناراضگی کے ساتھ لوٹا'' اس کی وضاحت کریں؟

جواب: ''تو کیا جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے پیچھے چلا، اس کی مانند ہے جو اللہ تعالیٰ کی کسی ناراضگی کے ساتھ لوٹا''1۔ جو

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

شخص اپنے اعمال سے اللہ تعالیٰ کی رضا چاہے گا اس شخص کی طرح نہیں ہوسکتا جو گناہ کر کے اپنے رب کو ناراض کر لے۔اسی لیے رب العزت نے فرمایا: اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۡ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ کیا ہم اُن لوگوں کو جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کیے زمین میں فساد پھیلانے والوں کی طرح کر دیں؟ کیا ہم پرہیزگاروں کو بدکاروں جیسا کر دیں؟ (ص:28) 2۔سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں جب اَموالِ غنیمت لائے گئے، یہ جنگِ قادسیہ کے بعد کا واقعہ ہے، تو ان میں کسریٰ کا وہ تاج بھی تھا جسے وہ اپنے دربار میں پہن کر بیٹھتا تھا۔سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھ کر کہا: قابلِ قدر ہیں وہ فوجی جنہوں نے اسے خزانے میں جمع کروایا۔یہ وہ فاصلہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا چاہنے والے امین اور اللہ تعالیٰ کے غضب میں گھر جانے والے خائن کے درمیان ہوتا ہے۔

سوال2: وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ''اس کا ٹھکانہ تو جہنم ہے'' اللہ تعالیٰ نے اپنی نافرمانی سے روکنے کے لئے کیا شعور دلایا ہے؟

جواب: ''اس کا ٹھکانہ تو جہنم ہے'' اللہ تعالیٰ نے نافرمانی سے روکنے کے لئے اس کے انجام یعنی جہنم کے عذاب کا خوف دلایا ہے۔

سوال3: وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ''اور وہ بہت ہی بُرا ٹھکانہ ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: ''اور وہ بہت ہی بُرا ٹھکانہ ہے'' سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ وہ خیانت کرنے والوں کا ٹھکانہ ہے۔(ابن ابی حاتم:806/3)

هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ(163)

وہ سب اللہ تعالیٰ کے یہاں ان کے (الگ الگ) طبقے ہیں اور اللہ تعالیٰ خوب دیکھنے والا ہے اس کو جو وہ کرتے ہیں۔(163)

سوال1: هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ''وہ سب اللہ تعالیٰ کے یہاں ان کے (الگ الگ) طبقے ہیں اور اللہ تعالیٰ خوب دیکھنے والا ہے اس کو جو وہ کرتے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب: ان کے درجات مختلف ہیں اس سے مراد ہے وہ درجات والے ہیں یا ان کے لیے درجات ہیں تو جو اللہ تعالیٰ کی رضامندی چاہے اور جو اس کو ناراض کرے، ان کے درجات ایک جیسے نہیں ہوسکتے اللہ تعالیٰ کی رضا چاہنے والوں کے بلند درجات ہیں اور دوسروں کے اسفل ہیں۔(تفسیر فتح القدیر:501/1) 1۔ہر شخص اپنے حق کے مطابق بلند درجات تک پہنچتا ہے۔2۔درجات کی بلندی میں کسی پر ظلم نہیں ہے۔3۔درجات کی بلندی میں بے جا محبت وطرف داری نہیں ہے۔4۔اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے حالات پر نگاہ رکھتا ہے۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سوال2:وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ''اوراللہ تعالیٰ خوب دیکھنے والا ہے اس کو جو وہ کرتے ہیں''اللہ تعالیٰ نے اپنے بصیر ہونے کا شعور کیسے دلایا ہے؟

جواب:1۔''اوراللہ تعالیٰ خوب دیکھنے والا ہے اس کو جو وہ کرتے ہیں''اللہ تعالیٰ نے دلوں کے اندر کے ارادوں اور جذبوں کی نگرانی سے اپنے بصیر ہونے کا شعور دلایا ہے۔2۔اللہ تعالیٰ نے دلوں کے اندر پیدا ہونے والے رضائے الٰہی کے حصول کے ارادے اوراپنے دل کی خوشی کے ارادے کے بارے میں باخبر ہونے سے اپنے بصیر ہونے کا شعور دلایا ہے۔سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو دیکھ لیا ہے جنہوں نے خیانت کی اوران کو بھی جنہوں نے نہیں کی۔(ابن ابی حاتم:808/3)

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ(164)

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں پر یقیناً احسان فرمایا کہ جب اُن ہی میں سے ایک رسول ان میں مبعوث فرمایا جو اُنہیں اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھ کر سناتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے حالانکہ بلاشبہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی گمراہی میں تھے۔(164)

سوال1:لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں پر یقیناً احسان فرمایا کہ جب اُن ہی میں سے ایک رسول ان میں مبعوث فرمایا''رسول اللہ ﷺ کی بعثت کو اللہ تعالیٰ نے احسان قرار دیا واضح کریں؟

جواب:1''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں پر یقیناً احسان فرمایا کہ جب اُن ہی میں سے ایک رسول ان میں مبعوث فرمایا''قتادہ کا قول ہے اللہ تعالیٰ نے اس امت کی طرف سے رغبت اور دعا کے بغیر احسان عظیم کیا ہے۔ان کے لیے نبی کو رحمت بنایا جو انہیں اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لائے اور انہیں صراط مستقیم کی طرف ہدایت دی۔(القرآن العظیم:808/3)

2۔رسول اللہ ﷺ کی آمد ان کے لئے احسان تھی کیونکہ آپ ﷺ انہیں قرآن پڑھ کر سناتے تھے جب کہ اس سے پہلے عربوں کے پاس وحی نہیں آتی تھی۔3۔رسول اللہ ﷺ انہیں توحید اور اسلام کی دعوت دیتے تھے۔قرآن وسنت کی تعلیم دیتے تھے۔یہ ان پر بہت بڑا احسان تھا۔4۔رسول اللہ ﷺ انہیں شرک سے پاک کرتے تھے جب کہ اہلِ عرب رسول اللہ ﷺ کی تعلیم وتربیت اور تزکیہ سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔5۔رسول اللہ ﷺ نے اہل عرب کو علم اور عبادت سکھا

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

کر دنیا کے بہترین انسان بنا دیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ان پر احسانِ عظیم تھا۔

سوال2: اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ ''جب اُن ہی میں سے ایک رسول ان میں مبعوث فرمایا'' کی وضاحت کریں؟

جواب:1۔فخر الدین زاری نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو عربوں میں پیدا کیا، یہ عربوں کے لیے بڑے فخر وشرف کی بات ہے۔اس لیے کہ ابراہیم علیہ السلام پر فخر کرنا تو یہود، نصاریٰ اور عرب سبھوں میں مشترک تھا اور یہود ونصاریٰ، موسیٰ، عیسیٰ، اور تورات وانجیل پر فخر کیا کرتے تھے۔عربوں کے پاس ان کے مقابلے میں فخر کی کوئی بات موجود نہ تھی، جب اللہ نے نبی کریم ﷺ کو مبعوث کیا، اوران پر قرآن نازل فرمایا، تو یہ عربوں کے لیے بڑے شرف کی بات تھی، جس میں دوسری قومیں شریک نہ تھیں۔(تیسیر الرحمٰن:221)2۔مِّنْ اَنْفُسِهِمْ ''اُن ہی میں سے'' ان کی جنس میں سے ہی ہے، بنی آدم میں سے اورانہیں فرشتوں میں سے نہیں بنایا(تفسیر سمرقندی:262/1)

سوال3: رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ ''اُن ہی میں سے ایک رسول'' میں قیامت تک آنے والے مصلحین (اصلاح کرنے والوں) کے لیے کیا نصیحت ہے؟

جواب: ''اُن ہی میں سے ایک رسول'' 1۔جو شخص بھی اصلاح کا کام کرنے کے لیے اٹھے، جن لوگوں کے درمیان وہ کام کرے ان کو اپنا نظر آئے۔اس کی زبان، اس کا اندازِ کلام، اس کا رہن سہن، ہر چیز اجنبیت سے پاک ہو۔

2۔وہ اپنے اور اپنے مخاطبوں کے درمیان ایسی فضا نہ بنائے جو کسی پہلو سے ایک دوسرے سے دور کرنے والی ہو یا ایک دوسرے کے مقابلے میں فریق بنا کر کھڑا کر دے۔

سوال4: اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کے انسانوں میں سے ہونے کو اپنا احسان قرار دیا ہے، نبی کا انسان ہونا کس اعتبار سے احسانِ عظیم ہے؟

جواب:1۔نبی قوم کی زبان اور لہجے میں پیغام پہنچاتا ہے جس کو سمجھنا ہر شخص کے لئے آسان ہوتا ہے۔

2۔نبی انسان ہونے کے ناطے اپنے جیسے انسانوں سے مانوس اور قریب ہوتا ہے۔

3۔انسانوں کے لئے انسان کی پیروی کرنا ممکن ہے کیونکہ انسان ہی اپنے جیسوں کے احساسات، جذبات اور شعور کی باریکیوں کو سمجھ سکتا ہے۔

یوں انس، قربت، زبان اور لہجے کے ایک ہونے اور انسانوں کے احساسات اور جذبات کو سمجھنے کی وجہ سے نبی کا انسان ہونا اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سوال5: يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ''جو اُنہیں اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھ کر سناتا ہے اور اُنہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے''رسول کو بھیجنے کے مقاصد کیا تھے؟

جواب:1۔اللہ تعالیٰ کی آیات تلاوت کر کے سنائے۔2۔انسانوں کی زندگیوں کو سنوارے۔

3۔انہیں کتاب کی تعلیم دے۔4۔انہیں حکمت کی تعلیم دے۔5۔انہیں صریح گمراہیوں سے نکالے۔

سوال6: تزکیہ سے کیا مراد ہے؟

جواب:1۔تزکیہ سے مراد عقائد، اعمال اور اَخلاق کی اصلاح ہے۔2۔ابن عباس کا قول ہے کہ تزکیہ سے مراد اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اخلاص ہے۔(ابن ابی حاتم:808/3)

سوال7: وَيُزَكِّيْهِمْ ''اور اُنہیں پاک کرتا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:''اور اُنہیں پاک کرتا ہے''اس سے مراد ہے:

1۔ان کی انفرادی زندگیوں کو پاک کرتا ہے۔2۔ان کے دلوں اور ان کے شعور کو پاک کرتا ہے۔3۔ان کے گھرانوں کو پاک کرتا ہے۔4۔ان کے تعلقات کو پاک کرتا ہے۔i۔صلہ رحمی کے تعلقات کو کاٹنے سے۔ii۔ناجائز تعلقات رکھنے سے۔

5۔ان کے معاشروں کو فحاشی اور بہتان طرازی سے پاک کرتا ہے۔6۔ان کے اداروں کو پاک کرتا ہے۔7۔ان کو شرک اور بت پرستی کی گندگیوں سے پاک کرتا ہے۔8۔ان کو توہمات سے پاک کرتا ہے۔9۔غلط رسوم ورواج سے پاک کرتا ہے۔

10۔ان کو جاہلیت کی زندگی کی تمام گندگیوں سے پاک کرتا ہے۔11۔دوسری قوموں کی نقالی سے پاک کرتا ہے۔

12۔غیر قوموں کی غلامی سے پاک کرتا ہے۔13۔بے قیمت اور گھٹیا سرگرمیوں سے پاک کرتا ہے۔14۔بے مقصدیت سے پاک کرتا ہے کیونکہ ان کے پاس زندگی کا پیغام نہ تھا، انسانیت کی بھلائی کا کوئی منصوبہ نہیں تھا۔اس دنیا میں اس کے پاس انسانوں کی بھلائی کا کوئی بلند پروگرام نہیں تھا۔

سوال8: وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ''اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:1۔وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ یہاں کتاب سے مراد قرآن مجید ہے۔2۔وَالْحِكْمَةَ سے مراد سنت ہے۔(تفسیر فتح القدیر:501/1)

3۔وہ انہیں قرآن وسنت کی تعلیم دے گا پھر ان میں علماء اور حکماء، قائدین اور علوم ومعارف کے اساتذہ ہوں گے اور اس رسول سے پہلے وہ گمراہ تھے اس سے پہلے وہ امی امت تھے تو نور اسلام، تعلیم قرآن اور معارفت حیات سے وہ بہترین امت بن گئے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

(تفسیر منیر:2/479)

سوال9:انسانوں کے درمیان آج اصلاح کا کام کیسے ہوگا؟

جواب:1۔اللہ تعالیٰ اپنی طرف بلانے والے لوگوں کی اس صلاحیت کو بیدار کرے گا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کو پڑھنے لگیں، اپنی ذات میں بھی اور اس کائنات میں بھی۔i۔غور وفکر کرنا سکھانے کے لیے قرآنِ حکیم کی آیات پڑھ کر سنائی جائیں گی۔

ii۔قرآنِ حکیم کے دلائل سمجھائے جائیں گے تاکہ وہ ذہن کا حصہ بن جائیں۔

2۔انفرادی ملاقاتوں کے ذریعے انسانوں کو برائی سے پاک کرنے کی کوشش کی جائے گی۔یہ مقصد گفتگو اور صحبت کے ذریعے حاصل ہوتا ہے۔اکٹھے بیٹھ کر تفصیل کے ساتھ گفتگو بھی کی جائے گی اور ساتھ رہتے ہوئے حکمت کے ساتھ خامیوں کی نشان دہی کی جائے گی اور ان سے نجات پانے کے طریقے سکھائے جائیں گے۔اپنے عمل سے نمونہ پیش کیا جائے گا۔

3۔زندگی کو شریعت کے احکامات کے مطابق گزارنا سکھانے کے لیے اللہ تعالیٰ کی کتاب کی باقاعدہ تعلیم دی جائے گی۔

4۔دین کے گہرے راز اور چھپی ہوئی حقیقتوں کو نمایاں کیا جائے گا۔5۔صریح گمراہیوں اور جاہلیت کے کاموں سے نکالا جائے گا۔

سوال10:وَاِنۡ كَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِىۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ ’’حالانکہ بلاشبہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی گمراہی میں تھے‘‘ کھلی گمراہی کیا ہے؟

جواب:’’حالانکہ بلاشبہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی گمراہی میں تھے‘‘1۔کھلی گمراہی سے مراد بُت پرستی ہے یعنی شرک۔2۔حرام اور گندی چیزوں کا کھانا۔

3۔ایک دوسرے پر ظلم کرنا کُھلی گمراہی میں مبتلا ہونے کا ثبوت ہے۔(تفسیر القاسمی:4/284)

اَوَلَمَّاۤ اَصَابَتۡكُمۡ مُّصِيۡبَةٌ قَدۡ اَصَبۡتُمۡ مِّثۡلَيۡهَا ۙ قُلۡتُمۡ اَنّٰى هٰذَا ؕ قُلۡ هُوَ مِنۡ عِنۡدِ اَنۡفُسِكُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ (165)

اور کیا جب تمہیں ایک ایسی مصیبت پہنچی جس سے دوگنی تم پہنچا چکے تھے تو تم نے کہا یہ کہاں سے آ گئی ہے؟ آپ کہہ دیں وہ تمہارے اپنے ہی پاس سے ہے، بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری طرح قدرت رکھنے والا ہے(165)

سوال1:اس آیت کا شان نزول کیا ہے؟

جواب:ابن ابی حاتم نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے انہوں نے فرمایا کہ بدر کے قیدیوں کو فدیہ لے کر جو چھوڑ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

دیا تھا اس کی گرفت احد میں ہوئی کہ ستر صحابہ کرام شہید ہوئے رسول اکرم ﷺ کے سامنے کے دندان مبارک شہید ہوئے کہ آپ کے سر مبارک پر خود ٹوٹ گیا جس سے آپ کے چہرۂ انور پر سے خون بہنے لگا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (تفسیر ابن کثیر:486/1)

سوال2: اَوَلَمَّآ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا ۙ قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا ''اور کیا جب تمہیں ایک ایسی مصیبت پہنچی جس سے دوگنی تم پہنچا چکے تھے تو تم نے کہا یہ کہاں سے آ گئی ہے؟'' غزوۂ اُحد میں شکست پر ایک عام مسلمان کا ردّعمل کیا تھا؟

جواب: ''اور کیا جب تمہیں ایک ایسی مصیبت پہنچی جس سے دوگنی تم پہنچا چکے تھے تو تم نے کہا یہ کہاں سے آ گئی ہے؟'' وہ یہ سمجھ رہے تھے کہ اللہ کے رسول ﷺ ہمارے ساتھ ہیں اور اللہ تعالیٰ کی تائید ہمیں حاصل ہے لہٰذا ہمیں شکست نہیں ہو سکتی۔ جب شکست ہوئی تو انہوں نے کہا: 1۔ اللہ کے رسول ﷺ میدانِ جنگ میں موجود تھے۔ 2۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے ساتھ فتح کا وعدہ کر رکھا تھا۔ 3۔ ہم دین کی خاطر لڑنے گئے تھے، پھر بھی شکست کھائی۔ 4۔ ہم نے ان سے شکست کیسے کھائی جو کہ دین کو مٹانے آئے تھے۔

سوال2: غزوۂ احد کی بڑی مصیبت کیا تھی جس کا مسلمانوں کو سامنا کرنا پڑ رہا تھا؟

جواب: 70 آدمیوں کی شہادت کی وجہ سے 70 گھرانوں کا متاثر ہونا۔ ان کے پیچھے ایک بڑی تعداد بیوہ عورتوں اور یتیم بچوں کی تھی۔

سوال3: قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا ''جس سے دوگنی تم پہنچا چکے تھے'' اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی ذہنی تیاری کیسے کی ہے؟

جواب: ''جس سے دوگنی تم پہنچا چکے تھے'' 1۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو سادہ سا جواب دیا کہ دیکھو بدر میں کافروں، مشرکوں نے دوہری قربانی دی تھی۔ آج تمہارے 70 افراد شہید ہوئے ہیں، بدر میں اُن کے 70 افراد قتل ہوئے تھے اور 70 افراد قید ہوئے تھے۔ 2۔ ''جس سے دوگنی تم پہنچا چکے تھے'' انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ احد کے دن ستر مسلمان شہید ہوئے۔ (بخاری:4078)

3۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ بدر کے دن مسلمانوں نے ستر کافروں کو قتل کیا اور ستر کو قیدی بنا لیا تھا۔ (مسلم:1763)

سوال: قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا ''تم نے کہا یہ کہاں سے آ گئی ہے؟'' کی وضاحت کریں؟

جواب ''تم نے کہا یہ کہاں سے آ گئی ہے؟'' جب تم نے شکست کے بارے میں کہا یہ کہاں سے آ گئی۔

سوال4 قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ ''آپ کہہ دیں وہ تمہارے اپنے ہی پاس سے ہے'' سے کیا مراد ہے؟

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جواب:''کہہ دو کہ وہ تمہاری ہی طرف سے ہے۔''اس سے مراد ہے کہ مسلمانوں سے یہ کہا جارہا ہے کہ یہ شکست تمہاری کمزوریوں اور غلطیوں کا نتیجہ ہے۔

1۔تم نے باہمی اختلاف کیا۔2۔تم نے رسول ﷺ کی نافرمانی کی۔3۔تم مال کی محبت میں مبتلا ہوئے۔4۔تم نے صبر کا دامن ہاتھ سے چھوڑا۔5۔تم نے خداخوفی کے خلاف کام کیے۔پھر کیسے یہ پوچھ سکتے ہو کہ یہ مصیبت کہاں سے آئی؟ ابتداء میں تم مشرکوں کے لشکر پر غالب آرہے تھے۔غزوۂ اُحد میں پہنچنے والا نقصان اور شکست تمہاری اپنی طرف سے ہے۔تم نے رسول ﷺ کی حکم عدولی کی جس کی وجہ سے کافروں کے دستے کو درّے سے دوبارہ حملہ کرنے کا موقع مل گیا اور میدانِ جنگ کا پانسہ پلٹ گیا۔

سوال5:اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری طرح قدرت رکھنے والا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:1''بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری طرح قدرت رکھنے والا ہے''اللہ تعالیٰ فتح دینے کی قدرت رکھتا ہے۔2۔اللہ تعالیٰ شکست دلوانے کی بھی قدرت رکھتا ہے۔3۔وہ جو چاہتا ہے فیصلہ کرتا ہے۔4۔جو چاہتا ہے کرتا ہے اس کے فیصلوں کا کوئی پیچھا کرنے والا نہیں۔(تفسیر المنیر :485/2)

سوال6:اللہ تعالیٰ نے اپنے قدیر ہونے کا شعور کیسے دلایا ہے؟

جواب:اللہ تعالیٰ نے فتح اور شکست پر اپنے اختیار سے اور اُحد کے میدان میں فتح کے بعد شکست سے اپنے قدیر ہونے کا شعور دلایا ہے۔وہ جو چاہے،جب چاہے فیصلے کرسکتا ہے اور فیصلوں کو بدل سکتا ہے۔

وَمَاۤ اَصَابَکُمۡ یَوۡمَ الۡتَقَی الۡجَمۡعٰنِ فَبِاِذۡنِ اللّٰہِ وَلِیَعۡلَمَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ(166)

اور جو مصیبت تمہیں پہنچی جس دن دو جماعتیں آپس میں ٹکرائی تھیں تو وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے تھی اور تاکہ وہ مومنوں کو جان لے(166)

سوال1:وَمَاۤ اَصَابَکُمۡ یَوۡمَ الۡتَقَی الۡجَمۡعٰنِ فَبِاِذۡنِ اللّٰہِ'' اور جو مصیبت تمہیں پہنچی جس دن دو جماعتیں آپس میں ٹکرائی تھیں تو وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے تھی''غزوۂ اُحد میں جو نقصان پہنچا وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے تھا۔اس میں کیا حکمت تھی؟

جواب:1۔اُحد کے نقصان سے یہ سمجھانا مطلوب تھا کہ رسول کی نافرمانی کیسے ناکام کرواسکتی ہے۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

2۔اس کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ مومن اور منافق الگ الگ ہوجائیں۔3۔اس کی طرف اشارہ رسول اللہ ﷺ کوخواب میں پہلے ہی کردیا تھا۔ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''میں نے خواب میں دیکھا کہ میں نے تلوار کو ہلایا تو اس کا اگلا حصہ ٹوٹ گیا۔اس کی تعبیر اس نقصان کی صورت میں ظاہر ہوئی جو مسلمانوں کو احد میں اٹھانا پڑا۔میں نے دوبارہ اس تلوار کو ہلایا تو وہ پہلے سے بھی زیادہ شاندار بن گئی۔اس کی تعبیر اس طرح سامنے آئی کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو(وقتی شکست کے بعد)فتح سے نوازا اور منتشر مسلمان نئے سرے سے(لڑائی کے لیے)ایک جگہ جمع ہوگئے اور میں نے خواب میں ایک گائے بھی دیکھی(جو ذبح ہورہی تھی)۔اللہ تعالیٰ کے سارے کاموں ہی میں خیر وبرکت ہوتی ہے۔گائے سے مراد وہ مسلمان تھے جو احد کی جنگ میں شہید ہوگئے۔''(بخاری:4081)

سوال2:وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِيْنَ''اور تاکہ وہ مومنوں کو جان لے''کی وضاحت کریں؟

جواب:''اور تاکہ وہ مومنوں کو جان لے''یہ اس کی حکمت کے مظاہر میں سے ہے کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کی ایمانی قوت اور کمزوری کو صبر وثبات اور عدم ثبات کو اپنے علم سے ظاہر کردے۔2۔پھر وہ صبر کرنے والوں اور ثابت قدمی اختیار کرنے والوں کو بھی جان لے اور منافقوں کو بھی جان لے۔جو عبداللہ بن ابی کے ساتھ راستے سے لوٹ آئے اور وہ تین سو لوگ تھے۔(تفسیر المنیر :485/2)

وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ نَافَقُوْا ۚ وَقِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوِ ادْفَعُوْا ؕ قَالُوْا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّا اتَّبَعْنٰكُمْ ؕ هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ اَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْاِيْمَانِ ۚ يَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُوْنَ(167)

اور تاکہ انہیں بھی جان لے جنہوں نے منافقت کی، اور جن کے لیے کہا گیا:''آؤ!اللہ تعالیٰ کی راہ میں جنگ کرو یا دفاع کرو''انہوں نے کہا:''اگر ہمیں کسی جنگ کا علم ہوتا تو ہم ضرور تمہارے پیچھے آتے،''وہ اس دن ایمان سے زیادہ کفر کے قریب تھے،وہ اپنے منہ سے وہ بات کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو زیادہ جاننے والا ہے جسے وہ چھپاتے ہیں۔(167)

سوال1وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ نَافَقُوْا''اور تاکہ انہیں بھی جان لے جنہوں نے منافقت کی''کی وضاحت کریں۔

جواب:1۔''اور تاکہ انہیں بھی جان لے جنہوں نے منافقت کی''یہاں علم سے مراد تمیز اور اظہار ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا علم ثابت ہے۔2۔یہاں منافقین سے مراد عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھی ہیں۔(تفسیر فتح القدیر:503/1)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سوال2: وَقِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوِ ادْفَعُوْا '' اورجن کے لیے کہا گیا: '' آ ؤ! اللہ تعالیٰ کی راہ میں جنگ کرو یا دفاع کرو ''اس کی وضاحت کریں؟

جواب: منافق مسلمانوں کی دوستی کا دم بھرتے تھے جب کہ ان کے دل کفر اور نفاق سے بھرے ہوئے تھے۔ان کا نفاق کا پردہ چاک کرنے کے لئے کہا گیا کہ آ ؤ اللہ کی راہ میں جنگ کرو یا دفاع کرو۔

سوال3: قَالُوْا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّا اتَّبَعْنٰكُمْ ''انہوں نے کہا: گر ہمیں کسی جنگ کا علم ہوتا تو ہم ضرور تمہارے پیچھے آتے'' یہاں کس کی طرف اشارہ ہے؟

جواب: عبداللہ بن اُبی کی طرف اشارہ ہے جو مقامِ شوط سے اپنے تین سو ساتھیوں کو لے کر پلٹ گیا تھا اور جب بعض مسلمانوں نے اسے سمجھانے کی کوشش کی تو اس نے جواب دیا: ہمیں یقین ہے کہ آج جنگ نہیں ہوگی۔اگر ہوتی تو ہم ضرور تمہارے ساتھ چلتے۔

سوال4: جنگ کا علم ہونے کا کیا مطلب ہے؟

جواب: اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر آپ واقعی جنگ کے لئے چل رہے ہوتے تو ہم بھی چلتے۔

سوال5: کیا رسول اللہ ﷺ اور ان کے ساتھی جنگ کے لئے نہیں نکلے تھے؟

جواب: رسول اللہ ﷺ اور اُن کے ساتھی تو جنگ کے لئے نکلے تھے مگر منافق یہ سمجھتے تھے کہ وہ سب اپنے آپ کو تباہی اور ہلاکت تک لے جا رہے ہیں۔

سوال6: هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ اَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْاِيْمَانِ ''وہ اس دن ایمان سے زیادہ کفر کے قریب تھے'' سے کیا مراد ہے؟

جواب: ''وہ اس دن ایمان سے زیادہ کفر کے قریب تھے'' وہ اس دن ایمان کے مقابلے میں کفر سے زیادہ قریب تھے۔حافظ ابنِ کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ انسان کے حالات بدلتے رہتے ہیں۔کبھی کوئی شخص کفر کے زیادہ قریب ہو جاتا ہے اور کبھی اسلام کے۔(ابن کثیر)2۔واحدی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ یہ آیت دلیل ہے کہ جو آدمی اپنی زبان سے کلمۂ توحید کا اقرار کرے گا، اس کا کفر جانتے ہوئے بھی اسے کافر نہیں کہا جائے گا۔(تیسیر الرحمٰن)

سوال7: يَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ''وہ اپنے منہ سے وہ بات کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں ہے'' کی وضاحت کریں؟

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جواب:"وہ اپنے منہ سے وہ بات کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں ہے"منافقوں کے بارے میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ ان کی قسمیں وفاداری کے وعدے سب فریب ہیں۔ان کے دلوں میں کُفر بھرا ہوا ہے جب کہ وہ زبان سے ایمان کے دعوے کرتے ہیں۔

سوال8:وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِمَا یَکْتُمُوْنَ"اوراللہ تعالیٰ اس کو زیادہ جاننے والا ہے جسے وہ چھپاتے ہیں" کی وضاحت کریں؟

جواب:اوراللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ وہ چھپاتے ہیں۔اس سے مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے نفاق کو جانتا ہے جس کو وہ ظاہر نہیں کرنا چاہتے۔

اَلَّذِیْنَ قَالُوْا لِاِخْوَانِھِمْ وَقَعَدُوْا لَوْ اَطَاعُوْنَا مَا قُتِلُوْا ؕ قُلْ فَادْرَءُوْا عَنْ اَنْفُسِکُمُ الْمَوْتَ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ(168)

یہ وہ لوگ ہیں جو خود بیٹھے رہے اور اپنے بھائیوں کے بارے میں کہا کہ اگر وہ ہماری مانتے تو نہ مارے جاتے آپ کہہ دیں پھر موت کو اپنے آپ سے ہٹا کر دکھا دو اگر تم سچے ہو۔(168)

سوال1:اس آیت کا شان نزول کیا ہے؟

جواب:ابن جریر نے کہا وہ عبداللہ ابن ابی تھا جو بیٹھ رہا اور اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا جو نبی کے ساتھ احد کے دن نکلے تھے لَوْ اَطَاعُوْنَا مَا قُتِلُوْا(تفسیر جامع البیان:4/177)

سوال2:اَلَّذِیْنَ قَالُوْا لِاِخْوَانِھِمْ وَقَعَدُوْا لَوْ اَطَاعُوْنَا مَا قُتِلُوْا" یہ وہ لوگ ہیں جو خود بیٹھے رہے اور اپنے بھائیوں کے بارے میں کہا کہ اگر وہ ہماری مانتے تو نہ مارے جاتے"اس کی وضاحت کریں؟

جواب:"یہ وہ لوگ ہیں جو خود بیٹھے رہے اور اپنے بھائیوں کے بارے میں کہا کہ اگر وہ ہماری مانتے تو نہ مارے جاتے"1۔جو لوگ حق کی راہ میں جان قربان کرتے ہیں اکثر دنیا والے یہ بات افسوس سے کہتے ہیں کہ خوامخواہ اپنا آپ گنوا دیا۔اگر جہاد کے لئے نہ جاتے تو نہ مارے جاتے۔2۔یہ نادانی کی بات ہے اس لئے جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنا سب کچھ قربان کر دیں وہی اللہ تعالیٰ کے انعامات کے مستحق قرار پاتے ہیں۔3۔لوگ صرف اللہ تعالیٰ کی راہ میں نہیں،اپنے بستروں پر بھی مرتے ہیں۔موت کا تو ایک وقت مقرر ہے۔کسی کے پاس ہونے یا نہ ہونے سے فرق نہیں پڑتا۔

4۔حافظ ابن قیم ﷺ لکھتے ہیں کہ واقعۂ احد کی ایک حکمت یہ بھی تھی منافقین نے ازخود اپنے دل کی بات کہی جسے مسلمانوں

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

نے سنااوراللہ تعالیٰ نے جوجواب دیااسے بھی مسلمانوں نے سنااورنفاق اوراس کے انجام کوجانا کہ کس طرح منافق دنیا وآخرت کی نیک بختیوں سے محروم ہوجاتا ہےاور ہر بدبختی اسے گھیر لیتی ہے۔(تیسیر الرحمٰن)

سوال2:قُلْ فَادْرَءُوْا عَنْ اَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ" آپ کہہ دیں پھرموت کواپنے آپ سے ہٹا کردکھادواگرتم سچے ہو"اس کی وضاحت کریں؟

جواب:"آپ کہہ دیں پھرموت کواپنے آپ سے ہٹا کردکھادواگرتم سچے ہو"موت کاایک وقت مقررہے۔وہ اپنے وقت پرآنے والی ہے۔انسان خواہ ایک راستے میں ہو یادوسرے راستے میں،وہ کسی حالت میں موت کے انجام سےنہیں بچ سکتا۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ(169)

اورجولوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل ہوگئےانہیں تم مردہ نہ سمجھوبلکہ وہ زندہ ہیں،اپنے رب کے پاس رزق دیئے جاتے ہیں۔(169)

سوال1:اس آیت کا شان نزول کیا ہے؟

جواب:سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:رسول اللہ ﷺ مجھے ملے اورفرمانے لگے:"اے جابر رضی اللہ عنہ !کیاوجہ ہے کہ میں تجھے پریشان دیکھتاہوں"۔میں نے عرض کیااللہ کے رسول ﷺ !میرے والداحد کے روزشہید ہوگئے اوراپنے پیچھے عیال(بچیاں)اورقرض چھوڑ گئے۔آپ ﷺ نے فرمایا:"کیامیں تجھے خوشخبری نہ سناؤں کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح آپ کے والد سے ملاقات کی ہے"؟میں نے عرض کیا:"اللہ کے رسول ﷺ !جی ہاں،"آپ ﷺ نے فرمایا:"اللہ تعالیٰ نے جب بھی کسی سے کلام کیاہےتو پردہ کے پیچھے سے کیاہےمگرتمہارے والدکوزندہ کرکے بغیر پردہ کے بالمشافہ کلام کیا"اورفرمایا:"تمنا کرمیں اسے پوراکروں گا۔انہوں نے عرض کیا:"اللہ مجھے(دنیامیں لوٹانے کے لیے)زندہ کرتاکہ میں تیرے رستہ میں دوبارہ قتل کیاجاؤں"تواللہ تعالیٰ نے فرمایا:"میری طرف سے فیصلہ ہوچکاہے کہ وہ(دوبارہ دنیامیں نہیں لوٹیں گے)"سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:"یہ آیت وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ(آل عمران:169) اسی بارے میں نازل ہوئی"تم ان کے بارے میں جواللہ کے رستہ میں قتل ہوگئے ہیں ان کے مردہ ہونے کا گمان نہ کروبلکہ وہ اپنے رب کے ہاں زندہ ہیں اورانہیں رزق دیاجاتاہے۔(جامع ترمذی:3010)

سوال2:وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ" اورجولوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل ہوگئےانہیں تم مردہ نہ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سمجھو بلکہ وہ زندہ ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:'' اور جولوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل ہوگئے انہیں تم مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ زندہ ہیں''1۔شہید مردہ نہیں ہوتے۔صحیح احادیث کے مطابق ان کی روحیں سبز پرندوں کی پوٹوں میں ہوتی ہیں۔وہ جنت کے پھل کھاتی ہیں اور عرش کے ساتھ معلق قندیلوں میں پناہ لیتی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کی جو عزت کی ہے اس سے خوش ہوتی ہیں۔

2۔سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:'' کوئی شخص بھی ایسا نہ ہوگا جو جنت میں داخل ہونے کے بعد دنیا میں دوبارہ آنا پسند کرے خواہ اسے ساری دنیا مل جائے سوائے شہید کے۔اس کی یہ تمنا ہوگی کہ دنیا میں دوبارہ واپس جا کر دس مرتبہ اور قتل ہو کیونکہ وہ شہادت کی عزت وہاں دیکھتا ہے۔''(بخاری:2817)

3۔'' بلکہ وہ زندہ ہیں'' سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے آیت وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا (آل عمران:169) کی تفسیر کے بارے میں پوچھا گیا'' تم ان کے بارے میں جو اللہ کے راستے میں قتل ہوگئے ہیں مردہ ہونے کا گمان نہ کرو بلکہ وہ اپنے رب کے ہاں زندہ ہیں ان کو رزق دیا جاتا ہے''۔تو انہوں نے فرمایا:'' ہم نے خود سوال کیا تھا یا ہمیں خبر دی گئی کہ شہداء کی روحیں سبز پرندوں میں ہیں جنت میں وہ جہاں سے چاہتی ہیں کھاتی پھرتی ہیں عرش کے ساتھ لٹکی ہوئی قندیلوں کی طرف جگہ پکڑتی ہیں۔تیرا رب ان پر جھانک کر فرماتا ہے:'' کیا کچھ مزید چاہتے ہو جو میں تمہیں عطا کروں؟'' تو وہ کہتی ہیں:'' اے ہمارے رب!اس سے زیادہ ہم کیا مانگیں کہ ہم جنت میں جو چاہتی ہیں کھاتی پھرتی ہیں۔'' پھر اللہ تعالیٰ ان کی طرف دوبارہ جھانکتا ہے اور فرماتا ہے:'' کیا کچھ مزید چاہتی ہو کہ میں تمہیں عطا کروں؟'' جب انہیں یقین ہوگیا کہ ہمیں ایسے نہیں چھوڑا جائے گا تو وہ کہتی ہیں:'' اللہ!تو ہماری روحوں کو ہمارے جسموں میں لوٹا دے تاکہ ہم دنیا میں تیرے رستہ میں دوبارہ قتل کی جائیں''۔(جامع ترمذی:3011)

سوال3: عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ'' اپنے رب کے پاس رزق دیئے جاتے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:1۔صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے کہا وہ جنت کے پھلوں کا رزق پائیں گیا وروہ اسکی خوشبو پا رہے ہیں۔(تفسیر الدر المنثور:2/170)

2۔سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا:'' میں نے رات میں دو آدمی دیکھے جو میرے پاس آئے،پھر وہ مجھے لے کر ایک درخت پر چڑھے اور اس کے بعد مجھے ایک ایسے مکان میں لے گئے جو نہایت خوبصورت اور بڑا پاکیزہ تھا۔ایسا خوبصورت مکان میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ان دونوں نے کہا کہ یہ گھر شہیدوں کا ہے''۔(صحیح بخاری:2791)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

3۔یہ جہاد کی ترغیب ہے۔(تفسیر منیر:2/496)

فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ(170)

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے انہیں جو دیا ہے اس پر وہ بہت خوش ہیں اور جو ان کے پیچھے سے ان کے ساتھ نہیں ملے وہ ان پر خوشی محسوس کرتے ہیں کہ ان کے لیے نہ کوئی خوف ہے اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔(170)

سوال1:فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ''اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے انہیں جو دیا ہے اس پر وہ بہت خوش ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:مقاتل نے کہا:جس خیر،عزت اور رزق کو شہید پا رہے ہیں اس پر وہ بہت خوش ہیں۔(تفسیر المراغی:2/109)

سوال2:اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ میں قتل ہونے والوں کے لیے کن انعامات کا اعلان کیا ہے؟

جواب:اللہ ربّ العزت نے فرمایا:1۔وہ مردہ نہیں بلکہ زندہ ہیں۔2۔اپنے ربّ کے پاس خصوصی رزق پاتے ہیں۔ 3۔جو اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل سے دیا ہے یعنی جنت کی نعمتوں میں سے،اس کو پا کر خوش ہیں۔4۔بعد میں آنے والوں کے لیے بھی خوشخبری پاتے ہیں۔5۔جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے تیار کر رکھا ہے اس پر خوشیاں مناتے ہیں۔

سوال3:وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ''اور جو ان کے پیچھے سے ان کے ساتھ نہیں ملے وہ ان پر خوشی محسوس کرتے ہیں''نبی ﷺ نے شہداء کے بارے میں کیا بشارت دی؟

جواب:''اور جو ان کے پیچھے سے ان کے ساتھ نہیں ملے وہ ان پر خوشی محسوس کرتے ہیں''سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مجھے ملے اور فرمانے لگے:''اے جابر! کیا وجہ ہے کہ میں تمہیں پریشان دیکھتا ہوں؟''میں نے عرض کیا:''اللہ کے رسول ﷺ! میرے والد احد کے روز شہید ہو گئے اور اپنے پیچھے عیال(بچیاں)اور قرض چھوڑ گئے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا:''کیا میں تمہیں خوشخبری نہ سناؤں کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح تمہارے والد سے ملاقات کی ہے؟''میں نے عرض کیا:''اللہ کے رسول ﷺ!جی(ضرور)۔'' آپ ﷺ نے فرمایا:''اللہ تعالیٰ نے جب بھی کسی سے کلام کیا ہے تو پردے کے پیچھے سے کیا ہے مگر تمہارے والد کو زندہ کر کے بغیر پردے کے بالمشافہ کلام کیا اور فرمایا:تمنا کر!میں اسے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

پورا کروں گا۔انہوں نے عرض کیا:اللہ! مجھے (دنیا میں لوٹانے کے لیے) زندہ کرتا کہ میں تیرے راستے میں دوبارہ قتل کیا جاؤں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میری طرف سے فیصلہ ہو چکا ہے (کہ وہ دوبارہ دنیا میں نہیں لوٹیں گے)۔'' جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:'' یہ آیت وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا اسی بارے میں نازل ہوئی۔(ترمذی:3010)

سوال3: اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ'' کہ ان کے لیے نہ کوئی خوف ہے اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے'' آخرت کی زندگی کی بڑی بات کیا ہے؟

جواب:'' کہ ان کے لیے نہ کوئی خوف ہے اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے''1۔کوئی خوف اور غم نہیں ہوگا۔2۔تمنا کے مطابق زندگی ہوگی۔

يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ (171)

اور وہ خوشیاں منا رہے ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نعمت اور فضل پر اور اس پر کہ یقیناً اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔(171)

سوال1: يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ "اور وہ خوشیاں منا رہے ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نعمت اور فضل پر'' کی وضاحت کریں؟

جواب:''اور وہ خوشیاں منا رہے ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نعمت اور فضل پر'' یہاں اس سے مراد یہ ہے کہ شہداء کے لیے اللہ تعالیٰ نے جو تیار کر رکھا ہے اس پر شہید خوشیاں مناتے ہیں۔

سوال2: وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ'' یقیناً اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا'' اللہ تعالیٰ نے اس بات کا شعور کیسے دلایا ہے؟

جواب:'' یقیناً اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا''1۔اللہ تعالیٰ نے جنت میں شہداء کی زندگی، اُن کے رزق، اُن کے خوشیاں منانے، ان کے لئے کسی خوف اور غم کے نہ ہونے، ان کے اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی نعمتوں پر خوش ہونے سے یہ شعور دلایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔2۔تفضیل سے مراد جو اللہ تعالیٰ نے انہیں فضیلت دی۔ 3۔نعمت سے مراد ثواب اور زائد فضل ہے۔4۔یہ بھی کہا گیا کہ نعمت جنت ہے اور فضل نعمت میں داخلہ ہے۔5۔پہلی بشارت ان کے بھائیوں کے بارے میں تھی اور دوسری ان کے اپنے حالات کے بارے میں تھی۔(تفسیر فتح القدیر:509/1)

رکوع نمبر9

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

اَلَّذِیۡنَ اسۡتَجَابُوۡا لِلّٰہِ وَ الرَّسُوۡلِ مِنۡۢ بَعۡدِ مَاۤ اَصَابَہُمُ الۡقَرۡحُ ۚ لِلَّذِیۡنَ اَحۡسَنُوۡا مِنۡہُمۡ وَ اتَّقَوۡا اَجۡرٌ عَظِیۡمٌ (172)

جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ اور رسول کا حکم مانا اس کے بعد بھی کہ انہیں زخم پہنچا، ان میں سے ان لوگوں کے لیے جن لوگوں نے نیکی کی اور اللہ تعالیٰ سے ڈر گئے، بہت بڑا اجر ہے۔(172)

سوال1: اس آیت کا شانِ نزول کیا ہے؟

جواب: عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ (آیت) ''وہ لوگ جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی آواز پر لبیک کہا'' انہوں نے عروہ سے اس آیت کے متعلق کہا: ''میرے بھانجے! تمہارے والد زبیر رضی اللہ عنہ اور (نانا) ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی انہی میں سے تھے۔ اُحد کی لڑائی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کچھ تکلیف پہنچنی تھی جب وہ پہنچی اور مشرکین واپس جانے لگے تو آنسید نا صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا خطرہ ہوا کہ وہ کہیں پھر لوٹ کر حملہ نہ کریں۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کا پیچھا کرنے کون کون جائے گا؟ اسی وقت ستر صحابہ رضی اللہ عنہم تیار ہو گئے۔ راوی نے بیان کیا کہ سیدنا ابوبکر اور سیدنا زبیر بھی انہی میں سے تھے۔'' (صحیح بخاری:4077)

سوال:2۔ اَلَّذِیۡنَ اسۡتَجَابُوۡا لِلّٰہِ وَ الرَّسُوۡلِ مِنۡۢ بَعۡدِ مَاۤ اَصَابَہُمُ الۡقَرۡحُ ''جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ اور رسول کا حکم مانا اس کے بعد بھی کہ انہیں زخم پہنچا'' اس کی کوئی مثال دیں؟

جواب: ابوالسائب رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں میں سے ایک صاحب جو عبدالاشہل سے تعلق رکھتے تھے، بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اُحد میں شریک تھے۔ میں اور میرا بھائی دونوں زخمی تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن نے اعلان کیا: نکلو! دشمن کا تعاقب کرنا ہے۔ میں نے اپنے بھائی سے کہا: کیا اب ہم سے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ جنگ رہ جائے گی؟ ہمارے پاس کوئی سواری نہیں اور ہم زخمی ہیں۔ ہم دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکل کھڑے ہوئے۔ میرا زخم بھائی سے تھوڑا کم تھا۔ جب اس کی طبیعت خراب ہوتی تو میں اسے پیچھے سے تھامتا یہاں تک کہ مسلمانوں کے ساتھ منزلِ مقصود تک پہنچ گئے۔ (تفسیر ابن کثیر)

سوال:3۔ اس آیت میں کن لوگوں کا تذکرہ ہے؟

جواب: اس آیت میں ان صحابہ کرام علیہم السلام کا ذکر ہے جنہوں نے غزوۂ اُحد کے بعد ابوسفیان کا پیچھا کیا اور حمراء الاسد پہنچ گئے۔ ابوسفیان کو جب اطلاع ملی کہ ان کا پیچھا کیا جا رہا ہے تو وہ گھبرا کر مکہ لوٹ گیا۔

سوال4: لِلَّذِیۡنَ اَحۡسَنُوۡا مِنۡہُمۡ وَ اتَّقَوۡا اَجۡرٌ عَظِیۡمٌ ''ان میں سے ان لوگوں کے لیے جن لوگوں نے نیکی کی اور اللہ تعالیٰ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سے ڈر گئے، بہت بڑا اجر ہے'' اللہ تعالیٰ نے کن لوگوں کے لئے اجرِعظیم کی بشارت دی ہے؟

جواب:1۔اللہ تعالیٰ نے زخم کھانے کے بعد بھی نیکی اور تقویٰ کی روش اختیار کرنے والوں کو اجرِعظیم کی بشارت دی ہے۔

2۔اَحْسَنُوْا:اللہ کے رسول کی اطاعت کی وجہ سے اور غزوے میں جانے کی وجہ سے۔3۔وَاتَّقَوْا:اللہ تعالیٰ کی معصیت سے بچے اور پیچھے رہنے سے بچے۔(تفسیر الخازن:322/1)

اَلَّذِیْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِیْمَانًا ۖ وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ(173)

جن سے لوگوں نے کہا کہ یقیناً دشمن لوگ تمہارے خلاف لشکر جمع کر چکے ہیں لہٰذا تم اُن سے ڈر جاؤ، چنانچہ اس نے ان کو ایمان میں اور زیادہ کر دیا، اور انہوں نے کہا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔(173)

سوال1:اس آیت کے پیچھے جو واقعات ہیں تحریر کریں؟

جواب:غزوۂ اُحد مدینہ سے تقریباً دو میل کے فاصلے پر ہوئی۔اس جنگ کے بعد کافروں کا لشکر واپس ہوا۔مدینہ سے آٹھ میل دور حمراء الاسد میں انہوں نے پڑاؤ ڈالا اور یہاں ان کی سمجھ میں یہ بات آئی کہ اُحد سے واپس آ کر انہوں نے غلطی کی ہے۔زیادہ اچھا تھا کہ مسلمانوں کا پیچھا کرتے اور ان کی طاقت کا آخری طور پر خاتمہ کر دیتے۔سیرت ابنِ ہشام میں ہے کہ معبد الخزاعی جب ابوسفیان اور اس کی فوج کو مسلمانوں سے مرعوب کرنے کے بعد واپس چلے گئے تو قبیلۂ عبدالقیس کا ایک قافلہ ابوسفیان کے قریب سے گزرا۔اس نے پوچھا:'' آپ لوگ کہاں جا رہے ہو؟''انہوں نے کہا:''مدینہ۔''پوچھا:کس لئے؟ کہنے لگے:خوراک حاصل کرنے کے لئے۔ابوسفیان نے کہا کہ تم لوگ محمد ﷺ کو ہمارا پیغام پہنچا دو۔اس کے بدلے ہم تمہیں عکاظ کے بازار میں کشمس دیں گے۔انہوں نے کہا ٹھیک ہے۔ابوسفیان نے کہا جب محمد ﷺ سے ملاقات ہو تو کہہ دینا ہم نے باقی مسلمانوں کو ختم کرنے کے لئے آنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔عبدالقیس کا یہ قافلہ حمراء الاسد میں ہی رسول اللہ ﷺ سے جا ملا اور ابوسفیان کا پیغام پہنچا دیا تو رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں نے کہا:حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ کہ اللہ تعالیٰ ہمارے لئے کافی اور بہترین کارساز ہے۔اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔

سوال2:اَلَّذِیْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ ''جن سے لوگوں نے کہا'' سے کیا مراد ہے؟

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جواب: جن سے لوگوں نے کہا۔ یہاں (الناس) لوگوں سے مراد قافلۂ عبدالقیس ہے۔

سوال3: اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ "یقیناً دشمن لوگ تمہارے خلاف لشکر جمع کر چکے ہیں لہٰذا تم اُن سے ڈر جاؤ" سے کیا مراد ہے؟

جواب: "یقیناً دشمن لوگ تمہارے خلاف لشکر جمع کر چکے ہیں لہٰذا تم اُن سے ڈر جاؤ" لوگوں نے تمہارے مقابلے کے لئے لشکر جمع کر لیا ہے۔ یہاں الناس سے مراد ابوسفیان اور اس کا لشکر ہیں۔ یعنی ابوسفیان اور اس کا لشکر بڑی تعداد میں لوگوں کو جمع کر کے مدینہ پر حملہ کرنے والے ہیں۔

سوال4: فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا "چنانچہ اس نے ان کو ایمان میں اور زیادہ کر دیا" ایمان کی زیادتی سے یہاں کیا مراد ہے؟

جواب: اس سے مراد وہ عزم اور حوصلہ ہے جو قبیلۂ عبدالقیس اور ابوسفیان کے خوف زدہ کرنے کی کوششوں کے باوجود پیدا ہو۔

سوال5: ایمان کی زیادتی کا کیا نتیجہ نکلتا ہے؟

جواب: 1۔ ایمان کی زیادتی سے مراد عزم اور حوصلہ ہے جو لوگوں کے خوفزدہ کرنے کی کوششوں پر پیدا ہوا۔ ایمان کی زیادتی سے علم اور حوصلہ بڑھ جاتا ہے۔ 2۔ ایمان کی زیادتی کی وجہ سے عزم و حوصلہ بڑھ جاتا ہے۔

سوال6: کیا ایمان میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے؟

جواب: ایمان میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں باب باندھ کر اس کی وضاحت کی ہے کہ اَلاِیمانُ یَزِیدُ و یَنْقُصُ یعنی ایمان بڑھتا اور گھٹتا ہے۔

سوال7: حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ "ہمیں اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے" کی وضاحت کریں

جواب: "ہمیں اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے" 1۔ جس پر اعتماد کیا جائے اسے وکیل کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ وکیل ہے کہ تمام کام اسی کی وجہ سے درست ہوتے ہیں، اسی کی وجہ سے اصلاح ہوتی ہے۔ تمام امور کا اختیار اسی کے پاس ہے اس لئے وہی وکیل ہونے کے لئے کافی ہے۔ 2۔ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ: بہترین کارساز ہے اور بندوں کی تدبیر اسی کے سپرد ہے اور وہ ان کے مصالح کا انتظام کرے گا۔ (تفسیر سعدی: 1\449)

سوال8: حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ پڑھنے کی کیا فضیلت ہے؟

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جواب: حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ پڑھنے کی بڑی فضیلت ہے۔صحیح بخاری میں ہے کہ سیدنا ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کو جب آگ میں ڈالا گیا تو ان کی زبان پر یہی الفاظ تھے۔(بخاری:4564)

فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ ۙ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ(174)

چنانچہ وہ اللہ تعالیٰ کے فضل ونعمت کے ساتھ پلٹے کہ اُنہیں کوئی تکلیف تک نہ پہنچی اورانہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا کی پیروی کی اوراللہ تعالیٰ بڑے ہی فضل والا ہے۔(174)

سوال1: اس آیت کا شانِ نزول کیا ہے؟

جواب: آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ حمراء الاسد کے مقام پر پہنچے تو وہاں کوئی بھی نہ ملا،صحابہ نے اس مقام پر بازار لگایا اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ (الخ)(تفسیر ابن عباس:231/1)

سوال:2۔بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ ''اللہ کی نعمت''نعمت سے کیا مراد ہے؟

جواب:نعمت سے مراد سلامتی ہے۔i۔جنگ سے سلامتی۔ii۔ایمان کی سلامتی اوراس میں اضافہ مراد ہے۔

سوال2:وَفَضْلٍ ''اورفضل'' سے کیا مراد ہے؟

جواب:فضل سے مراد وہ نفع ہے جو بدرِصغریٰ میں تجارت سے حاصل ہوا۔جب رسول اللہ ﷺ نے ایک گزرنے والے قافلے سے سامانِ تجارت خریدا۔پھراسے فروخت کرکے اس کا نفع مسلمانوں میں تقسیم کردیا۔(تفسیر ابنِ کثیر)

سوال:3۔لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ ''کہ اُنہیں کوئی تکلیف تک نہ پہنچی'' کی وضاحت کریں؟

جواب:حمراءالاسد میں معبدالخزاعی نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آکراسلام قبول کرلیا۔آپ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ ابوسفیان کے پاس جاکراسے مسلمانوں سے خوف دلائیں۔ابوسفیان کومعبد کے اسلام لانے کا علم نہیں تھا۔اس نے پوچھا کہ تمہارے پاس محمد اوراس کے ساتھیوں کے بارے میں خبر ہے؟انہوں نے جواب دیا کہ وہ لوگ تو کسی طرح تمہیں پالینا چاہتے ہیں۔اگرانہوں نے تمہیں آلیا تو تمہاری خیرنہیں۔محمد کے وہ ساتھی جنہوں نے جنگِ احد میں شرکت نہیں کی تھی وہ بھی ساتھ ہوگئے ہیں۔ابوسفیان نے پوچھا کہ تمہاری کیارائے ہے توانہوں نے کہا کہ میری رائے بس یہ ہے کہ تم لوگ جلدازجلد یہاں سے روانہ ہوجاؤ،چنانچہ وہ لوگ گھبراکرمکہ کی طرف لوٹ گئے۔اورمسلمان حمراءالاسد سے بخیروعافیت واپس ہوئے۔(تیسیرالرحمٰن)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سوال4:وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ ''اورانہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا کی پیروی کی۔'' سے کیا مراد ہے؟

جواب:انہیں اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی پیروی کرنے کا شرف ملا۔یعنی زخموں سے چور چور ہونے کے باوجود رسول اللہ ﷺ کے حکم کے مطابق حمراءالاسد جانے کا موقع ملا۔

سوال5:وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ '' اوراللہ تعالیٰ بڑے ہی فضل والا ہے'' اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل کا کیسے شعور دلایا ہے؟

جواب:اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کوتجارت میں ملنے والے منافع سےاوردشمنوں سے کوئی گزند نہ پہنچنے سےاپنے فضل کا شعور دلایا ہے۔

اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَآءَهٗ ۠ فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (175)

یقیناًیہ(تو)شیطان ہی ہے جوتمہیں اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے،چنانچہ تم اُن سے نہ ڈرواورمجھ سے ڈرواگرتم مومن ہو۔(175)

سوال1:اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَآءَهٗ ''یقیناًیہ(تو)شیطان ہی ہے جوتمہیں اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے''شیطان کیوں ڈراتا ہے وضاحت کریں؟

جواب:''یقیناًیہ(تو)شیطان ہی ہے جوتمہیں اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے''1۔شیطان اپنے دوستوں سے اس لئے ڈراتا ہے تاکہ حق دب جائے اور باطل غالب آجائے۔2۔مشرکین میں سے جس نے ڈرایااورکہا کہ لوگ تمہارے لیے اکٹھے ہوچکے ہیں،وہ شیطان کے داعیوں میں سے ایک داعی ہے جواپنے دوستوں کوڈراتا ہے جوایمان سے محروم ہیں یاجن کاایمان کمزور ہے۔(تفسیرسعدی)

سوال2:شیطان اپنے دوستوں سے کیسے ڈراتا ہے؟

جواب:شیطان یہ وسوسہ اوروہم ڈالتا ہے کہ مسلمانوں کے دشمن بڑے مضبوط ہیں۔

سوال3:اللہ تعالیٰ نے شیطان کے وسوسوں سے بچنے کے لئے کیاتلقین کی ہے؟

جواب:اللہ تعالیٰ نے شیطان کے وسوسوں سے بچنے کے لئے اپناخوف دلایا ہے تاکہ مؤمن اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریں اوراُسی پربھروسہ کریں۔

سوال4:فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ '' چنانچہ تم اُن سے نہ ڈرواورمجھ سے ڈرواگرتم مومن ہو'' کی وضاحت کریں؟

جواب:1۔'' چنانچہ تم اُن سے نہ ڈرواورمجھ سے ڈرواگرتم مومن ہو'' خَافُوْنِ:میرے امور کی مخالفت سے بچ جاؤاور میرے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

رسول کے ساتھ جہاد کرو۔(تفسیر بیضاوی:118/2) 2۔ اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ:اس آیتِ کریمہ سے ثابت ہوتا ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کا خوف واجب ہے اور اللہ تعالیٰ کا خوف لوازمِ ایمان میں شمار ہوتا ہے۔ بندہ اپنے ایمان کی مقدار کے مطابق خوفِ الٰہی رکھتا ہے اور خوفِ محمود وہ ہے جو بندے کو اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ امور کے ارتکاب سے روک دے۔(تفسیرِ سعدی)

3۔اس کائنات میں قوت کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اس لیے انسان کو اُسی سے ڈرنا چاہیے۔وہ قوت والا ہے جو نفع اور نقصان پہنچانے پر قدرت رکھتا ہے،اس لیے مومنوں کو صرف اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے۔جب سارے اہلِ ایمان اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے بن جاتے ہیں تو دنیا کی کوئی قوت ان کے مقابلے میں ٹھہر نہیں سکتی۔

وَلَا یَحۡزُنۡکَ الَّذِیۡنَ یُسَارِعُوۡنَ فِی الۡکُفۡرِ ۚ اِنَّہُمۡ لَنۡ یَّضُرُّوا اللّٰہَ شَیۡئًا ؕ یُرِیۡدُ اللّٰہُ اَلَّا یَجۡعَلَ لَہُمۡ حَظًّا فِی الۡاٰخِرَۃِ ۚ وَ لَہُمۡ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ(176)

اور وہ آپ کو غم نہ پہنچائیں جو کفر میں جلدی کرتے ہیں، بلاشبہ وہ اللہ تعالیٰ کو ہرگز کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ آخرت میں ان کے لئے کوئی حصہ نہ رکھے،اُن کے لئے بڑا عذاب ہے۔(176)

سوال1:وَلَا یَحۡزُنۡکَ الَّذِیۡنَ یُسَارِعُوۡنَ فِی الۡکُفۡرِ ۚ اِنَّہُمۡ لَنۡ یَّضُرُّوا اللّٰہَ شَیۡئًا ؕ ''اور وہ آپ کو غم نہ پہنچائیں جو کفر میں جلدی کرتے ہیں، بلاشبہ وہ اللہ تعالیٰ کو ہرگز کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:1۔اس آیت کا اور اس کے بعد آنے والی دونوں آیتوں کا تعلق بھی غزوۂ احد سے ہے۔اس غزوے کے بعد منافقین کا نفاق،کفارِ قریش اور یہودِ مدینہ کا کفر اور ان کی سازشیں کھل کر سامنے آ گئیں تو رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس سے بڑی تکلیف ہوئی کہ ہزار جانفشانی کے باوجود یہ لوگ اسلام کیوں نہیں لاتے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں تسلی دی۔2۔جو لوگ کفر میں دوڑ دھوپ کر رہے ہیں وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ سے جنگ لڑ رہے ہیں۔اس جنگ میں انہیں ہرگز کامیابی نہیں ہوگی اس لیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں کمزور ہیں۔وہ دعوت اسلام کو نقصان نہیں پہنچا سکتے، نہ ہی اسلام کی دعوت دینے والوں کو نقصان پہنچا سکتے ہیں۔3۔وَلَا یَحۡزُنۡکَ الَّذِیۡنَ یُسَارِعُوۡنَ فِی الۡکُفۡرِ ''اور وہ آپ کو غم نہ پہنچائیں جو کفر میں جلدی کرتے ہیں'' رسول ﷺ کی شدید تمنا تھی کہ کافر مسلمان ہو جائیں اس لئے ان کے کفر اور جھٹلانے سے آپ ﷺ کو غم لاحق ہو جاتا۔

سوال2:یُسَارِعُوۡنَ فِی الۡکُفۡرِ ''جو کفر میں جلدی کرتے ہیں''کفر کی راہ میں جلدی کیا ہے؟

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جواب: کفر کی راہ میں جلدی یہ ہے کہ 1۔اسلام کی مخالفت کے لیے اپنے سارے ذرائع ،اپنی ساری قوتیں،اپنی فکر،اپناوقت، اپنامال،اپنی اولادیں سب کچھ جھونک دینا۔2۔اسلام کی مخالفت کی آگ ان کے نفس کے اندر بھڑک رہی ہے۔جتنی یہ آگ بڑھتی ہے اتناہی ان کی سرگرمیوں میں بھی تیزی آتی ہے۔3۔شاعر اسلام کے خلاف شاعری کرتے ہیں۔4۔ادیب اسلام کے خلاف ادب لکھتے ہیں۔5۔سائنس دان اسلحہ تیار کرتے ہیں۔6۔Think Tank مسلمانوں کے خلاف پالیسیاں بناتے ہیں۔7۔حکومتیں مسلمانوں کے اندر غدار پیدا کرتی ہیں۔8۔بین الاقوامی طور پر پراپیگنڈہ مہم چلائی جاتی ہے تاکہ اسلام کو پنپنے نہ دیا جائے۔

سوال3: رسول اللہ ﷺ کو کفر میں آگے بڑھنے والے لوگ کیسے غمگین کرتے تھے؟

جواب: رسول اللہ ﷺ کی شدید تمنا تھی کہ کافر مسلمان ہو جائیں اس لئے ان کے کفر اور جھٹلانے سے آپ ﷺ کو غم لاحق ہو جاتا تھا

سوال4: کیا آج بھی کفر کے لیے جلدی کی جارہی ہے؟

جواب: آج بھی یہ سارے ہتھکنڈے استعمال کیے جارہے ہیں۔کل اور آج میں فرق یہ ہے کہ کل کا مسلمان اسلام کو سمجھتا تھا، اس پر عمل پیرا تھا اور آج کا مسلمان اسلام کو نہیں سمجھتا۔

سوال5: کفر کے لئے جلدی کرنے والوں کے مقابلے میں ایمان کی راہ میں جلدی کیسے ممکن ہے؟

جواب: ایمان کی راہ میں جلدی ایسے ممکن ہے کہ 1۔اسلام کی حمایت میں اپنے سارے ذرائع ،اپنی قوتیں،اپنی فکر، اپنا وقت،اپنامال،اپنی اولادیں سب کچھ جھونک دینے سے ایمان کی راہ میں سبقت ممکن ہے۔2۔اسلام سے محبت اور اس کی حمایت جتنی بڑھے گی اتناہی سرگرمیوں میں بھی تیزی آئے گی۔3۔شاعر اسلام کے حق میں شاعری کریں۔4۔ادیب اسلام کے حق میں ادب لکھیں۔5۔سائنس دان اسلام کی سربلندی کے لیے اسلحہ تیار کریں۔6۔(Think Tank) اسلام کے حق میں پالیسیاں بنائیں۔7۔اسلام کی تبلیغ واشاعت کا کام بین الاقوامی طور پر منظّم انداز میں کریں۔

سوال6: اسلام کی راہ میں سبقت کے لیے دل کے اندر شوق،لگن،تڑپ کیسے پیدا ہوگی؟

جواب: 1۔آخرت کی جواب دہی کا احساس کرکے۔2۔دنیا سے لوٹ جانے کا احساس دلوں میں راسخ کرکے اسلام کی راہ میں سبقت کے لیے دل کے اندر شوق،لگن،تڑپ پیدا ہوگی۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سوال7: اِنَّهُمۡ لَنۡ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيۡـًٔا" بلاشبہ وہ اللہ تعالی کو ہرگز کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے" کی وضاحت کریں؟

جواب:" بلاشبہ وہ اللہ تعالیٰ کو ہرگز کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے" نبی ﷺ کو تسلی دی گئی ہے کہ وہ اللہ کے نبی اور اس کے صحابہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔ کفر کے لیے ساری سرگرمیوں کا وبال ان پر ہے آپ پر نہیں اور نہ ہی مومنوں پر ہے۔ وہ آپ سے جنگ نہیں کر رہے کہ آپ کو نقصان پہنچائیں وہ تو اللہ تعالیٰ سے جنگ کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو نقصان پہنچانے سے وہ عاجز ہیں۔ سو وہ اپنے سوا کسی کو نقصان نہیں پہنچا رہے۔ (تفسیر مراغی 115/2)

سوال8: يُرِيۡدُ اللّٰهُ اَلَّا يَجۡعَلَ لَهُمۡ حَظًّا فِى الۡاٰخِرَةِ" اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ آخرت میں ان کے لئے کوئی حصہ نہ رکھے" کی وضاحت کریں؟

جواب:" اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ آخرت میں ان کے لئے کوئی حصہ نہ رکھے" 1۔ ابنِ اسحاق کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ ان کے اعمال برباد کردے۔ (تفسیر جامع البیان: 192/4) 2۔ اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ ان کے لیے آخرت کی نعمتوں میں کوئی حصہ نہ ہو اسی وجہ سے انہیں ان کے کفر میں چھوڑ دیا ہے جب بھی وہ اس سے نکلیں گے اسی کی طرف لوٹا دیے جائیں گے۔ (ایسر التفاسیر: 226)

سوال9۔ وَلَهُمۡ عَذَابٌ عَظِيۡمٌ" ان کے لئے بڑا عذاب ہے" کی وضاحت کریں؟

جواب: مقاتل بن حیان نے کہا: عذاب عظیم سے مراد وافر عذاب ہے۔ (ابن ابی حاتم: 822/3)

اِنَّ الَّذِيۡنَ اشۡتَرَوُا الۡكُفۡرَ بِالۡاِيۡمَانِ لَنۡ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيۡـًٔا ۚ وَلَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ (177)

یقیناً جن لوگوں نے ایمان کے بدلے میں کفر خریدا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کو ہرگز کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے اور اُن کے لئے دردناک عذاب ہے۔ (177)

سوال1: اِنَّ الَّذِيۡنَ اشۡتَرَوُا الۡكُفۡرَ بِالۡاِيۡمَانِ لَنۡ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيۡـًٔا" یقیناً جن لوگوں نے ایمان کے بدلے میں کفر خریدا ہے وہ اللہ تعالیٰ کو ہرگز کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے" کی وضاحت کریں؟

جواب:" یقیناً جن لوگوں نے ایمان کے بدلے میں کفر خریدا ہے وہ اللہ تعالیٰ کو ہرگز کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے"

1۔ مجاہد کہتے ہیں اس سے مراد منافق ہیں۔ (تفسیر جامع البیان: 193/4) 2۔ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے ایمان کے مقابلے میں کفر کو چن لیا، پھر اس کفر میں اس شخص کی مانند رغبت کرنے لگے جو کسی محبوب مالِ تجارت کو خریدنے کے لیے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

اپنا محبوب مال خرچ کرتا ہے۔(تفسیرِ سعدی)3۔لَنۡ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيۡـئًا'' وہ اللہ تعالیٰ کو ہرگز کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے'' اللہ تعالیٰ نے تاکیدی طور پر یہ کہا ہے کہ وہ ایمان کے مقابلے میں کفر کے لیے اپنی بری تدبیروں سے اور اپنی اس تجارت سے کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے اس لیے آپ ان کی تدبیروں سے خوف نہ کھاؤ۔(قرطبی:219/2)

سوال2:لَنۡ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيۡـئًا ۚ وَلَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ''وہ اللہ تعالیٰ کو ہرگز کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے اور اُن کے لئے دردناک عذاب ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:وہ اللہ تعالیٰ کو ہرگز نقصان نہ پہنچا سکیں گے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں یہ تسلی دی ہے کہ کفر میں سبقت لے جانے والے آپ کا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکیں گے البتہ انہیں دردناک عذاب دیا جائے گا۔

سوال3۔وَلَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ'' اور اُن کے لئے دردناک عذاب ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب'':اور اُن کے لئے دردناک عذاب ہے''یعنی آگ کا عذاب ہے۔(ایسر التفاسیر:226)

وَلَا يَحۡسَبَنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡۤا اَنَّمَا نُمۡلِىۡ لَهُمۡ خَيۡرٌ لِّاَنۡفُسِهِمۡ‌ ؕ اِنَّمَا نُمۡلِىۡ لَهُمۡ لِيَزۡدَادُوۡۤا اِثۡمًا ‌ۚ وَلَهُمۡ عَذَابٌ مُّهِيۡنٌ (178)

اور جن لوگوں نے کفر کیا وہ ہرگز یہ گمان نہ کریں کہ یقیناً ہم اُنہیں جو مہلت دے رہے ہیں وہ اُن کے لیے بہتر ہے ہم اُنہیں اسی لئے مہلت دے رہے ہیں تا کہ وہ گناہ میں اور زیادہ بڑھ جائیں اور اُن کے لئے رُسوا کن عذاب ہے۔(178)

سوال1:وَلَا يَحۡسَبَنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡۤا اَنَّمَا نُمۡلِىۡ لَهُمۡ خَيۡرٌ لِّاَنۡفُسِهِمۡ‌ ؕ'' اور جن لوگوں نے کفر کیا وہ ہرگز یہ گمان نہ کریں کہ یقیناً ہم اُنہیں جو مہلت دے رہے ہیں وہ اُن کے لیے بہتر ہے'' کی وضاحت کریں۔

جواب:1۔'' اور جن لوگوں نے کفر کیا وہ ہرگز یہ گمان نہ کریں کہ یقیناً ہم اُنہیں جو مہلت دے رہے ہیں وہ اُن کے لیے بہتر ہے'' وہ لوگ جو اپنے رب کے ساتھ کفر کرتے ہیں، ان کے دین کو دور پھینکتے ہیں اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف جنگ کرتے ہیں، یہ نہ سمجھیں کہ ہمارا ان کو اس دنیا میں چھوڑ دینا، ان کا استیصال نہ کرنا اور ان کو مہلت دینا ان کے لیے بہتر ہے اور ہم ان سے محبت کرتے ہیں۔(تفسیرِ سعدی) 2۔یہ مہلت اور تاخیر ان کے حق میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے عنایت نہیں ہے۔یہ تو اللہ تعالیٰ کی سنت ہے جو اپنی مخلوق پر وہ جاری رکھتا ہے کیونکہ انسان کو جو خیر یا شر پہنچتا ہے وہ اس کے اعمال کا پھل

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

ہے۔اس سنت عادلہ کا تقاضا ہے کہ انسان اس مہلت سے دھوکے میں رہے اور اپنے فجور کو جاری رکھے اور اس گناہ میں پڑا رہے جو اس پر توہین آمیز عذاب کو مسلط کرواتا ہے۔(تفسیر المنار:205/4)

سوال:2۔کفر کرنے والوں کو مہلت دینے سے کیا مراد ہے؟

جواب:مہلت دینے سے مراد زندگی میں کفر کرنے اور کافرانہ کاموں کی مہلت ہے۔کافروں کو لمبی عمر مل رہی ہے۔انہیں ان کے حال پر چھوڑا جارہا ہے۔

سوال3:اِنَّمَانُمْلِیْ لَھُمْ لِیَزْدَادُوْٓا اِثْمًا''ہم اُنہیں اسی لئے مہلت دے رہے ہیں تاکہ وہ گناہ میں اور زیادہ بڑھ جائیں'' اللہ تعالیٰ نے اہلِ کفر کو مہلت کیوں دے رکھی ہے؟

جواب:1۔اللہ تعالیٰ کا یہ ارادہ ہے کہ آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہ رہے۔

2۔یہ مہلت اس لیے ہے کہ اہلِ کفر خوب بارِ گناہ سمیٹ لیں۔پھر ان کے لیے سخت ذلیل کرنے والی سزا ہے۔

سوال4:اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی مہلت سے جو لوگ فائدہ نہیں اُٹھاتے اُن کو کیا نقصان ہوتا ہے؟

جواب:اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی مہلت سے فائدہ نہ اُٹھانے والوں کے کفر اور فسق میں اضافہ ہوتا ہے اور اس طرح وہ جہنم کے عذاب کے مستحق بن جاتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:اَیَحْسَبُوْنَ اَنَّمَانُمِدُّھُمْ بِہٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِیْنَ ۝ نُسَارِعُ لَھُمْ فِی الْخَیْرٰتِ ؕ بَلْ لَّا یَشْعُرُوْنَ کیا وہ سمجھتے ہیں کہ یقیناً ہم اُنہیں مال اور بیٹوں سے مدد دے رہے ہیں؟ ہم اُنہیں بھلائیاں دینے میں سرگرمِ عمل ہیں۔بلکہ وہ شعور نہیں رکھتے۔(مومنون:55,56)

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۪ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ (179)

اللہ تعالیٰ ایسا نہیں ہے کہ وہ مومنوں کو اسی حالت پر چھوڑ دے جس پر تم ہو، یہاں تک کہ وہ ناپاک کو پاک سے الگ نہ کردے اور کبھی ایسا نہیں ہے اللہ تعالیٰ کہ وہ تمہیں غیب کی اطلاع دے لیکن اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے منتخب کرتا ہے چنانچہ تم اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور اگر تم ایمان لاؤ اور متقی بنو تو تمہارے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

لئے بہت بڑا اجر ہے۔(179)

سوال1: مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ "اللہ تعالیٰ ایسا نہیں ہے کہ وہ مومنوں کو اسی حالت پر چھوڑ دے جس پر تم ہو، یہاں تک کہ وہ ناپاک کو پاک سے الگ نہ کردے" اللہ تعالیٰ ناپاک کو پاک سے علیحدہ کیسے کرتا ہے؟

جواب: ''اللہ تعالیٰ ایسا نہیں ہے کہ وہ مومنوں کو اسی حالت پر چھوڑ دے جس پر تم ہو، یہاں تک کہ وہ ناپاک کو پاک سے الگ نہ کردے''1۔اللہ تعالیٰ مومنوں کو ایسی حالت میں نہیں چھوڑے گا یہاں تک کہ مومن کو منافق سے علیحدہ نہ کردے اور صبر کرنے والے مومن اور فاجر منافق الگ الگ نہ ہو جائیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ اور ہم تمہیں ضرور آزمائیں گے یہاں تک کہ ہم تم میں سے جہاد کرنے والوں اور ثابت قدم رہنے والوں کو جان لیں۔(محمد:31)(تفسیر المنیر :509/2)2۔حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ: ابنِ عباس نے کہا: اللہ تعالیٰ سعادت مندوں کو بد بختوں سے علیحدہ کردے گا۔(ابن ابی حاتم:824/3)3۔غزوۂ اُحد کے بعد منافقین ظاہر ہو گئے تھے اور مسلمان یہ جان گئے تھے کہ ہمارے گھروں میں بھی دشمن ہیں، اس لئے ان سے احتیاط کرنے لگے۔یہاں اللہ تعالیٰ نے اس غزوہ کی حکمت کو بیان کیا ہے کہ مومن اور منافق میں تمیز کئے بغیر نہیں چھوڑے گا۔

سوال2: اللہ تعالیٰ آزمائشوں سے کیوں گزارتا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ دوست اور دشمن، مومن اور منافق کو الگ الگ کرکے دشمنوں کو ذلیل کرنے کے لئے آزمائشوں سے گزارتے ہیں۔

سوال3: پاک اور ناپاک سے کیا مراد ہے؟

جواب: پاک سے مراد مومن اور ناپاک سے مراد منافق ہیں۔

سوال4: پاک اور ناپاک کا الگ ہونا کیوں ضروری ہے؟

جواب: منافق آستین کے سانپ تھے۔اگرچہ ایمان والوں کے اپنے گھر والے تھے تب بھی سچے ایمان والوں کی دشمنی کرنے سے باز نہیں آتے تھے۔ان دشمنوں سے محتاط رہنے کے لئے مؤمنوں اور منافقوں کی تمیز ضروری تھی۔

سوال5: پاک اور ناپاک کو علیحدہ کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کا کیا طریقۂ کار ہے؟

جواب:1۔اللہ تعالیٰ پاک اور ناپاک کو علیحدہ کرنے کے لئے آزمائشوں سے گزارتے ہیں۔2۔قتادہ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

مومنوں اور منافقوں کو الگ کرنے کے لئے جہاد اور ہجرت سے گزرواتے ہیں۔(تفسیر فتح القدیر:514/1)

سوال6:اللہ تعالیٰ کی نظر میں کوئی انسان مومن کب بنتا ہے؟

جواب:جب وہ اپنی جان اور اپنے مال کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں لگادے۔جان اور مال کی قربانی کے بغیر کسی کا ایمان معتبر نہیں۔

سوال7:وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ''اور کبھی ایسا نہیں ہے اللہ تعالیٰ کہ وہ تمہیں غیب کی اطلاع دے لیکن اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے،منتخب کر لیتا ہے۔یہ انتخاب کس مقصد کے لئے کیا جاتا ہے؟

جواب:''اور کبھی ایسا نہیں ہے اللہ تعالیٰ کہ وہ تمہیں غیب کی اطلاع دے''1۔اللہ تعالیٰ رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے غیب کا علم عطا فرماتا ہے جس کی وجہ سے منافقوں کی سازشیں کُھل جاتی ہیں۔2۔یہ اللہ تعالیٰ کی سنت جاریہ ہے کہ وہ عوام کو غیب پر مطلع نہیں فرماتے۔اس کے لئے اس کے ماسوا کوئی راستہ نہیں کہ وہ آزمائشوں کے ذریعے امتیاز کرے۔غیب کے ذریعے اللہ تعالیٰ انبیاء کو مطلع فرماتا ہے۔(تفسیر ثعالبی:142/2)3۔وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ''لیکن اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے منتخب کرتا ہے''اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروں میں سے جس کو چاہتا ہے منافقوں کے دِلوں کے نفاق اور کفر پر مطلع کر دیتا ہے جو ان کے اقوال وافعال سے ظاہر ہو جاتا ہے۔(تفسیر مراغی:118/2)4۔اللہ تعالیٰ اپنے چنے ہوئے رسولوں کو غیب کی کچھ باتوں کی اطلاع دیتا ہے جن کی ان کو نبوت کی دلیل کے طور پر ضرورت ہوتی ہے مگر وہ اس سے عالم الغیب نہیں بنتے،عالم الغیب ایک اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے۔(دعوۃ القرآن)اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا غیب کا جاننے والا وہی ہے،پس وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا۔(الجن:26)

سوال:8۔فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ''چنانچہ تم اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ'' کی وضاحت کریں؟

جواب:1۔مسلمانوں کا یہ کام نہیں کہ رسول سے اپنی مرضی کی غیب کی باتیں بتانے کا مطالبہ کریں،ان کا کام اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لانا ہے۔(دعوۃ القرآن) 2۔اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے کا حق ادا کرو۔(ایسر التفاسیر:227,228)

سوال:9۔وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ''اور اگر تم ایمان لاؤ اور متقی بنو تو تمہارے لئے بہت بڑا اجر ہے''اس آیت میں اجرِ عظیم تک لے جانے والے کون سے اعمال کا ذکر کیا گیا؟

جواب:''چنانچہ تم اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور اگر تم ایمان لاؤ اور متقی بنو تو تمہارے لئے بہت بڑا اجر ہے''

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

1۔اس آیت میں اجرِ عظیم تک لے جانے والے اعمال ایمان اور تقویٰ کا ذکر کیا گیا۔ابنِ اسحاق نے کہاوَ اِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا: یعنی تم رجوع کرو اور توبہ کرو تو تمہارے لئے اجرِ عظیم ہے۔(تفسیر جامع البیان:196/4) 2۔اگر تم ایمان کا حق ادا کرو وَتَتَّقُوْا: نفاق سے بچ جاؤ۔(تفسیر البیضاوی:122/2)

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ۭ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ۭ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ(180)

اور جولوگ بخل کرتے ہیں اس میں جواللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے فضل سے دیا ہے وہ ہرگز گمان نہ کریں کہ اُن کے لئے وہ بہتر ہے بلکہ اُن کے لئے وہ بہت ہی برا ہے،جلد ہی قیامت کے دن انہیں اس کا طوق پہنایا جائے گا جواُنہوں نے بخل کیا اور آسمانوں اور زمین کی میراث اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اور جوبھی تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس سے پوری طرح باخبر ہے۔(180)

سوال1:اس آیت کا شانِ نزول کیا ہے؟

جواب: جمہور مفسرین نے کہا کہ یہ مانعینِ زکوٰۃ کے بارے میں ہے۔2۔ابنِ عباس نے کہا کہ یہ یہودی علماء کے بارے میں ہے جنھوں نے بخل سے محمد کی صفات اوران کی نبوت کو چھپایا۔انہوں نے اس علم کو چھپایا جواللہ کی جانب سے ان کے پاس آیا۔(تفسیر منیر:507/2)

سوال2:وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ''اور جولوگ بخل کرتے ہیں اس میں جواللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے فضل سے دیا ہے وہ ہرگز گمان نہ کریں کہ اُن کے لئے وہ بہتر ہے بلکہ اُن کے لئے وہ بہت ہی برا ہے''انسان اپنا مال کیوں بچاتا ہے؟

جواب:''اور جولوگ بخل کرتے ہیں اس میں جواللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے فضل سے دیا ہے وہ ہرگز گمان نہ کریں کہ اُن کے لئے وہ بہتر ہے بلکہ اُن کے لئے وہ بہت ہی برا ہے''1۔انسان مال جمع کرنے کو اپنے لئے نفع بخش خیال کرتا ہے اس لئے مال جمع کرتا ہے۔2۔يَبْخَلُوْنَ: بخل سے مراد مال کا بچانا۔لغوی اعتبار سے اس کا مطلب ہے واجب حق کو روک دینا تو جوکسی انسان پر واجب نہیں تو اس کو روک دینے والا بخیل نہیں۔(تفسیر فتح القدیر:514/1) 3۔انسان مال کو حق داروں سے، اپنی ضرورتوں سے، رشتہ داروں سے، حاجتمندوں سے، دینی ضرورتوں سے بچاتا ہے۔4۔فرض زکوٰۃ کی ادائیگی اور دشمن کے دفاع کے لئے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

مال دینے سے رکنا بخل ہے۔(تفسیر مراغی:120/2)

سوال3:بخیلی انسان کے لیے کیوں اچھی نہیں ہے؟

جواب:1۔ربّ العزت فرماتے ہیں:وَ اَمَّا مَنۡۢ بَخِلَ وَاسۡتَغۡنٰی ۙ﴿۸﴾ وَ کَذَّبَ بِالۡحُسۡنٰی ’’اورلیکن جس نے بخل کیااور بے پرواہ ہوا اور بھلائی کوجھٹلایا۔‘‘(اللیل:10-8)2۔سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:’’سخی شخص اللہ تعالیٰ سے قریب ہے،جنت سے قریب ہے،اللہ تعالیٰ کے بندوں سے قریب اوردوزخ سے دور ہے۔بخیل اور کنجوس انسان اللہ تعالیٰ سے دور،جنت سے بھی دور،لوگوں سے بھی دوراوردوزخ سے قریب ہے۔بلاشبہ ایک بے علم سخی اللہ تعالیٰ کوعبادت گزار بخیل سے زیادہ پسند ہے۔‘‘(ترمذی:1961) 3۔سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:’’بخل(یعنی کنجوسی) سے بچو کیونکہ بخل نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کیا ہے اور بخل ہی کی وجہ سے انھوں نے لوگوں کے خون بہائے اورحرام کوحلال کیا۔‘‘(صحیح مسلم:6576) 4۔سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:’’آدمی میں بدترین خصلت سخت گھبراہٹ میں ڈال دینے والی حد سے بڑھی کنجوسی اورسخت بزدلی ہے۔‘‘(ابوداؤد)’’یعنی شح وایمان کسی مسلمان کے قلب میں جمع نہیں ہوسکتے‘‘ (مسند احمد:7499) 5۔سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے سنا کہ’’بخیل اورخرچ کرنے والے کی مثال ایسے دوشخصوں کی سی ہے جن کے بدن پرلوہے کے دوکرتے ہوں چھاتیوں سے ہنسلی تک۔جب خرچ کرنے کا عادی(سخی)خرچ کرتا ہے تو اس کے تمام جسم کو(وہ کرتہ)چھپالیتا ہے یا(راوی نے یہ کہا کہ)تمام جسم پر وہ پھیل جاتا ہے اوراس کی انگلیاں اس میں چھپ جاتی ہیں اور چلنے میں اس کے پاؤں کا نشان مٹتا جاتا ہے لیکن بخیل جب بھی خرچ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کرتے کا ہر حلقہ اپنی جگہ سے چمٹ جاتا ہے۔بخیل اسے کشادہ کرنے کی کوشش کرتا ہے لیکن وہ کشادہ نہیں ہو پاتا‘‘۔(صحیح بخاری:1443) 6 نبی صلی اللہ علیہ وسلم بخیلی سے بچنے کی دُعا کرتے تھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُبِکَ مِنَ الۡبُخۡلِ وَاَعُوۡذُبِکَ مِنَ الۡجُبۡنِ وَاَعُوۡذُبِکَ مِنۡ اَنۡ اُرَدَّ اِلٰی اَرۡذَلِ الۡعُمُرِ وَاَعُوۡذُبِکَ مِنۡ فِتۡنَۃِ الدُّنۡیَا (یعنی فِتۡنَۃِ الدَّجَّالِ) وَاَعُوۡذُ بِکَ مِنۡ عَذَابِ الۡقَبۡرِ

’’اے اللہ!میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں بخل سے اورآپ کی پناہ مانگتا ہوں بزدلی سے اورآپ کی پناہ مانگتا ہوں کہ بدترین عمر کی طرف پھیر دیا جاؤں اور دنیا کے فتنوں یعنی مسیح دجال کے فتنے سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں اورقبر کے عذاب سے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

آپ کی پناہ مانگتا ہوں۔'' (صحیح بخاری:6365)

سوال4:سَيُطَوَّقُوْنَ مَابَخِلُوْابِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ''جلد ہی قیامت کے دن انہیں اس کا طوق پہنایا جائے گا جو اُنہوں نے بخل کیا'' قیامت کے دن بخیلی کے طوق کیسے پہنائے جائیں گے؟

جواب:1۔سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قیامت کے دن زکوٰۃ نہ دینے والے کے مال کو ایک زہریلا خوفناک سانپ بنا کر طوق کی طرح اس کے گلے میں ڈالا جائے گا۔وہ اس کی باچھیں پکڑے گا اور کہے گا''میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں''۔2۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسے اللہ تعالیٰ نے مال دیا پھر اس نے اس کی زکوٰۃ نہیں ادا کی تو (آخرت) میں اس کا مال نہایت زہریلے سانپ بن کر جس کی آنکھوں کے اوپر دو نقطے ہوں گے۔اس کی گردن میں طوق کی طرح پہنا دیا جائے گا وہ سانپ اس کے دونوں جبڑوں کو پکڑ کر کہے گا کہ میں ہی تیرا مال ہوں، میں ہی تیرا خزانہ ہوں پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی''اور جو لوگ کہ اس مال میں بخل کرتے ہیں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دے رکھا ہے، وہ یہ نہ سمجھیں کہ یہ مال ان کے حق میں بہتر ہے''۔آخر تک۔(صحیح بخاری:4565)

سوال5:ہمارے یہاں اس بخل کی کون کون سی صورتیں رائج ہیں؟

جواب:1۔زکوٰۃ نہ دینا اور شادیوں پر دل کھول کر لٹانا۔2۔مسکین کو کھانا نہ کھلانا اور تقریبات پر دسیوں ڈشز کا اہتمام کرنا۔3۔ذاتی عیش و آرام کے لیے دل کھول کر خرچ کرنا اور دینی ضروریات کے لیے مٹھی بند کر لینا۔4۔اللہ تعالیٰ کے دین کے لیے تھوڑا سا خرچ کر کے رُک جانا کہ اتنا ہی بہت ہے۔

سوال6:وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ''اور آسمانوں اور زمین کی میراث اللہ تعالیٰ کے لیے ہے'' وضاحت کریں؟

جواب:1۔اصل مالک اللہ تعالیٰ ہے۔انسان اور دوسری مخلوقات کا قبضہ عارضی ہے۔2۔ہر ایک کو یہ قبضہ چھوڑنا ہے اور آخرِ کار سب کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس رہ جانا ہے۔3۔عقل والا وہ ہے جو مالک کے مال کو اس کے راستے میں دل کھول کر خرچ کرتا ہے۔4۔نادان وہ ہے جو مالک کے مال کو اُسی سے بچا بچا کر رکھتا ہے اور بالآخر وہ مال اس سے چھن جاتا ہے۔5۔اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ اور زکوٰۃ ادا کرو اللہ کی راہ میں صدقہ کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔(ایسر التفاسیر:228)

سوال7:وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ''اور جو بھی تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس سے پوری طرح باخبر ہے''کی وضاحت کریں؟

جواب:''اور جو بھی تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس سے پوری طرح باخبر ہے''اللہ تعالیٰ نے بخیلوں کو بخل سے روکنے کے لئے اپنے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

خبیر ہونے کا شعور دلایا ہے کہ :1۔زمین و آسمان کی میراث اللہ کی ہے ۔اس کے لئے خود عطا کرنا ہرگز مشکل نہیں ہے۔ 2۔مال بچا کر جولوگ بخیلی کررہے ہیں انہیں جان لینا چاہئے کہ قیامت کے دن یہ مال گردن میں طوق بنا کر پہنا دیا جائے گا اورکوئی بخیل بچ نہیں پائے گا کیونکہ ہر چیز کی اللہ تعالیٰ کوخبر ہے۔3۔اللہ تعالیٰ سے تم اپنے اعمال نہیں چھپا سکتے اس لئے ہر شخص اپنے نفس کو پاک کرلے۔

رکوع نمبر10

لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَآءُ ۘ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَقَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّنَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ (181)

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے یقیناً ان کی بات سن لی جنہوں نے کہا کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ فقیر ہے اور ہم مال دار ہیں،جلد ہی ہم لکھ دیں گے جوانہوں نے کہا اوران کا نبیوں کوناحق قتل کرنا بھی اور ہم کہیں گے کہ تم جلنے کا عذاب چکھو۔(181)

سوال1:لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَآءُ ’’بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے یقیناً ان کی بات سن لی جنہوں نے کہا کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ فقیر ہے اور ہم مال دار ہیں‘‘ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کس موقعے پر نازل فرمائی؟

جواب:ابن عباس نے کہا جب یہ آیت نازل ہوئی مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗٓ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً ۭ وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَيَبْصُۜطُ ۠ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ کون ہے وہ جواللہ تعالیٰ کوقرضِ حسنہ دے؟ سووہ اس کو بڑھا چڑھا کر اس کے لیے کئی گنا کردے اوراللہ ہی تنگی اور کشادگی پیدا کرتا ہے اوراسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔اس پر یہودیوں نے کہا:اے محمد ﷺ !تمہارا رب فقیر ہوگیا ہے کہ اپنے بندوں سے قرضے مانگتا ہے(البقرۃ:245)۔اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔(ابنِ کثیر)

سوال2۔لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَآءُ ’’بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے یقیناً ان کی بات سن لی جنہوں نے کہا کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ فقیر ہے اور ہم مال دار ہیں‘‘ کی وضاحت کریں۔

جواب:ابن ابی حاتم میں ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یہودیوں کے مدرسے میں گئے یہاں کا بڑا معلم فخاص تھا اوراس کے ماتحت ایک بہت بڑا عالم اشیع تھا۔لوگوں کا مجمع تھا اوروہ مذہبی باتیں سن رہے تھے آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:فخاص!اللہ تعالیٰ سے ڈر اور مسلمان ہوجا اللہ تعالیٰ کی قسم!تجھے خوب معلوم ہے کہ محمد ﷺ سچے رسول ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے حق لے کر آئے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

ہیں ان کی صفتیں تورات اورانجیل میں تمہارے ہاتھوں میں موجود ہیں توفخاص نے جواب میں کہا: ابوبکرؓ! سن اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ ہمارا محتاج ہے ہم اس کے محتاج نہیں اس کی طرف اس طرح نہیں گڑگڑاتے جیسے وہ ہماری جانب عاجزی کرتا ہے بلکہ ہم تو اس سے بے پرواہ ہیں اور مالدار ہیں اگر وہ غنی ہوتا تو ہم سے قرض طلب نہ کرتا جیسے کہ تمہارا پیغمبر کہہ رہا ہے۔ ہمیں تو سود سے روکتا ہے اور خود سود دیتا ہے اگر غنی ہوتا تو ہمیں سود کیوں دیتا۔ اس پر سیدنا ابوبکرؓ کو بہت غصہ آیا۔ اور فخاص کے منہ پر زور سے مارا اور فرمایا: اللہ کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم یہود سے معاہدہ نہ ہوتا تو میں تجھ اللہ کے دشمن کا سر کاٹ دیتا بدنصیب جھٹلاتے رہو اگر سچے ہو۔ فخاص نے جا کر اس کی شکایت نبی ﷺ سے کی ۔ آپ ﷺ نے سیدنا ابوبکرؓ سے پوچھا کہ آپ نے کیوں مارا۔ سیدنا ابوبکرؓ نے واقعہ بیان کیا۔ فخاص مکر گیا کہ میں نے تو ایسا کہا ہی نہیں اس پر یہ آیت اتری۔ (تفسیر جامع البیان:4/203۔202)

سوال3: سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَقَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ’’جلد ہی ہم لکھ دیں گے جو انہوں نے کہا اور ان کا نبیوں کو ناحق قتل کرنا بھی‘‘ سے کیا مراد ہے؟

جواب: ’’جلد ہی ہم لکھ دیں گے جو انہوں نے کہا‘‘1۔ اس سے مراد شدید وعید ہے کہ ہم اُن کی یہ بات ان کے خلاف درج کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم ان کی یہ بات لکھ لیں گے اس میں سخت وعید ہے 2۔ وَقَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ’’اور ان کا نبیوں کو ناحق قتل کرنا بھی اللہ تعالیٰ نے انہیں انبیاء کو ناحق قتل کرنا یاد دلایا ہے۔3۔ یہاں ’’ناحق‘‘ کی قید لگانے سے مراد یہ ہے کہ وہ نبیوں کو لاعلمی اور ضلالت کی وجہ سے قتل نہیں کرتے تھے بلکہ اس جرم کی قباحت کو جانتے ہوئے بھی سرکشی اور عناد کی بنا پر قتل انبیاء کے اقدام کی جرأت کرتے تھے۔ (تفسیر السعدی:1/455)

سوال4: وَّنَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ’’اور ہم کہیں گے کہ تم جلنے کا عذاب چکھو‘‘ یہ کب کہا جائے گا؟

جواب: ’’اور ہم کہیں گے کہ تم جلنے کا عذاب چکھو‘‘ 1۔ یہ بات قیامت کے دن انہیں کہی جائے 2۔ یہ بات انہیں ذلیل کرنے کے لیے کہی جائے گی کہ جلنے کے عذاب کا مزا چکھو۔

سوال5: یہود کو کس وجہ سے جہنم کی آگ میں داخل کیا جائے گا؟

جواب: 1۔ اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخیاں کرنے پر۔ 2۔ انبیاء علیہم السلام کو ناحق قتل کرنے پر۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ(182)

یہ اس وجہ سے ہے جو آگے بھیجا تمہارے ہاتھوں نے اور یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر کچھ بھی ظلم کرنے والا نہیں۔(182)

سوال1: ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ ''یہ اس وجہ سے ہے جو آگے بھیجا تمہارے ہاتھوں نے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: ''یہ اس وجہ سے ہے جو آگے بھیجا تمہارے ہاتھوں نے'' یعنی یہ عذاب ان اعمال کا نتیجہ ہے جو تم نے اپنے ہاتھوں آگے بھیجا یعنی تمہیں تمہارے کئے کا پھل مل رہا ہے۔2۔یہ جلنے کا عذاب جس کی حرارت کو آپ چکھتے رہے ہو یہ دنیا میں تمہارے اعما ل کے سبب ہے مثلاً: قتل انبیاء، اللہ کو فقیر کہنا، کفر، فسق اور نافرمانی کے کام وغیرہ۔

سوال2: اللہ تعالیٰ یقیناً بندوں کے لیے ظلم کرنے والا نہیں ہے۔اس بات کا شعور ربّ نے کیسے دلایا ہے؟

جواب:1۔اللہ تعالیٰ نے یہود کے ظلم کا تذکرہ کر کے یہ شعور دلایا ہے کہ یہ بندوں کے اعمال ہیں جس کی وجہ سے وہ عذاب میں مبتلا کئے جاتے ہیں۔2۔اللہ تعالیٰ مجرموں اور متقیوں، کافروں اور مومنوں کو ایک مقام و مرتبہ نہیں دے گا۔جیسا کہ فرمایا 3۔اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِيْنَ كَالْمُجْرِمِيْنَ ۝ مَا لَكُمْ ۫ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ''تو کیا ہم فرماں برداروں کو مجرموں کی طرح کر دیں گے؟ تمہیں کیا ہے، تم کیسے فیصلہ کرتے ہو؟''(القلم:35,36)4۔اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۫ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ ''کیا ہم اُن لوگوں کو جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کیے زمین میں فساد پھیلانے والوں کی طرح کر دیں؟ کیا ہم پرہیزگاروں کو بدکاروں جیسا کر دیں؟''(ص:28)5۔اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ ۭ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ''کیا جن لوگوں نے برائیوں کا ارتکاب کیا ہے اُنہوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ ہم اُنہیں اُن لوگوں کی مانند بنا دیں گے جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کیے کہ اُن کا جینا اور مرنا برابر ہو جائے؟ بہت بُرا ہے جو وہ فیصلہ کر رہے ہیں۔''(الجاثیہ:21)

سوال3: اللہ تعالیٰ نے یہ کہہ کر وَ اَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ''اور یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر کچھ بھی ظلم کرنے والا نہیں۔'' کیا ثابت کیا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ یقیناً بندوں کے لیے ظلم کرنے والا نہیں ہے۔اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ہر فیصلہ عدل کی بنیاد پر ہے۔ اگر وہ گناہوں پر سزا دیتا ہے تو گناہوں سے قبل وہ گناہوں کی حقیقت کو اپنے پیغمبروں کے توسط سے واضح کرواتا ہے۔گناہوں

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

پڑ ڈراوے دیتا ہے۔ بُرے انجام کو سامنے رکھ کر غور وفکر کا موقع دیتا ہے لیکن جب کوئی اپنے انجام سے بالکل بے فکر ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ انسانوں کے ساتھ انصاف کا معاملہ کرنے والا ہے، ظلم کرنے والے نہیں ہے۔

اَلَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ ۭ قُلْ قَدْ جَاۗءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِيْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالَّذِيْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْھُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (183)

جن لوگوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے یقیناً ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم کسی رسول پر اس وقت تک ایمان نہ لائیں یہاں تک کہ وہ ہمارے سامنے ایسی قربانی لائے جسے آگ کھا لے۔ آپ کہہ دیں کہ مجھ سے پہلے رسول بھی تمہارے پاس واضح دلیلیں اور وہ کچھ بھی لا چکے ہیں جو تم نے کہا، پھر تم نے اُنہیں قتل کیوں کیا؟ اگر تم واقعتاً سچے تھے (183)

سوال 1: اس آیت کا شان نزول کیا ہے؟

جواب: ابن عباس کہتے ہیں کہ کعب بن اشرف، مالک بن صیف، مخاص بن عاز اور ایک گروہ رسول اللہ کے پاس آیا۔ انہوں نے کہا اے محمد ﷺ! تم گمان کرتے ہو کہ اللہ کے رسول ہو اور اللہ تعالی نے آپکی طرف کتاب وحی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم سے عہد لیا کہ ہم اس وقت تک کسی رسول پر ایمان نہ لائیں یہاں تک کہ ہمارے پاس قربانی آئے جسے وہ آگ کھا لے جو آسمان سے آئے تو ہمارے پاس آگ لے آؤ تو ہم تمہاری تصدیق کر دیں گے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر مراغی: 123/2)

سوال 1: اَلَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ ’’جن لوگوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے یقیناً ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم کسی رسول پر اس وقت تک ایمان نہ لائیں یہاں تک کہ وہ ہمارے سامنے ایسی قربانی لائے جسے آگ کھا لے‘‘ آگ کے قربانی کو کھانے سے کیا مراد ہے؟

جواب: ’’جن لوگوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے یقیناً ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم کسی رسول پر اس وقت تک ایمان نہ لائیں یہاں تک کہ وہ ہمارے سامنے ایسی قربانی لائے جسے آگ کھا لے‘‘ اس سے مراد قربانی کے قبول ہونے کی وہ نشانی ہے جو پہلی امتوں میں ظاہر ہوتی تھی جس کی قربانی کو آگ کھا لیتی تھی اس کے بارے میں سمجھا جاتا تھا کہ اس کی قربانی قبول ہوگئی ہے۔

سوال 3: یہودیوں نے نبی پر ایمان لانے کے لیے یہ عذر کیوں پیش کیا؟

جواب: یہودیوں نے یہ عذر اس لئے پیش کیا کہ وہ ایمان لانے سے بچنے کے لیے بہانے بنا رہے تھے۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سوال4: قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِيْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالَّذِيْ قُلْتُمْ'' آپ کہہ دیں کہ مجھ سے پہلے رسول بھی تمہارے پاس واضح دلیلیں اور وہ کچھ بھی لا چکے ہیں جو تم نے کہا'' یہودیوں کے اعتراض کا کیا جواب دیا گیا؟

جواب:'' آپ کہہ دیں کہ مجھ سے پہلے رسول بھی تمہارے پاس واضح دلیلیں اور وہ کچھ بھی لا چکے ہیں جو تم نے کہا'' اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان سے کہو: اگر تم سچے ہو تو مجھ سے پہلے تمہارے پاس جو رسول آ چکے جو بہت سی نشانیاں بھی لا چکے اور وہ نشانی بھی لائے جس کا تم ذکر کرتے ہو تو ان رسولوں کو تم نے کیوں قتل کیا۔

سوال5۔ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ'' پھر تم نے اُنہیں قتل کیوں کیا؟ اگر تم واقعتاً سچے تھے'' کی وضاحت کریں۔

جواب: یہود کے اعتراض کو دور کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے ساتھ ان کے معاملات کے بارے میں سوال کیا ہے کہ انبیاء آئے تو آپ لوگوں نے مخالفت کی، جھٹلایا اور دشمنی رکھ کر قتل کر دیا اگر آپ حق کے دعوے دار اور پیروکار اور اپنے دعوے میں سچے ہو تو تمہیں نبیوں کو قتل نہیں کرنا چاہیے تھا۔ اس سے یہ پتہ چلا کہ آپ نہ حق کو مانتے ہو نہ انبیاء کو۔

فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَآءُوْ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ(184)

پھر اگر وہ آپ کو جھٹلاتے ہیں تو یقیناً آپ سے پہلے بھی کئی رسول جھٹلائے جا چکے ہیں جو واضح دلیلیں اور صحیفے اور روشن کتاب لائے تھے۔(184)

سوال1: فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ'' پھر اگر وہ آپ کو جھٹلاتے ہیں تو یقیناً آپ سے پہلے بھی کئی رسول جھٹلائے جا چکے ہیں''، نبی ﷺ کو یہود کے رویے پر کیسے تسلی دی گئی؟

جواب:'' پھر اگر وہ آپ کو جھٹلاتے ہیں تو یقیناً آپ سے پہلے بھی کئی رسول جھٹلائے جا چکے ہیں۔1۔ بنی اسرائیل کی تاریخ گواہ ہے کہ کوئی رسول ایسا نہیں گزرا جس کو اہلِ کتاب نے نہ جھٹلایا ہو حالانکہ پہلے تمام رسول بھی صحیح دلائل لے کر آئے تھے''۔ انہوں نے معجزات پیش کیے۔ انہوں نے ایسے صحیفے پیش کیے جن میں اللہ تعالیٰ کی ہدایت تھی یعنی زبور اور روشن کتابیں بھی مثلاً تورات اور انجیل۔

2۔ یہود نے واضح دلائل اور کتابیں آنے کے باوجود حق کو جھٹلا دیا تھا۔3۔ رسالت کا فریضہ ادا کرنا ہے اور اس راستے کی یہ مشکلات ہیں۔ نبی بلاتا ہے اور لوگ انکار کرتے ہیں لہٰذا آپ ﷺ گھبرائیں نہیں۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سوال2: جَآءُوْ بِالْبَیِّنٰتِ'' واضح دلیلیں لائے تھے'' بینات سے کیا مراد ہے؟

جواب:1۔بینات سے مراد واضح معجزات ہیں۔2۔قتادہ نے کہا:اس سے مراد حلال وحرام ہیں۔(تفسیر فتح القدیر:517/1)

سوال3: وَالزُّبُرِ'' اور صحیفے'' سے کیا مراد ہے؟

جواب: وَالزُّبُرِ سے مراد صحیفے ہیں۔قتادہ نے کہا: انبیاء کی کتب ہیں۔(تفسیر فتح القدیر:517/1)

سوال4: وَالْکِتٰبِ الْمُنِیْرِ''اور روشن کتاب'' سے کیا مراد ہے؟

جواب: اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی طرف سے انبیاء علیہم السلام پر نازل کی جانے والی کتاب ہے۔قتادہ نے کہا اس سے مراد قرآن ہے۔(تفسیر فتح القدیر:517/1)

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَ اِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ وَ مَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَاۤ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ (185)

ہر جان دار موت کو چکھنے والا ہے اور یقیناً تم قیامت کے دن ہی اپنے پورے اجر دیئے جاؤ گے، چنانچہ جو آگ سے بچا لیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا تو وہ کامیاب ہو گیا اور دنیا کی زندگی تو دھوکے کے سامان کے سوا کچھ نہیں۔(185)

سوال1: كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ'' ہر جان دار موت کو چکھنے والا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:1۔'' ہر جان دار موت کو چکھنے والا ہے''، ہر شخص نے موت کا مزہ چکھنا ہے۔اس سلسلے میں نیک اور بد کے درمیان فرق نہیں۔2۔دنیا کی زندگی محدود، عارضی اور متعین وقت تک ہے۔اس کا ختم ہونا ضروری ہے۔3۔موت تمام جھوٹے سہاروں کو توڑ ڈالے گی۔4۔عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے چوکھٹا خط کھینچا۔پھر اس کے درمیان ایک خط کھینچا جو چوکھٹے خط سے نکلا ہوا تھا۔اس کے بعد درمیان والے خط کے اس حصے میں جو چوکھٹے کے درمیان میں تھا، چھوٹے چھوٹے بہت خطوط کھینچے اور پھر فرمایا کہ'' یہ انسان ہے اور یہ اس کی موت ہے جو اسے گھیرے ہوئے ہے اور جو (بیچ کا) خط باہر نکلا ہوا ہے وہ اس کی امید ہے اور چھوٹے چھوٹے خطوط اس کی دنیاوی مشکلات ہیں۔پس انسان جب ایک (مشکل) سے بچ کر نکلتا ہے تو دوسری میں پھنس جاتا ہے اور دوسری سے نکلتا ہے تو تیسری میں پھنس جاتا ہے''۔(صحیح بخاری:6417)

سوال2: وَ اِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ''یقیناً تم قیامت کے دن ہی اپنے پورے اجر دیئے جاؤ گے'' کی وضاحت کریں؟

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جواب:1۔نبی کریم ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو تسلی دی جارہی ہے کہ یہ دنیا جزا کا مقام نہیں،عمل کا مقام ہے۔قیامت کا دن جزا وسزا کا ہے۔2۔قیامت کے دن ہر کسی کو اس کے اعمال کا بھرپور بدلہ دیا جائے گا۔ 3۔مومن کا اجر ثواب اور کافر کا اجر عقاب ہے(تفسیر فتح القدیر:518/1)

سوال3:فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ'' چنانچہ جو آگ سے بچالیا گیا اور جنت میں داخل کردیا گیا تو وہ کامیاب ہوگیا'' کی وضاحت کریں؟

جواب:1۔قیامت کے دن جو آگ سے بچالیا گیا اور جنت میں داخل کردیا گیا وہی کامیاب ہے۔2۔رسول اللہ نے فرمایا:جنت کی بالشت بھر جگہ دنیا ومافیہا سے بڑھ کر ہے اگر چاہو تو پڑھو فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ (مستدرک حاکم،ابن ابی حاتم)

سوال4:وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ '' اور دنیا کی زندگی تو دھوکے کے سامان کے سوا کچھ نہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:'' اور دنیا کی زندگی تو دھوکے کے سامان کے سوا کچھ نہیں''1۔الغرور سے مراد دنیا کی زینت ہے(ابن ابی حاتم:833/3)

2۔دنیا اور دنیا کا سامان ظاہر فریب چیزیں ہیں۔3۔یہاں کسی کا ناکام ہوجانا یا کامیاب ہونا اور ترقی کرنا آخرت کے لحاظ سے ایک ہی جیسی چیزیں ہیں۔4۔دنیا کی نعمتیں کسی کے حق پر ہونے کا ثبوت نہیں۔5۔دنیا میں کسی کا مصائب اور مشکلات میں مبتلا ہونا کسی کے غلط کار ہونے کا ثبوت نہیں۔6۔دنیا کا سامان دھوکہ دیتا ہے۔7۔حقیقی سامان جس کے لیے کوشش کرنی چاہیے وہ آخرت کی کامیابی کا سامان ہے۔8۔رب العزت نے فرمایا:بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۖ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۝ بلکہ تم دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو۔حالانکہ آخرت بہت بہتر اور ہمیشہ باقی رہنے والی ہے(الاعلیٰ:16,17)۔9۔وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَزِيْنَتُهَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ اور جو کچھ تمہیں دیا گیا ہے سو دنیا کی زندگی کا سامان اور اس کی زینت ہے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ بہترین ہے اور زیادہ باقی رہنے والا ہے،تو کیا نہیں تم سمجھتے؟(القصص:60)۔

10۔اس آیت کریمہ میں دنیا میں زہد کی ترغیب دی گئی ہے کہ یہ دنیا فانی ہے اور باقی نہیں رہے گی۔یہ محض دھوکے کا سامان ہے۔یہ اپنی چکاچوند،اپنے غرور اور اپنی ظاہری خوبصورتی سے انسان کو دھوکے میں مبتلا کرتی ہے۔پھر یہ دنیا ختم ہوجائے گی اور اس میں رہنے والے آخرت کے ٹھکانے میں منتقل ہوجائیں گے۔جہاں ہر نفس کو اچھے یا برے عمل کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا جو اس نے اس دنیا میں کیے۔(تفسیر السعدی:457/1)

سوال5:آخرت کو ترجیح دینے والوں اور دنیا کو ترجیح دینے والوں کے رویوں میں کیا فرق ہوتا ہے؟

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جواب:

آخرت کوترجیح دینے والے	دنیا کوترجیح دینے والے
1۔اللہ تعالیٰ کوکبھی نہیں بھولتے۔	1۔اللہ تعالیٰ کوبھول جاتے ہیں۔انہیں کسی بھی معاملے میں ربّ یادنہیں رہتا۔
2۔غلطی ہوتی ہے تو توبہ کرتے ہیں اوراللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔	2۔غلطی پرقائم رہتے ہیں، اعتراف نہیں کرتے۔انہیں نہ شرمندگی ہوتی ہے،نہ وہ اپنی غلطی کودورکرتے ہیں۔
3۔ایسی مجلسوں میں جاتے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم ہوتا ہو۔	3۔ایسی محفلوں میں جاتے ہیں جہاں اللہ تعالیٰ سے بےتعلقی ملے،دین سےنفرت ہوجائے اوربےحیائی کاموقع ملے۔
4۔اللہ تعالیٰ کی بڑائی کے لئے کوشش کرتے ہیں۔	4۔مال اوردنیا کےحصول کی کوشش کرتے ہیں۔
5۔اپنے جیسےانسانوں کےدکھ کومحسوس کرتے ہیں اورمحتاجوں کی مددکرتے ہیں۔	5۔معاشرے کےمحروم طبقات کے بارے میں دل میں کوئی نرم گوشہ نہیں رکھتے۔

سوال6:’’دنیا کی زندگی تودھوکے کےسامان کےسوا کچھ نہیں‘‘اس حقیقت کوجان کرانسان پرکیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟

جواب:1۔انسان کےاندرجب یہ حقیقت جگہ پکڑ لیتی ہےتودنیااس کی ترجیحات سےنکل جاتی ہے۔2۔انسان آخرت کے لیے ہرطرح کی مشکلات اورآزمائشیں برداشت کرنے کے قابل ہوجاتا ہے۔3۔انسان کا مالی نقطۂ نظربدل جاتا ہے۔وہ اپنے مال کواپنی آخرت سنوارنے کے لیے لگاتا ہے۔4۔انسان کی سرگرمیوں کامحورومرکزبدل جاتا ہے۔وہ آخرت کوبہتر بنانے کے لیے دنیامیں ایسی سرگرمیاں اختیارکرتا ہے جواس کے کام آئیں۔مثلاً ذاتی زندگی میں اللہ تعالیٰ کویاد رکھنا، ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا،اپنی غلطیوں پرتوبہ کرنا،ایسی محفلوں میں شرکت کرناجن سےاللہ تعالیٰ یادآئے،دنیا میں حق کابول بالاکرنے کے لیےکوششیں کرنا،محتاجوں کی مددکرنااورمعاشرتی خدمات کے لیےکوششیں کرنا۔

لَتُبْلَوُنَّ فِيْٓ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۣ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا ۭ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ(186)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

یقیناً تم اپنے مالوں اور اپنی جانوں میں ضرور آزمائے جاؤ گے اور یقیناً تم اُن سے ضرور بہت سی تکلیف دہ باتیں سنو گے جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی اور ان لوگوں سے بھی جنہوں نے شرک کیا اور اگر تم صبر کرو اور متقی بنو تو یقیناً یہ بلند حوصلہ کاموں میں سے ہے۔(186)

سوال1:اس آیت کا شان نزول کیا ہے؟

جواب: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ فَقِیۡرٌ سے یہاں تک سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور فخاص کے مابین جو معاملہ پیش آیا اس کے بارے میں یہ آیتیں نازل ہوئی ہیں۔کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بن اشرف یہودی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی شان میں ہجو (توہین وگستاخی) کے اشعار کہا کرتا تھا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔(لباب النقول فی اسباب النزول)

سوال2: جان اور مال کی آزمائشیں کیا ہیں؟

جواب:1۔اموال کی آزمائشوں میں نازل ہونے والی آفات ہیں اور انفاق فی سبیل اللہ ہے۔2۔جان کی آزمائش میں قید ہوجانا،زخمی ہوجانا،انواع واقسام کے خوف اور مصائب ہیں۔

سوال3:لَتُبۡلَوُنَّ فِیۡۤ اَمۡوَالِکُمۡ وَ اَنۡفُسِکُمۡ ’’اپنے مالوں اور اپنی جانوں میں ضرور آزمائے جاؤ گے‘‘ جان اور مال کی آزمائشیں کیوں آتی ہیں؟

جواب:’’اپنے مالوں اور اپنی جانوں میں ضرور آزمائے جاؤ گے‘‘ جان اور مال میں کمی کر کے مومن کو آزمانا ضروری ہے مومن کی آزمائش اس کے دین کے مطابق ہوتی ہے اگر وہ دین میں پختہ ہو تو مصائب بھی سخت آئیں گے۔(ابن کثیر:280/1)

1۔جنت کا راستہ مشکلات کا راستہ ہے اور زندگی کی مشکلات کیا ہیں؟ ناپسندیدہ کاموں سے خود کو روکنا اور خواہشاتِ نفس کے خلاف چلنا،یہ نفس کے لیے بھاری کام ہیں۔

2۔آزمائشوں سے ہی نیکی اور صبر کی قوتوں کو جگایا جاسکتا ہے۔

3۔راہ میں آنے والی مشکلات برداشت کرنے سے ہی انسان قابلِ اعتماد بنتا ہے۔

4۔جتنا انسان حق کے راستے کی مشکلات برداشت کرتا ہے اتنا ہی وہ راستہ اسے عزیز ہوجاتا ہے۔

5۔آزمائش ہر دعوتِ حق کی سنت ہے۔اس سے دعوت دینے والے کی دعوت مضبوط ہوجاتی ہے۔مقابلے کی وجہ سے ہی

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

انسان کے اندر کی خفیہ قوتیں جاگتی ہیں۔انسان ان کونشوونما دے سکتا ہے۔ان کو منظم کر کے ایک راستے پر لگا سکتا ہے۔
6۔آزمائش سے گناہ دھل جاتے ہیں۔

سوال4:سب سے زیادہ کس کی آزمائش ہوتی ہے؟

جواب:سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ ! کن لوگوں کی آزمائش سخت ہوتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:''پیغمبروں کی پھر جوان کے بعد مرتبے میں افضل ہیں، پھر جوان کے بعد افضل ہیں اور آدمی پر اس کے دین کے مطابق آزمائش آتی ہے۔اگر اس کا دین سخت اور قوی ہوتا ہے تو اس کی مصیبت بھی سخت ہوتی ہے اور اگر اس کے دین میں نرمی ہوتی ہے تو اسی انداز سے وہ مشکل آتی ہے یہاں تک کہ وہ زمین پر چلتا ہے اور کوئی گناہ اس پر باقی نہیں رہتا۔'' (ابنِ ماجہ:4023)

سوال5:آزمائش میں کامیاب ہونے والے کو کس چیز کا علم ہونا ضروری ہے؟

جواب:1۔اسے اپنے نفس کی حقیقت کا علم ہونا چاہئے۔ 2۔اسے یہ علم ہونا چاہیے کہ انسان کے اندر کون سی چھپی ہوئی قوتیں ہیں۔3۔اسے یہ علم ہونا چاہیے کہ ایک جماعت اور معاشرے کی تشکیل کیسے ہوتی ہے۔4۔اسے یہ علم ہونا چاہیے کہ دعوت کے اُصولوں اور نفس کی خواہشات کے درمیان کہاں کہاں جنگ ہوگی۔ 5۔اسے یہ علم ہونا چاہیے کہ شیطان کن کن دروازوں سے انسان کے اندر داخل ہوتا ہے۔ 6۔اسے یہ علم ہونا چاہیے کہ حق کے راستے میں پھسلن کہاں کہاں ہے۔
7۔اسے یہ علم ہونا چاہیے کہ انسان گمراہ کب کب ہوتا ہے۔

سوال6:ابتلاءوآزمائش سے کونسی صفات پیدا ہوتی ہیں؟

جواب:ابتلا سے صبر و استقامت کی عادت پیدا ہوتی ہے۔اخلاقی کمزوریوں کا علاج ہوتا ہے۔درجات بلند ہوتے ہیں مومنوں اور منافقوں میں امتیاز ہوتا ہے۔(تیسیر القرآن 336/1)

سوال7: وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا ''اور یقیناً تم اُن سے ضرور بہت سی تکلیف دہ باتیں سنو گے جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی اور ان لوگوں سے بھی جنھوں نے شرک کیا'' کی وضاحت کریں؟

جواب:''اور یقیناً تم اُن سے ضرور بہت سی تکلیف دہ باتیں سنو گے جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی اور ان لوگوں سے بھی جنھوں نے شرک کیا'' اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو جنگِ بدر سے پہلے یہ بات کہہ دی تھی ابھی وہ صبر سے کام لیں اور اللہ تعالیٰ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سے ڈر کر رہیں۔1۔اہلِ کتاب اور مشرک تمہارے خلاف پروپیگنڈہ کریں گے،شکوک وشبہات پھیلائیں گے۔2۔شبہات دعوت اور دعوت دینے والوں کے بارے میں ہو سکتے ہیں۔3۔اس مقصد کے لیے جدید نشر واشاعت کے وسائل بھی استعمال ہوں گے،سازشیں ہوں گی،تفرقہ پھیلانے کی کوششیں ہوں گی۔

سوال8:تکلیف دہ باتیں کس کو سننی پڑتی ہیں؟

جواب:جو شخص حق پر قائم ہو جاتا ہے یا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا کام کرتا ہے تو لازماً اسے ایذائیں دی جاتی ہیں۔ (الاساس فی التفسیر:954/2)

سوال9:تکلیف دہ باتوں کی دوا کیا ہے؟

جواب:1۔اللہ کے لیے صبر کرنا2۔اللہ سے مدد مانگنا۔3۔اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا(الاساس فی التفسیر:954/2)

سوال10: وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ" اور اگر تم صبر کرو اور متقی بنو تو یقیناً یہ بلند حوصلہ کاموں میں سے ہے " کی وضاحت کریں؟

جواب:"اور اگر تم صبر کرو اور متقی بنو تو یقیناً یہ بلند حوصلہ کاموں میں سے ہے"1۔صبر اور تقویٰ ہمت کے کاموں میں سے ہیں۔

2۔اللہ تعالیٰ کے خوف (تقویٰ) سے اور اپنے آپ کو قابو میں رکھنے (صبر) سے ہی مشکلات کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔

3۔حق کے راستے کی پھسلن سے بچنے اور گمراہ ہونے سے بچنے کے لیے یہ دو لازمی ہتھیار ہیں۔

4۔صبر اور تقوی کے لیے قوت ارادی،کمال عقل وفکر اور ایسے امور کی ضرورت ہے جن میں سستی نہیں برتی جا سکتی۔ (منیر:523/2)

سوال11:کہاں صبر کریں؟

جواب:1۔جان و مال کی ابتلاء وآزمائش میں۔اور اپنے صبر میں صبر شرعی حدود سے تجاوز نہ کرو یعنی ایسے مقام پر صبر نہ کرو جہاں صبر کرنا جائز نہ ہو بلکہ وہاں تمہارا کام اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے انتقام لینا ہو۔ (تفسیر السعدی:458/1) 2۔سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"جو مومن لوگوں سے مل کر رہتا ہے اور ان کی ایذا پر صبر کرتا ہے،اس کو اس مومن کی نسبت زیادہ ثواب ملتا ہے جو نہ لوگوں سے ملتا ہے اور نہ ان کی ایذا پر صبر کرتا ہے۔" (ابنِ ماجہ:4032)3۔سیدنا ابوعبیدہ خباب بن ارت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی جبکہ آپ خانہ کعبہ کے سایے میں ایک چادر کا تکیہ بنائے استراحت فرما تھے۔ہم نے کہا،آپ ہمارے لیے اللہ سے مدد کی دعا کیوں نہیں کرتے؟ آپ ﷺ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

نے فرمایا: (تمہیں معلوم ہونا چاہیے) کہ تم سے پہلے لوگوں کا (یہ حال ہوتا تھا کہ) آدمی پکڑ کر لایا جاتا، اس کے لیے زمین میں گڑھا کھود کر اس کو اس میں کھڑا کر دیا جاتا پھر اس کے سر پر آرا چلا کر اس کے دو ٹکڑے کر دیے جاتے اور لوہے کی کنگھیاں اس کے جسم پر پھیری جاتیں جس سے اس کا گوشت اور ہڈیاں تک متاثر ہو جاتیں۔ لیکن یہ (زمائشیں) اسے اس کے دین سے نہ پھیرتیں (اس لیے گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے) اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ اس معاملے کو ضرور مکمل فرمائے گا (دین اسلام کو غالب کرے گا) یہاں تک کہ ایک سوار (مسافر) صنعاء سے حضرموت تک (اکیلا) سفر کرے گا لیکن اسے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا ڈر نہیں ہوگا۔ لیکن تم جلد بازی کر رہے ہو۔ (صحیح بخاری:3612)

وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَ لَا تَكْتُمُوْنَهٗ فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ وَ اشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ (187)

اور جب اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے پختہ عہد لیا جنہیں کتاب دی گئی کہ تم اس کتاب کو لوگوں کے سامنے ضرور بیان کرتے رہو گے اور تم اس کو نہیں چھپاؤ گے تو انہوں نے اس عہد کو اپنی پشتوں کے پیچھے ڈال دیا اور اس کے بدلے انہوں نے بہت تھوڑی قیمت لے لی، سو کتنا بُرا ہے جس کو وہ خرید رہے ہیں! (187)

سوال1: وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ ''اور جب اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے پختہ عہد لیا جنہیں کتاب دی گئی کہ تم اس کتاب کو لوگوں کے سامنے ضرور بیان کرتے رہو گے'' اہلِ کتاب سے کیا عہد لیا گیا تھا؟

جواب: ''اور جب اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے پختہ عہد لیا جنہیں کتاب دی گئی کہ تم اس کتاب کو لوگوں کے سامنے ضرور بیان کرتے رہو گے''1۔ میثاق اس عہد کو کہتے ہیں جو بہت موکد اور بھاری ذمہ داری کا حامل ہو۔ یہ عہد اللہ تعالیٰ نے ہر اس شخص سے لیا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے کتاب عطا کی اور اسے علم سے نوازا۔ (تفسیر سعدی:459/1) 2۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے پختہ عہد لیا کہ اس کتاب کی تعلیمات کو لوگوں کے سامنے ضرور بیان کرتے رہو گے یعنی تورات اور انجیل کی تعلیمات کو نہیں چھپاؤ گے۔

سوال2۔ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَ لَا تَكْتُمُوْنَهٗ ''تم اس کتاب کو لوگوں کے سامنے ضرور بیان کرتے رہو گے اور تم اس کو نہیں چھپاؤ گے'' کی وضاحت کریں۔

جوب:1۔ ''لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ: تم لوگوں کے سامنے وہ سارے احکامات اور خبریں بیان کرو گے جو محمد کی نبوت کے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

بارے میں ہیں حتی کہ لوگ انہیں صحیح طور پر پہچان لیں (تفسیر المنیر :530/2) 2۔وَلَا تَكْتُمُونَهُ: سعید بن جبیر نے کہا: اس سے مراد محمد ہیں (ابن ابی حاتم:836/3) 3۔جسے کتاب دی گئی اور جسے علم سے نوازا گیا اس سے یہ عہد لیا کہ لوگ اس کے علم میں سے جس چیز کے محتاج ہوں وہ ان کے سامنے بیان کرے اور ان سے کوئی چیز نہ چھپائے اور نہ علم بیان کرنے میں بخل سے کام لے خاص طور پر جب اس سے کوئی مسئلہ پوچھا جائے یا کوئی ایسا واقعہ پیش آجائے جو علمی راہنمائی کا متقاضی ہو۔پس اس صورتحال میں ہر صاحب علم پر فرض ہے کہ وہ مسئلہ کو بیان کر کے حق اور باطل کو واضح کر دے۔ اور جن لوگوں کو اللہ تعالی نے اس توفیق سے نوازا ہے، وہ اس ذمہ داری کو پوری طرح نبھاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے جو علم ان کو عطا کیا ہے وہ اسے اللہ تعالی کی رضا کی خاطر لوگوں پر شفقت کی وجہ سے اور کتمان علم کے گناہ سے ڈرتے ہوئے لوگوں کو سکھاتے ہیں۔(تفسیر سعدی:459/1) 4۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس سے علم دین کا مسئلہ پوچھا گیا اور جان بوجھ کر اس مسئلے کو اس نے نہ بتایا تو قیامت کے دن وہ شخص آگ کی لگام دیا جائے گا''۔(ابوداؤد:3658) 5۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگ کہتے ہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بہت حدیثیں بیان کرتا ہے اور میں کہتا ہوں کہ قرآن کی دو آیتیں نہ ہوتی تو میں کوئی حدیث بیان نہیں کرتا۔پھر یہ آیت پڑھی' جسکا ترجمہ یہ ہے' کہ جو اللہ کی نازل کی ہوئی دلیلوں اور آیتوں کو چھپاتے ہیں (آخر آیت) رحیم تک۔(واقعہ یہ ہے کہ) ہمارے مہاجرین بھائی تو بازار کی خرید وفروخت میں لگے رہتے تھے اور انصار بھائی اپنی جائیدادوں میں مشغول رہتے اور ابو ہریرہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جی بھر کر رہتا (تاکہ آپ ﷺ کی رفاقت میں شکم پری سے بھی بے فکری رہے) اور (ان مجلسوں میں) حاضر رہتا جن (مجلسوں) میں دوسرے حاضر نہ ہوتے اور وہ (باتیں) محفوظ رکھتا جو دوسرے محفوظ نہیں رکھ سکتے تھے''۔(صحیح بخاری:118) 6۔سیدنا ابوذر b کا ارشاد ہے کہ ''اگر تم اس پر تلوار رکھ دو اور اپنی گردن کی طرف اشارہ کیا اور مجھے گمان ہو کہ میں نے نبی a سے جو ایک کلمہ سنا ہے گردن کٹنے سے پہلے بیان کر سکوں گا تو یقیناً میں اسے بیان کر ہی دوں گا''۔(صحیح بخاری،:10)

سوال3: فَنَبَذُوهُ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا'' تو انہوں نے اس عہد کو اپنی پشتوں کے پیچھے ڈال دیا اور اس

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

کے بدلے انہوں نے بہت تھوڑی قیمت لے لی'اہلِ کتاب کا عہد کرنے کے بعد کیا رویہ تھا؟

جواب:'' تو انہوں نے اس عہد کو اپنی پشتوں کے پیچھے ڈال دیا اور اس کے بدلے انہوں نے بہت تھوڑی قیمت لے لی''1۔انہوں نے اللہ تعالیٰ کی تعلیمات کو پھیلانے کا کام پسِ پشت ڈال دیا۔

2۔ان تعلیمات کو تھوڑی قیمت کے عوض یعنی دنیا کے فائدوں کی خاطر بدل ڈالا۔

3۔ابن جریر نے کہا:انہوں نے عہد توڑ ڈالا۔(تفسیر جامع البیان:212/4)

4۔رہے وہ لوگ جن کو کتاب عطا کی گئی،یعنی یہودی اور نصاری اور ان جیسے دیگر لوگ تو انہوں نے اس عہد اور میثاق کو پیٹھ پیچھے پھینک دیا اور اس میثاق کی انہوں نے پرواہ نہیں کی۔پس انہوں نے حق کو چھپالیا اور باطل کو ظاہر کیا،حقوق اللہ اور حقوق العباد کو حقیر سمجھتے ہوئے محرمات کے ارتکاب کی جرأت کی۔(تفسیر السعدی:459/1)

سوال4:وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا'' اور اس کے بدلے انہوں نے بہت تھوڑی قیمت لے لی'' کی وضاحت کریں۔

جواب:1۔انہوں نے حق کو چھپانے کی بہت تھوڑی قیمت لی اور یہ کہا جاتا ہے کہ دنیا اور اس میں جو کچھ ہے تھوڑی قیمت ہے۔2 یہود و نصاریٰ نے اس کتمان حق کے بدلے میں بہت معمولی قیمت لی۔وہ یہ تھی کہ انہیں کتمان حق کی بنا پر سرداری حاصل ہوئی اور ان کے گھٹیا پیروکاروں کی طرف سے،جو ان کی خواہشات کی پیروی کرتے تھے اور حق پر خواہشات کو مقدم رکھتے تھے،ان کو حقیر مال کے نذرانے پیش ہوتے تھے۔(تفسیر السعدی:459/1)

سوال5:فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ'' سو کتنا بُرا ہے جس کو وہ خرید رہے ہیں!'' کی وضاحت کریں؟

جواب:'' کتنی بری چیز تھی جو انہوں نے خریدی'' سے مراد دنیا کے وہ حقیر فائدے ہیں جن کی خاطر اہلِ کتاب نے اللہ تعالیٰ کا کلام بدل ڈالا۔

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ(188)

آپ ان لوگوں کو ہرگز خیال نہ کریں جو خوش ہوتے ہیں ان کاموں پر جو انہوں نے کیے اور چاہتے ہیں کہ اُن پر بھی ان کی تعریف کی جائے جو انہوں نے نہیں کیے چنانچہ آپ انہیں عذاب سے نکلنے میں ہرگز کامیاب خیال نہ کریں اور ان

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

کے لیے دردناک عذاب ہے۔(188)

سوال:اس آیت کا شان نزول کیا ہے؟

جواب1:ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے زمانے میں منافقین میں سے بعض ایسے تھے جو غزوہ کے لئے نکلے تو وہ پیچھے رہ گئے اور نبی ﷺ کے خلاف بیٹھ جانے سے خوش ہوئے۔ جب نبی ﷺ واپس تشریف لائے تو انھوں نے آپ ﷺ سے معذرت کی اور قسم اُٹھائی اور انھوں نے اس بات کو پسند کیا کہ ان کی تعریف کی جائے اس کام پر جو انھوں نے سرانجام نہیں دیئے تو آیت (لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ) نازل ہوئی ''اپنے کیے پر خوش ہونے والے لوگوں کو مت گمان کرو جو پسند کرتے ہیں اس بات کو کہ انکی تعریف کی جائے ایسے اعمال پر جو انھوں نے سرانجام نہیں دیئے پس آپ ﷺ انکے بارے میں عذاب سے نجات کا گمان نہ کریں۔''(صحیح مسلم:7033)

سیدنا حمید بن عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مروان نے اپنے چوکیدار رافع سے فرمایا:تم ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اوران سے کہو کہ اگر ہر شخص کو عذاب دیا گیا جو خوش ہوتا ہے اس پر جو اسے دیا جاتا ہے اور جو اس نے کیا نہیں اس پر وہ اپنی تعریف پسند کرتا ہے تو پھر ہم سب عذاب میں مبتلا ہوں گے''۔ابن عباس رضی اللہ عنہ فرمانے لگے:تمہارا اس آیت سے کیا تعلق ہے یہ آیت تو اہل کتاب کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

سوال2:لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا آپ ان لوگوں کو ہرگز خیال نہ کریں جو خوش ہوتے ہیں ان کاموں پر جو انہوں نے کیے اور چاہتے ہیں کہ اُن پر بھی ان کی تعریف کی جائے جو انہوں نے نہیں کیے'' وضاحت کریں؟

جواب:1۔سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں چند منافقین ایسے تھے کہ جب نبی ﷺ جہاد کے لیے تشریف لے جاتے تو یہ مدینہ میں پیچھے رہ جاتے اور پیچھے رہ جانے پر بہت خوش ہوا کرتے تھے لیکن جب نبی ﷺ واپس آتے تو عذر بیان کرتے اور قسمیں کھا لیتے بلکہ ان کو ایسے کام پر تعریف ہونا پسند آتا جس کو انہوں نے نہ کیا ہوتا اور بعد میں چکنی چپڑی باتوں سے اپنی بات بنانا چاہتے۔اللہ تعالیٰ نے اسی پر یہ آیت اتاری۔(بخاری:4567)

2۔سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی ﷺ نے اہل کتاب سے کوئی بات دریافت فرمائی جسے انھوں نے چھپا کر اس سے مختلف بیان کی جب وہ آپ ﷺ کے پاس سے نکل کر گئے تو آپ پر ظاہر کیا کہ ہم نے آپ کو اسی بات کی خبر دی ہے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جوانھوں نے ہم سے دریافت کی تھی اس پر وہ اپنی تعریف کے متمنی ہوئے اور جوان سے پوچھا گیا اس کے چھپانے پر خوش ہوئے۔'' (صحیح مسلم:7034)

سوال3:اس آیت میں کن لوگوں کی مذمت کی گئی ہے؟

جواب:1۔اس آیت میں ان لوگوں کی مذمت کی گئی ہے جو ریا کاری اور شہرت کے لئے کام کرتے ہیں اور کاموں کا جو اظہار کرتے ہیں اُتنا کام نہیں کرتے۔جو خوبیاں ان کے اندر نہیں ہوتیں ان کو اپنی طرف منسوب کرتے ہیں۔2۔اس آیت میں ریا کاروں اور شیخی خوروں کی مذمت ہے جو علم کے بغیر مسئلے بیان کرتے ہیں۔رسول نے فرمایا: جس نے مالدار ہونے کے لیے جھوٹا دعویٰ کیا اسے کمی نصیب ہوگی (مختصر ابن کثیر:281/1)

3۔نبی ﷺ نے فرمایا:''جس نے اپنے بارے میں کوئی جھوٹا دعویٰ کیا تا کہ لوگوں کے سامنے بڑا بنے تو اللہ تعالیٰ اس کا وقار گھٹا دیتا ہے۔'' (ابن کثیر)4۔نبی ﷺ نے فرمایا:''جو شخص کسی ایسی خوبی کا دعویٰ کرے جو اللہ تعالیٰ نے اسے نہیں دی، وہ جھوٹ اور فریب کے دو کپڑے پہننے والے کی طرح ہے۔'' (مسلم:5581)

سوال3:فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ'' چنانچہ آپ انہیں عذاب سے نکلنے میں ہرگز کامیاب خیال نہ کریں اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے، وضاحت کریں؟

جواب:1۔اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ سے فرمایا کہ آپ ﷺ یہ نہ سمجھیں کہ وہ عذاب سے بچ جائیں گے۔ایک دردناک عذاب ان کا انتظار کر رہا ہے۔2۔سیدنا ثابت بن قیس انصاری رضی اللہ عنہ خدمت نبوی میں حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے تو اپنی ہلاکت کا بڑا اندیشہ ہے آپ نے فرمایا کیوں؟ جواب دیا ایک تو اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے اس بات سے روکا ہے کہ جو نہ کیا ہو اس پر تعریف کو پسند کریں اور میرا حال یہ ہے کہ میں تعریف پسند کرتا ہوں' دوسری بات یہ ہے کہ تکبر سے اللہ نے روکا ہے اور میں جمال کو پسند کرتا ہوں تیسرے یہ کہ نبی ﷺ کی آواز سے بلند آواز کرنا ممنوع ہے اور میں بلند آواز ہوں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تو اس بات سے خوش نہیں کہ تیری زندگی بہترین اور باخیر ہو اور تیری موت شہادت کی موت ہو اور تو جنتی بن جائے خوش ہو کر کہنے لگے کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ یہ تو بہت ہی اچھی بات ہے چنانچہ یہی ہوا کہ آپ کی زندگی انتہائی اچھی گزری اور موت شہادت کی نصیب ہوئی' مسیلمہ کذاب کے ساتھ مسلمانوں کی جنگ میں آپ نے شہادت پائی۔(تفسیر ابن کثیر:502/1)3۔اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچنے کے لیے اس کے احکامات کی مخالفت سے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

بچو وہ ہر چیز کا مالک ہے ہر چیز پر قادر ہے اس کی قدرت سے کوئی بھاگ نہیں سکتا۔

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (189)

اور آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری طرح قدرت رکھنے والا ہے۔(189)

سوال1: وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ''اور آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: 1۔اللہ تعالیٰ زمین وآسمان کا بادشاہ ہے۔وہ ان تصورات سے بالاتر ہے۔جیسے یہودیوں نے کہا کہ اللہ فقیر ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ غنی ہے۔2۔اللہ تعالیٰ ہر چیز کا مالک ہے۔3۔اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔4۔زمین وآسمان کے خزانوں کا مالک ہے۔

سوال2: وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ''اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری طرح قدرت رکھنے والا ہے۔'' اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا شعور کیسے دلایا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان پر اپنی بادشاہت سے اپنی قدرت کا شعور دلایا ہے۔

رکوع نمبر 11

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ (190)

یقیناً آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں، رات اور دن کے بدلنے میں عقل مندوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں۔(190)

سوال1: اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کا شانِ نزول کیا ہے؟

جواب: سیدنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ ایک رات میری باری میں رسول اللہ ﷺ میرے پاس آئے۔میرے ساتھ سوئے تو مجھ سے فرمانے لگے: عائشہ! میں اپنے ربّ کی کچھ عبادت کرنا چاہتا ہوں مجھے جانے دو۔میں نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! اللہ کی قسم میں آپ ﷺ کا قرب چاہتی ہوں اور یہ بھی میری چاہت ہے کہ آپ ﷺ اللہ عزوجل کی عبادت کریں۔اب آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور ایک مشک میں سے پانی لے کر ہلکا سا وضو کیا اور نماز کے لیے کھڑے ہوئے۔پھر جو رونا شروع کیا تو اتنا روئے کہ داڑھی مبارک تر ہوگئی۔پھر سجدے میں گئے اور اس قدر روئے کہ زمین تر ہوگئی۔پھر کروٹ کے بل لیٹ گئے اور روتے ہی رہے یہاں تک کہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے آکر نماز کے لیے بلایا اور آپ ﷺ کے آنسو رواں دیکھ کر دریافت کیا: اے اللہ کے سچے رسول ﷺ! آپ ﷺ کیوں رو رہے ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے تو آپ ﷺ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا: بلال! میں کیوں نہ روؤں۔مجھ پر آج رات یہ آیت اُتری ہے:"اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ" افسوس ہے اس شخص پر جو اسے پڑھے اور اس میں غور وفکر نہ کرے۔(تفسیر ابن کثیر)

سوال2: اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ''یقیناً آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں، رات اور دن کے بدلنے میں عقل مندوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں۔'' کی وضاحت کریں؟

جواب:1۔گزشتہ آیتوں میں یہود کی بدنیتی اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ استہزاء کا بیان ہوا حتی کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو فقیر تک کہا۔آنے والی آیتوں میں انہیں اور دیگر انسانوں کو بتایا جا رہا ہے کہ اللہ تو سب کا ربّ، خالق، مالک اور معبود ہے، ہر چیز اس کے قبضۂ قدرت میں ہے اور ہر چیز اس کے تصرف میں ہے، وہ فقیر کیونکر ہو سکتا ہے!(تیسیر الرحمٰن) 2۔آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں، رات اور دِن کے بدل بدل کر آنے جانے میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی توحید اور اس کی عظمت اور کبریائی کی نشانیاں ہیں۔3۔الآیات سے مراد واضح دلائل ہیں جو کہ خالق کے وجود پر دلالت کرتی ہیں۔(فتح القدیر 521/7)

سوال3: کائنات پر غور وفکر کرنے سے انسان پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟

جواب:1۔کائنات پر غور وفکر کرنے سے خالق کی محبت انسان کے دل میں پیدا ہوتی ہے۔2۔خالق کے مطالبات پورے کرنے کے لیے اس کی طبیعت مائل ہوتی ہے۔3۔خالق کا خوف اور خشیت دل میں پیدا ہوتی ہے۔4۔انسان اپنے خالق کی طرف رجوع کرتا ہے۔5۔انسان اللہ تعالیٰ کی یاد اور اس کی عبادت کی طرف توجہ کرتا ہے۔

سوال4: لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ''عقل مندوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں'' عقل والے کون ہیں؟

جواب: عقل والے لوگ وہ ہیں جو غور وفکر کر کے اللہ تعالیٰ کو پہچان جاتے ہیں۔

سوال5: آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کے بدل بدل کر آنے جانے میں عقل والوں کے لئے کیا نشانیاں ہیں؟

جواب: آسمانوں اور زمین کی پیدائش پر غور وفکر کرنے والوں کے لئے کائنات میں خالقِ کائنات کی نشانیاں ہیں۔وہ غور وفکر کرتے ہیں اور اس کے نتیجے میں یہ سمجھ جاتے ہیں کہ کائنات کے بے خطا نظام کے پیچھے کوئی اسے چلانے والا، اس کی تدبیر اور انتظام کرنے والا ہے اور وہ ایک ہے۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سوال6: کائنات پرغوروفکر سے کون سے سبق ملتے ہیں؟

جواب:1۔ ہر چیز اپنے آغاز کے ساتھ ہی اپنے انجام کو پہنچ رہی ہے۔2۔ یہاں ایک چھوٹا سا بیج زمین میں ڈالا جائے تو پھل لے کر آتا ہے۔ کیسے ممکن ہے کہ کوئی انسان نیکی کی زندگی گزارے اور اسے اس کی کارگزاری کا کوئی پھل نہ ملے۔3۔ ایک بامعنی کائنات بے معنی انجام پر ختم نہیں ہوسکتی۔4۔ ہر رات کے بعد دن آتا ہے اور ہر دن کے بعد رات آتی ہے۔ ہر مشکل کے بعد آسانی آتی ہے۔ دنیا کی مشکلات کے بعد آخرت میں آسانی آئے گی۔ دنیا کی زندگی کی آسانیوں کے بعد آخرت میں مشکلات آئیں گی۔

سوال7: ان آیات کی کیا فضیلت ہے؟

جواب: رسول اللہ ﷺ ان آیات کو تہجد کے لئے اُٹھتے تو پڑھتے تھے یعنی اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے آخر سورت تک اور اس کے بعد وضو کرتے۔ (بخاری، کتاب التفسیر:4569)

اَلَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (191)

وہ لوگ جو کھڑے اور بیٹھے اور اپنے پہلوؤں پر لیٹے بھی اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غوروفکر کرتے ہیں، اے ہمارے رب! تو نے یہ سب کچھ بے مقصد نہیں بنایا، آپ پاک ہیں، سو ہمیں آگ کے عذاب سے بچالے۔ (191)

سوال1: اَلَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ’’وہ لوگ جو کھڑے اور بیٹھے اور اپنے پہلوؤں پر لیٹے بھی اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غوروفکر کرتے ہیں، اے ہمارے رب! تو نے یہ سب کچھ بے مقصد نہیں بنایا‘‘ انسان اس یقین تک کیسے پہنچتا ہے کہ اس کا کوئی خالق ضرور ہے جو قدرت رکھنے والا ہے؟

جواب:1۔ انسان جب اُٹھتے، بیٹھتے اور لیٹتے ہوئے ہر حال میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے، اس کی یاد سے کبھی غافل نہیں ہوتا اور اس کائنات پر غوروفکر کرتا ہے تو اس یقین تک پہنچ جاتا ہے کہ اس کا کوئی خالق ہے جو قدرت رکھنے والا، مدبّر اور حکمت والا

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

ہے۔2۔اللہ تعالیٰ نے یہاں اولوالباب یعنی عقل والوں کے اوصاف بیان کیے ہیں۔ 3۔ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب رات میں تہجد کے لیے کھڑے ہوتے تو یہ دعا کرتے۔''اے اللہ! تیرے ہی لیے تمام تعریفیں ہیں تو آسمان وزمین اوران میں موجود تمام چیزوں کا نور ہے، تیرے ہی لیے تمام تعریفیں ہیں تو آسمان وزمین اوران میں موجود تمام چیزوں کا قائم رکھنے والا ہے اور تیرے ہی لیے تمام تعریفیں ہیں، تو حق ہے، تیرا وعدہ حق ہے، تیرا قول حق ہے، تجھ سے ملنا حق ہے، جنت حق ہے، دوزخ حق ہے، قیامت حق ہے، انبیاء حق ہیں اور محمد رسول اللہ ﷺ حق ہیں۔اے اللہ! تیرے سپرد کیا، تجھ پر بھروسہ کیا، تجھ پر ایمان لایا، تیری طرف رجوع کیا، دشمنوں کا معاملہ تیرے سپرد کیا، فیصلہ تیرے سپرد کیا، پس میری اگلی پچھلی خطائیں معاف کر۔وہ بھی جو میں نے چھپ کر کی ہیں اور وہ بھی جو کھل کر کی ہیں تو ہی سب سے پہلے ہے اور تو ہی سب سے بعد میں ہے، صرف تو ہی معبود ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں''۔(صحیح بخاری:6317) 4۔سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان دونوں نے نبی ﷺ پر گواہی دیتے ہوئے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو قوم بھی بیٹھ کر اللہ رب العزت کے ذکر میں مشغول ہوتی ہے۔فرشتے انھیں گھیر لیتے ہیں اور (اللہ عزوجل کی) رحمت ڈھانپ لیتی ہے اور سکینت ان پر نازل ہوتی ہے اور اللہ اپنے پاس والوں میں ان کا ذکر فرماتا ہے۔(مسلم:6855)

سوال2:وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ''اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور وفکر کرتے ہیں''انسان ہر چیز پر غور وفکر کرنا کیسے شروع کرتا ہے؟

جواب:''اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور وفکر کرتے ہیں''1۔انسان کا ذہن اگر اپنے اردگرد ہونے والے واقعات، اپنے حالات ومعاملات میں اُلجھا رہے تو اس کا دل پراگندہ خیالات کی آماجگاہ بن جاتا ہے۔وہ دنیا کی اور اپنی حقیقت کے بارے میں سوچنے کے قابل نہیں ہوتا۔جب وہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے، اس کا ذکر کرتا ہے تو اس کا دل صاف ہونا شروع ہو جاتا ہے۔پھر وہ اردگرد کی کائنات کی طرف توجہ کرتا ہے۔پھر اس کی نظر کسی چیز پر پڑتی ہے تو اسے اپنے لئے اللہ تعالیٰ کی نعمت سمجھتا ہے اور اس میں عبرت پاتا ہے۔یوں وہ غور وفکر کرنا شروع کر دیتا ہے۔2۔ابن ابی الدنیا نے''کتاب التوکل والاعتبار''میں ابوسلیمان درانی کا قول نقل کیا ہے کہ میں جب اپنے گھر سے نکلتا ہوں اور میری نظر کسی چیز پر پڑتی ہے تو اسے اپنے لیے اللہ کی نعمت اور اس میں ایک عبرت پاتا ہوں، اللہ تعالیٰ نے مخلوقات میں غور کرنے کی دعوت دی ہے، گویا خالق کے بارے میں غور کرنے سے منع فرمایا ہے، اس لیے کہ اللہ کی ذات وصفات کی

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

منہیات کوکوئی نہیں سمجھ سکتا۔(تیسیر الرحمٰن:230)

سوال3:رَبَّنَامَاخَلَقْتَ هٰذَابَاطِلًا'' اے ہمارے رب! تو نے یہ سب کچھ بے مقصد نہیں بنایا''انسان کب پکار اُٹھتا ہے کہ اے ہمارے رب! تو نے یہ کائنات بے مقصد نہیں بنائی؟

جواب:''اے ہمارے رب! تو نے یہ سب کچھ بے مقصد نہیں بنایا''انسان جب زمین وآسمان کی تخلیق اور اس کی حکمتوں پر غوروفکر کرتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کی عظمت،اس کی رحمت،اس کی ربوبیت اور اس کی قدرت کی پہچان نصیب ہوتی ہے۔انسان کو جب ربّ تعالیٰ کی معرفت نصیب ہوتی ہے تو وہ پکار اُٹھتا ہے کہ اے ہمارے ربّ! تو نے یہ کائنات بے مقصد نہیں بنائی۔

سوال4:رَبَّنَامَاخَلَقْتَ هٰذَابَاطِلًا''اے ہمارے رب! تو نے یہ سب کچھ بے مقصد نہیں بنایا'' کی وضاحت کریں؟

جواب:جب عقل والے اللہ تعالیٰ کی کائنات میں غوروفکر کرتے ہیں تو اس حقیقت کو پالیتے ہیں کہ ہمارا کوئی رب ہے پھر وہ پُکار اُٹھتے ہیں کہ اے ہمارے رب! تو نے یہ سب کچھ فضول اور بے مقصد پیدا نہیں کیا۔تُو ہر عیب سے پاک ہے۔ہمیں آگ کے عذاب سے بچالے۔

سوال5:کائنات بنانے کا مقصد کیا ہے؟

جواب:کائنات بنانے کا مقصد انسانوں کا امتحان ہے۔

سوال6:انسان کا امتحان کیا ہے؟

جواب:انسان کا امتحان یہ ہے کہ وہ اختیار پانے کے بعد کہاں تک اَحسن عمل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

سوال7:دنیا کے امتحان میں کامیاب ہونے والے کے لئے کیا انعامات ہیں؟

جواب:دنیا کے امتحان میں کامیاب ہونے والے کے لئے کبھی ختم نہ ہونے والے انعامات ہیں۔ہمیشہ کی جوانی،صحت اور جنت کی لازوال نعمتیں ہیں۔

سوال8:دنیا کے امتحان میں ناکام ہونے والے کے لئے کیا انجام ہے؟

جواب:دنیا کے امتحان میں ناکام ہونے والے کے لئے آگ کا عذاب ہے۔

سوال9:سُبْحٰنَكَ فَقِنَاعَذَابَ النَّارِ'' آپ پاک ہیں، سو ہمیں آگ کے عذاب سے بچالے''عذابِ نار سے بچنے کی

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

دُعائیں کب کی جاتی ہیں؟

جواب:’’ آپ پاک ہیں،سوہمیں آگ کے عذاب سے بچالے‘‘عذابِ نار سے بچنے کی دُعائیں تب کی جاتی ہیں جب انسان کوربّ تعالیٰ کی معرفت کی وجہ سے تخلیقِ کائنات کی وجہ سمجھ آجاتی ہے۔

سوال10:’’ آسمان اورزمین کی سچائی اوررات اوردن کے بدل بدل کرآنے‘‘میں جوسچائی ہے اس کی سمجھ اوراس دُعامیں کہ ’’اےاللہ! آگ سے بچالے‘‘ کیاتعلق ہے؟

جواب:عقل والے جب کائنات کے اندرکام کرنے والی سچائی کو پالیتے ہیں تووہ یقین کرلیتے ہیں کہ کائنات کے اندرایک تقدیر،ایک تدبیراورایک حکمت کام کررہی ہے اوراس شعور کے ساتھ ہی وہ جہنم کاشعورحاصل کرلیتے ہیں اورفوراًہی انتہائی عاجزی اوریکسوئی سے،خشوع وخضوع سے کانپتے دل کے ساتھ دُعاکرتے ہیں اوریہ دُعاان کے دل کی گہرائیوں سے اُٹھتی ہے کہ’’اےاللہ! آگ سے بچالے‘‘۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا’’جوڈراوہ بھاگااورجو بھاگاوہ منزل کوگیا،سنو،اللہ کامال بہت مہنگاہے خبردار اللہ کامال جنت ہے۔‘‘(ترمذی:2450)سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا’’میں نے جہنم سے بھاگنے والے کسی شخص کوسوتےنہیں دیکھااورنہ ہی جنت کے کسی خواہش مندکوسوتے دیکھاہے۔‘‘(ترمذی:2601)

رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ(192)

اے ہمارے رب! بے شک جس کوتونے آگ میں ڈالا تو اُس کوتونے واقعی رُسواکردیا،اورظالموں کے لیے کوئی مددگار نہیں۔(192)

سوال1:رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ’’ اے ہمارے رب! بے شک جس کوتونے آگ میں ڈالا تو اُس کوتونے واقعی رُسواکردیا‘‘ کی دُعاسے کس چیز کااظہارہورہاہے؟

جواب:1۔اس دُعاسے پتہ چل رہاہے کہ عقل مندانسان کوآگ کے عذاب سے خوف آتاہے۔2۔اس سے بھی زیادہ خوف اس رسوائی سے ہوتاہے جودوزخ والوں کامقدر بننے والی ہے۔3۔ذہن اوردل کی دنیامیں زلزلہ اس شرمندگی اوررسوائی کی وجہ سے آتاہے جواہلِ جہنم کوہوگی۔4۔اس دُعاسے پتہ چل رہاہے کہ ان کویقین ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں کوئی کسی کی

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

مدد نہیں کرسکتا اس لیے کہ کسی ظالم کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔

سوال2: فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ ''تو اُس کو تو نے واقعی رُسوا کر دیا'' رُسوائی سے کیا مراد ہے؟

جواب: یہاں اس سے مراد حشر کے میدان میں سب کے سامنے توہین ورُسوائی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن ایک ایسے جہنمی کو لایا جائے گا جو دنیا میں سب سے زیادہ عیش وراحت میں تھا اسے دوزخ کی آگ میں غوطا دیا جائے گا پھر اس سے پوچھا جائے گا کہ اے آدم کے بیٹے! یہ بتا تو نے کبھی اچھا دور بھی دیکھا ہے؟ تجھ پر کبھی عیش وآرام کا زمانہ آیا ہے؟ وہ جواب دے گا: آقا! تیری ذات کی قسم میں تو اس کا تصور بھی نہیں کرسکتا پھر ایک ایسا بہشتی لایا جائے گا جو دنیا میں سب سے زیادہ بدحال اور مصیبت زدہ تھا جب اس پر بہشت کی نعمتوں کا رنگ چڑھ جائے گا تو اس سے کہا جائے گا کہ اے فرزندِ آدم کیا تو نے کبھی افلاس اور تنگی کا دور دیکھا ہے؟ کیا تو نے مصیبت اور سختی دیکھی ہے؟ وہ کہے گا پروردگار! تیری قسم! میں کبھی مصیبت اور تنگ دستی میں گرفتار نہیں ہوا میں کسی مصیبت میں مبتلا ہوا ہی نہیں۔'' (مسلم:7088) عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ہم میں سے ہر ایک کے ساتھ براہ راست، بغیر کسی ترجمان کے کلام کرے گا۔ پھر آدمی اپنی دائیں طرف دیکھے گا تو اسے سوائے اپنے عملوں کے کچھ نظر نہیں آئے گا۔ پھر وہ بائیں طرف دیکھے گا تو اسے سوائے اپنے عملوں کے کچھ نظر نہیں آئے گا۔ پھر وہ اپنے سامنے دیکھے گا تو آگ اس کا استقبال کرے گی۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جو اپنے چہرے کو آگ سے بچانے کی طاقت رکھتا ہو وہ ضرور بچائے خواہ کھجور کا ایک ٹکڑا صدقہ کر کے بچائے۔'' (ترمذی:2415)

سوال3: وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ''اور ظالموں کے لیے کوئی مددگار نہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب: ظالموں کے لیے فیصلے کے دن کوئی مددگار نہ ہوگا، انہیں ہمیشہ کے لئے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

سوال4: ظالم کون ہے؟

جواب: 1۔ظالم وہ ہے جو شرک کرتا ہے۔ 2۔ظالم وہ ہے جو ربّ کا نافرمان ہے۔ 3۔ظالم وہ ہے جو ربّ کے احکامات کا انکار کرتا ہے۔ 4۔ظالم وہ ہے جو ربّ سے کفر کرتا ہے۔

رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۖ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

مَعَ الْاَبْرَارِ(193)

اے ہمارے رب! بے شک ہم نے ایک پکارنے والے کوسنا جو ایمان کے لئے پکار رہا تھا کہ اپنے رب پر ایمان لے آؤ تو ہم ایمان لے آئے' اے ہمارے رب! پس ہمارے گناہ بخش دے اور ہماری برائیاں ہم سے دور فرما! اور ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ فوت کرنا۔(193)

سوال1: رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّکُمْ فَاٰمَنَّا'' اے ہمارے رب! بے شک ہم نے ایک پکارنے والے کوسنا جو ایمان کے لئے پکار رہا تھا کہ اپنے رب پر ایمان لے آؤ تو ہم ایمان لے آئے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:1۔منادی سے مراد نبی ﷺ کی ذات ہے اور لفظ منادی کا استعمال اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے پکار پکار کر اسلام کی دعوت پوری تندہی اور جانفشانی کے ساتھ لوگوں کے سامنے پیش کردی۔(تیسیر الرحمٰن)۔2۔قتادہ اور محمد بن کعب قرظی نے کہا منادی قرآن ہے اور اس کی دلیل مومن جنوں کا قول ہے: اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا(الجن:1)

سوال2: رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّکُمْ'' اے ہمارے رب! بے شک ہم نے ایک پکارنے والے کوسنا جو ایمان کے لئے پکار رہا تھا کہ اپنے رب پر ایمان لے آؤ'' اس دُعا سے مومن کے مزاج کے بارے میں کیا پتہ چلتا ہے؟

جواب:1۔اس دُعا سے قلبِ مومن کا جھکاؤ پتہ چلتا ہے۔جو حق کو سنتے ہیں اس کو مان لیتے ہیں لیکن ساتھ ہی اپنے گناہوں کا خیال آتا ہے تو اپنے ربّ سے غلطیوں، کوتاہیوں، گزشتہ نافرمانیوں اور گناہوں کی معافی مانگتے ہیں۔

2۔اس دُعا میں ایمان والوں کے خشوع وخضوع اور دُعا کی قبولیت کے لئے انتہائی رغبت کا اظہار ہو رہا ہے۔ایمان والے اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتے ہیں کہ ہماری برائیاں دور فرمادے اور ہمارا خاتمہ نیک لوگوں کے ساتھ کرنا۔

سوال3: رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا'' اے ہمارے رب! پس ہمارے گناہ بخش دے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: اس آیت میں ان پر اللہ تعالیٰ کے احسان، اس کی نعمت پر اظہارِ فخر اور اس ایمان کو اپنے گناہوں کی بخشش اور برائیوں کو مٹانے کے لیے وسیلہ بنانے کی خبر ہے کیونکہ نیکیاں برائیوں کو مٹادیتی ہیں۔وہ ہستی جس نے انہیں ایمان سے نوازا ہے وہی انہیں کامل امان سے نوازے گی۔(تفسیرِ سعدی)

سوال4: وَ کَفِّرْ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا'' اور ہماری برائیاں ہم سے دور فرما!'' کی وضاحت کریں؟

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جواب:''اور ہماری برائیاں ہم سے دور فرما!''اس سے مراد کبیرہ گناہ ہیں اور صغیرہ برائیوں کو بھی دور فرما۔(تفسیر فتح القدیر:522/1)

سوال5:وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ''اور ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ فوت کرنا''کی وضاحت کریں؟

جواب:1۔''اور ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ فوت کرنا''ابرار سے مراد انبیاء کے ساتھی نیک لوگ۔(قرطبی:243/2)

2۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا:فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ''تو وہ لوگ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا یعنی نبیوں،صدیقوں اور شہیدوں کے''(النساء:69)۔ 3۔اس دعا سے پتہ چلتا ہے کہ نیکی کرنا اور برائی کو ترک کرنا اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہوتا ہے جس کی بناء پر بندہ''ابرار''میں شمار ہوتا ہے اور اس توفیق کی بناء پر نیکی کرنے اور برائی چھوڑنے پر اپنی موت تک ہمیشہ ثابت قدم رہتا ہے۔(تفسیر سعدی)

سوال6:رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ''اے ہمارے رب! پس ہمارے گناہ بخش دینا اور ہماری برائیاں ہم سے دور فرما!اور ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ فوت کرنا''سچے ایمان کے نتیجے میں عذابِ نار سے بچنے کے لئے اہلِ ایمان کس کس چیز کی دُعائیں کرتے ہیں؟

جواب:1۔گناہوں کی معافی کی۔2۔برائیوں کو دور کرنے کی۔3۔نیکوکاروں کے ساتھ موت کی۔4۔قیامت کے دن کی رُسوائی سے بچنے کی۔

رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ(194)

اے ہمارے رب!جو وعدہ تُو نے ہم سے اپنے رسولوں کی زبانی کیا ہے ہمیں وہ عطا فرما اور قیامت کے دن ہمیں رسوا نہ کرنا!بلاشبہ تُو اپنے وعدے کی خلاف نہیں کرتا۔(194)

سوال1:رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ''اے ہمارے رب!جو وعدہ تُو نے ہم سے اپنے رسولوں کی زبانی کیا ہے ہمیں وہ عطا فرما اور قیامت کے دن ہمیں رسوا نہ کرنا!''کی وضاحت کریں؟

جواب:''اے ہمارے رب!جو وعدہ تُو نے ہم سے اپنے رسولوں کی زبانی کیا ہے ہمیں وہ عطا فرما اور قیامت کے دن ہمیں رسوا نہ کرنا!''1۔اس دُعا سے مومن کے یقین کا پتہ چلتا ہے کہ رسولوں نے آپ کے جو وعدے ہم تک پہنچائے ہیں ہمیں امید ہے آپ ان کو پورا فرمائیں گے۔2۔اس دعا سے مومن کے دین کا پتہ چلتا ہے کہ اس کے ذہن اور دل میں یہ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

اُمیدرچ بس جاتی ہے کہ ہمارا ربّ ہمیں قیامت کے دن شرمندہ ہونے سے، رسواہونے سے بچائے گا۔3۔اس دُعا سے مومن کے دل کی صفائی اورنرمی کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔4۔اس دُعا سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ دلِ مؤمن کے اندراللہ تعالیٰ کا خوف کس حدتک بڑھ جاتا ہے کہ پھراسے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے حیا آتی ہے۔

سوال2:رَبَّنَاوَاٰتِنَامَاوَعَدْتَّنَاعَلٰی رُسُلِكَ''اے ہمارے رب!جووعدہ تُو نے ہم سے اپنے رسولوں کی زبانی کیا ہے ہمیں وہ عطافرما''ایمان والے اللہ تعالیٰ کے وعدوں کا یقین کہاں سے حاصل کرتے ہیں؟

جواب:1۔ایمان والے اللہ تعالیٰ کے وعدوں کا یقین کائنات کے بےخطا نظام سے حاصل کرتے ہیں کہ ہر چیز اپنے مقصد کے مطابق اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق کام کررہی ہے۔2۔ایمان والے اللہ تعالیٰ کے وعدوں کا یقین اللہ تعالیٰ کی کتاب سے حاصل کرتے ہیں۔

سوال3:''اے ہمارے رب!جووعدہ تُو نے ہم سے اپنے رسولوں کی زبانی کیا ہے''اللہ تعالیٰ نے رسولوں کی زبانی کیا وعدے کئے ہیں؟

جواب:1۔ایمان لاکرعملِ صالح کرنے والوں کوبہترین بدلہ دیا جائے گا اورانہیں دنیا کی قیادت دی جائے گی۔

وَعَدَاللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ''اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ وعدہ کیا ہے جوتم میں سے ایمان لائے اورنیک عمل کیے کہ وہ ان کوزمین میں ضرور بہ ضرور جانشین بنائے گا جیسا کہ اس نے ان سے پہلے لوگوں کو جانشین بنایا تھا''(النور:55)

وَعَدَاللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ۭ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ''اللہ تعالیٰ نے مومن مردوں اورمومن عورتوں سے باغات کا وعدہ کیا ہے جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں،ان میں ہمیشہ رہنے والے ہیں،اور پاکیزہ رہائش گاہوں کا جوہمیشگی کے باغوں میں ہوں گی اوراللہ تعالیٰ کی تھوڑی سی رضامندی سب سے بڑی ہے،یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔''(التوبہ:72)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ''اے وہ لوگوجوایمان لائے ہو!اگرتم اللہ تعالیٰ کی مدد کروگےتو وہ تمہاری مدد کرے گا اورتمہارے قدم جمادے گا۔''(محمد:7)

2۔ایمان والوں کوقیامت کے دن رسوانہیں کیا جائے گا۔يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ''اس دن اللہ تعالیٰ نبی

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

کواوران لوگوں کو جواس کے ساتھ ایمان لائے ہیں، رسوانہ کرے گا'' (التحریم:8)

سوال4: وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ'' اور قیامت کے دن ہمیں رسوانہ کرنا!'' کی وضاحت کریں۔

جواب: '' اور قیامت کے دن ہمیں رسوانہ کرنا!''1۔ یہاں رسوائی سے مراد محشر میں تمام اہلِ موقف کے سامنے رسوائی۔

2۔اہلِ ایمان دعائیں کرتے ہیں کہ اے اللہ ہمیں آگ کے عذاب سے بچالے۔'' رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ''

سوال5: دُعاؤں کی خصوصیات کیا ہیں؟

جواب:1۔دُعائیہ الفاظ میں مٹھاس ہے، آواز کی نرمی ہے، لہجے کا سوز ہے، عاجزی ہے۔2۔ان دُعاؤں میں خشوع وخضوع ہے، توجہ الی اللہ ہے۔3۔ان دعاؤں کے گہرے اثرات انسان کی سماعت پر مرتب ہوتے ہیں۔4۔یہ دُعائیں دل سے نکل رہی ہیں اور دل پر اور گہرے نقوش چھوڑ رہی ہیں۔

سوال6: اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ'' بلاشبہ تُو اپنے وعدے کی خلاف نہیں کرتا '' کی وضاحت کریں؟

جواب: اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کے خلاف کرنے والا نہیں۔یہ ایمان والوں کا یقین ہے۔اسی بھروسے پر وہ ساری مشکلات برداشت کرتے ہیں۔ایمان والے اللہ کے وعدوں کا یقین اللہ تعالیٰ کی کتاب اور کائنات کے نظام سے حاصل کرتے ہیں۔

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّيْ لَآ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ ۚ فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ (195)

چنانچہ ان کے رب نے ان کی دُعا قبول فرمائی کہ بے شک میں تم میں سے کسی عمل کرنے والے کا عمل ضائع نہیں کروں گا، مرد ہو یا عورت، تم سب ایک دوسرے ہی سے ہو تو جن لوگوں نے ہجرت کی اور جو اپنے گھروں سے نکالے گئے اور میری راہ میں تکلیف دیئے گئے اور انہوں نے جنگ کی اور قتل کر دیئے گئے تو یقیناً میں ضرور ان کی برائیاں ان سے دور کر دوں گا اور یقیناً میں ضرور انہیں باغات میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ ان کا بدلہ ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کے پاس بہترین بدلہ ہے۔(195)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سوال1:اس آیت کا شانِ نزول بتائیں؟

جواب:تفسیر ابنِ کثیر میں ہے کہ سیدنا اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے ایک روز نبی ﷺ سے پوچھا کہ عورت کی ہجرت کا کہیں قرآن میں ذکر نہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ترمذی،حاکم اور سعید بن منصور نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے،انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ اے اللہ کے رسول!ہجرت کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے عورتوں کا نام نہیں لیا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: اَنِّیْ لَآ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ مرد ہو یا عورت میں کسی کا اجر ضائع نہیں کرتا۔(ترمذی کتاب تفسیر القرآن:23)

سوال2: فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ ''چنانچہ ان کے رب نے ان کی دُعا قبول فرمائی'' کی وضاحت کریں؟

جواب:''چنانچہ ان کے رب نے ان کی دُعا قبول فرمائی''اللہ تعالیٰ نے ان کی دُعا ان کے ایمان کی سچائی،ان کے ذکر،غور وفکر ،رب کی توحید بیان کرنے،اس کے رسولوں کی تصدیق کرنے اور اپنی غلطیوں اور گناہوں کے شعور کی اور شکر میں کمی اور مغفرت کی ضرورت کی وجہ سے قبول کی۔(تفسیر المراغی:136/2)

سوال3:فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّیْ لَآ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ''چنانچہ ان کے رب نے ان کی دُعا قبول فرمائی کہ بے شک میں تم میں سے کسی عمل کرنے والے کا عمل ضائع نہیں کروں گا،مرد ہو یا عورت،تم سب ایک دوسرے ہی سے ہو'' کی وضاحت کریں؟

جواب:اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کی دُعا قبول کر لی اور انہیں یہ خوشخبری دی ہے کہ وہ نیک اعمال کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا خواہ مرد ہو یا عورت۔1۔آخرت کی کامیابی کے لیے غور وفکر، دعائیں، گناہوں کی معافی کے ساتھ عمل ضروری ہے۔2۔یہ عمل سب کی جانب سے قبول کیا جائے گا خواہ کوئی مرد ہو یا عورت۔ 3۔مرد اور عورت انسان ہونے کی حیثیت میں برابر ہیں۔

سوال4:اَنِّیْ لَآ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ''بے شک میں تم میں سے کسی عمل کرنے والے کا عمل ضائع نہیں کروں گا، مرد ہو یا عورت''یہاں مرد اور عورت کے اجر کی الگ الگ وضاحت کیوں کی گئی ہے؟

جواب:''بے شک میں تم میں سے کسی عمل کرنے والے کا عمل ضائع نہیں کروں گا،مرد ہو یا عورت'' مرد اور عورت کے اجر کی وضاحت

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

اس لئے کی گئی ہے کہ اسلام نے مرد اور عورت کے درمیان کچھ معاملات میں فطری خصوصیات کی وجہ سے فرق رکھا ہے۔ یہاں یہ واضح کر دیا گیا کہ یہ نہ سمجھا جائے کہ نیک اعمال کی جزا میں بھی مرد اور عورت کے درمیان فرق کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کسی کام کرنے والے کے عمل کو ضائع نہیں کرتا۔

سوال5: انسان عمل پر کیسے آمادہ ہوتا ہے؟

جواب:1۔ کائنات پر غور وفکر کر کے اپنی بے بسی اور اللہ تعالیٰ کی عظمت کا احساس کر کے انسان عمل پر آمادہ ہوتا ہے۔ 2۔ اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کر کے انسان عمل پر آمادہ ہوتا ہے۔ 3۔ اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی معافی مانگ کر انسان عمل پر آمادہ ہوتا ہے۔ 4۔ اللہ تعالیٰ سے دُعائیں کر کے، مدد مانگ کر انسان عمل پر آمادہ ہوتا ہے۔ 5۔ اللہ تعالیٰ کے خوف سے انسان عمل پر آمادہ ہوتا ہے۔ 6۔ اللہ تعالیٰ سے اُمید باندھ کر انسان عمل پر آمادہ ہوتا ہے کہ اگر وہ اس راستے پر لایا ہے تو وہی چلائے گا۔

سوال6: بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ''تم سب ایک دوسرے ہی سے ہو'' کی وضاحت کریں؟

جواب: ''تم سب ایک دوسرے ہی سے ہو'' یعنی مرد ہو یا عورت پیدائش کے اعتبار سے، اعمال کے اجر کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں۔

سوال7: اسلام جان و مال کی کون سی ذمہ داریاں انسان پر عائد کرتا ہے؟

جواب:1۔ ہجرت 2۔ اسلام کی خاطر ساری اذیتوں کو برداشت کرنا۔ 3۔ اسلام کی سربلندی کے لیے (جہاد) جنگ کرنا۔ 4۔ ضرورت پڑنے پر اسلام کی خاطر جان دے دینا۔

سوال8: فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ''تو جن لوگوں نے ہجرت کی اور جو اپنے گھروں سے نکالے گئے اور میری راہ میں تکلیف دیئے گئے اور انہوں نے جنگ کی اور قتل کر دیئے گئے تو یقیناً میں ضرور ان کی برائیاں ان سے دور کر دوں گا اور یقیناً میں ضرور انہیں باغات میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی'' اللہ تعالیٰ کن لوگوں کی برائیاں ان سے دور کرتے ہیں؟

جواب:1۔ فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا ''تو جن لوگوں نے ہجرت کی'' اس سے مراد مکہ سے مدینہ آنے والے مہاجر ہیں۔ 2۔ فِيْ سَبِيْلِيْ : میرے دین، میری اطاعت اور میری عبادت کی راہ میں۔ (تفسیر منیر:538/2) 3۔ وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ ''اور جو اپنے گھروں سے نکالے گئے'' سیدنا خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم نے صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

ساتھ ہجرت کی، اللہ تعالیٰ ہمیں اس کا اجر دے گا ہم میں سے بعض تو اپنی محنت کا پھل کھائے بغیر دنیا سے چل بسے۔(فتوحات اور غنائم کا سلسلہ شروع نہیں ہوا تھا)ان میں سے ایک مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ ہیں وہ غزوہ احد 3ھ میں شہید ہوئے ان کو کفن پہنانے کے لیے ہمیں کوئی کپڑا نہ ملا سوائے ایک دھاری دار چادر کے۔اس چادر سے جب ہم ان کا سر ڈھانپتے تو ان کے پاؤں ننگے ہوجاتے تھے اور جب اسے ان کے پاؤں پر ڈالتے تو ان کا سر کھلا رہتا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ان کے سر کو ڈھانپنے کا حکم دیا اور پاؤں پر خوشبودار گھاس ڈالنے کا حکم دیا اور ہم میں سے بعض لوگوں کے پھل (دنیا میں) پک گئے اور وہ اسے کاٹنے لگے۔(بخاری کتاب الجنائز) 4۔وَاُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ ''اور میری راہ میں تکلیف دیئے گئے''سبیل سے مراد دینِ حق۔5۔اس سے مراد کہ جو اذیت انہیں مشرکوں سے اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے سبب ملی اور انہوں نے اس کے مطابق عمل کیا جو اللہ نے اپنے بندوں کے لیے شریعت بھیجی۔(تفسیر فتح القدیر:525/1) 6۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں ڈرایا اور ستایا گیا ہوں۔میری طرح نہ کسی کو ڈرایا گیا ہے اور نہ ستایا گیا ہے۔مجھ پر مسلسل تیس دن ایسے بھی گزرے ہیں کہ اس عرصہ میں میرے اور بلال کے لیے ایسی خوراک نہ تھی جسے کوئی جاندار کھا سکے سوائے اس تھوڑی سی چیز کے جو بلال نے اپنے بغل میں چھپا رکھی تھی۔''(ترمذی) 7۔خباب بن ارت رضی اللہ عنہ امیر المومنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو انہوں نے فرمایا: خباب میرے قریب بیٹھو اس جگہ پر بیٹھنے کے لیے تم سے زیادہ حقدار کوئی نہیں ہے سوائے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے سیدنا خباب بن ارت رضی اللہ عنہ نے اپنی پیٹھ کے وہ نشان دِکھائے جو مشرکینِ مکہ کے تشدد اور تعذیب کا نتیجہ تھے۔(ابن ماجہ: فضائل خباب) 8۔ایک غزوہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلی خون آلود ہوگئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''تو ہے کیا؟ صرف انگلی ہی تو ہے جو خون آلود ہوگئی ہے۔اور یہ زخم تجھے اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہوا ہے۔''(بخاری: کتاب الجہاد) 9۔قیس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ کو لوگوں سے کہتے سنا ہے کہ یہ ایک امر واقعہ ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے اور اپنی بہن (فاطمہ) کو اسلام لانے کی وجہ سے رسیوں سے باندھ رکھا تھا جبکہ وہ مشرف بہ اسلام نہ ہوئے تھے۔''(بخاری)

10۔ وَ قٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا ''اور انہوں نے جنگ کی اور قتل کر دیئے گئے''سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا''کہ جس مسلمان آدمی نے اللہ کی راہ میں اتنی دیر تک قتل کیا جتنی دیر اونٹنی کا دودھ دوہنے میں لگتی ہے، اس پر جنت واجب ہوگئی ہے۔''(ترمذی) 11۔لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ ''تو یقیناً میں ضرور ان کی برائیاں ان سے دور کر دوں گا'' جو اسلام کی عائد کردہ جان و مال کی ذمہ داریاں ادا کرتے ہیں۔12۔وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ''اور یقیناً میں

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

ضرورانہیں باغات میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی''

سوال9:ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ ''اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ ان کا بدلہ ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کے پاس بہترین بدلہ ہے۔''اللہ تعالیٰ کی طرف سے حسنِ ثواب کیا ہے؟

جواب:''اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ ان کا بدلہ ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کے پاس بہترین بدلہ ہے۔''1۔برائیاں دور کرنا۔ 2۔جنت میں داخل کرنا۔3۔سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:اللہ نیکی کے معاملہ میں مومن کے ساتھ ناانصافی نہیں کرتا،اس کو اس نیکی کا بدلہ دنیا میں بھی دیتا ہے اور آخرت میں بھی اور کافر جو نیکیاں اللہ کے لیے کرتا ہے اس کا بدلہ اسے دنیا ہی میں پورا پورا دے دیا جاتا ہے، پھر جب وہ آخرت میں پہنچے گا تو اس کی کوئی نیکی باقی نہیں ہوگی کہ جس کا بدلہ اسے دیا جائے۔(مسلم:7089)

لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِي الْبِلَادِ(196)

اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کا شہروں میں چلنا پھرنا آپ کو ہرگز دھوکے میں نہ ڈالے۔(196)

سوال1:لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِي الْبِلَادِ ''اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کا شہروں میں چلنا پھرنا آپ کو ہرگز دھوکے میں نہ ڈالے''شہروں میں چلنے پھرنے سے کیا مراد ہے؟

جواب:شہروں میں چلنے پھرنے سے مراد تجارت کے لئے ایک شہر سے دوسرے شہر یا ایک ملک سے دوسرے ملک جانا ہے۔

سوال2:تجارتی سفر کس مقصد کے لئے ہوتے ہیں؟

جواب:تجارتی سفر وسائل کی فراوانی کے لئے ہوتے ہیں۔

سوال3:لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِي الْبِلَادِ''اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کا شہروں میں چلنا پھرنا آپ کو ہرگز دھوکے میں نہ ڈالے''کی وضاحت کریں؟

جواب:1۔کافروں کی دولت مندی اور سیاسی قوت ایمان والوں کو دھوکے میں نہ ڈالے۔

2۔مسلمان جب مشکل معاشی حالات،محرومیوں،اذیتوں،جلاوطنی،تکالیف اور خوفناک حالات میں ہوں تو کافروں کے حالات مسلمانوں کو کھٹک سکتے ہیں۔ان کے دل میں کسک پیدا ہوسکتی ہے لیکن یہ دنیا کی زندگی کا تھوڑا سا سامان ہے۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سوال4:مسلمان کو دنیا کے ساز وسامان کو کتنی اہمیت دینی چاہیے؟

جواب: دنیا کا ساز وسامان جتنا دنیا کے لیے ضروری ہے اسی قدر مسلمان کو لینا چاہیے۔اس ساز وسامان کو اپنے لیے فتنہ نہیں بنانا چاہیے۔

مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۚ ثُمَّ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمِهَادُ(197)

بہت ہی تھوڑا فائدہ ہے، پھر ان کا ٹھکانہ جہنم ہوگا اور وہ بہت ہی بُرا بچھونا ہے۔(197)

سوال1:مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ''بہت ہی تھوڑا فائدہ ہے''متاعِ قلیل سے کیا مراد ہے؟

جواب:''بہت ہی تھوڑا فائدہ ہے''1۔اس سے مراد دنیا کی دولت ہے جو چند روزہ زندگی کا ختم ہونے والا سامان ہے۔2۔ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا''اے اللہ! آخرت کی زندگی کے سوا اور کوئی زندگی نہیں، پس تو انصار و مہاجرین میں صلاح کو باقی رکھ۔(صحیح بخاری:6413) 3۔صحیحین کی روایت ہے کہ ایک بار سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو چٹائی پر لیٹے دیکھا، ان کے پہلو پر چٹائی کا نشان دیکھ کر رونے لگے، تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ کیوں رو رہے ہو؟ سیدنا عمر نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! کسریٰ اور قیصر تو عیش کی زندگی گزاریں اور اللہ کے رسول کا یہ حال ہو! تو آپ نے فرمایا کہ کیا تم یہ پسند نہ کرو گے کہ ان کے لیے دنیا ہو اور ہمارے لیے آخرت۔(صحیح بخاری:5191)

سوال2: اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان کو دنیا میں کھو جانے سے کیسے بچایا ہے؟

جواب:1۔اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان کو انجام پر نظریں مرکوز رکھنے کی طرف توجہ دلائی ہے کہ ایمان سے محروم ہو کر جہنم کا عذاب ہے جس میں مال دار کافر اور دنیا کے دھوکے میں مبتلا افراد داخل کئے جائیں گے۔اللہ تعالیٰ نے سورہ مومن میں بھی اسی مضمون کو واضح فرمایا ہے:مَا يُجَادِلُ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ اِلَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَا يَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ اللہ تعالیٰ کی آیات میں نہیں جھگڑے کرتے مگر وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا، تو اُن کا شہروں میں چلنا پھرنا آپ کو دھوکے میں نہ ڈالے۔(المومن:4)

2۔اللہ تعالیٰ نے ایمان والے متقیوں کو اپنی مہمان نوازی کی طرف توجہ دلائی ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ بہت بہتر ہے۔

سوال3:ثُمَّ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمِهَادُ''پھر ان کا ٹھکانہ جہنم ہوگا اور وہ بہت ہی بُرا بچھونا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: دوزخ کے باب میں نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے صحیحین کی روایت ہے کہ کم سے کم دوزخ کا عذاب یہ ہوگا کہ آگ کی

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جوتیاں ان کم عذاب والے دوزخیوں کے پاؤں میں پہنادی جائیں گی۔جن سے ان کا بھیجا کھولنے لگے گا۔جس طرح دیگ میں پکتے وقت کوئی چیز کھولنے لگی ہے۔(صحیح بخاری 971/2)

لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ(198)

لیکن جولوگ اپنے رب سے ڈر گئے،ان کے لئے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں،یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے میزبانی ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ نیک لوگوں کے لئے بہت ہی بہتر ہے۔(198)

سوال1:لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ ''لیکن جولوگ اپنے رب سے ڈر گئے '' کی وضاحت کریں؟

جواب:''لیکن وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ سے ڈر گئے''ان کے لیے ان کے ربّ کے پاس جنتیں ہیں۔ربّ کا ڈر ہی انسانوں کو گناہوں سے،غلطیوں سے،غلط رویوں سے روکتا ہے۔ربّ کا ڈر ہی انسان سے ربّ کی رضا کے کام کرواتا ہے۔حقیقت یہ ہے کہ ربّ سے ڈرے بغیر جنت کا حصول ممکن نہیں۔

سوال2:لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ''ان کے لئے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی'' تقویٰ کی جزا کیا ہے؟

جواب:1۔جنت۔2۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں نے اپنے صالح اور نیک بندوں کے لیے وہ چیزیں تیار کر رکھی ہیں جنہیں کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی کے گمان وخیال میں وہ آئی ہیں۔سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر چاہو تو اس آیت کو پڑھ لو کہ ''سو کسی کو نہیں معلوم جو جو سامان آنکھوں کی ٹھنڈک کا ان کے لیے جنت میں چھپا کر رکھا گیا ہے۔''(بخاری:4780)

سوال3:خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ''اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں،یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے میزبانی ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:1۔اگر یہ مقدر کر لیا جائے کہ انہیں دنیا میں ہر قسم کی تکلیف،شدت،عناد اور مشقت کا سامنا کرنا پڑا تو یہ جنت میں ہمیشہ رہنے والی نعمتیں،کدورتوں سے سلامت زندگی،بے پایاں مسرت،خوشی اور تروتازگی کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں۔(تفسیر سعدی)

2۔مومنوں کی آخرت کی کامیابی کا ذکر ہے کہ وہ جنت میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ضیافت ہے۔

سوال4:نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ''یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے میزبانی ہے۔'' کی وضاحت کریں؟

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جواب:نُزُلًا:اس کے معنی ثواب کے ہیں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ لفظ نُزُلًا اسم مفعول کے معنوں میں ہو یعنی اللہ کی طرف سے اتارا گیا جیسے کہتے ہیں انزلتہ میں نے اس کو اتارا۔(بخاری کتاب التفسیر)

سوال5:وَمَاعِنْدَاللّٰہِ خَیْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ''اور جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ نیک لوگوں کے لئے بہت ہی بہتر ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:1۔ابرار وہ لوگ ہیں؟جن کے دل پاک اور اطاعت گزار ہوں اور ان کے اقوال وافعال بھی نیک ہوں۔

(تفسیر سعدی)2۔بخاری اور مسلم کی روایت ہے کہ ایک بار سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو چٹائی پر لیٹے دیکھا تو ان کے پہلو پر چٹائی کا نشان دیکھ کر رونے لگے۔رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: کیوں رو رہے ہو؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا:اے اللہ کے رسول ﷺ ! قیصر وکسریٰ تو عیش کی زندگی گزاریں اور اللہ کے رسول ﷺ کا یہ حال ہو۔آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم پسند کرو گے کہ ان کے لئے دنیا ہو اور ہمارے لئے آخرت۔

سوال6:وَمَاعِنْدَاللّٰہِ خَیْرٌ لِّلْاَبْرَارِ کے انسان پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟

جواب:1۔دنیا کے سامان اور اللہ تعالیٰ کے ہاں جو کچھ نیک لوگوں کے لیے ہے اگر اس کا موازنہ کرنا چاہیں تو دل سے شک نکل جاتا ہے۔یقین آجاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عطا بہت بڑی ہے۔2۔انسان کفر کے نتیجے اور تقویٰ کے انجام پر غور کر کے نیکی کے راستے کا انتخاب کرتا ہے۔

وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ ۙ لَا يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ(199)

اور بے شک اہلِ کتاب میں سے ایسے بھی ہیں جو یقیناً ایمان رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ پر اور اس چیز پر جو تمہاری طرف نازل کی گئی ہے اور جو ان کی طرف نازل کی گئی ہے،وہ اللہ تعالیٰ کے لئے خشوع کرنے والے ہیں،اللہ تعالیٰ کی آیات کے بدلے تھوڑی قیمت نہیں خریدتے،یہی لوگ ہیں جن کا اجر ان کے رب کے پاس ہے،بلاشبہ اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔(199)

سوال1:اس آیت کا شانِ نزول کیا ہے؟

جواب:امام نسائی نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب شاہ حبش نجاشی رضی اللہ عنہ کے انتقال کی خبر آئی تو رسول اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا ان پر نماز پڑھو،صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا ایک عبد حبشی کی

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

نماز پڑھیں،اس پراللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ابن جریر نے جابر رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔(ابن ابی حاتم:846/3)

سوال:2۔وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ ۙ لَا يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ''اور بے شک اہلِ کتاب میں سے ایسے بھی ہیں جو یقیناً ایمان رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ پر اور اس چیز پر جو تمہاری طرف نازل کی گئی ہے اور جو ان کی طرف نازل کی گئی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے لئے خشوع کرنے والے ہیں،اللہ تعالیٰ کی آیات کے بدلے تھوڑی قیمت نہیں خریدتے''اہلِ کتاب میں سے کون لوگ اللہ تعالیٰ کے اجر کے مستحق ٹھہریں گے؟

جواب:1۔جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں۔2۔جو پہلی الہامی کتابوں تورات اور انجیل کے ساتھ قرآن مجید پر بھی ایمان لاتے ہیں۔ابو بردہ بیان کرتے ہیں انہوں نے اپنے والد(ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ) سے سنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' تین طرح کے آدمی ایسے ہیں جنہیں دوگناہ ثواب ملتا ہے۔اول وہ شخص جس کی کوئی لونڈی ہو اور وہ اسے تعلیم دے اور اسے تعلیم دینے میں اچھا طریقہ اختیار کرے اسے ادب سکھائے اور اس میں سے اچھے طریقے سے کام لے پھر اسے آزاد کر کے اس سے شادی کرلے تو اسے دہرا اجر ملے گا،دوسرا وہ مومن جو اہل کتاب میں سے ہو کہ پہلے(اپنے نبی پر)ایمان لایا تھا' پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ایمان لایا تو اسے بھی دہرا اجر ملے گا' تیسرا وہ غلام جو اپنے مالک کے حقوق کی بھی ادائیگی کرتا ہے اور اپنے آقا کے ساتھ بھی بھلائی کرتا ہے'' اس کے بعد شعبی (راوی حدیث) نے کہا میں نے تمہیں یہ حدیث بلا کسی محنت ومشقت کے دے دی ہے۔ایک زمانہ وہ بھی تھا جب اس سے بھی کم حدیث کے لئے مدینہ تک کا سفر کرنا پڑتا تھا۔(بخاری:3011) 3۔جو اللہ تعالیٰ کے آگے خشوع کرنے والے ہیں۔4۔جو اللہ تعالیٰ کی آیات کو تھوڑی قیمت پر نہیں بیچتے۔

سوال:3وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ ''اور اس چیز پر جو تمہاری طرف نازل کی گئی ہے اور جو ان کی طرف نازل کی گئی ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:''اور اس چیز پر جو تمہاری طرف نازل کی گئی ہے اور جو ان کی طرف نازل کی گئی ہے''1۔یعنی اہلِ کتاب میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جنہیں بھلائی کی توفیق عطا کی گئی ہے،جو اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں وہ اس کتاب پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو تم پر نازل ہوئی اور اس پر بھی جو ان کی طرف نازل کی گئی اور یہی وہ ایمان ہے جو نفع پہنچاتا ہے۔اور اس شخص کے ایمان کی مانند نہیں جو بعض رسولوں اور کتابوں پر ایمان لاتا ہے اور بعض کو جھٹلاتا ہے۔(تفسیر السعدی)2۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ (52) وَاِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖٓ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَآ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ (53) اُولٰٓئِكَ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَاصَبَرُوْا وَيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ(54) جن لوگوں کو ہم نے اس سے پہلے کتاب دی ہے وہ اُس پر ایمان لاتے ہیں۔اور جب وہ اُنہیں پڑھ کر سنایا جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم اُس پر ایمان لائے ہیں، یقیناً ہمارے ربّ کی جناب سے وہ حق ہے، یقیناً ہم تو اس سے پہلے ہی فرمانبردار ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ ان ہیں اُن کا اجر دومرتبہ دیا جائے گا اس کے بدلے جو انہوں نے صبر کیا، اور وہ بُرائی کو بھلائی سے دور کرتے ہیں۔اور جو ہم نے اُنہیں رزق دیا ہے وہ اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔(القصص:54.52)

سوال4: خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ ”وہ اللہ تعالیٰ کے لئے خشوع کرنے والے ہیں“ کی وضاحت کریں؟

جواب:1۔اللہ تعالیٰ کے آگے خشوع کرنے والے، عاجزی کا سوال کرنے والے۔خشوع وہ کیفیت ہے جو کسی عظیم ہستی کی عظمت کے احساس سے انسان کے دل اور اس کے اعضاء پر طاری ہو جائے۔اللہ تعالیٰ کے لیے یہ کیفیت انسان کے دل میں تب پیدا ہوتی ہے جب وہ کائنات میں غور وفکر کر کے اللہ تعالیٰ کی عظمت کو پالیتا ہے۔2۔امام احمد نے ہجرت حبشہ سے متعلق ایک طویل حدیث روایت کی ہے، جس میں آیا ہے کہ جعفر بن ابی طالب نے جب نجاشی کے سامنے سورۃ مریم کی تلاوت کی، تو وہ اور اس کے پاس بیٹھے ہوئے دیگر علمائے نصاریٰ اس طرح روئے کہ آنسو سے ان کی داڑھیاں بھیگ گئیں۔(تیسیر الرحمٰن:233)3 بنابریں چونکہ ان کا ایمان عام اور حقیقت پر مبنی ہے اس لیے یہ نفع پہنچانے والا ہے، یہ ایمان ان کے دلوں میں خشیت الٰہی اور اللہ تعالیٰ کے جلال کے سامنے خشوع وخضوع پیدا کرتا ہے۔جو اللہ تعالیٰ کے اوامر ونواہی پر عمل کرنے اور اس کی مقرر کردہ حدود پر رک جانے کا موجب ہے اور یہی لوگ درحقیقت اہل کتاب اور اہلِ علم ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا درحقیقت اللہ تعالیٰ کے بندوں میں صرف علم رکھنے والے ہی اس سے ڈرتے ہیں۔(فاطر:28)(تفسیر سعدی)

سوال5: لَا يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ”اللہ تعالیٰ کی آیات کے بدلے تھوڑی قیمت نہیں خریدتے“ آیات کو تھوڑی قیمت پر بیچنے والوں سے کون لوگ مراد ہیں؟

جواب:”اللہ تعالیٰ کی آیات کے بدلے تھوڑی قیمت نہیں خریدتے“1۔اس سے مراد یہودی علماء ہیں جو اللہ تعالیٰ کے احکامات کو چُھپا کر لوگوں کی مرضی کے فیصلے کرتے اور نذرانے وصول کرتے تھے۔2۔یہ صفات یہود میں بہت کم تھی۔علمائے یہود میں سے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ جیسے ان صفات کے حامل چند لوگ تھے اور ان کی تعداد دس سے زیادہ نہ تھی البتہ عیسائیوں میں سے بہت سے لوگوں نے ایمان قبول کیا۔(دعوۃ القرآن)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سوال6: آیات کوتھوڑی قیمت پر بیچنے والے کس چیز سے محروم ہوجاتے ہیں؟

جواب: آیات کوتھوڑی قیمت پر بیچنے والے ایمان اورتقویٰ سے محروم ہوجاتے ہیں۔

سوال7: اُولٰٓئِکَ لَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ اِنَّ اللّٰہَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ ''یہی لوگ ہیں جن کا اجران کے رب کے پاس ہے بلاشبہ اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب لینے والا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: اہلِ کتاب میں سے جو ایمان رکھنے والے، اللہ تعالیٰ کے لئے خشوع کرنے والے اور اللہ تعالیٰ کی آیات کے بدلے تھوڑی قیمت نہیں خریدتے ان کا اجران کے رب کے پاس ہے، بلاشبہ اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا ۟ وَاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ(200)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! صبر کرو اور مقابلے میں جمے رہو اور مورچوں میں ڈٹے رہو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرجاؤ تا کہ تم کامیاب ہوجاؤ۔(200)

سوال1: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! صبر کرو اور مقابلے میں جمے رہو اور مورچوں میں ڈٹے رہو'' ایمان والوں کو سورت کے اختتام پر کیا ہدایات دی گئی ہیں؟

جواب: 1۔صبر کرو۔2۔اللہ تعالیٰ کے دین اور مسلمانوں کے دفاع کے لئے مورچہ بند رہو۔3۔حق کی خدمت کے لیے کمربستہ رہو، جہاد کے لیے تیار رہو۔4۔ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔

سوال2: اصْبِرُوْا ''صبر کرو'' کا حکم دیا گیا ہے۔ یہاں صبر سے کیا مراد ہے؟

جواب: 1۔سعید بن جبیر نے کہا صبر سے مراد فرائض پر صبر ہے۔2۔قتادہ نے کہا اس سے مراد اللہ تعالیٰ کے حق پر صبر ہے، اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر صبر ہے۔3۔اللہ تعالیٰ کی اطاعت اختیار کرنا۔4۔شہوتوں کو ترک کرنے میں اپنے نفس کو ثابت قدم رکھنا۔

سوال3: دعوتِ اسلامی کے میدان میں صبر کے مواقع کون کون سے ہیں؟

جواب: 1۔خواہشات پر صبر۔2۔لالچ اور حرص پر صبر۔3۔رغبتوں پر صبر۔4۔آرزوؤں پر صبر۔5۔اپنی کمزوری اور نقص پر صبر۔6۔افسردگی پر صبر۔7۔نفس کی جلد بازی پر صبر۔8۔لوگوں کی خواہشات پر صبر۔9۔لوگوں کی کمزوری پر صبر۔
10۔لوگوں کی جہالت اور بُری سوچ پر صبر۔11۔لوگوں کے مزاج بدلنے پر صبر۔12۔لوگوں کے غرور پر صبر۔13۔لوگوں کی

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

چالبازیوں پرصبر۔14۔لوگوں کی جلد بازیوں پرصبر۔15۔باطل کے غرور پرصبر۔16۔کفر کی گندگی پرصبر۔17۔برائی کے پھلنے پھولنے پرصبر۔18۔مددگاروں کی کمی پرصبر۔19۔کرب اور بے چینی میں شیطان کے ڈالے گئے وسوسوں پرصبر۔ 20۔غم اورتھکاوٹ پرصبر۔21۔دل کی تنگی اور گھٹن پرصبر۔

سوال4:صَابِرُوْا سے کیامراد ہے؟

جواب:جنگ کی شدتوں میں دشمن کے مقابلے میں ڈٹے رہنا۔یہی مصابرۃ ہے۔

سوال5:صَابِرُوْا کا الگ ذکر کیوں کیا گیا؟

جواب:1۔صَابِرُوْا کا الگ ذکر اس لئے کیا گیا کہ یہ صبر کی سخت ترین صورت ہے۔2۔مصابرت جنگ کی مصیبتوں پرصبر۔ (تفسیر فتح القدیر:526/1)

سوال6:وَرَابِطُوْا سے کیامراد ہے؟

جواب:1۔قتادہ نے کہا اللہ کے راستے میں مورچوں پر ڈٹے رہنا۔(تفسیر جامع البیان:229/4)اس سے مراد ہے جنگ کے میدان میں ہروقت چوکنا رہنااور جہاد کے لئے تیار رہنا ہے۔یہی مرابطہ ہے۔ 2۔ناگواری کے حالات میں مکمل وضو کرنے،مسجدوں میں زیادہ دور سے چل کر جانے اورنماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنے کو بھی رباط کہا گیا ہے۔(مسلم) 3۔غزوۂ احد میں بعض مسلمانوں نے اس مورچے کو چھوڑ دیا جہاں رسول اللہ ﷺ نے ان کو متعین کیا تھا،چونکہ ان کی اس نافرمانی کی وجہ سے مسلمانوں کو شدید نقصان پہنچا تھا لہٰذا اللہ تعالیٰ نے آخر میں پھر اسی بات پر زور دیا کہ مورچوں پر جمے رہا کرو،آئندہ کبھی مورچوں کو نہ چھوڑنا۔وہیں رہ کر دشمن کے حملے کو روکو۔میدانِ جنگ اور اسلامی سرحدوں کی حفاظت کرو۔ (دعوۃ القرآن) 4۔وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ قوت اور تیار بندھے رہنے والے گھوڑے مہیا رکھو۔تم اس سے اللہ تعالیٰ اور اپنے دشمنوں اوران دشمنوں کو خوف زدہ کرتے ہو۔(سورۃ الانفال:60) 5۔مرابطہ سے مراد:اس مقام پر جمے رہنا جہاں سے دشمن کے آنے کا خطرہ ہو۔نیز یہ کہ اہل ایمان دشمنوں سے ہوشیار رہیں اوران کو اپنا مقصد حاصل نہ کرنے دیں شاید فلاح پالیں یعنی دینی اوردنیاوی اوراخروی محبوب شے کے حاصل کرنے میں وہ کامیاب ہو جائیں اوراسی طرح سے ناپسندیدہ چیزوں سے نجات پالیں۔(تفسیر السعدی)6۔سیدنا سہل بن سعد ساعدی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''اللہ کے راستے میں ایک دن (سرحدوں پر) پہرا دینا اور جو کچھ دنیا میں موجود ہے اس سب سے بہتر ہے۔(صحیح بخاری

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

:2892)7۔سہل نے بیان کیا کہ میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ جنت میں ایک کوڑے جتنی جگہ دنیا اور اس میں جو کچھ ہے سب سے بہتر ہے اور اللہ کے راستے میں صبح کو یا شام کو تھوڑا سا چلنا بھی دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔(بخاری:6415)8۔سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر امت کے عمل کو ختم کر دیا جاتا ہے، سوائے اس کے جو اللہ کے راستے میں پہرا دیتے ہوئے فوت ہوا، اس کا عمل قیامت تک بڑھتا رہتا ہے اور وہ قبر کے فتنے سے بھی محفوظ رہتا ہے۔(ابوداؤد:2500) 9۔سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے راستے میں ایک دن اور ایک رات پہرا دینا ایک مہینے کے صیام و قیام سے بہتر ہے اور اگر اس حالت میں مجاہد فوت ہو گیا تو اس کا وہ عمل جاری رہے گا جو عمل وہ کیا کرتا تھا اور اس کے مطابق اس کا رزق بھی جاری رہے گا، نیز وہ آزمائش سے بھی محفوظ رہے گا۔(صحیح مسلم :4938) 10۔''ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ دو آنکھیں ان کو کبھی دوزخ کی آگ نہ چھوئے گی ایک وہ آنکھ جو اللہ کے خوف سے روئی ہو دوسری وہ آنکھ جس نے اللہ کی راہ میں پہرہ دیتے ہوئے رات کاٹی۔''(ترمذی:1639) 11۔سیدنا ابو ہریرہؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''درہم و دینار اور چادر کا بندہ ہلاک ہو جائے کہ اگر اسے دیا جائے تو وہ خوش ہو جائے اور اگر نہ دیا جائے تو ناخوش ہو۔(ایسا شخص) ہلاک ہو جائے اور سرنگوں ہو جائے اور اگر اس کو کانٹا چبھ جائے تو کوئی نہ نکالے۔خوشخبری ہو اس بندے کو جو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لیے اپنے گھوڑے کی لگام ہر وقت اپنے ہاتھ میں لیے رہے، اس کا سر غبار آلود ہو، اس کے دونوں پیر غبار آلود ہوں اگر اس سے کہا جائے کہ پہرہ دے تو وہ پہرہ دے اور اگر لشکر کے پیچھے حفاظت کے لیے مقرر ہو تو لشکر کے پیچھے رہے۔(غرض جو حکم ملے اس کی تعمیل کرے اور غریبی کی وجہ سے دنیا کے لوگوں میں اس کی قدر و منزلت بالکل نہ ہو حتیٰ کہ) اگر وہ (کسی کے پاس جانے کی) اجازت مانگے تو اسے اجازت نہ ملے اور اگر وہ (کسی کی) سفارش کرے تو اس کی سفارش نہ مانی جائے'' (بخاری:2887) 12۔سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں ایسے اعمال نہ بتلاؤں جن کے کرنے سے اللہ تعالیٰ گناہ مٹا دے اور درجے بلند فرما دے؟'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ''ضرور، کیوں نہیں، یا رسول اللہ ﷺ!'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''گرانی اور ناگواری کے باوجود کامل طریقے سے وضو کرنا، مسجدوں کی طرف زیادہ قدم چلنا (یعنی دور سے آنا) اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔پس یہ (اجر و ثواب میں) سرحد پر مورچہ زن رہنے (کی طرح ہی) ہے۔''(مسلم:587)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سوال7: آج کی صورتِ حال میں جبکہ جنگ محاذ سے زیادہ ذہنی اور قلبی سرزمین پر لڑی جارہی ہے، ''وَرَابِطُوْا'' کا اطلاق کہاں ہوگا؟

جواب:1۔نظریاتی سرحدوں کے دفاع کے لیے ذرائع ابلاغ کی جنگ دشمن سے بھی زیادہ قوت سے لڑی جائے۔2۔اسلام کو اس کی اصل صورت کے ساتھ نئی نسلوں تک پہنچایا جائے۔3۔اسلام پر لگائے گئے الزامات کی حقیقت سے پوری دنیا کو آگاہ کیا جائے۔4۔جہاد جاری رکھا جائے۔

سوال8: رِباط کی کیا فضیلت ہے؟

جواب: سیدنا سہل بن ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے راستے میں دشمن سے ملی ہوئی سرحد پر ایک دن کا پہرہ دنیا و مافیہا سے بڑھ کر ہے۔(بخاری:2892)

سوال9: اللہ تعالیٰ نے فلاح کے لئے کون کون سے اعمال انجام دینے کا حکم دیا ہے؟

جواب:1۔صبر 2۔مصابرت3۔رباط4۔تقویٰ

سوال10: وَاتَّقُوااللّٰہَ'' اور اللہ تعالیٰ سے ڈرجاؤ'' کی وضاحت کریں؟

جواب: ''اور اللہ تعالیٰ سے ڈرجاؤ''1۔اور اللہ تعالیٰ سے ڈرجاؤ اور اس کی شریعت کی مخالفت نہ کرو۔(تفسیر فتح القدیر:527/1)

2 سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ سے ڈرو جہاں کہیں بھی ہو۔''(ترمذی:1987)

سوال11۔وَاتَّقُوااللّٰہَ'' اور اللہ تعالیٰ سے ڈرجاؤ'' تقویٰ انسان کو کہاں کہاں کامیاب کرواتا ہے؟

جواب:1۔تقویٰ نفس پر کامیاب کرواتا ہے۔2۔تقویٰ بُرے اَخلاق پر کامیاب کرواتا ہے۔3۔تقویٰ دینی ضروریات کے لیے مالی حرص پر کامیابی عطا کرتا ہے۔4۔تقویٰ زندگی پر حکومت کرتا ہے۔5۔تقویٰ دل کے دروازے پر بیٹھتا ہے۔غافل نہیں ہونے دیتا۔کمزور نہیں پڑنے دیتا۔حد سے گزرنے نہیں دیتا۔راہِ راست سے بھٹکنے نہیں دیتا۔6۔تقویٰ شدید دباؤ میں بھی انسان کو حق پر قائم رکھتا ہے۔

سوال:12۔لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ'' تاکہ تم کامیاب ہوجاؤ'' کی وضاحت کریں؟

جواب: اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ صرف صبر، صبر پر دوام اور دشمن سے ہوشیار رہنا ہی فلاح کا راستہ ہے۔جس کسی نے فلاح پائی تو اسی راستہ پر چل کر فلاح پائی اور جو کوئی اس فلاح سے محروم ہوا تو ان تمام امور کو یا ان میں سے بعض کو ترک کر کے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

دوام ہوا۔(تفسیر السعدی)

سورہ النساء

سوال1: سورہ نساء کب نازل ہوئی اور اس کی کتنی آیات اور کتنے رکوع ہیں؟

جواب: سورہ نساء مدینہ میں نازل ہوئی اس میں 176 آیات اور 24 رکوع ہیں یہ قرآن کریم میں چوتھے نمبر پر ہے اور نزولی ترتیب کے اعتبار سے 92 نمبر پر نازل ہوئی۔

سوال2: سورہ نساء کی کیا فضیلت ہے؟

جواب:1۔ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجھے سورہ نساء کی پانچ آیات دنیا و مافیھا سے زیادہ محبوب ہیں۔1۔اِنۡ تَجۡتَنِبُوۡا کَبَآئِرَ مَا تُنۡهَوۡنَ عَنۡهُ نُكَفِّرۡ عَنۡكُمۡ سَيِّاٰتِكُمۡ وَنُدۡخِلۡكُمۡ مُّدۡخَلًا كَرِيۡمًا(النساء:31)2۔وَاِنۡ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفۡهَا وَيُؤۡتِ مِنۡ لَّدُنۡهُ اَجۡرًا عَظِيۡمًا(النساء:40)3۔اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغۡفِرُ اَنۡ يُّشۡرَكَ بِهٖ وَيَغۡفِرُ مَا دُوۡنَ ذٰلِكَ لِمَنۡ يَّشَآءُ(النساء:48)4۔وَمَنۡ يَّعۡمَلۡ سُوۡٓءًا اَوۡ يَظۡلِمۡ نَفۡسَهٗ ثُمَّ يَسۡتَغۡفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوۡرًا رَّحِيۡمًا(النساء:110)5۔وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمۡ يُفَرِّقُوۡا بَيۡنَ اَحَدٍ مِّنۡهُمۡ اُولٰٓئِكَ سَوۡفَ يُؤۡتِيۡهِمۡ اُجُوۡرَهُمۡ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوۡرًا رَّحِيۡمًا(النساء:152)(فتح القدیر:529/1)

2۔سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جس نے سات آیات لے لیں وہ عالم ہے(بیہقی)

3۔سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس امت کے لیے نساء کی آٹھ آیتیں ان تمام چیزوں سے جن پر سورج نکلتا اور ڈوبتا ہے سے بہتر ہیں ان میں پانچ تو مذکورہ آیات ہیں اور تین آیات 1۔يُرِيۡدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمۡ۔2۔وَاللّٰهُ يُرِيۡدُ اَنۡ يَّتُوۡبَ عَلَيۡكُمۡ۔3۔يُرِيۡدُ اللّٰهُ اَنۡ يُّخَفِّفَ عَنۡكُمۡ(ابن جریر)

3۔ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھ سے سورہ نساء کے بارے میں پوچھو میں نے بچپن میں قرآن پڑھ لیا تھا(حاکم)

رکوع نمبر12

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوۡا رَبَّكُمُ الَّذِىۡ خَلَقَكُمۡ مِّنۡ نَّفۡسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا وَبَثَّ مِنۡهُمَا رِجَالًا كَثِيۡرًا

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَیْكُمْ رَقِیْبًا(1)

اے لوگو!اپنے رب سے ڈروجس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیااوراُسی سے اس کی بیوی پیدا کی اوراس نے ان دونوں سے بہت سے مرداورعورتیں پھیلا دیئے اوراللہ تعالیٰ سے ڈرکررہوجس کے واسطے سے تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہواوررشتہ داری (کوبگاڑنے) سے بھی ڈرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ تم پر ہمیشہ سے پورانگہبان ہے۔(1)

سوال1۔یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ''اے لوگو!اپنے رب سے ڈروجس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا'' کی وضاحت کریں؟

جواب:1۔اس آیت میں تقویٰ کا حکم ہے خواہ مومن ہو یا کافر۔2۔اتَّقُوْا رَبَّكُمُ ''اپنے رب سے ڈرو''یعنی جس چیز کا اس نے حکم دیااورجس چیز سے روکا اس کی مخالفت سے ڈریں۔(تفسیر قاسمی:6/5) 3۔مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ''ایک جان سے'' ایک جان سے مراد سیدنا آدم علیہ السلام ہیں۔(جامع البیان:4/233) 4۔اے لوگواپنے رب سے ڈروجس نے تمہیں عدم سے وجودعطا کیااورتمہاری جودوکرم سے پرورش کی اور یادکرواس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیااورتمہیں تعاون کی مصلحت سے جوڑے بنایا تاکہ تم ایک دوسرے کے حقوق کی حفاظت کرو۔(تفسیر مراغی:145/2)

سوال2:وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا ''اوراُسی سے اس کی بیوی پیدا کی''اس سے کیا مراد ہے؟

جواب:یعنی سیدنا آدم علیہ السلام کے لیے سیدنا حوّا کو پیدا کیا گیااورپھران سے نسلِ انسانی کو چلایا۔وَمِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَیْهَا وَجَعَلَ بَیْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً اوراُس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اُس نے تمہارے لیے تمہاری جنس ہی سے بیویاں پیدا کیں تاکہ تم اُن سے سکون حاصل کرسکواوراُس نے تمہارے درمیان محبت اوررحمت رکھ دی(روم:21)

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں چونکہ عورت مرد سے پیدا ہوئی اس لیے اس کی رغبت مرد کی طرف ہوتی ہے اورمرد مٹی سے بنا ہے اس لیے اس کی رغبت زمین کی طرف ہوتی ہے اس لیے تم اپنی عورتوں کوروک کے رکھو۔(ابن ابی حاتم)

سوال3:وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِیْرًا وَّنِسَآءً ''اوراُسی سے اس کی بیوی پیدا کی اوراس نے ان دونوں سے بہت سے مرداورعورتیں پھیلا دیئے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:1۔یعنی سیدنا آدم علیہ السلام کے لیے سیدنا حوّا کو پیدا کیا گیااورپھران سے نسلِ انسانی کو چلایا۔(روم:21) 1۔رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

فرمایا:عورت پسلی سے پیدا ہوئی اور پسلی کا بالائی حصہ زیادہ ٹیڑھا ہوتا ہے اگر تم اسے سیدھا کرنا چاہو گے تو اسے توڑ دو گے اور اگر فائدہ اٹھاؤ گے تو ٹیڑھے پن کی حالت میں ہی اٹھاؤ گے۔(صحیح بخاری:بدء الخلق) 3۔حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں جب آدم علیہ السلام سو گئے تو ان کے بائیں اور پچھلی پسلی سے حوا پیدا کی گئیں بے دار ہو کر دیکھا تو وہ اچھی معلوم ہوئیں اور وہ ان سے مانوس ہو گئے اور وہ بھی ان سے مانوس ہو گئیں۔(ابن کثیر:281/1) 4۔وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَّنِسَآءً ''اللہ تعالیٰ نے آدم وحوا سے تمام انسان پیدا کیے اور ساری زمین میں پھیلا دیے اب انہیں لوٹ کر اللہ تعالیٰ کے پاس جانا ہے جس نے انسانوں کو زمین میں پھیلایا وہ ہی انہیں سمیٹ لے گا۔ 5۔وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا اس میں شوہروں اور بیویوں کے حقوق کی مراعات پر تنبیہ ہے اور ان کو قائم کرنے کی طرف اشارہ ہے کیونکہ بیویاں بھی شوہروں ہی کی صلب سے پیدا کی گئی ہیں۔پس شوہروں اور بیویوں کے درمیان قریب ترین نسب،مضبوط ترین اتصال اور نہایت قوی رشتہ ہے۔(تفسیر سعدی)

سوال4:اللہ تعالیٰ نے ساری انسانیت کو خطاب کر کے اپنا تقویٰ اختیار کرنے کی دعوت دی ہے۔اس کے لیے کیا دلائل دیئے ہیں؟

جواب:1۔اللہ تعالیٰ نے ہی پیدا کیا ہے۔2۔اس نے سب کو ایک جان سے پیدا کیا۔3۔اُسی نے اس جان سے اس کے لیے جوڑا بنایا۔4۔پھر ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتوں کو دنیا میں پھیلایا۔5۔اُسی کا نام لے کر تم سب ایک دوسرے سے اپنا حق مانگتے ہو۔ 6۔وہ تم پر نگران ہے۔7۔لہٰذا تم اُسی کا تقویٰ اختیار کرو۔

سوال5:ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا ہونے کی وجہ سے انسان پر کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں؟

جواب:1۔ہر انسان دوسرے انسان کو اپنا سمجھے،انسانیت کا رشتہ قائم کرے۔2۔تمام انسان ایک خاندان کی طرح رہیں۔ایک دوسرے کے دُکھ درد میں شریک،ایک دوسرے کو نفع پہنچانے والے،ایک دوسرے کے لیے خیر خواہ،ایک دوسرے کے ہمدرد،ایک دوسرے سے انصاف کرنے والے۔3۔انسانیت کے اس خاندان میں زیادہ اہمیت قریبی رحم کے رشتوں کی ہے۔ان رشتوں کا خصوصی خیال رکھنا،صلہ رحمی کرنا،ضروریات کا خیال رکھنا،خدمت کرنا،جذباتی اور نفسیاتی اعتبار سے رشتوں کی حفاظت کرنا،مال لگا کر ان رشتوں کو جوڑنا ان کو وقت دینا،ہمدردی اور خیر خواہی رکھنا،دُکھ میں کام آنا اور خوشیوں میں شامل رہنا وغیرہ ضروری ہے۔4۔ایسے تمام کاموں سے گریز کرے جن کی وجہ سے رشتے اور قرابت کے تعلقات خراب ہوتے ہوں۔5۔اللہ تعالیٰ کی نگرانی کا مسلسل احساس رکھے۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سوال6: تمام انسانوں کے درمیان ایک رشتہ ہے، ان کا ایک نسب ہے اس حقیقت کو پا لینے سے انسانی معاشرے کی کون کون سی خرابیاں دور ہوسکتی ہیں؟

جواب:1۔اس حقیقت کو پا لینے سے فرقہ بندیاں، ذات برداری کی پابندیاں اور رنگ ونسل کی حد بندیاں ختم ہوسکتی ہیں۔ یہ سارے اختلافات اس لیے ہیں کہ انسان نے دو باتیں بھلا دی ہیں: i۔اپنا اصلی شجرۂ نسب ii۔اللہ تعالیٰ کی نگرانی کا احساس

2۔اس حقیقت کو پا لینے سے طبقاتی کشمکش ختم ہوسکتی ہے۔وہ کشمکش جو مال کی بنیاد پر ہے جیسے سرمایہ دار اور مزدور کی کشمکش، یا مخصوص خاندان میں پیدائش کی بنیاد پر ہے جیسے برہمن اور شودر کی کشمکش یا علاقے کی بنیاد پر ہے جیسے امریکی، یورپین اور دوسری ساری انسانیت کے مابین کشمکش، یا زبان کی بنیاد پر ہے جیسے اُردو، سندھی یا انگریزی بولنے والوں کے درمیان کشمکش ہے۔3۔اگر انسان اس حقیقت کو پالے تو مرد اور عورت کے درمیان جو فرق رکھا گیا، جو تصورات قائم کئے گئے ان کی تلافی ہو سکتی ہے۔انسانوں نے عورت کو انسانی حقوق سے محروم رکھا۔کبھی اسے گناہوں کی گٹھڑی ثابت کیا گیا، کبھی تمام فتنہ وفساد کی جڑ قرار دیا گیا اور آج عورت کو شترِ بے مہار بنا دیا گیا ہے کہ وہ اپنی اصل حیثیت بھول گئی ہے۔4۔مرد اور عورت دونوں علیحدہ وجود رکھنے کے باوجود مکمل شخصیات نہیں ہیں۔وہ جوڑا ہیں ایک دوسرے کی تکمیل کرتے ہیں۔5۔معاشرتی زندگی کا ابتدائی یونٹ خاندان ہے۔خاندان کی مضبوطی میں ہی انسانیت کی نجات ہے۔خاندان ٹوٹے گا تو انسان بکھر جائیں گے۔خاندانی نظام میں مرد اور عورت کی صلاحیتوں کا اِدراک درست انداز میں نہیں کیا گیا جس کی وجہ سے معاشرہ تباہی کا شکار ہے۔اسلام نے مرد کو معاشی طور پر کفیل بنایا ہے اور عورت کو گھر اور بچوں کی پرورش اور تربیت کی ذمہ داری دی ہے۔آج عورت پر دوہری ذمہ داری کا بوجھ ڈالا گیا تو خاندان تباہی کا شکار ہے۔بچے بے راہ رَو ہو رہے ہیں، رشتے ٹوٹ رہے ہیں، طلاقوں کی شرح بڑھ رہی ہے، خاندان ٹوٹ رہا ہے۔اگر انسانیت اس حقیقت کا اِدراک کرلے کہ مرد اور عورت کی صلاحیتیں مختلف ہیں لہٰذا ان کا دائرۂ کار بھی مختلف ہونا چاہیے تو زندگی بھی اور خاندان بھی اپنی فطرت پر قائم ہوسکتا ہے۔

6۔انسانی رابطوں سے پہلے ایک اللہ تعالیٰ کا تعلق آتا ہے۔اگر خاندان جو ایک مرد اور ایک عورت سے بنا ہے، اللہ تعالیٰ کے رابطے کو کاٹتا ہے تو آپس کا رابطہ بھی کمزور پڑ جاتا ہے۔اس لیے رابطوں کی ترتیب کا اِدراک ہونا چاہیے۔

سوال7: وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ''اور اللہ تعالیٰ سے ڈرکر رہو جس کے واسطے سے تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور رشتہ داری (کو بگاڑنے) سے بھی ڈرو'' کی وضاحت کریں؟

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جواب:''اوراللہ تعالیٰ سے ڈرکررہوجس کے واسطے سےتم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہواوررشتہ داری(کو بگاڑنے) سے بھی ڈرو''1۔اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہوجس کی قسمیں کھا کرعہدوپیمان کرتے ہواور کسی صورت میں عہدنہ توڑو۔(ابن کثیر:289/1) 2۔تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ یعنی تم اس سے حقوق طلب کرتے ہو۔(قرطبی:5/3) 3۔پس جوکوئی دوسرے کے لیے یہ چاہتا ہے تو کہتا ہے''میں تجھ سے اللہ کے نام پرسوال کرتا ہوں کہ تو فلاں کام کر'' کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت جاگزیں ہے جواس بات کی مقتضی ہے کہ وہ کسی ایسے شخص کوردنہ کرے جواللہ تعالیٰ کے نام پرسوال کرتا ہے جیسا کہ تم نے اس کی اس ذریعے سے تعظیم کی ہے پس تمہیں چاہیے کہ تم اس کی عبادت کرواورتقویٰ کے ذریعے سے اس کی تعظیم کرو۔(تفسیرالسعدی:467/1) 4۔امام احمداورابوداؤدنے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاًروایت کیا ہے کہ جوکوئی اللہ تعالیٰ کے نام پرپناہ مانگے تواسے پناہ دےدواور جواللہ تعالیٰ کے نام پرسوال کرےاسے عطا کردو۔(اُبوداود) 5۔i۔وَالْاَرْحَامَ سے مراد رشتہ داریاں ہیں جورحم مادر کی بنیاد پر وجود میں آتی ہیں۔اس میں محرم اور غیرمحرم سب رشتے دار آجاتے ہیں۔ii۔ وَالْاَرْحَامَ سے یہاں مراد یہ ہے کہ رشتہ داریاں توڑنے سے بچو۔(قرآناعجبا) 6۔صلہ رحمی کی اہمیت کوآدمی کے دل میں بٹھانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے حق کے ساتھ''رحم'' کے حق کوجوڑدیا تا کہ معلوم ہوکہ جس طرح اللہ کے حقوق کی ادائیگی واجب ہے،اس طرح رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنا بھی واجب ہے،اورجوشخص رشتہ میں جتنا قریب ہوگا،اتناہی اس کے حق کی اہمیت بڑھتی جائے گی۔(تیسیرالرحمٰن:235)7۔اس سے مراد ہے کہ رشتہ داروں کےحقوق ضائع کرنے سے ڈرو (منیر:551/2) رب العزت نے فرمایا:فَاٰتِ ذَاالْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ چنانچہ رشتے دار کواور مسکین کواور مسافر کواس کا حق دے دو (روم:38)وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ اور جواُن رشتوں کوملاتے ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ انہیں ملایا جائے(رعد:21) نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:اپنے رشتہ داروں سےتعلق جوڑو۔(بخاری ومسلم)

8۔عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ''رحم عرش سے معلق ہے،وہ کہتا ہے کہ جو مجھے جوڑے اللہ اسے جوڑےاور جو مجھے کاٹے اللہ اسے اپنی رحمت سے کاٹ دے''(صحیح بخاری:5989) 9۔انس بن مالک نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو چاہتا ہو کہ اس کے رزق میں فراخی ہواوراس کی عمر دراز ہوتو وہ صلہ رحمی کیا کرے۔(صحیح بخاری:5986)

10۔جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''رحم کوکاٹنےوالا جنت میں داخل نہ ہوگا۔''(صحیح بخاری:5984)

11۔جس طرح اللہ کےحقوق کی ادائیگی واجب ہے اسی طرح رشتے داروں کے حقوق ادا کرنا بھی واجب ہے اور جوشخص

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

رشتے میں جتنا قریب ہوگا اتنا ہی اس کے حق کی اہمیت بڑھتی جائے گی۔(تیسیر الرحمٰن)

سوال8:رشتہ وقرابت کے تعلقات کیسے بگڑتے ہیں؟

جواب:1۔خودغرضی سے تعلق بگڑتا ہے۔انسان اپنا مفاد چاہے اور دوسروں کی پرواہ نہ کرے۔

2۔توقعات رکھنے سے کہ کوئی ہمارا کھانا کرے،کوئی فون کرے،کوئی گھر بلائے،کوئی تحائف دے،کوئی خوشی اورغم کا خیال رکھے۔3۔خود اپنی ذمہ داریاں محسوس نہ کرنے سے۔4۔لاپرواہی کا مظاہرہ کرنے سے۔

5۔غلط تذکرے مثلاً غیبتیں کرنے سے تعلق بگڑتا ہے جس کی غیبت کی ہے۔

6۔گلے شکوے کرنے سے مثلاً جب کبھی کوئی دوسرا care کرے،ملاقات کے لیے آئے تو یہ کہنا کہ آپ کو کیسے ہمارا خیال آ گیا؟ آنے والے کے ذہن میں یہ بات آسکتی ہے کہ جب آؤں میں ہی آؤں اور ہر دفعہ ان سے یہی بات سنوں۔7۔دُکھ سکھ میں شریک نہ ہونے سے۔8۔غلط رسومات کے بندھنوں کی وجہ سے۔9۔کسی قسم کی ضرورت میں مدد نہ کرنے سے۔ 10۔مالی مدد کے مستحق ہوں اور مدد نہ کرنے سے۔11۔تعلقات میں بے حس بن جانے سے۔12۔دوسروں کے حقوق کا احساس نہ کرنے سے۔13۔دوسروں پر ظلم کرنے سے۔14۔رشتے میں اذیت دینے سے۔15۔رشتہ داروں کے جذبات مجروح کرنے سے۔16۔رشتوں کا احترام نہ کرنے سے۔17۔رشتہ داروں کو محبت نہ دینے سے۔18۔رشتے داروں کے حقوق تلف کرنے سے۔

سوال9:رشتہ وقرابت کے تعلقات کو کیسے بحال کیا جائے؟

جواب:1۔سیدنا اُم کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:''سب سے افضل صدقہ وہ ہے جو قطع رحمی کرنے والے رشتہ دار کو دیا جائے''(ابن خزیمہ)2۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:جو تجھ محروم رکھتا ہے تو اسے دے،جو تجھے سے قطع رحمی کرتا ہے تو اس سے صلہ رحمی کر،جو تجھ پر ظلم کرتا ہے تو اسے معاف کر۔جب تو یہ کام کرے گا اللہ تعالیٰ تجھے جنت میں داخل کرے گا۔(بزار،حاکم)3۔آپ ﷺ نے فرمایا:کسی کام کا بدلہ دینا صلہ رحمی نہیں ہے بلکہ صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے کہ جب اس کے ساتھ صلہ رحمی کا معاملہ نہ کیا جا رہا ہو تب بھی وہ صلہ رحمی کرے۔(بخاری:5991)

سوال10:اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا کون ہے؟

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جواب:1۔جوانسانوں کے حقوق کے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرے۔2۔جواللہ تعالیٰ سے تعلق جوڑنے کے لیے بندوں سے تعلق کو جوڑے۔3۔جواللہ تعالیٰ سے محبت کا ثبوت انسانوں سے محبت کر کے دے۔

سوال11:اللہ تعالیٰ کے ڈر کا سب سے سخت امتحان کس معاملے میں ہوتا ہے؟

جواب:1۔اللہ تعالیٰ کے ڈر کا سخت امتحان کمزور لوگوں کے معاملے میں ہوتا ہے۔2۔یتیم لڑکے اور لڑکیاں کسی خاندان کا سب سے کمزور حصہ ہوتے ہیں اس لیے سب سے کڑا امتحان ان کے معاملات کے حوالے سے ہوتا ہے۔

سوال12:اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ تم پر ہمیشہ سے پورا نگہبان ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:''بلاشبہ اللہ تعالیٰ تم پر ہمیشہ سے پورا نگہبان ہے''1۔اللہ تعالیٰ سب کے احوال واعمال کی نگرانی کرنے والا ہے۔ الرقیب کے معنوں میں حفاظت اور علم آتے ہیں۔(الاساس فی التفسیر:985/2) 2۔اللہ تعالیٰ انسان کے تمام احوال واعمال سے واقف ہے،اس سے ایک ذرہ بھی پوشیدہ نہیں ہے۔اس لیے آدمی کو چاہئے کہ وہ اپنی زندگی اس طرح گزارے کہ اس کے دل ودماغ میں یہ بات ثبت ہو کہ اللہ مجھے دیکھ رہا ہے اور میرے تمام اعمال اس کی نگاہ میں ہیں۔(تیسیر الرحمٰن) 3۔سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ہمیں درج ذیل خطبہ حاجت سکھایا:بے شک حمد اللہ ہی کے لیے ہے ہم اسی سے مدد طلب کرتے ہیں اسی سے مغفرت چاہتے ہیں،اپنے نفس کی برائیوں سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جسے وہ گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی الہ نہیں،محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں''اے لوگو اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت مرد وعورت دنیا میں پھیلا دیئے اس خدا سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنے حق مانگتے ہو،اور رشتہ وقرابت کے تعلقات کو بگاڑنے سے پرہیز کرو۔یقین جانو کہ اللہ تم پر نگرانی کر رہا ہے۔'' (نساء:1)''اے لوگو جو ایمان لائے ہو!ڈرو اللہ سے جس طرح اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تمہیں موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم اس کے مطیع وفرمانبردار ہو۔''(آل عمران:102)''اے لوگو جو ایمان لائے ہو!اللہ سے ڈرو اور سیدھی سیدھی بات کہو اس طرح وہ تمہارے اعمال کی اصلاح فرمادے گا،تمہارے گناہ معاف کر دے گا،جس نے اللہ اور رسول کی اطاعت کی اس نے بڑی کامیابی حاصل کی۔''(احزاب:70۔71)(سنن ابوداود:1860) 4۔جب حضرمی چادروں میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے ظہر کی نماز ادا کی اور یہی آیت اور سورہ حشر کی آیت(18)پڑھ کر خطبہ ارشاد فرمایا:اے ایمان والو!اللہ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

تعالیٰ سے ڈرجاؤاور ہرشخص کوسوچناچاہیے کہ اس نے کل کے لیے کیا آگے بھیجا ہے پھرآپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کوصدقات وخیرات کا شوق دلایا پھرانہیں کسی نے دینار دے کر،کسی نے درہم ،کسی نے گیہوں کے صاع دیے اورکسی نے کھجوروں کے(مسلم) 5۔رقیب کے مراقبہ کا ہروقت خیال رکھیں وہ ہروقت دیکھ رہا ہے جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایاتم اللہ تعالیٰ کی عبادت ایسے کروگویا کہ اسے دیکھتے ہواوراگرتم اسے نہ دیکھ پاؤتو وہ توتمہیں دیکھتا ہے۔

سوال13:اللہ تعالیٰ نے اپنے رقیب ہونے کا شعور کیسے دلایا ہے؟

جواب:اللہ تعالیٰ نے اپنے رب ہونے سے،تمام انسانوں کوایک جان سے پیدا کرنے سے،انسانوں کے جوڑے بنانے اور مردوں اورعورتوں کو پھیلانے سے اپنے رقیب یعنی نگران ہونے کا شعور دلایا ہے کہ دیکھو جس نے پیدا کیا وہ پیدائش کے عمل پر نگران تھا۔جس نے جوڑا بنایا وہ اس عمل پرنگران تھا۔جس نے رشتے داریاں بنائیں وہ رشتوں کے بننے پرنگران تھا۔اب جب کہ رشتے داریاں وجود میں آگئیں،کیا وہ تمہارے رشتے جوڑنے یا توڑنے پرنگران نہ ہوگا؟

وَاٰتُوا الْيَتٰمٰٓى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ ۪ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا(2)

اورتیموں کوان کے مال دے دواور ناپاک کو پاک سے نہ بدلواوراُن کے مالوں کواپنے مالوں کے ساتھ ملا کرنہ کھاؤ،یقیناًوہ ہمیشہ سے بہت ہی بڑا گناہ ہے۔(2)

سوال1:اس آیت کا شان نزول کیا ہے؟

جواب:سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے غطفان کے ایک شخص کے پاس اس کے بھتیجے کا کثیر مال تھاجب یتیم بالغ ہواتواس نے اپنے مال کا مطالبہ کیاتواس کے چچانے انکار کردیاتو وہ جھگڑا نبی ﷺ کے پاس لے گئےتواس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ وَاٰتُوا الْيَتٰمٰٓى اَمْوَالَهُمْ۔(ابن ابی حاتم:854/3)

سوال2:وَاٰتُوا الْيَتٰمٰٓى اَمْوَالَهُمْ ''اورتیموں کوان کے مال دے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:''اورتیموں کوان کے مال دے''1۔یتیم ہراس آدمی کو کہتے ہیں جس کا باپ وفات پاچکا ہولیکن شرعی اصطلاح؟میں یہ لفظ اس بچے کے لیے خاص ہوگیا ہے جس کے سنِ بلوغت کو پہنچنے سے پہلے اس کا باپ مرگیا ہو۔2۔یتیم جب بالغ اور باشعور

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

ہو جائیں تو ان کے مال ان کے حوالے کر دیئے جائیں۔3۔ابوداؤد نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''بلوغت کے بعد یتیمی باقی نہیں رہتی۔''4۔آیت میں''یتیموں''سے مراد وہ نوجوان ہیں جو ابھی ابھی سن بلوغت کو پہنچے ہوں اور ان پر ہوشمندی کے آثار ظاہر ہو چکے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے ان کے اولیاء اور اوصیاء کو حکم دیا ہے کہ ان کا مال انہیں دینے میں ٹال مٹول نہ کریں۔(تیسیر الرحمٰن) 5۔یتیم جب بالغ اور باشعور ہو جائیں تو ان کے مال ان کے حوالے کر دیئے جائیں۔6۔یتیم جب بالغ ہو جائیں تو کمی اور خیانت کے بغیر انہیں ان کا پورا پورا مال دے دو یتیموں کا مال اپنے مال میں ملانے کی کوشش نہ کرو۔حلال روزی کے ساتھ حرام کو نہ ملا دو۔

سوال3:وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيثَ بِالطَّيِّبِ''اور ناپاک کو پاک سے نہ بدلو''کی وضاحت کریں؟

جواب:''اور ناپاک کو پاک سے نہ بدلو''1۔دور جاہلیت میں یتیموں کا مال لینے کو لوگ حرج نہیں سمجھتے تھے وہ طیب مال لے لیتے تھے اور ردی چھوڑ دیتے تھے یعنی ان کا تبادلہ کر لیتے تھے اور کہتے تھے نام کی جگہ نام،راس کی جگہ راس تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اس عمل سے روک دیا۔(قرطبی:9/3) 2۔حرام خبیث ہے اور حلال طیب ہے۔(ایسر تفسیر:238,239)

سوال4:طیب(پاک اور حلال)چیز کے بدلے ناپاک اور حرام چیز لینے سے کیا مراد ہے؟

جواب:1۔اس سے مراد یہ ہے کہ مال جو اصل میں(طیّب)پاک اور حلال ہے خیانت اور بدنیتی سے وہ طیب نہیں رہتا بلکہ خبیث(ناپاک اور حرام)ہو جاتا ہے۔

2۔اس سے مراد یہ ہے کہ بدنیتی سے یتیموں کا مال اپنے مال میں ملا کر کھانا منع ہے۔

سوال5:یتیم کے اچھے مال کے بدلے میں برا مال کیسے دیا جاتا ہے؟

جواب:

اپنے لئے	یتیم کے لئے
اچھی زمین	کم درجے کی زمین
اچھے جانور	کم درجے کے جانور
اچھی گاڑی	کم درجے کی گاڑی

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

اچھا گھر	کم درجے کا گھر
اچھا بزنس	کم درجے کا بزنس

سوال5: یتیموں کے معاملے میں امتحان کہاں کہاں ہوتا ہے؟

جواب:1۔یتیم کا مال انہیں نہ دینا۔2۔ان کے اچھے مال کے بدلے میں برا مال دے دینا۔

3۔یتیم لڑکیوں کے نکاح نہ ہونے دینا کہ کہیں ان کا مال کسی اور کے پاس نہ چلا جائے۔

4۔یتیموں کی آزمائش کئے بغیر ان کے مال انہیں دے دینا۔قبل اَز وقت دے دینے سے مال کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ 5۔یتیموں کا مال اپنے مال کے ساتھ ملا کر کھا جانا۔

6۔یتیم کے ساتھ سختی کا برتاؤ کرنا۔7۔یتیم اگر مال دار نہ ہو تو سلوک کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے نہ ڈرنا۔

سوال6: وَلَا تَأْكُلُوٓا اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ ''اور اُن کے مالوں کو اپنے مالوں کے ساتھ ملا کر نہ کھاؤ'' یتیم کا مال اپنے مال کے ساتھ ملا کر کیسے کھایا جاتا ہے؟

جواب: یتیم کا مال اپنے مال کے ساتھ ملا کر ایسے کھایا جاتا ہے کہ 1۔بزنس اکٹھا کیا، خود نفع لے لیا اور اس کے حصے میں نقصان ڈال دیا۔2۔مجاہد کا قول ہے کہ تم ان کے اور اپنے مال اکھٹے نہ کرو کہ سبھی کچھ کھا جاؤ۔(جامع البیان:240/4)

3۔اس آیت کریمہ میں یتیم کی سرپرستی کی دلیل ہے۔کیونکہ یتیم کو اس کا مال حوالے کرنے والے کے سرپرستی ثابت ہوتی ہے۔اس میں اس بات کا بھی حکم ہے کہ یتیم کے مال کی اصلاح کی جائے کیونکہ یتیم کو اس کا پورا مال حوالے کرنے کے حکم میں از خود یہ بات آجاتی ہے کہ اس مال کی حفاظت کی جائے اور اس کی اصلاح اور نشو ونما کا انتظام کیا جئے اور اس کو تلف ہونے کے خطرات سے بچایا جائے۔(تفسیر سعدی:469/1) 4۔سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں یوں ہوں گے اور آپ ﷺ نے اپنی شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی کو باہم ملایا۔''(بخاری:6005) 5۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''مسلمانوں کے گھروں میں سب سے بہتر گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا جاتا ہے، اور مسلمانوں کا سب سے بدتر گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ برا سلوک کیا جاتا ہو۔''(ابن ماجہ :3679۔) 6۔سیدنا ابو شریح خویلد بن عمرو

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

خزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اے اللہ! میں لوگوں کو دو ضعیفوں کے حق سے بہت ڈراتا ہوں (کہ ان میں کوتاہی مت کرنا) ایک یتیم اور دوسری عورت۔ (یہ حدیث حسن ہے، اسے امام نسائی نے اچھی روایت کے ساتھ سند کیا ہے۔) 7۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ سات ہلاکت میں ڈالنے والی چیزوں سے بچو۔ عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول ﷺ وہ سات ہلاکت میں ڈال دینے والی چیزیں کون سی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا اور جادو کرنا اور کسی نفس کا قتل کرنا جسے اللہ نے حرام کیا سوائے حق کے اور یتیم کا مال کھانا، سود کھانا، جہاد سے دشمن کے مقابلہ سے بھاگنا اور پاکدامن عورتوں پر بدکاری کی تہمت لگانا''۔ (صحیح مسلم:262)

سوال 7: اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا ''یقیناً وہ ہمیشہ سے بہت ہی بڑا گناہ ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: 1۔ حوب یعنی گناہ ایک دعا میں ہے۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا حُوْبَنَا وَ خَطَايَانَا اے اللہ ہمارے گناہ اور ہماری خطائیں معاف فرمادے۔ 2۔ دورِ جاہلیت میں عرب یتیموں کے مال کو اپنے مال میں ملا لیتے تھے تاکہ معاشی حالات بہتر ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے تنبیہ کی ہے کہ یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ 3۔ یتیم کا مال کھانا بہت بڑا اور عظیم گناہ ہے۔ (تفسیر مراغی: 149/2)

وَ اِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَلَّا تَعُوْلُوْا (3)

اور اگر تمہیں ڈر ہو کہ یتیموں کے حق میں انصاف نہ کرسکو گے تو دوسری عورتوں میں سے جو تمہیں پسند آئیں دو دو اور تین تین اور چار چار کے ساتھ نکاح کرو، سو اگر تم ڈرو کہ تم عدل نہ کرسکو گے تو ایک ہی سے نکاح کرو یا وہ جن کے تمہارے دائیں ہاتھ مالک ہوں (لونڈیاں)، یہ زیادہ قریب ہے کہ تم انصاف سے نہ ہٹو۔ (3)

سوال 1: اس آیت کا شان نزول کیا ہے؟

جواب: عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک آدمی کی پرورش میں ایک یتیم لڑکی تھی، پھر اس نے اس سے نکاح کرلیا۔ اس یتیم لڑکی کی ملکیت میں کھجور کا ایک باغ تھا۔ اسی باغ کی وجہ سے یہ شخص اس کی پرورش کرتا رہا حالانکہ دل میں اس سے کوئی خاص لگاؤ نہ تھا۔ اس سلسلے میں یہ آیت اتری کہ ''اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم یتیموں کے حق میں انصاف نہ کرسکو گے''۔ ہشام بن یوسف نے کہا میں سمجھتا ہوں، ابنِ جریج نے یوں کہا کہ یہ لڑکی اس درخت اور دوسرے مال اسباب میں اس مرد کی حصہ دار تھی۔ (صحیح بخاری:4573)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

عروہ بن زبیر نے خبر دی، انہوں نے سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا سے آیت وَ اِنۡ خِفۡتُمۡ اَلَّا تُقۡسِطُوۡا فِی الۡیَتٰمٰی کا مطلب پوچھا۔ انہوں نے کہا میرے بھانجے اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک یتیم لڑکی اپنے ولی کی پرورش میں ہو اور اس کی جائیداد کی حصہ دار ہو (ترکے کی رو سے اس کا حصہ ہو) اب اس ولی کو اس کی مالداری خوبصورتی پسند آئے اس سے نکاح کرنا چاہے پر انصاف کے ساتھ پورا مہر جتنا مہر اس کو دوسرے لوگ دیں نہ دینا چاہے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں لوگوں کو ایسی یتیم لڑکیوں کے ساتھ جب تک ان کا پورا مہر انصاف کے ساتھ نہ دیں نکاح کرنے سے منع فرمایا اور ان کو یہ حکم دیا کہ تم دوسری عورتوں سے جو تم کو بھلی لگیں نکاح کرلو۔ (یتیم لڑکی کا نقصان نہ کرو) عروہ نے کہا سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں اس آیت کے اترنے کے بعد لوگوں نے پھر آنسیدنا ﷺ سے اس بارے میں مسئلہ پوچھا اس وقت اللہ نے یہ آیت ویستفتونک فی النساء اتاری۔ سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا دوسری آیت میں یہ جو فرمایا وترغبون ان تنکحوھن یعنی وہ یتیم لڑکیاں جن کا مال و جمال کم ہو اور تم ان کے ساتھ نکاح کرنے سے نفرت کرو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تم ان یتیم لڑکیوں سے جن کا مال و جمال کم ہو نکاح کرنا نہیں چاہتے تو مال اور جمال والی یتیم لڑکیوں سے بھی جن سے تم کو نکاح کرنے کی رغبت ہے نکاح نہ کرو مگر جب انصاف کے ساتھ ان کا مہر پورا ادا کرو۔ (صحیح بخاری:4574)

سوال 2: وَ اِنۡ خِفۡتُمۡ اَلَّا تُقۡسِطُوۡا فِی الۡیَتٰمٰی ’’ اور اگر تمہیں ڈر ہو کہ یتیموں کے حق میں انصاف نہ کرسکو گے‘‘ اس آیت کی وضاحت کریں؟

جواب: 1۔ یعنی اے یتیم بچیوں کے اولیاء! اگر تمہیں ڈر ہو کہ ان یتیم بچیوں کے ساتھ نکاح کرکے ان کے ساتھ انصاف کا معاملہ نہ کرسکو گے، یا تو مہر کم کردو گے یا ان کے ساتھ اچھا برتاؤ نہ کرو گے تو ان کے علاوہ غیر رشتے دار لڑکیوں سے شادی کرلو۔ (تیسیر الرحمٰن) 2۔ ابن عباس اور ابن جبیر نے کہا کہ جس طرح یہ کہا کہ اگر تم ڈرو کہ یتیموں کے معاملے میں انصاف نہ کرسکو اسی طرح یہ کہا اگر تم عورتوں کے معاملے میں ڈرو وہ لوگ یتیموں کے بارے میں حرج محسوس کرتے تھے اور عورتوں کے بارے میں نہیں کرتے تھے۔ (تفسیر قرطبی:10/3) 3۔ اگر کسی کے پاس یتیم بچی ہو اور وہ اس سے نکاح کرنا چاہے مگر اسے پورا مہر نہ دے تو ایسی صورت میں اس سے نکاح کرنے کو منع کردیا گیا ہے اور یہ حکم دیا گیا ہے کہ اپنی پسند کی دوسری عورت سے نکاح کرلو۔ 4۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اس آیت کے اترنے کے بعد صحابہ نے اس سلسلے میں نبی ﷺ سے فتویٰ پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت ویستفتونک فی النساء اتاری۔ سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا دوسری آیت

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

میں یہ جوفرمایاوترغبون ان تنکحوھن سے بے مال وغیر جمال والی یتیم سے بے رغبتی مراد ہے۔اللہ تعالیٰ نے لوگوں کومنع کردیا کہ وہ اس یتیم سے بھی نکاح نہ کریں جس کی طرف وہ اسکے مال اور جمال کی وجہ سے راغب ہیں جب تک کہ مہر میں انصاف کو مدنظر نہ رکھیں کیونکہ جب بے مال والی یتیم سے بے رغبتی کرتے ہیں تو مال و جمال والی کو بھی چھوڑ دیں اور جس عورت سے چاہیں شادی کرلیں۔(مختصرابن کثیر:291/1) 5۔سیدنا عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ اس آیت''اگرتم یتیموں کے ساتھ بےانصافی کرنے سے ڈرتے ہو'' کامفہوم کیا ہے؟ توانہوں نے فرمایا: بھانجے! یہ یتیم بچی وہ تھی جواپنے ولی کی تحویل میں ہوتی تھی۔یہ ولی کے ساتھ مال میں شریک ہوتی تھی۔اسے اس کے مال اوراس کی خوب صورتی میں دل چسپی ہوتی تھی۔اس طرح اس کا ولی یہ چاہتا تھا کہ اس کے ساتھ نکاح کرلے بغیراس کے کہ اسے مہرادا کرے اوراسے وہ حقوق دے جواسے دوسرے دلچسپی رکھنے والے دینے کے لیے تیار ہوتے تھے۔چنانچہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان اولیاء کو یہ حکم دیا کہ ان کے زیرِ کفالت یتیموں سے صرف اس صورت ہی میں نکاح کرسکتے ہیں جب ان کے ساتھ عدل کرسکیں۔ان کوان کے معیار کے مطابق مہرادا کرسکیں۔اگروہ نہیں کرسکتے تو وہ دوسری عورتوں سے نکاح کرلیں۔(بخاری:4574)

سوال3:فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ'' تو دوسری عورتوں میں سے جوتمہیں پسندآئیں دودواور تین تین اور چار چار کے ساتھ نکاح کرؤاس کی وضاحت کریں؟

جواب:1۔'' تو دوسری عورتوں میں سے جوتمہیں پسند آئیں دودو اور تین تین اور چار چار کے ساتھ نکاح کرؤ'1۔لوگوں نے کہا(آیت میں)مثنیٰ وثلاث ورباع سے مراددودوتین تین اور چارچار ہیں۔اہل عرب رباع سے آگے اس وزن سے تجاوز نہیں کرتے۔(بخاری کتاب التفسیر) 2۔اسلام کے احکام فطرت انسانیہ کےموافق ہیں۔انسانی خواہشوں کواسلام نے ختم نہیں فرمایا بلکہ ان کی حدودمقررفرمادی ہیں۔(تفسیرانوارالبیان:617/1) 3۔اس آیتِ کریمہ سے ثابت ہوتا ہے کہ مومن نکاح میں چارعورتوں سے زیادہ کوجمع نہیں کرسکتا۔نبی ﷺ کےعلاوہ کسی کوایک وقت میں چار سے زیادہ عورتوں کوجمع کرنا جائزنہیں۔ 4۔نکاح کے لیے بہترین صفت دین ہے جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا:''عورت سے چارصفات کی بناء پرنکاح کیا جاتا ہے، اس کے مال،اس کےحسن وجمال،اس کےحسب ونسب اوراس کے دین کی وجہ سے،تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں،تم دین دار عورت سے نکاح کرنے کی کوشش کرو۔''(بخاری:5090) 5۔اس آیتِ کریمہ سے ثابت ہوتا ہے کہ انسان کے لیے مناسب

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

یہ ہے کہ وہ نکاح سے قبل عورت کو منتخب کر لے۔ بلکہ شارح نے تو یہاں تک مباح کیا ہے کہ انسان جس عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے اسے ایک نظر دیکھ لے تاکہ یہ نکاح بصیرت کی بنیاد پر ہو۔(تفسیر سعدی) 6۔علمائے امت نے چار سے زیادہ کی حرمت پر غیلان ثقفی کے واقعے سے استدلال کیا ہے جن کے پاس دس بیویاں تھیں۔ جب اسلام لائے تو اللہ کے رسول ﷺ نے ان سے کہا کہ چار کے علاوہ باقی کو طلاق دے دو۔اس حدیث کو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے احمد، ترمذی، ابن ماجہ، دار قطنی اور ابن ابی شیبہ نے روایت کی ہے اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس کی تصحیح کی ہے۔دوسرا واقعہ نوفل بن معاویہ رضی اللہ عنہ کا ہے جن کے پاس اسلام لانے کے وقت پانچ بیویاں تھیں۔حضور ﷺ نے ان سے کہا کہ چار کو رکھ لو اور ایک کو چھوڑ دو۔اسے امام شافعی رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔تیسرا واقعہ قیس بن حارث اسدی کا ہے جن کے پاس آٹھ بیویاں تھیں۔رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا کہ چار کو رکھ لو اور باقی کو چھوڑ دو۔اسے ابن ماجہ نے روایت کی ہے اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس کی تصحیح کی ہے۔چوتھا واقعہ عمیرا اسدی کا ہے جن کے پاس بھی آٹھ بیویاں تھیں۔رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا کہ ان میں سے چار کو چن لو۔اسے ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ابن ماجہ میں اس کی تصحیح کی ہے۔امت کا اجماع اسی پر ہے کہ چار سے زیادہ بیویاں رکھنا امت کے کسی فرد کے لیے جائز نہیں۔یہ چیز رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خاص تھی۔یہاں امر کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے جو بظاہر وجوب پر دلالت کرتا ہے لیکن صیغۂ امر کے بعد اللہ تعالیٰ نے مَاطَابَ کا لفظ استعمال کیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ یہاں امر وجوب کے لیے نہیں ہے لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ ایک سے زیادہ بیویاں رکھنا حلال ہے۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس پر عمل کیا اور آج تک ہر دور میں مسلمان اس کے قائل رہے ہیں اور اس کے مطابق عمل کرتے رہے ہیں۔(تیسیر الرحمٰن) 7۔اس آیت سے یہ پتہ چلتا ہے کہ زیادہ بیویاں رکھنا حلال ہے، صحابہ کرام نے اس پر عمل کیا اور ہر دور کے مسلمان اس کے قائل ہیں۔

سوال4:فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً ''سو اگر تم ڈرو کہ تم عدل نہ کر سکو گے تو ایک ہی سے نکاح کرو' ایک ہی عورت کو نکاح میں رکھنے کا کیا فائدہ ہے؟

جواب:''سو اگر تم ڈرو کہ تم عدل نہ کر سکو گے تو ایک ہی سے نکاح کرو'1۔لاتعولو سے مراد لاتمیلوا اور لاتجوروا یعنی کسی ایک کی طرف نہ جھکو۔2۔ایک ہی عورت کو نکاح میں رکھنے میں عافیت ہے کیونکہ ایک سے زیادہ بیویاں رکھنے کی وجہ سے انصاف کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔3۔یہ ایسی شرط ہے جس کا تعلق ہر آدمی کے دل سے ہے۔اگر شادی کرنے والا جانتا ہے کہ وہ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

انصاف نہیں کر سکے گا تو بہتر یہی ہے کہ ایک بیوی رکھے،اس کا تعلق تشریع اور قانون سازی سے نہیں ہے۔(تیسیر الرحمٰن) 4
۔اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ناگزیر ضرورت کے بغیر ایک سے زیادہ شادیاں کرنا نہایت خطرناک ہے۔

سوال5:ایک سے زیادہ بیویوں میں انصاف کرنا کیوں مشکل ہوجاتا ہے؟

جواب:انسان کے دل کا میلان جس طرف زیادہ ہوتا ہے زندگی کی ضروریات کی فراہمی میں زیادہ توجہ بھی اسی جانب ہوتی ہے۔اس طرح انسان بیویوں کے درمیان انصاف کرنے میں ناکام ہوکر اللہ تعالیٰ کے ہاں مجرم قرار پاتا ہے۔

سوال6:اسلام نے ایک سے زائد بیویوں کی اجازت کیوں دی ہے؟

جواب:اسلامی نظامِ زندگی انسانوں کی سہولت کے لیے بنایا گیا ہے ۔یہ نظام قابلِ عمل ہے۔انسانی فطرت کے عین مطابق ہے۔

ایک پہلو: انسانی معاشروں میں ایسے حالات پیدا ہوجاتے ہیں جن میں شادی کے قابل مردوں کی تعداد عورتوں کی تعداد کی نسبت کم ہوجاتی ہے۔اس تعداد کی زیادہ سے زیادہ نسبت 4:1 رہی ہے۔

دوسرا پہلو: اگر کسی کی بیوی بانجھ ہو تو دوسری شادی کی ضرورت پیدا ہوجاتی ہے۔

تیسرا پہلو: مرد میں بچے پیدا کرنے کی صلاحیت ستر سال یا اس کے آگے کی عمر تک بھی پائی جاتی ہے جب کہ عورت میں یہ صلاحیت تقریباً 50 سال کے لگ بھگ ختم ہوجاتی ہے اس طرح تقریباً 20 ایسے سال آجاتے ہیں جس میں مرد فطری وظائف پورے کرسکتا ہے جبکہ عورت پورے نہیں کرسکتی۔ایسی صورتِ حال میں دوسری شادی کی ضرورت پیدا ہوجاتی ہے۔

سوال7:تعدّدِ ازدواج (ایک سے زائد بیویوں) کے فائدے کیا ہیں؟

جواب:1۔عدل کی شرط کے ساتھ خاندانی زندگی کو افراتفری سے بچالیا گیا۔2۔عورت کی عزت کو محفوظ کیا گیا۔
3۔عورت کو ایسے مواقع سے بچالیا گیا جس کی وجہ سے اس کے ساتھ توہین آمیز سلوک ہو۔
4۔عورت کو ظلم سے بچالیا گیا۔

سوال8:اسلام نے ایک سے زائد بیویوں کے لیے عدل کی شرط عائد کی ہے۔عدل سے کیا مراد ہے؟اس عدل کا اِطلاق کہاں کہاں ہوتا ہے؟

جواب:یہاں عدل سے مراد بیویوں کے درمیان انصاف ہے۔اس عدل کی ضرورت ہر مقام پر پڑتی ہے مثلاً:

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

1۔معاملات میں عدل۔2۔خرچ میں عدل۔3۔اَزدواجی تعلق میں عدل 4۔حسنِ معاشرت میں عدل۔

سوال9:اسلام نے کہاں پر عدل میں آسانی کی گنجائش رکھی ہے؟

جواب:1۔اسلام نے دِلی احساسات میں عدل کے معاملے میں آسانی کی گنجائش رکھی ہے۔2۔انسانی نفس کے اندر پائے جانے والے گہرے میلان میں عدل کیونکہ یہ انسان کے کنٹرول سے باہر ہے۔

سوال10:اَوْ مَامَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ" یا وہ جن کے تمہارے دائیں ہاتھ مالک ہوں (لونڈیاں)" مملوکہ عورت (لونڈی) سے نکاح کرنے کے فوائد کیا ہیں؟

جواب:مملوکہ عورت (لونڈی) کو ملنے والے فوائد:1۔نکاح کی وجہ سے لونڈی آزاد ہوجاتی ہے۔2۔اس عورت کی اولاد بھی آزاد ہوجاتی ہے۔3۔اس کا مالک اب اسے فروخت نہیں کرسکتا۔اگر شوہر نکاح کے وقت آزادی نہ دے تب بھی بچہ پیدا ہوتو وہ اُمِ ولد کہلاتی ہے۔اسلام نے غلام عورتوں کی آزادی کے لیے جو تدابیر اختیار کی ہیں ان میں نکاح ایک اہم طریقہ ہے۔مرد کو حاصل ہونے والے فوائد:1۔لونڈیوں کے لئے تعداد کی کوئی شرط نہیں۔2۔ٹھیک ٹھیک عدل وانصاف کی شرط نہیں ہے۔

سوال11:ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَلَّا تَعُوْلُوْا" یہ زیادہ قریب ہے کہ تم انصاف سے نہ ہٹو" خاندان میں عدل کے قیام کے لیے اسلام نے خاص طور پر کوشش کی،اس میں کیا حکمت ہے؟

جواب:1۔خاندان میں عدل وانصاف دوسری جگہوں پر انصاف کے مقابلے میں زیادہ ضروری ہے۔2۔معاشرے کی تعمیر میں خاندان انتہائی اہمیت رکھتا ہے۔3۔کسی بھی قوم کی تربیت خاندانی اِدارے کے اندر ہوتی ہے۔4۔انسانی شخصیات خاندان میں پروان چڑھتی ہیں۔5۔خاندان میں عدل نہ ہوتو معاشرے میں عدل قائم نہیں ہوسکتا۔

وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ؕ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْٓـًٔا مَّرِيْٓـًٔا (4)

اورعورتوں کوان کے مہر خوش دلی سے ادا کردیا کرو، پھر اگر وہ اس میں سے کوئی چیز تمہارے لیے چھوڑنے پر دل سے خوش ہوجائیں تو تم اس کو کھاؤ مزے دار،خوشگوار ہے۔(4)

سوال1:اس آیت کا شانِ نزول کیا ہے؟

جواب:ابوصالح فرماتے ہیں کہ لوگ اپنی بچیوں کا مہر خود لے لیا کرتے تھے وہ محروم رہ جاتی تھیں اس پر یہ آیت اتری۔(ابن ابی حاتم)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سوال2:وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً'' اورعورتوں کوان کے مہرخوش دلی سے ادا کردیا کرو'' کی وضاحت کریں؟

جواب:'' اورعورتوں کوان کے مہرخوش دلی سے ادا کردیا کرو''1۔سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا:اس آیت میں خطاب شوہروں سے ہے۔(المحرر الموجیز:8/2) 2۔آیت میں کلمہ'' نِحْلَةً'' کا معنی عائشہ رضی اللہ عنہا نے'' فریضہ'' کیا ہے اورابن زید نے '' واجب'' کیا ہے۔(تیسیر الرحمن)3۔یہ آیت عورت کے لیے مہرکوواجب کرتی ہے (قرطبی 18/2) 4۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ امت کے کسی فرد کے لیے بغیر مہر کے شادی کرنا جائزنہیں ہے اورمہر کی تعیین کے وقت نیت بھی صحیح ہونی چاہئے کہ یہ عورت کا حق ہے جواسے ملناچاہئے۔(تیسیر الرحمن) 5۔سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی تورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا:'' اسے کچھ دو۔''توانہوں نے کہا،میرے پاس کچھ نہیں ہے۔اس پرآپ نے فرمایا:'' تیری حطمی زرع کہاں ہے۔(ابوداود:2125)

سوال3:مہر کے بارے میں اسلام کا موقف کیا ہے؟

جواب:1۔مہرعورت کا ذاتی حق ہے۔2۔مہرعورت خودوصول کرے گی۔اس کے ولی کومہر لینے کا حق نہیں ہے۔3۔مہر مقرر کرنالازم ہے کیونکہ یہ ایک فریضہ،ایک لازمی حق ہے۔4۔مردخوش دِلی کے ساتھ مہرادا کرے۔

سوال4:مہر کے بارے میں جاہلی عرب میں کیا دستورتھا؟

جواب:1۔عورت کا ولی مہرلے لیتا تھااورپھراسے خوداستعمال کرتا تھا۔2۔نکاحِ شِغار کی صورت میں ایک لڑکی کودوسری لڑکی کے بدلے میں دے کرمہر سے لڑکیوں کومحروم کردیا جاتا تھا۔3۔مختلف حیلوں بہانوں سے عورت کے اس حق کو مارلیا جاتا تھا۔

سوال5:اسلام نے مہر دِلا کرعورت پرکیااحسان کیا ہے؟

جواب:1۔اسلام نے اس طرح عورت کی عزت ووقارکوبحال کیا ہے۔2۔اسلام نے محبت اورفیاضی کے راستے کھولے ہیں۔ 3۔اسلام نے مہر دِلا کرعورت کے مالی حقوق بحال کیے ہیں۔

سوال6:فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْٓـًٔا مَّرِيْٓـًٔا'' پھراگروہ اس میں سے کوئی چیز تمہارے لیے چھوڑنے پردل سے خوش ہوجائیں توتم اس کوکھاؤ مزے دار،خوشگوار ہے''مہر کی ادائیگی کے بعداگرعورت خوش دلی کے ساتھ پورامہر یا کچھ حصہ شوہرکولوٹادیتی ہےتواس کے بارے میں کیاحکم ہے؟

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

1۔مہر کی ادائیگی کے بعد اگر عورت اپنی مکمل رضامندی اور خوش دِلی کے ساتھ پورا مہر یا اس کا کوئی حصہ شوہر کو لوٹا دیتی ہے تو وہ آزاد ہے لیکن اس پر جبر نہیں کیا جائے گا۔2۔مرد کے لیے عورت کی طرف سے خوش دِلی سے واپس کیا گیا مہر کھانا حلال ہے۔ 3۔آیت سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ اگر بیوی حیا کی وجہ سے یا شوہر کی بداخلاقی یا برے برتاؤ کے ڈر سے ایسا کرتی ہے اور شوہر اسے قبول کر لیتا ہے تو یہ قرآنی تعلیم کی خلاف ورزی ہوگی۔(تیسیر الرحمٰن) 4۔اس آیتِ کریمہ میں اس بات کی دلیل ہے کہ عورت بالغ اور عاقل ہے تو اپنے مال میں تصرف کا پورا اختیار رکھتی ہے خواہ وہ صدقہ ہی کیوں نہ کر دے۔لیکن اگر بالغ اور عاقل نہیں ہے تو اس کے عطیہ کا حکم معتبر نہیں۔نیز عورت کا سرپرست اس مہر میں سے کچھ لینے کا حق دار نہیں سوائے اس کے، کہ عورت برضا و رغبت خود اسے کچھ عطا کر دے۔(تفسیر سعدی)

وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِيْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيٰمًا وَّارْزُقُوْهُمْ فِيْهَا وَاكْسُوْهُمْ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا(5)

اور ناسمجھوں کو اپنے وہ مال نہ دو جسے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے قائم رہنے کا ذریعہ بنایا ہے، اور تم انہیں کھلاؤ اور پہناؤ اور ان سے بھلی بات کہو۔(5)

سوال1:وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ ’’اور ناسمجھوں کو اپنے وہ مال نہ دو‘‘ کی وضاحت کریں؟

جواب:1۔سفیہ ایسے شخص کو کہا جاتا ہے جو بے عقل ہونے مثلاً پاگل وغیرہ یا عدم بلوغت جیسے چھوٹا بچہ اور بے سمجھ وغیرہ ہونے کی وجہ سے اپنے مال میں تصرف اور دیکھ بھال کی اہلیت سے محروم ہو۔(تفسیرِ سعدی) 2۔نادانوں کو مال دے کر انہیں تصرف کی اجازت نہ دی جائے کیونکہ یہ مال ان کی زندگی کا ذریعہ ہے جس سے تجارت کر کے روزی کمائی جاتی ہے معلوم ہوا کہ بے وقوفوں کو کاروبار میں تصرف سے روک دیا جائے (ابن کثیر:2921) 3۔اس میں مال کی حفاظت کی ترغیب دلائی ہے، اس لیے کہ آدمی کے دنیاوی حالات بغیر مال کے متوازن نہیں رہتے (تیسیر الرحمٰن:239) 4۔زمخشری نے سلف کا قول نقل کیا ہے کہ ’’مال مومن کا ہتھیار ہے‘‘ سفیان ثوری کے پاس ایک سامان تھا، اسے وہ الٹتے پلٹتے تھے اور کہتے تھے کہ اگر یہ نہ ہوتا تو بنی عباس مجھے اپنے ہاتھ کا رومال بنا لیتے۔(تیسیر الرحمٰن:239) 5۔سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں تین قسم کے لوگ ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا‘ ایک وہ شخص جس کی بیوی بدخلق ہو اور پھر بھی وہ اسے طلاق نہ دے دوسرا وہ شخص جو اپنا مال بیوقوف کو دے دے حالانکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے بیوقوف کو اپنا مال نہ دو تیسرا وہ شخص جس کا قرض کسی پر

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

ہواوراس نے اس قرض پر کسی کو گواہ نہ کیا ہو(تفسیر ابن کثیر:521/1)

سوال2:نادانی اوردانائی کا پتہ کیسے چلتا ہے؟

جواب:اس کے لیے کوئی فارمولانہیں ہے۔ ہرخاندان اپنے افرادکوخوب پہچان لیتا ہے کہ دانا کون ہے اورنادان کون؟ جانچ پڑتال اس بات کی ہوگی کہ یتیم بالغ ہوگیا ہے یانہیں؟

سوال3:وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِيْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيٰمًا ''اورنا سمجھوں کواپنے وہ مال نہ دو جسے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے قائم رہنے کا ذریعہ بنایا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:1۔مال عیش کے لیے نہیں۔ 2۔مال فخر کا اظہار کرنے کیلئے نہیں۔ 3۔مال انسان کے لئے زندگی کا ذریعہ ہے۔ 4۔دنیا میں بقاوقیام کا ذریعہ ہے۔5۔مال کوضائع ہونے سے بچایا جائے۔6۔مال کوحق دار تک پہنچانے کا اہتمام کیا جائے۔ 7۔مال پر پوری سوسائٹی قائم ہوتی ہے۔8۔وہ دولت جومعاشرے میں گردش کرتی ہے اس سے پوری سوسائٹی فائدہ اُٹھاتی ہے۔9۔معاشرہ دولت سے فائدہ تب اُٹھاسکتا ہے جب اُس کا انتظام اَحسن طریقے سے ہو۔10۔اجتماعی دائرے میں اِنفرادی حقوقِ ملکیت قائم رہیں گے۔11۔نادان یتیم جواپنے مال کوترقی نہیں دے سکتے دولت ان کے قبضے میں نہ دی جائے۔ 12۔یتیموں کومال پرتصرف اوراپنی نگرانی میں چلانے کے حق سے بلوغت یا سنِ رُشد تک محروم کردیا جائے گا۔13۔یتیم کی انفرادی ملکیت برابر رہے گی۔یہ دولت ان سے چھین لینے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔14۔یتیم کا مال ان افراد کی تحویل میں دیا جائے گا جوان کا اچھا انتظام کرسکتے ہوں لیکن رشتہ داری کوترجیح دی جائے گی تاکہ خاندان کا کفالتی نظام چلتا رہے۔

سوال4:وَّارْزُقُوْهُمْ فِيْهَا وَاكْسُوْهُمْ ''اورتم انہیں کھلاؤاور پہناؤ'' کی وضاحت کریں؟

جواب:1۔اللہ تعالیٰ نے سرپرست کوحکم دیا ہے کہ وہ مال ان بے سمجھ لوگوں کے حوالے نہ کرے بلکہ وہ اس مال میں سے ان کے کھانے پینے اورکپڑے لتے کا انتظام کرے اورجوان کی دینی ودنیاوی ضروریات ہیں ان میں خرچ کرے اوران سے اچھی بات ہی کہے۔(تفسیرِ سعدی) 2۔یہاں اس بات کی دلیل بھی ہے کہ پاگل،نابالغ اوربے عقل جب مال کے مالک ہوں توان پرانہی کے مال میں سے اخراجات کیے جائیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:وَّارْزُقُوْهُمْ فِيْهَا وَاكْسُوْهُمْ اورتم انہیں کھلاؤاور پہناؤ(تفسیرِ سعدی)

سوال5:وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ''اوران سے بھلی بات کہو'' کی وضاحت کریں؟

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جواب:1۔المعروف وہ قول وفعل ہوتا ہے جس کی خوبی عقل وشریعت سے ثابت ہو۔اس سے مراد یہ ہے کہ یتیم بچوں کے ساتھ نرمی سے بات کریں اور انہیں سمجھا دیں کہ جب وہ سمجھ دار ہو جائیں گے تو ان کا مال ان کے حوالے کر دیا جائے گا۔
2۔اور جب وہ اپنے مال کا مطالبہ کریں تو وہ ان سے وعدہ کرے کہ وہ ان کے بالغ اور عاقل ہو جانے کے بعد ان کا مال ان کو لوٹا دے گا اور ان کی دل جوئی کی خاطر ان سے نرم مقالی سے پیش آئے۔(تفسیر سعدی)

وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰٓى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ۚ وَلَا تَاْكُلُوْهَآ اِسْرَافًا وَّ بِدَارًا اَنْ يَّكْبَرُوْا ۭ وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ ۚ وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا(6)

اور یتیموں کو جانچتے رہو یہاں تک کہ وہ نکاح (کی عمر) کو پہنچ جائیں، پھر اگر تم ان میں سمجھ بوجھ محسوس کرو تو ان کے مال ان کے حوالے کر دو اور اس ڈر سے کہ وہ بڑے ہو جائیں گے اُن کا مال فضول خرچی سے جلدی کرتے ہوئے نہ کھا جاؤ، اور جو مال دار ہے تو لازم ہے کہ وہ بچے، اور جو محتاج ہے تو لازم ہے کہ وہ معروف طریقے سے کھائے۔ چنانچہ جب تم اُن کا مال اُن کے حوالے کرنے لگو تو اُن پر گواہ بناؤ، اور اللہ تعالیٰ ہی حساب لینے والا کافی ہے۔(6)

سوال 1: وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰٓى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ''اور یتیموں کو جانچتے رہو یہاں تک کہ وہ نکاح (کی عمر) کو پہنچ جائیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:1۔حسن، قتادہ اور مجاہد نے کہا: ان کی عقلوں اور دین کو جانچو اور اس امتحان کی کیفیت یہ ہوگی کہ خرچ کے معاملے میں ان کی بردباری دیکھو کیسے وہ اخراجات کی تدبیر کرتے ہیں اور کیسے ان میں تصرف کرتے ہیں اور اگر لڑکی ہو تو اس کو گھریلو امور کے حوالے سے دیکھیں کہ وہ کپڑوں وغیرہ کا کیسے انتظام کرتی ہے۔(تفسیر الوسیط:12/2) 2۔حسن اور قتادہ نے کہا عقل اور دین میں سمجھ کو دیکھیں۔ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: عقلی اور مالی تدابیر کو دیکھیں۔ (المحرر الوجیز:11/2)

سوال 2: حَتّٰٓى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ''یہاں تک کہ وہ نکاح (کی عمر) کو پہنچ جائیں'' سے کیا مراد ہے؟

جواب: اس سے مراد ہے کہ جب وہ ''حلم'' کو پہنچ جائیں۔(تفسیر جامع البیان:262/4)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سوال3:فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ'' پھر اگر تم ان میں سمجھ بوجھ محسوس کرو تو ان کے مال ان کے حوالے کردو'' کی وضاحت کریں؟

جواب:1۔جب یتیم بالغ ہوجائے یعنی جب وہ سنِ رشد کو پہنچ جائے اور اس کی عقل وسمجھ کا یقین ہوجائے۔

2۔پورا مال حفاظت اور ایمانداری کے ساتھ حوالے کیا جائے گا۔

سوال4:رشد سے کیا مراد ہے؟

جواب:''رشد'' سے مراد عقلی اور دینی صلاحیت ہے پس بالغ ہونے کے علاوہ مال کی سپرد داری کے لئے رشد بھی شرط ہے۔ اگر کسی شخص میں ''رشد'' نہیں ہے تو خواہ وہ بوڑھا ہی کیوں نہ ہوجائے متولی یا وصی کو چاہیے کہ وہ مال اس کے حوالے نہ کرے۔ (قرطبی۔ابن کثیر)

سوال5:وَلَا تَاْكُلُوْهَآ اِسْرَافًا وَّبِدَارًا اَنْ يَّكْبَرُوْا'' اور اس ڈر سے کہ وہ بڑے ہوجائیں گے اُن کا مال فضول خرچی سے جلدی کرتے ہوئے نہ کھاجاؤ'' اللہ تعالیٰ نے یتیم کے مال کی حفاظت کے لئے اولیاء کو کیا نصیحت کی ہے؟

جواب:1۔سعید بن جبیر نے کہا یتیموں کے مال میں فضول خرچی نہ کرو۔(ابن ابی حاتم:876/3) 2۔اس ڈر سے کہ بڑے ہونے کے بعد یتیم اپنا مال لے لیں گے،ان کے مال کو بے جا طریقے سے خرچ نہ کرو۔ 3۔یتیم کا ولی مال دار ہے تو اسے مال کھانے سے پرہیز کرنا چاہئے۔ 4۔یتیم کا ولی غریب ہے تو اپنی ضرورت اور محنت کے مطابق مزدوری لے لے۔

سوال6:وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ'' اور جو مال دار ہے تو لازم ہے کہ وہ بچے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:''اور جو مال دار ہے تو لازم ہے کہ وہ بچے''1۔عائشہ رضی اللہ عنہا نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد'' بلکہ جو شخص خوشحال ہو وہ اپنے کو بالکل روکے رکھے۔البتہ جو شخص نادار ہو وہ واجبی طور پر کھاسکتا ہے'' کے بارے میں فرمایا کہ یہ آیت یتیم کے بارے میں اتری ہے کہ اگر ولی نادار ہو تو یتیم کی پرورش اور دیکھ بھال کی اجرت میں وہ واجبی طور پر (یتیم کے مال میں سے کچھ) کھاسکتا ہے(بشرطیکہ نیت میں فساد نہ ہو)(صحیح بخاری:4575) 2۔سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گزارش کی کہ میرے پاس مال نہیں ہے، ہاں البتہ میرے پاس ایک یتیم (کا مال) ہے؟ آپ نے فرمایا:''تم (زیرپرورش) یتیم کے مال سے کھاسکتے ہو،بشرطیکہ اسراف وتبذیر نہ ہو اور نہ تم مال کو جمع کرو اور نہ اس کے مال کی بجائے اپنے مال کو بچاؤ حسین (راوی (کوشک ہے کہ یا آپ نے یہ فرمایا:''اپنا مال (بچاکر) رکھتے ہوئے اس کا مال خرچ مت کرو۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

(مسند احمد: 216,215/2:7022)

سوال7: وَ مَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ ''اور جو محتاج ہے تو لازم ہے کہ وہ معروف طریقے سے کھائے''یتیم کا ولی فقیر ہو تو وہ کیسے معروف طریقے سے کھائے؟

جواب:1۔حافظ ابنِ کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے فقہاء کے حوالے سے لکھا ہے کہ وہ اپنی مزدوری اور اپنی ضرورت میں سے جو کم ہو گا وہ لے گا۔

2۔معروف طریقہ یہی ہے کہ اس کے اموال کی نگرانی کی اجرت جو معروف ہے لے لے، دوسرا یہ کہ کم از کم جس سے اس کی ضرورت پوری ہو سکے لے لے۔(دعوۃ القرآن)

سوال8: فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ ''چنانچہ جب تم اُن کا مال اُن کے حوالے کرنے لگو تو اُن پر گواہ بناؤ'' گواہ ٹھہرانے کا حکم کیوں دیا گیا؟

جواب:''چنانچہ جب تم اُن کا مال اُن کے حوالے کرنے لگو تو اُن پر گواہ بناؤ''1۔جھگڑے اور تہمت سے بچنے کے لئے گواہ ٹھہرانے کا حکم دیا گیا۔2۔مال حوالے کرتے وقت گواہ بنالو تا کہ کل انکار اور شک کی گنجائش نہ رہے

سوال9: وَ كَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ''اور اللہ تعالیٰ ہی حساب لینے والا کافی ہے''اللہ تعالیٰ نے اپنے حساب لینے کا شعور کیوں دلایا ہے؟

جواب:''اور اللہ تعالیٰ ہی حساب لینے والا کافی ہے''1۔اللہ تعالیٰ نے اپنے حساب لینے کا شعور اس لئے دلایا ہے تا کہ انسان جان لے کہ کوئی چیز اللہ تعالیٰ سے چھپی ہوئی نہیں۔ممکن ہے لوگوں کو کسی کی امانت یا خیانت کا پتہ نہ چلے لیکن اللہ تعالیٰ حساب لینے کے لئے کافی ہے۔اس طرح انسان یتیموں کے مال میں خیانت کرنے سے بچ سکتے ہیں۔2۔اللہ تعالیٰ ذرے ذرے کا محاسب ہے ہر جگہ بہ اعتبار علم حاضر و ناظر ہے یتیموں کے اولیاء کا ہر وقت نگران ہے کہ کس طرح ان کی تربیت کرتے ہیں اور انہیں پورا مال دیتے بھی ہیں یا نہیں۔(مختصر ابن کثیر:294/1) 3۔یعنی اگر تم نے یتیم کے مال میں سے کچھ رکھ لیا اور گواہ وغیرہ تمہاری خیانت کو نہ پکڑ سکے تو یہ نہ سمجھ لینا کہ تم عذابِ الٰہی سے بچ جاؤ گے۔تمہاری ہر خیانت اس کے علم میں ہو گی اور وہ تم سے اس کا مؤاخذہ کرے گا۔(دعوۃ القرآن) 4۔ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:اے ابوذر میں تجھے ضعیف اور ناتواں خیال کرتا ہوں اور میں تیرے لئے وہی پسند کرتا ہوں جو اپنے لئے پسند کرتا ہوں۔تم دو آدمیوں پر بھی حاکم نہ بننا اور نہ مال یتیم کا والی بننا۔''(مسلم:4720)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ ۪ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ ؕ نَصِيبًا مَّفْرُوْضًا(7)

مردوں کے لیے ایک حصہ ہے جووالدین اورقریبی رشتہ دارترکے میں چھوڑ جائیں اورعورتوں کے لیے بھی اس میں سے ایک حصہ ہے جووالدین اورقریبی رشتہ دارترکے میں چھوڑ جائیں،اس میں سے جوتھوڑا یا زیادہ ہو،مقرر کیا ہوا حصہ ہے۔(7)

سوال1:اس آیت کا شان نزول کیا ہے؟

جواب:جابربن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سیدنا سعدبن ربیع رضی اللہ عنہ کی بیوی اپنی بیٹیوں کوجوسیدنا سعدرضی اللہ عنہ سے تھیں لے کررسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضرہوئی اورفرمانے لگیں اللہ کے رسول!یہ دونوں سعدبن ربیع کی بیٹیاں ہیں ان کے والداحد کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں جنگ کرتے ہوئے شہید ہوگئے تھے ان لڑکیوں کے چچانے سارامال اپنے قبضہ میں کرلیا ہے اوران کے لیے کچھ نہیں چھوڑا ان کے نکاح تب ہونگے جب ان کے پاس مال ہوگا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''اللہ تعالیٰ اس بارہ میں فیصلہ فرمائے گا''۔جس پرآیت میراث نازل ہوئی،سیدنارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے چچا کو پیغام بھیجااورفرمایا:''سعدکی دونوں بیٹیوں کو دوتہائی(2/3)اوران کی والدہ کوآٹھواں(1/8)حصہ دےدواورجوباقی بچے وہ تیرے لیے ہے۔(جامع ترمذی:2092)

سوال2:وَلِلنِّسَآءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ''اورعورتوں کے لیے بھی اس میں سےایک حصہ ہے جووالدین اورقریبی رشتہ دارترکے میں چھوڑ جائیں اس میں سے جوتھوڑا یا زیادہ ہو'یہاں اللہ تعالیٰ نے مردوں کے ساتھ عورتوں کے حصّے کا تذکرہ کیوں کیا ہے؟

جواب:1۔اللہ تعالیٰ نے مردوں کے ساتھ عورتوں کے حصّے کا تذکرہ اس لئے کیا ہے کیونکہ اسلام سے پہلے عورتوں اورچھوٹے بچوں کو وراثت میں سے حصّہ نہیں دیا جاتا تھا۔اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے انہیں حصّہ دارٹھہرایا ہے۔2۔قتادہ نے کہا:وہ عورتوں کوحصہ نہیں دیتے تھے۔(تفسیرجامع البیان:4/273) 3۔حقیقت یہ ہے کہ اسلام کےسوااورکسی مذہب نے مرداورعورت کے صحیح معنوں کونہیں سمجھا۔(تفسیرسراج البیان:1/184)

سوال3:اسلامی قانون نے میراث کوکس اُصول پراُستوارکیا؟

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جواب:اسلامی قانون نے میراث کوقرابت کے اُصول پراُستوار کیا۔

سوال4:وراثت کے حقوق میں فرق کیوں ہے؟

جواب:قرابت کے درجے مختلف ہیں اس طرح رشتے داروں کے حصص میں بھی فرق ہے۔

سوال5:وراثت کا اُصول کیا ہے؟

جواب:مرد کا حصہ دوعورتوں کے برابر ہے۔

سوال6:وراثت کے سلسلے میں انسانی قانون اوراللہ تعالیٰ کے قانون میں کیا فرق ہے؟

جواب:1۔انسان جوقانون بناتا ہے اس میں توازن نہیں ہوتا۔قدیم دورمیں لڑکا اہمیت کا حامل تھا کیونکہ وہ قبیلے کے لیے طاقت کا ذریعہ تھا۔موجودہ دورمیں reaction سامنے آیا تولڑکے اورلڑکی کے حصوں کو برابر کردیا گیا۔2۔اللہ تعالیٰ کا قانون بےاعتدالیوں سے پاک ہے۔3۔اللہ تعالیٰ کا قانون معاشرتی انصاف کا حقیقی ذریعہ ہے۔

سوال7:وراثت کے معاملے میں انسان کوکس کے قانون کے مطابق چلنا ہے؟

جواب:انسان کواللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے قانون کے مطابق چلنا ہے،کسی کی ذاتی خواہشات اورذاتی مصلحتوں کے مطابق نہیں چلنا۔

سوال8:لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ ''مردوں کے لیے ایک حصہ ہے جووالدین اورقریبی رشتہ دارترکے میں چھوڑ جائیں اس میں سے جوتھوڑا یازیادہ ہو'' کی وضاحت کریں؟

جواب:اس آیت سے درج ذیل احکامات کا پتہ چلتا ہے:1۔میراث میں مردوں کے ساتھ عورتیں بھی حق دار ہیں۔
2۔میراث تقسیم ہونے کے لیے ہے۔خواہ کتنی ہی کم ہوتمام وارثوں میں تقسیم ہونی چاہیے۔3۔وراثت میں تمام قسم کے اَموال شامل ہیں خواہ زرعی اَموال ہوں یاصنعتی،خواہ منقولہ ہوں یاغیرمنقولہ،کسی بھی قسم کا مال ہواس پروراثت کا قانون جاری ہوگا۔
4۔میراث کا حق اس وقت پیدا ہوتا ہے جب میت نے کوئی مال چھوڑا ہو۔5۔قریب تر رشتہ دار کی موجودگی میں بعیدتر رشتہ دارمیراث نہیں پائے گا۔(تفہیم القرآن)

سوال9:نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ''مقرر کیا ہوا حصہ ہے''؟

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جواب: اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ حصہ ہے خواہ عورت ہو یا مرد، چھوٹا ہو یا بڑا۔ (ایسر التفاسیر:240,241)

سوال10: اگر خاندان کسی فرد کی کفالت میں ناکام ہو جائے تو کون کفالت کرے گا؟

جواب: مقامی مسلمان معاشرہ۔

سوال11: اگر مقامی مسلمان معاشرہ بھی ناکام ہو جائے تو پھر اس کی کفالت کون کرے گا؟

جواب: اسلامی حکومت ان تمام لوگوں کی کفالت کی ذمہ دار ہے جو اپنا انتظام خود نہیں کر سکتے۔

سوال12: اسلام کے وراثتی نظام پر کیا کیا اعتراضات ہیں؟ جواب دیں۔

جواب:1۔ یہ نظام ان لوگوں کو بھی وراثت منتقل کر دیتا ہے جنہوں نے اس کے لیے کوئی کوشش نہیں کی ہوتی۔ آباء واجداد اور دوسرے رشتہ دار اپنے بچوں، پوتوں، نواسوں کو صرف مال منتقل نہیں کرتے بلکہ اچھی بری عادات اور کمزوریاں بھی منتقل کرتے ہیں۔ بعض اوقات بیماری اور صحت بھی، بعض اوقات ذہانت اور کند ذہنی بھی۔ یہ ساری صفات انسان کی زندگی پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ ان کے نتائج وارثوں کو بھگتنے پڑتے ہیں۔ اس لیے انصاف کا تقاضا ہے کہ مال بھی وارثوں کو منتقل ہو۔ اگر ہم مال وارثوں کو نہیں دینا چاہتے تو ہمارا فرض ہے کہ بیماریوں، جسمانی کمزوریوں وغیرہ سے بھی وارثوں کو نجات دلائیں۔

2۔ اسلام نے عورت کو آدھی وراثت دی ہے۔ i۔ مرد پر معاشی ذمہ داریوں کا بوجھ ہے جبکہ عورت پر اسلام نے یہ بوجھ نہیں ڈالا۔ ii۔ مرد عورت کے ساتھ نکاح کرتا ہے تو مہر دیتا ہے جبکہ عورت مہر وصول کرتی ہے۔ iii۔ مرد عورت اور اولاد کو نان ونفقہ دیتا ہے جبکہ عورت کو اسلام نے پابند نہیں کیا۔ iv۔ مرد باپ کے جانے کے بعد ماں اور بہنوں کی ذمہ داریاں اُٹھاتا ہے۔ ان کا نان ونفقہ، بہن کی تعلیم، شادی اور دیگر خاندانی ذمہ داریاں جبکہ عورت کو کوئی ذمہ داری اُٹھانی نہیں پڑتی۔ v۔ مرد عورت کے مقابلے میں خاندان کی ضروریات کا دو حصے ذمہ دار ہوتا ہے۔ اجتماعی معاملات میں بھی مرد کی ذمہ داریاں دوگنا ہیں۔ اس لیے عورت کو وراثت میں آدھا حصہ دینا اس کی ذمہ داریوں کے اعتبار سے عادلانہ اور منصفانہ ہے۔

وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا (8)

اور جب تقسیم کے وقت قرابت دار اور یتیم اور محتاج آ جائیں تو انہیں بھی اس مال میں سے کچھ دو اور ان سے بھلی بات کرو۔ (8)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سوال1:وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ'' اور جب تقسیم کے وقت قرابت دار اور یتیم اور محتاج آجائیں تو انہیں بھی اس مال میں سے کچھ دو'' کیا ورثے میں غیر رشتہ داروں کا بھی کچھ حق ہے؟

جواب: ''اور جب تقسیم کے وقت قرابت دار اور یتیم اور محتاج آجائیں تو انہیں بھی اس مال میں سے کچھ دو''1۔ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کچھ لوگ گمان کرنے لگے ہیں کہ یہ آیت میراث کی آیت سے منسوخ ہوگئی ہے نہیں قسم اللہ کی آیت منسوخ نہیں ہوئی البتہ لوگ اس پر عمل کرنے میں سست ہوگئے ہیں۔ترکے کے لینے والے دو طرح کے ہوتے ہیں ایک تو وہ جو خود وارث ہوں اس کو تو خود دینے کا حکم ہے (عزیزوں یتیموں محتاجوں کو جو تقسیم کے وقت آجائیں) دوسرا جو خود وارث نہیں ہو اس کو نرمی سے جواب دینے کا حکم ہے، وہ یوں کہے، میاں! میں تم کو دینے کا اختیار نہیں رکھتا۔(صحیح بخاری:2759)2۔مال کی تقسیم کے وقت اگر کچھ رشتے دار موجود ہوں اور وہ محتاج بھی ہوں تو صلہ رحمی کا جذبہ رکھنے والے ورثہ یہی مناسب سمجھیں گے کہ انہیں بھی کچھ دے دیا جائے تاکہ جہاں ان کے کسی رشتہ دار کا مال تقسیم ہو رہا ہے وہاں سے وہ محروم نہ واپس جائیں۔ اور خاص طور سے وہ یتیم بچے جن کے باپ کا انتقال دادا کے ہوتے ہوئے ہو گیا ہو اور وہ وراثت سے محروم رہ گئے ہوں اور پھر ان کے دادا کے انتقال کے بعد وراثت تقسیم ہو رہی ہو اور ان کے چچا اور پھوپھیاں وراثت کا مال پا کر خوش ہو رہے ہوں اور یہ بچے ان کا منہ تک رہے ہوں اور ان کے حصے میں کچھ نہ آرہا ہو صرف اس لیے کہ ان کے والد کا انتقال دادا سے پہلے ہو چکا ہے، تو ان کی محرومی کا کیا عالم ہوگا۔ایسے بچوں کے حق میں تو یہ آیت آبِ حیات کے مترادف ہے اور خاص طور پر اگر دادا کی جائیداد بڑی ہو اور ورثہ ان یتیموں کے حال پر رحم کریں تو ان کے حصے میں بھی اچھی خاصی جائیداد آسکتی ہے اور ان کی غربت دور ہو سکتی ہے۔(تیسیر الرحمٰن)

سوال2:امداد کے مستحق رشتے دار اگر وراثت میں حصّہ دار نہ ہوں تو ان کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب:1۔مستحق رشتے داروں کے لئے یہ حکم ہے کہ انہیں بھی تقسیم کے وقت کچھ دے دو۔2۔ان سے محبت سے بات کرو۔

سوال3:وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا'' اور ان سے بھلی بات کرو'' کی وضاحت کریں؟

جواب:''اور ان سے بھلی بات کرو'' یعنی ان کو دیتے ہوئے معذرت کرلیں اور ان سے محبت سے بات کریں۔

وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوْا عَلَيْهِمْ ۠ فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْيَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا(9)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

اورلازم ہے کہ ڈریں وہ لوگ جو اگر اپنے پیچھے کمزور اولاد چھوڑ جاتے اوران کے بارے میں وہ ڈرتے، چنانچہ ان پر لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈر جائیں اور سیدھی بات ہی کہیں۔(9)

سوال1: وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوْا عَلَيْهِمْ فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ ''اورلازم ہے کہ ڈریں وہ لوگ جو اگر اپنے پیچھے کمزور اولاد چھوڑ جاتے اوران کے بارے میں وہ ڈرتے ان پر لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈر جائیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب: ''اورلازم ہے کہ ڈریں وہ لوگ جو اگر اپنے پیچھے کمزور اولاد چھوڑ جاتے اوران کے بارے میں وہ ڈرتے ان پر لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈر جائیں''1۔یتیموں کے اولیاء کو کہا گیا ہے کہ وہ ان کے ساتھ ایسا ہی سلوک کریں جیسا وہ چاہتے ہیں کہ ان کی وفات کے بعد ان کے چھوڑے ہوئے بچوں کے ساتھ لوگ کریں۔2۔باپ کا دل اپنے چھوٹے اور کمزور بچوں کے حوالے سے انتہائی نرم ہوتا ہے اور جب وہ یہ محسوس کرے کہ وہ کمزور ہیں اور کوئی ترس کھانے والا نہیں، کوئی ان کا محافظ نہیں، کوئی ان کے سر پر رحمت کے ساتھ ہاتھ پھیرنے والا نہیں، اس آیت کو پڑھ کر باپ کا دل مٹھی میں آجاتا ہے اور وہ یتیموں کی حالت کو سمجھنے کے قابل ہو جاتا ہے۔اس کے دل میں یتیم کے لیے محبت پیدا ہوتی ہے۔اللہ تعالیٰ نے اس محبت کے جذبے کو ابھارا ہے۔3۔اللہ تعالیٰ نے ان بچوں کے بارے میں ہر وقت خوفِ الٰہی رکھنے کی تلقین کی ہے۔4۔اللہ تعالیٰ نے یہ تلقین کی ہے کہ ان کے مال کی حفاظت کرتے ہوئے ان کی تربیت اور نگرانی کرتے ہوئے سیدھی بات کریں۔

سوال2: وَلْيَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا'' سیدھی بات ہی کہیں'' سے کیا مراد ہے؟

جواب: قَوْلًا سَدِيْدًا سے مراد درست بات کرنا ہے۔یتیم کے اولیاء کو کہا گیا کہ وہ حق بات کریں۔(ابنِ کثیر، ابن جریر، رازی)

2۔مریض کی عیادت کرنے والا نے جا خرچ کر کے اولاد کو نقصان پہنچانے والوں کو حق بات کہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ؕ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا(10)

بلاشبہ وہ لوگ جو یتیموں کے مال ظلم سے کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں آگ کے سوا کچھ نہیں کھاتے، اور جلد ہی وہ دہکتی آگ میں داخل ہوں گے۔(10)

سوال1: اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا'' بلاشبہ وہ لوگ جو یتیموں کے مال ظلم سے کھاتے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب: ''بلاشبہ وہ لوگ جو یتیموں کے مال ظلم سے کھاتے ہیں''1۔جو لوگ یتیم کا مال کھاتے ہیں وہ مال نہیں آگ کھاتے ہیں۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

2۔یتیم کا مال کھانے کی وجہ سے وہ جہنم کی آگ میں جھونک دیئے جائیں گے جو ان کے معدوں اور ان کی جلد کو جلا ڈالے گی۔

سوال2: اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ؕ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ''وہ اپنے پیٹوں میں آگ کے سوا کچھ نہیں کھاتے ،اور جلد ہی وہ دہکتی آگ میں داخل ہوں گے''اس کی وضاحت کریں؟

جواب:''وہ اپنے پیٹوں میں آگ کے سوا کچھ نہیں کھاتے ،اور جلد ہی وہ دہکتی آگ میں داخل ہوں گے''جو لوگ یتیموں کے مال کھا رہے ہیں وہ مال نہیں آگ کھا رہے ہیں۔مال قیامت کے دن ان کے پیٹوں میں آگ بن کر بھڑ کے گا۔نبی ﷺ نے فرمایا: سات تباہ کن گناہوں سے بچو۔صحابہ کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام نے پوچھا کہ وہ کون کون سے ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا: شرک ،جادو، ناحق قتل،سود خوری،یتیم کا مال کھانا،لڑائی سے بھاگنا اور بھولی بھالی معصوم عورتوں پر الزام لگانا۔(بخاری،مسلم)' ناحق (ظلما)' کی قید سے وہ نادار سرپرست نکل گئے جن کو معروف طریقے سے بقدر ضرورت ان کے مال میں سے کھانے کی اجازت ہے،اسی طرح وہ بھی اس سے خارج ہوگئے جو آسانی اور اصلاح کی نیت سے اپنا کھانا یتیموں کے کھانے کے ساتھ ملا لیتے ہیں، کیونکہ یہ بھی جائز ہے۔(تفسیر سعدی)

سوال3: یتیموں کے بارے میں ہدایات کی وجہ سے کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟

جواب:1۔دلوں کے اندر احساس بیدار ہوتا ہے۔2۔دل اور دماغ سے جاہلیت کی گندگی دور ہوتی ہے۔

3۔ایمان والوں کے دل میں خدا خوفی ،خدا ترسی ،احتیاط اور احتساب کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔

4۔انسان یتیم کے مال کے اندر آگ کو دیکھنے لگ جاتا ہے۔

سوال4: یتیموں کے مال کھانے پر وعید کے بارے میں تین احادیث لکھیں؟

جواب: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:1۔''مسلمانوں کے گھروں میں سب سے بہتر گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا جاتا ہے،اور مسلمانوں کا سب سے بدتر گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ برا سلوک کیا جاتا ہو۔''(ابن ماجہ:3679) 2۔''میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں یوں ہوں گے۔'' آپ ﷺ نے اپنی شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی کو باہم ملایا۔(بخاری:5304،6005) 3۔معراج کے موقع کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:''پھر میں نے ایک ایسی قوم دیکھی جن کے اونٹ کے سے ہونٹ تھے اور اُن کے ہاتھوں میں آگ کے شعلے تھے۔اُن شعلوں کو یہ لوگ اپنے منہ میں رکھتے تھے اور وہ اُن کی پشت سے نکل جاتے تھے۔میں نے کہا:اے جبرائیل !یہ کون لوگ ہیں؟ کہا: یہ وہ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

لوگ ہیں جوظلم سے یتیموں کا مال کھاتے ہیں۔(ابن ہشام:270)

سوال5:''جولوگ ظلم کے ساتھ یتیموں کا مال کھاتے ہیں''اس آیت کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر کیسے اثرات مرتب ہوئے؟

جواب: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو جن لوگوں کے پاس یتیم تھے انہوں نے ان کا کھانا پکانا جدا کر دیا۔ان کے کھانے سے کوئی چیز بچ جاتی تو وہ رکھ دی جاتی حتی کہ خراب ہوجاتی۔ یہ معاملہ تکلیف دہ صورت اختیار کر گیا تو اس بات کی شکایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کی گئی۔اس پر یہ آیت نازل ہوئی:وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى ۭ قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ ۭ وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ اوروہ آپ سے یتیموں کے بارے میں سوال کرتے ہیں،آپ کہہ دو کہ ان کے لیے کچھ نہ کچھ سنوارتے رہنا بھلائی کا کام ہے اور اگر تم انہیں ساتھ ملالو دتو وہ تمہارے بھائی ہیں اور اللہ تعالیٰ بگاڑنے والے کو سنوارنے والے سے خوب جانتا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو تمہیں ضرور مشقت میں ڈال دیتا،یقیناً اللہ تعالیٰ سب پر غالب،کمال حکمت والا ہے۔(البقرہ:220)اس کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم نے یتیموں کا کھانا اپنے ساتھ شامل کرلیا۔یوں اللہ تعالیٰ نے ان کے نفوس کو پاک کیا،معاشرے کو جاہلیت کی گندگیوں سے پاک کیا اور ان کے ایمان کو بلند کر دیا۔

رکوع نمبر13

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ ۤ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۚ فَاِنْ كُنَّ نِسَاۗءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ۭ وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗٓ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهٗٓ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۭ اٰبَاۗؤُكُمْ وَاَبْنَاۗؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ۭ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا(11)

اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد کے بارے میں تمہیں وصیت کرتا ہے مرد کے لیے دو عورتوں کے برابر حصہ ہے، پھر اگر عورتیں دو سے زیادہ ہوں تو میت نے جو چھوڑا ہو اس میں سے دو تہائی ان کے لیے حصہ ہے،اور اگر وہ اکیلی ہو تو آدھا ترکہ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

اس کے لیے ہے،اورمیت کے ماں باپ میں سے ہرایک کے لیے چھٹا حصہ ہے اس میں سے جواس نے چھوڑا اگراس کی اولاد ہو، پھراگراس کی کوئی اولاد نہ ہواوراس کے وارث اس کے والدین ہوں تواس کی ماں کاایک تہائی حصہ ہے، پھراگراس کے بہن بھائی بھی ہوں تواس کی ماں کا چھٹا حصہ ہے اس وصیت کے بعد جووہ کرجائے یاقرض کے بعد، تمہارے باپ ہوں یاتمہارے بیٹے،تم نہیں جانتے کہ ان میں سے نفع پہنچانے میں تمہارے زیادہ قریب کون ہے؟ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کیا ہوا ہے، یقیناً اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے سب کچھ جاننے والا،کمال حکمت والا ہے۔(11)

سوال1:اس آیت کا شانِ نزول بیان کیا ہے؟

جواب:1۔سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ قبیلہ بنوسلمہ تک پیدل چل کر میری عیادت کے لیےتشریف لائے۔آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ مجھ پر بے ہوشی طاری ہے،اس لیے آپ نے پانی منگوایااور وضوکر کے اس کا پانی مجھ پر چھڑکا، میں ہوش میں آ گیا، پھر میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ! آپ کا کیا حکم ہے، میں اپنے مال کا کیا کروں؟اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ ''اللہ تمہیں تمہاری اولاد(کی میراث) کے بارے میں حکم دیتا ہے۔''(صحیح بخاری :4577)2۔یہ آیت ارکانِ دین میں سے ایک بنیاد ہےاور احکامات کے ستونوں میں سے ایک ستون ہےاورامھات الآیات میں سے ہے کیونکہ یہ علم الفرائض پر مشتمل ہے۔صحابہ کے علوم میں سے یہ اہم ترین علم تھا اوران کے اس پر اکثر مناظرے ہوتے تھے۔(فتح القدیر)

سوال:2۔يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ ''اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد کے بارے میں تمہیں وصیت کرتا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:''اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد کے بارے میں تمہیں وصیت کرتا ہے''1۔یعنی اے والدین کے گروہ!تمہاری اولادتمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی امانت ہے۔ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے تمہیں وصیت کی ہے تاکہ تم ان کے دینی اوردنیاوی مصالح کی دیکھ بھال کرو۔چاہیں تووہ اس وصیت پرعمل کریں تب ان کے لیے بہت زیادہ ثواب ہے اورچاہیں تواس وصیت کوضائع کردیں تب وہ سخت وعیداورعذاب کے مستحق ہیں۔یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پران کے والدین سے بھی زیادہ رحم فرمانے والا ہے کیونکہ اس نے والدین کواولاد کے بارے میں وصیت کی حالانکہ والدین اپنی اولاد کے لیے کمال شفقت کے حامل ہیں۔(تفسیرِ سعدی)2۔اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ میراث کے اصول اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہیں۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

3۔یقیناًاللہ تعالیٰ لوگوں کے حق میں والدین سے زیادہ شفیق ہیں۔ 4۔اللہ تعالیٰ نے جو حصے مقرر کئے ہیں وہ ہمارے مفاد میں ہیں۔5۔اللہ تعالیٰ نے جو تقسیم کی ہے ایسی تقسیم خود والدین بھی نہیں کر سکتے۔6۔اللہ تعالیٰ وصیت کرتے ہیں، حصے مقرر کرتے ہیں، میراث تقسیم کرتے ہیں۔7۔اللہ تعالیٰ نے جس چیز کی وصیت کی ہے اس لیے تاکہ انسانوں کی زندگیوں میں یہ احکامات چلیں۔8۔اب کسی مسلمان کا اختیار نہیں کہ وہ یہ کہے کہ ہم اپنے لیے جو چاہیں کریں ہمیں اپنا اچھا برا معلوم ہے۔

سوال3: لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ ''مرد کے لیے دو عورتوں کے برابر حصہ ہے'' وراثت کی تقسیم کس اُصول کے مطابق ہوگی؟

جواب: وراثت کی تقسیم اس اُصول کے مطابق ہوگی کہ ایک لڑکے کا حصّہ دو لڑکیوں کے برابر ہے۔1۔مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہو 2 گا۔حصوں میں یہ فرق ذمہ داریوں کے اعتبار سے ہے۔3۔کسی صنف کو دوسری صنف پر فضیلت کے اعتبار سے تقسیم نہیں کیا گیا۔

سوال4: وراثت بڑے اور چھوٹے بچے میں کیسے تقسیم ہوگی؟

جواب: اولاد خواہ چھوٹی ہو یا بڑی، لڑکے ہوں یا لڑکیاں سب وارث ہوں گے اور اُصول کے مطابق تقسیم ہوگی۔

سوال5: کیا جنین (ماں کے پیٹ کا بچہ) بھی وارث ہوگا؟

جواب: جنین بھی وارث ہوگا اور اُصول کے مطابق وراثت پائے گا۔

سوال6: کیا کافر اولاد بھی وارث ہوگی؟

جواب: کافر اولاد وارث نہیں ہوسکتی کیونکہ کسی مسلمان کا ورثہ کافر نہیں پاسکتا۔

سوال7: يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ ''اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد کے بارے میں تمہیں وصیت کرتا ہے'' کے نزول پر اہلِ عرب کا کیا ردعمل تھا؟

جواب: سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ جب احکامِ میراث نازل ہوئے اور ان میں اللہ تعالیٰ نے جو حصے مقرر کر دیئے یعنی بیٹے کا حصہ، بیٹی کا حصہ، والدین کا حصہ تو لوگوں نے اسے بہت ہی برا مانا۔بعض لوگوں نے ناپسند کیا۔ان کا اعتراض یہ تھا کہ عورت کو چوتھا یا آٹھواں حصہ دیا جاتا ہے۔بیٹی کو نصف اور چھوٹے بچے کا حصہ بھی مقرر ہو گیا حالانکہ ان میں سے کوئی نہیں جو لڑائی کے وقت کام آتا ہو اور کوئی نہیں جو لڑائی کے بعد بھی مالِ غنیمت ہتھیا سکتا ہو۔ان احکامات کے بارے میں خاموش ہو جاؤ۔شاید رسول اللہ ﷺ ان حکامات کو بھول جائیں۔ہم ان کے بارے میں آپ ﷺ سے سفارش کریں اور

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

آپ ﷺ ان میں تبدیلی کردیں۔ چنانچہ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ ایک لڑکی کو باپ کے ترکے میں سے نصف دیتے ہیں حالانکہ وہ گھوڑے پر سوار نہیں ہوتی اور نہ وہ جنگ میں حصہ لیتی ہے۔ پھر ایک نابالغ بچے کو میراث دی جارہی ہے اور وہ ہمارے لیے کچھ بھی نہیں کرسکتا اور جاہلیت میں تو وہ اس طرح کرتے تھے کہ میراث صرف ان لوگوں کو دیتے جو جنگ میں حصہ لیتا اور وہ تقسیم میں سب سے بڑے کو، اس کے بعد جس کا نمبر ہو اس کو دیتے تھے۔ (ابن ابی حاتم، ابن جریر)

سوال8: اسلامی معاشرے کے اجتماعی امور میں مرد کے کیا فرائض ہیں جس کی بنیاد پر مرد کو عورت کے مقابلے میں وراثت میں دوگنا حصہ دیا گیا ہے؟

جواب:

مرد کی ذمہ داریاں	عورت کی ذمہ داریاں
1۔ مرد پر معاشی ذمہ داریوں کا بوجھ ہے۔	1۔ عورت پر اسلام معاشی ذمہ داریوں کا بوجھ نہیں ڈالتا۔
2۔ مرد عورت کے ساتھ نکاح کرتا ہے تو اسے مہر دیتا ہے۔	2۔ عورت مہر وصول کرتی ہے دیتی کچھ نہیں۔
3۔ مرد عورت کو نان ونفقہ دیتا ہے۔	3۔ عورت اپنا خرچ مرد سے لیتی ہے۔ مرد کو دینے کی پابند نہیں۔
4۔ مرد عورت کے ساتھ اولاد کو بھی نان ونفقہ دینے کا پابند ہے۔	4۔ اولاد کی معاشی ضروریات کے لیے اسلام نے عورت کو پابند نہیں کیا۔
5۔ مرد باپ کے بعد ماں بہنوں کی ذمہ داری اُٹھاتا ہے۔ ان کا نان ونفقہ، تعلیم، شادی اور دیگر خاندانی ذمہ داریاں۔	5۔ باپ کے جانے کے بعد عورت کو اپنی ماں اور بہنوں کی کوئی ذمہ داری نہیں اُٹھانی پڑتی۔

خاندانی اور اجتماعی معاملات میں بھی مرد کی ذمہ داریاں عورت کے مقابلے میں دوگنا ہیں۔ اس لیے عورت کے مقابلے میں مرد کو دو حصے دینے کی تقسیم منصفانہ ہے۔

سوال9: فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ '' پھر اگر عورتیں دو سے زیادہ ہوں تو میت نے جو چھوڑا ہو اس میں سے دو تہائی ان کے لیے حصہ ہے، اور اگر وہ اکیلی ہو تو آدھا ترکہ اس کے لیے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

ہے''اگر میت کا بیٹا نہ ہوتو میراث کی تقسیم کی کون سی دوصورتیں ہوسکتی ہیں؟

جواب:1۔''اوراگروہ اکیلی ہوتو آدھا ترکہ اس کے لیے ہے''ایک بیٹی وارث ہوتو آدھا ترکہ اس کا ہے اور باقی مال عصبہ کو ملے گا۔2۔''پھراگرعورتیں دوسے زیادہ ہوں تو میت نے جوچھوڑا ہواس میں سے دوتہائی ان کے لیے حصہ ہے''اگر دو یا زیادہ لڑکیاں ہوں اور کوئی لڑکا نہ ہو،تو لڑکیوں کو دوتہائی ملے گا،اور باقی مال عصبہ میں تقسیم ہوگا اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے آخری آیت میں دو بہنوں کا حصہ دوتہائی مال بتایا ہے،تو دولڑکیاں بدرجۂ اولیٰ دوتہائی کی حق دار ہوں گی۔سورۃ النساء کی آیت 176 ہے:

فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ اگر بہنیں دوہوں تو انہیں کل چھوڑے ہوئے کا دوتہائی ملے گا۔اورامام احمد،ابوداؤد،ترمذی اورابن ماجہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی دولڑکیوں کے لیے دوتہائی مال کا فیصلہ کیا،اوران دونوں کی ماں کے لیے آٹھویں حصے کا،اور جو بچ گیا وہ عصبہ کو دے دیا۔(تیسیر الرحمٰن)

سوال10:فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ''پھراگرعورتیں دوسے زیادہ ہوں تو میت نے جوچھوڑا ہواس میں سے دوتہائی ان کے لیے حصہ ہے''میت کی وارث دوسے زائد لڑکیاں ہوں تو ان کا کتنا حصہ ہے؟''

جواب:ترکے کا دوتہائی 2/3 حصہ۔

سوال11:دوبیٹیوں کے دوتہائی حصّے کی دلیل کیا ہے؟

جواب:1۔کلالہ کی وراثت کے بارے میں سورۃ النساء کی آیت 176 میں فرمایا گیا ہے:فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ''پھراگربہنیں دوہوں تو انہیں کل چھوڑے ہوئے کا دوتہائی ملے گا''جب دوبہنیں دوتہائی مال کی حصّہ دار بنائی گئی ہیں تو بیٹیاں بہنوں سے زیادہ حق دار ہیں۔جیسے دوسے زائد بہنوں کے معاملے کو دوسے زائد بیٹیوں کی طرح سمجھ کر انہیں دوتہائی مال کا حصّہ دار بنایا گیا ہے۔(فتح القدیر) 2۔سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ جب غزوۂ اُحد میں شہید ہوگئے تو اُن کے بھائی نے اُن کے مال پر قبضہ کرلیا۔سعد کی دو بیٹیاں تھیں۔اُن سے دوتہائی مال سعد رضی اللہ عنہ کی بیٹیوں کو دلوایا گیا۔(ترمذی،ابوداؤد،ابن ماجہ،کتاب الفرائض)

سوال12:وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ''اوراگروہ اکیلی ہوتو آدھا ترکہ اس کے لیے ہے''میت کی وارث ایک لڑکی ہے تو اس کا کتنا حصہ ہے؟

جواب:آدھا ترکہ۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سوال13:وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ''اورمیت کے ماں باپ میں سے ہرایک کے لیے چھٹاحصہ ہے اس میں سے جواس نے چھوڑاگراس کی اولادہو،''اگرمیت صاحبِ اولادہوتواس کے والدین میں سے ہرایک کوترکے میں سے کتناحصہ ملے گا؟

جواب:اولاد کے ساتھ ماں باپ بھی ہوں تو باپ کا بھی چھٹا حصہ اور ماں کا بھی چھٹا حصہ ہوگا۔اور باپ کو دوسرا چھٹا حصہ عاصب ہونے کی حیثیت پر ملے گا۔

سوال14:فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗۤ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ''پھراگراس کی کوئی اولادنہ ہواوراس کے وارث اس کے والدین ہوں تواس کی ماں کاایک تہائی حصہ ہے''اگرمیت صاحبِ اولادنہ ہو،والدین ہی وارث ہوں توان کا حصہ کس طرح تقسیم ہوگا؟

جواب:''پھراگراس کی کوئی اولادنہ ہواوراس کے وارث اس کے والدین ہوں تواس کی ماں کاایک تہائی حصہ ہے''باپ کے لیے 2/3حصہ اور ماں کے لیے1/3حصہ۔

سوال15:فَاِنْ كَانَ لَهٗۤ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ ''پھراگراس کے بہن بھائی بھی ہوں تواس کی ماں کاچھٹا حصہ ہے''اگرمیت صاحبِ اولادنہ ہولیکن بھائی بہن ہوں تووالدین کا حصہ کتنا ہوگا؟

جواب:''پھراگراس کے بہن بھائی بھی ہوں تواس کی ماں کاچھٹا حصہ ہے''اماں کے لیے 1/6حصہ اور باپ کے لیے 1/3 حصہ۔باقی بہن بھائیوں میں تقسیم ہوگا۔چاہے سگے،یاباپ کی طرف سے،یاماں کی طرف سے،تو بھائیوں کو باپ کے ساتھ کچھ بھی نہیں ملے گا،لیکن ایسی حالت میں ماں کوتہائی مال کی بجائے چھٹا حصہ ملے گا۔اوراگر باپ اور ماں کے علاوہ کوئی دوسرا وارث نہ ہوگا تو باقی مال باپ کو ملے گا۔جمہور کے نزدیک دویادو سے زیادہ بھائیوں کاایک ہی حکم ہے،اوراگر بھائی صرف ایک ہے،تو ماں کوتہائی مال ملے گا۔(تیسیر الرحمٰن)

سوال16:میراث میں والدین کے حالات کیا ہوتے ہیں؟

جواب:اہلِ علم کا خیال ہے کہ بھائیوں کی موجودگی میں ماں کوصرف چھٹا حصہ اس لیے ملتاہے کہ ان کا باپ ہی ان کی شادی اور دیگراخراجات کا متحمل ہوتاہے،اس لیے ماں کے چھٹے حصے کے بعد باقی مال باپ کومل جائے گا،تاکہ ان بھائیوں کی پرورش وپرداخت پرخرچ کرے۔(تیسیر الرحمٰن) 1۔میت صاحبِ اولادہواوراس کے والدین ہوں توان کے لیے 1/6حصہ۔2۔میت کی اولاد،بھائی بہن،شوہر/بیوی نہ ہوں تووالدہ کے لیے1/3اوروالد کے لیے2/3حصہ۔3۔میت کے اولادنہ ہولیکن والدین

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

اور بہن بھائی ہوں تو ماں کے لیے 1/6 حصہ اور باقی والد کا ہوگا۔ 4۔میت کی اولاد نہ ہو، والدین ہوں اور شوہر/ بیوی ہوں تو شوہر کا نصف، بیوی کا 1/4، والدہ 1/3۔

ماں کے بعد جو بچے والد کا ہے۔

سوال 17: ماں باپ کے حصّے کی کیا صورتیں ہیں؟

جواب: ماں باپ کے حصّے کی تین صورتیں بیان کی گئی ہیں:

1۔میت کی اولاد ہو تو ماں باپ میں سے ہر ایک کے لئے چھٹا حصّہ ہے۔اگر اولاد ایک بیٹی ہو تو کل مال کے چھ حصّوں میں سے آدھا مال بیٹی کا یعنی چھ حصّوں میں سے تین حصّے بیٹی کے ہوں گے۔ایک سُدس ماں کا اور ایک سُدس باپ کا اور ایک سُدس باپ کو دینے کے بعد جو بچے گا وہ بھی باپ کو دیا جائے گا۔پہلا سُدس باپ ہونے کی حیثیت سے اور دوسرا عُصبہ ہونے کی حیثیت سے۔2۔اگر مرنے والے کی اولاد نہیں ہے تو ماں کے لئے تیسرا حصّہ ہے اور باقی دو حصّے باپ کو عُصبہ کے طور پر ملیں گے۔اگر مرنے والے مرد کی بیوی یا بیوی کا شوہر زندہ ہے تو بیوی یا شوہر کا حصّہ نکال کر باقی مال میں سے ماں کے لئے تیسرا حصّہ (ثلث) اور باقی باپ کے لئے ہوگا۔3۔اگر مرنے والے کے ماں باپ کے ساتھ بہن بھائی بھی زندہ ہوں تو ماں کو چھٹا حصّہ ملے گا اور باقی 5/6 باپ کے حصّے میں چلے جائیں گے لیکن شرط یہ ہے کہ کوئی اور وارث نہ ہو۔

سوال 18: مرنے والے کے بہن بھائیوں کے حصّہ دار ہونے کے لئے کیا سگا ہونا ضروری ہے؟

جواب: بہن بھائی چاہے ایک ماں باپ سے ہوں یعنی عینی، یا باپ ایک ہو مائیں مختلف ہوں یعنی علاتی بہن بھائی، یا ماں ایک ہو باپ مختلف ہوں یعنی اَخیافی بہن بھائی، سب حصّہ دار ہوں گے اگر ماں باپ حیات نہیں ہیں کیونکہ ان کی زندگی میں بہن بھائی حق دار نہیں ہو سکتے۔

سوال 19: فَاِنْ كَانَ لَهٗۤ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ ''اگر میت کے کئی بھائی ہوں تو ماں کا چھٹا حصّہ ہے۔'' اگر دو بھائی ہوں تو اس صورت میں ماں کا کتنا حصّہ ہوگا؟

جواب: ایسی صورت میں ماں کا تیسرا حصّہ برقرار رہے گا وہ سُدس میں تبدیل نہیں ہوگا۔

سوال 20: مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ ''اس وصیت کے بعد جو وہ کر جائے یا قرض کے بعد'' میراث میں سے حصے کب نکالے جائیں گے؟

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جواب:1۔جب میت کی وصیت پوری کردی جائے۔2۔جب اس کا قرض ادا کردیا جائے۔

سوال21:فَاِنْ كَانَ لَهٗۤ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ ''پھر اگر اس کے بہن بھائی بھی ہوں تو اس کی ماں کا چھٹا حصہ ہے اس وصیت کے بعد جو وہ کر جائے یا قرض کے بعد''وصیت کا ذکر پہلے کیوں کیا گیا؟

جواب:1۔میت پر قرض ہونا ضروری نہیں جب کہ وصیت ضروری ہے۔

2۔حکم کے اعتبار سے اِجماع ہے کہ قرض پہلے ادا ہوگا،وصیت بعد میں پوری کی جائے گی،پھر وراثت تقسیم ہوگی۔

سوال22:وصیت پر قرض کو مقدم کرنے میں کیا حکمت ہے؟

جواب:1۔سیدنا علیؓ نے کہا تم اس آیت کو پڑھتے ہو مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ رسول ﷺ وصیت سے پہلے قرض ادا کرتے تھے۔(تفسیر جامع البیان:4/293)

قرض میں ایک تیسرے شخص کے حقوق کا سوال ہوتا ہے۔اس لیے میت کے مال میں سے اس کی ادائیگی لازم ہے

2۔قرض کی ادائیگی کے لیے شرط یہ ہے کہ میت کا مال موجود ہو۔3۔تمام علمائے امت کا اجماع ہے کہ قرض کی ادائیگی وصیت کی تنفیذ پر مقدم ہے،اور آیت میں وصیت کو اس لیے مقدم رکھا گیا ہے،تاکہ لوگ ان کی تنفیذ میں سستی نہ کریں۔(تیسیر الرحمٰن)

سوال23:ایک شخص کی وفات کے بعد بھی شریعت اس کے ذمہ واجب الادا قرضوں کو موقوف نہیں کرتی۔وجہ بتایئے؟

جواب:1۔شریعت نے انسان کو قرض کی ذمہ داریوں سے بری الذمہ ہونے کی بہت تاکید کی ہے۔2۔معاشرے کے اندر باہمی اعتماد کی فضا کو اسلام نے قائم رکھا ہے۔3۔چونکہ میت نے خود قرض لیا ہے تو اس کے مال میں سے پہلے قرض کی ادائیگی ہوگی۔

سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں ایک شخص نے کہا:یارسول اللہ ﷺ!بتایئے میرے سب گناہ معاف ہوجائیں گے۔آپ ﷺ نے فرمایا:''ہاں اگر آپ شہید ہوجائیں جبکہ آپ مشکلات پر صبر کررہے ہوں اور آپ کی نیت ٹھیک ہو اور آپ آگے بڑھ رہے ہوں بھاگ نہ رہے ہوں۔''اس کے بعد ایک اور شخص نے پوچھا۔آپ ﷺ نے دوبارہ یہی بات دہرائی اور مزید فرمایا:''سوائے قرض کے۔جبریل علیہ السلام نے مجھے اس کی اطلاع دی ہے''۔(مسلم)

سوال24:وصیت کا پورا کرنا کیوں ضروری ہے؟

جواب:1۔میت کا ارادہ اس کے ساتھ متعلق ہوگیا ہے۔2۔بعض محروم رشتہ داروں کو فائدہ پہنچانے کے لیے وصیت ضروری

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

ہے۔3۔خاندان کے بعض معذوراور مستحق افرادکو دینے میں سارے خاندان کی مصلحت ہوتی ہے۔4۔بعض اوقات وصیت کی وجہ سے حسد، کینہ اور خاندانی جھگڑے رُک جاتے ہیں۔

سوال25:وصیت کے بارے میں اُصول کیا ہے؟

جواب:1۔کسی وارث کے حق میں نہیں کی جاسکتی۔ 2۔ترکے کے 1/3 حصے میں سے کی جاسکتی ہے۔

سوال26:اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ''تمہارے باپ ہوں یا تمہارے بیٹے، تم نہیں جانتے کہ ان میں سے نفع پہنچانے میں تمہارے زیادہ قریب کون ہے؟'' کی وضاحت کریں؟

جواب:1''تمہارے باپ ہوں یا تمہارے بیٹے، تم نہیں جانتے کہ ان میں سے نفع پہنچانے میں تمہارے زیادہ قریب کون ہے ؟''۔وراثت کے حوالے سے غلط فہمی کی وضاحت کی گئی ہے۔اصل مسئلہ یہ نہیں ہے کہ کون تمہارے لیے مفید ہے اور کون مفید تر ہے۔اصل مسئلہ دین، قانون اور شریعت کا ہے۔جو حصے مقرر ہیں اللہ تعالیٰ نے مقرر کئے ہیں۔اللہ تعالیٰ ہی نے ماں باپ کو بھی پیدا کیا اور اولاد کو بھی۔اُسی نے دولت دی ہے۔فرائض عائد کرنے والا بھی وہی ہے۔وہ سب حقیقتوں سے واقف ہے۔2۔اس آیت کا مقصد یہ ہے کہ تمام افراد خوش دِلی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی ہو جائیں۔اس لیے کہ ہوسکتا ہے انسان جذبات سے مغلوب ہوکر کبھی والدین کو اولاد کے مقابلے میں ترجیح دیں اور کبھی والدین کے مقابلے میں اولاد کو اور کبھی کسی کو دوسرے کے مقابلے میں ترجیح ہی نہ دے سکے۔3۔اگرچہ وراثت خدائی فیصلہ ہے لیکن اس میں گہری حکمت و مصلحت ہے جبکہ انسان کا علم محدود ہے۔4۔اگر وراثت کے حصے تمہاری عقل اور تمہارے اختیار کے مطابق بنائے جاتے تو اس قدر نقصان پہنچتا جسے اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کیونکہ عقل ناقص ہے اور ہر زمان و مکان کے مطابق جو چیز زیادہ اچھی اور زیادہ لائق ہے اس کی معرفت حاصل کرنے سے قاصر ہے۔(تفسیرِ سعدی)

سوال27:فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ''یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کیا ہوا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے رسول ﷺ نے فرمایا:قرآن سیکھو اور اسے لوگوں کو سکھاؤ(اور علم سیکھو اور اسے لوگوں کو سکھاؤ اور فرائض سیکھو اور اسے لوگوں کو سکھاؤ) بے شک میں ایسا شخص ہوں جو جانے والا ہوں اور عنقریب علم اٹھا لیا جائے گا اور فتنے ظاہر ہو جائیں حتٰی کہ ''الفریضہ'' وراثت میں دو لوگوں کے درمیان اختلاف ہوگا تو وہ کوئی ایسا نہیں پائیں گے جو ان کے درمیان فیصلہ کردے۔(ترمذی:2170)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سوال28: اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ''یقیناً اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے سب کچھ جاننے والا، کمال حکمت والا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:1۔ ''یقیناً اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے سب کچھ جاننے والا، کمال حکمت والا ہے'' بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے حالات کو جانتا ہے اور اس کی حکمت عظیم ہے۔ جس چیز کو اس نے شروع کیا ہے اس میں تمہارے لئے بڑی منفعت ہے۔ (تفسیر المراغی:166/2)2۔ اللہ تعالیٰ علیم ہے بندوں کی مصلحتوں کو جانتا ہے اور حکیم ہے جو کچھ اس نے فرض کیا اور وراثت کے احکامات وغیرہ۔ (البحر المحیط 544/3)

وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۭ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۭ وَاِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّلَهٗٓ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ فَاِنْ كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَاۗءُ فِي الثُّلُثِ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۙ غَيْرَ مُضَاۗرٍّ ۚ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ (12)

اور جو تمہاری بیویاں چھوڑ جائیں اس میں تمہارا آدھا حصہ ہے اگر ان کے لیے کوئی اولاد نہ ہو پھر اگر ان کے لیے اولاد ہو تو تمہارے لیے اس میں چوتھائی حصہ ہے جو انہوں نے چھوڑا ہے اس وصیت کے بعد جو وہ کر جائیں یا قرض کی ادائیگی کے بعد، اور ان کے لیے چوتھائی حصہ ہے اُس میں سے جو تم نے چھوڑا اگر تمہاری کوئی اولاد نہ ہو، پھر اگر تمہارے لیے کوئی اولاد ہو اس میں سے ان کے لئے آٹھواں حصہ ہے جو تم نے چھوڑا، اس وصیت کے بعد جو تم کر جاؤ یا قرض (کی ادائیگی) کے بعد۔ اور اگر کوئی مرد جس کا ورثہ لیا جا رہا ہے جس کے نہ ماں باپ ہیں اور نہ اولاد ہے یا (وہ) کوئی عورت ہو اور اس کے لیے ایک بھائی یا ایک بہن ہو تو دونوں میں سے ہر ایک کے لیے چھٹا حصہ ہے، پھر اگر وہ (بہن بھائی) اس سے زیادہ ہوں تو وہ سب ایک تہائی میں شریک ہوں گے، وصیت کے بعد جو کی جائے یا قرض (کی ادائیگی کے بعد) بشرطیکہ کسی کا نقصان نہ کیا گیا ہو، اللہ تعالیٰ کی طرف سے وصیت ہے، اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا، نہایت بُردبار ہے۔ (12)

سوال1: وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ ''اور جو تمہاری بیویاں چھوڑ جائیں اس میں تمہارا آدھا حصہ ہے اگر ان کے لیے کوئی اولاد نہ ہو پھر اگر ان کے لیے اولاد ہو تو تمہارے لیے اس

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

میں چوتھائی حصہ ہے جوانہوں نے چھوڑا ہے'' شوہراور بیوی کوایک دوسرے کی میراث سے کیا حصہ ملے گا؟

جواب:1۔شوہر بے اولادفوت ہوگیاتو بیوی کو1/4حصہ ملے گا۔2۔بیوی بے اولادفوت ہوئی تو شوہر کوآدھاحصہ ملے گا۔3۔شوہرصاحبِ اولادفوت ہواتو بیوی کو1/8حصہ ملے گا(وصیت اورقرض کی ادائیگی کے بعد)۔4۔بیوی صاحبِ اولادفوت ہوئی تو شوہر کو1/4حصہ ملے گا۔

سوال2:وَ اِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ'' اوراگرکوئی مرد جس کاورثہ لیاجارہاہے جس کے نہ ماں باپ ہیں اورنہ اولادہے یا(وہ)کوئی عورت ہو'' کلالہ کون ہے؟

جواب:1۔جس کے ماں باپ نہ ہوں۔2۔جس کے اولادنہ ہو۔3۔اُس کے بہن بھائی ہوسکتے ہیں۔

سوال3:ؕ وَ اِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّ لَهٗۤ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ فَاِنْ كَانُوْۤا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِي الثُّلُثِ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ'' اوراگرکوئی مرد جس کاورثہ لیاجارہاہے جس کے نہ ماں باپ ہیں اورنہ اولادہے یا(وہ)کوئی عورت ہو اوراس کے لیے ایک بھائی یاایک بہن ہوتو دونوں میں سے ہرایک کے لیے چھٹاحصہ ہے،پھراگروہ (بہن بھائی)اس سے زیادہ ہوں تووہ سب ایک تہائی میں شریک ہوں گے،وصیت کے بعدجوکی جائے یاقرض(کی ادائیگی کے بعد)'' کلالہ کی وراثت کیسے تقسیم ہوگی؟

جواب:1۔کلالہ کاایک بھائی یاایک بہن ہوتوہرایک کو1/6حصہ ملے گا۔2۔کلالہ کے ایک سے زائد بھائی ہوں توکل ترکہ کے1/3حصہ میں وہ سب شریک ہوں گے،وصیت اورقرض کی ادائیگی کے بعد۔'' اوراس کے لیے ایک بھائی یاایک بہن ہوتو دونوں میں سے ہرایک کے لیے چھٹاحصہ ہے'' حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ماں کی جانب سے بھائی بہن باقی ورثا سے تین باتوں میں مختلف ہوتے ہیں:1۔جس کے ذریعے میت سے ان کارشتہ قائم ہوتاہے،اس کے ساتھ(یعنی ماں کے ساتھ) وراثت کے حق دار بن جاتے ہیں۔2۔ان کے مرداورعورت وراثت میں برابر ہوتے ہیں۔3۔یہ لوگ اسی حالت میں وارث بنتے ہیں جب کہ میت کی اولادیاباپ یادادانہ ہو۔(تیسیر الرحمٰن)

سوال4:غَيْرَ مُضَآرٍّ'' کسی کانقصان نہ کیاگیاہو'' وصیت میں نقصان پہنچانا کیاہے؟

جواب:1۔ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:ایک شخص ستر سال تک نیک لوگوں جیسے عمل کرتا رہتا ہے لیکن آخر میں جب وہ وصیت کرتاہے تووصیت میں ظلم سے کام لیتاہے چنانچہ اس کے برے کام پراس کا خاتمہ ہوتاہے جس

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

کی وجہ سے یہ جہنم رسید ہوجاتا ہے۔اسی طرح ایک شخص ستر سال تک برے لوگوں جیسے عمل کرتا رہتا ہے لیکن آخر میں اپنی وصیت میں عدل سے کام لیتا ہے تو اس کے اس نیک عمل پر اس کا خاتمہ ہوتا ہے اور یہ جنت میں داخل ہوجاتا ہے۔یہ حدیث بیان کرنے کے بعد ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے کہ اگر تم چاہو تو یہ فرمان باری تعالیٰ پڑھ لو: وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۪ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ (مسند احمد:2/278, 7728) 2۔سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے اپنے وارث کی میراث سے کچھ حصہ کاٹ دیا اللہ تعالیٰ جنت سے اس کی میراث کاٹ دے گا۔(ابن ماجہ:194) 3۔وصیت میں ضرر رسانی یہ ہے کہ مستحق رشتے داروں کے حقوق ضائع کئے جائیں۔4۔انسان تمام عمر اہلِ جنت کے سے کام کرتا رہتا ہے مگر مرتے وقت وصیت میں ضرر رسانی کرکے اپنی کتابِ زندگی کو ایسے عمل پر ختم کرجاتا ہے جو اسے دوزخ کا مستحق بنادیتا ہے۔

سوال5:قرض میں ضرر رسانی کیا ہے؟

جواب:1۔انسان حق داروں کو محروم کرنے کے لیے اپنے اوپر ایسے قرض کا اقرار کرے جو فی الواقع اس نے نہ لیا ہو۔2۔ایسی چال چلے جس کا مقصد یہ ہو کہ حق دار میراث سے محروم ہوجائیں۔3۔اس قسم کے ضرر کو گناہِ کبیرہ کہا گیا ہے۔

سوال6:کلالہ کے تذکرہ کے ساتھ قرض اور وصیت میں ضرر رسانی کا ذکر کیوں کیا گیا؟

جواب:کلالہ میں عموماً اپنی جائیداد تلف کردینے کا رجحان پایا جاتا ہے۔

سوال7:وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ''اللہ تعالیٰ کی طرف سے وصیت ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:اللہ تعالیٰ تمہیں وصیت کرتا ہے۔سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ہر حق دار کو اس کا حق عطا فرمادیا ہے،لہٰذا اب کسی وارث کے لیے وصیت نہیں ہے۔(ابوداؤد:2870)

سوال8:وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ''اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا،نہایت بُردبار ہے'' اللہ تعالیٰ کی صفت علیم کا ذکر یہاں کس حکمت کی بناء پر کیا گیا؟

جواب:1۔اگر اللہ تعالیٰ کے قانون کی خلاف ورزی کی تو اس کی گرفت سے بچ نہ سکو گے۔2۔اللہ تعالیٰ نے جو حصے مقرر کئے ہیں وہ بالکل صحیح ہیں۔اللہ تعالیٰ انسانوں کی مصلحت کو ان سے بڑھ کر جانتا ہے۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سوال9: اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت حلیم کا تذکرہ کس حکمت کی بناء پر کیا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نرم خو ہے۔ اس نے قانون بنانے میں سختی نہیں کی۔ ایسے قاعدے مقرر کیے ہیں جن میں انسانوں کے لیے سہولت ہے تاکہ وہ تنگی اور مشقت میں مبتلا نہ ہوں۔

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ(13)

یہ اللہ تعالیٰ کی حدود ہیں، اور جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گا وہ اسے جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے سے نہریں جاری ہوں گی، ان میں وہ ہمیشہ رہنے والے ہیں اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔(13)

سوال1: تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ''یہ اللہ تعالیٰ کی حدود ہیں'' اللہ تعالیٰ نے وراثت کے معاملے میں اپنی حدود کیوں قائم کی ہیں؟

جواب:1۔ تِلْكَ: یہ اللہ تعالیٰ کے احکامات ہیں یقیناً اس نے تمہارے لئے واضح کر دیے ہیں تاکہ تم انہیں پہچان لو اور ان پر عمل کرو۔(قرطبی:58/3)2۔ حُدُوْدُ اللّٰهِ: حد کی جمع ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی شریعت اور اس کے احکامات ہیں جو اس نے اپنے بندوں کے لئے مقرر کی ہیں تاکہ وہ ان پر عمل کریں اور ان سے تجاوز نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ نے محارم کے لئے حدود مقرر کی ہیں۔(تفسیر المنیر :621/2) اللہ تعالیٰ نے وراثت کے معاملے میں اپنی حدود قائم کی ہیں تاکہ 3۔ ایک خاندان کے اندر خاندانی نظام کو مضبوط بنایا جائے۔4۔ معاشرے کے اجتماعی اور مالی تعلقات مضبوط ہوں۔5۔ خاندانی اور مالی تعلقات میں ان کی وجہ سے توازن پیدا ہو۔6۔ میراث کی تقسیم میں یہ حدود فیصلہ کن ہوں۔7۔ اس سے مراد وہ حصے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے وارثوں کے لئے مقرر کر دیے ہیں۔

سوال2: وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ''اور جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گا وہ اسے جنتوں میں داخل کرے گا'' کی وضاحت کریں؟

جواب: ''اور جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گا وہ اسے جنتوں میں داخل کرے گا''1۔ سعید بن جبیر نے کہا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا وہ میراث کو اس طرح تقسیم کرے گا جیسے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا۔(ابن ابی حاتم:891/3)2۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کو بجالا کر، جس میں سب سے بڑی چیز توحید میں ان کی اطاعت کرنا

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

ہے، پھراوامر میں ان کے درجات کے مطابق اطاعت کرنااوران کی منع کردہ چیزوں سے اجتناب کرنا ہے جن میں سب سے بڑامنوع اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک ہے، پھر دوسرے معاصی ہیں، ان کی درجہ بندی کے ساتھ۔(تفسیر سعدی) 3۔اللہ تعالیٰ نے اطاعت کرنے والے کوایسی جنتوں کی خوشخبری دی ہے جس کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

سوال3:وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ'' اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:1۔'' اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے''اللہ تعالیٰ کی عظیم رحمت ہے کہ اس نے حلال وحرام، شریعت اوراحکامات، رغبت اورترہیب کوواضح کیا۔(تفسیرالمنیر :622/2) 2۔اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول کی اطاعت کرنے والے جنت میں داخل ہوں گے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔

وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۪ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ (14)

اورجواللہ تعالیٰ اوراس کے رسول کی نافرمانی کرے گااوراس کی حدوں سے نکل جائے گا، اللہ تعالیٰ اس کوآگ میں داخل کرے گا جس میں وہ ہمیشہ رہنے والا ہے۔اوراس کے لیے رسواکن عذاب ہے۔(14)

سوال1:وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا'' اورجواللہ تعالیٰ اوراس کے رسول کی نافرمانی کرے گااوراس کی حدوں سے نکل جائے گا، اللہ تعالیٰ اس کوآگ میں داخل کرے گا جس میں وہ ہمیشہ رہنے والا ہے'' اللہ تعالیٰ کی حدودتوڑنے اورنافرمانی کرنے کی سزااتنی شدید کیوں ہے؟

جواب:1۔وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مجاہد نے کہا: جواس نے وراثت میں سے فرض کیا۔(تفسیرالوسیط) معصیت میں کفراور اس سے کم تر گناہ سب ہی شامل ہیں۔2۔وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ: جواللہ تعالیٰ کے احکامات اوراس کے فرائض سے تجاوز کرے گا ان کی طرف جھکاؤ سے نکل جائے گا۔(تفسیر قاسمی:63/5) 3۔يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا: حدود سے تجاوز کرنا آگ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے داخلے کا موجب ہے۔4۔ایک حدکوتوڑنا پوری شریعت کی نفی کرنا ہے۔ایک حد بھی دین ہے اور پوری شریعت بھی۔ 5۔وراثت کی حدکوتوڑنا اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول ﷺ کی نافرمانی ہے۔

سوال2: قانونِ وراثت کے معاملے میں کون کون سی نافرمانیاں کی جارہی ہیں؟

جواب:1۔عورتوں کومیراث سے محروم کرنا۔2۔صرف بیٹے کومیراث کا مستحق ٹھہرانا۔3۔تقسیم میراث کوچھوڑکرمشترکہ خاندانی

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جائیداد کا طریقہ اختیار کرنا۔4۔عورتوں اور مردوں کا حصہ برابر کرنا۔5۔ Death duty لگانا۔

سوال3: وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ''اوراس کے لیے رسوا کن عذاب ہے'' اس سے کیا مراد ہے؟

جواب: احکام میراث کے خاتمہ پر ایسی شدید وعید کا آنا اس امر کی دلیل ہے کہ اللہ کے ہاں ان احکام کی عظمت واہمیت کس درجہ ہے۔(تفسیر ماجدی: 705/1)

رکوع نمبر14

وَالّٰتِيْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِي الْبُيُوْتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا (15)

اورتمہاری عورتوں میں سے جو بدکاری کریں اُن پر اپنے میں سے چار مردوں کی گواہی لو، پھر اگر وہ گواہی دے دیں تو انہیں گھروں میں بند رکھو، یہاں تک کہ اُنہیں موت اٹھالے جائے یا اللہ تعالیٰ اُن کے لیے کوئی راستہ نکال دے۔(15)

سوال1: فاحشہ سے کیا مراد ہے؟

جواب: 1۔الفاحشہ: یہاں اس سے مراد زنا ہے۔2۔زنا کو اس کی قباحت اور برائی کی وجہ سے فاحشہ کے نام سے موسوم کیا گیا۔(تفسیر سعدی)

سوال2: وَالّٰتِيْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ ''اورتمہاری عورتوں میں سے جو بدکاری کریں'' کا اِطلاق کن عورتوں پر ہوتا ہے؟

جواب: مِنْ نِّسَآئِكُمْ اس کا اِطلاق مسلمان عورتوں پر ہوتا ہے۔(تفسیر الراغی: 171/2)

سوال3: وَالّٰتِيْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ ''اورتمہاری عورتوں میں سے جو بدکاری کریں'' اسلام نے فاحشہ عورتوں کے لیے ابتدائی طور پر کیا انتظام کیا؟

جواب: 1۔ان عورتوں کو نظر بند کیا جائے۔2۔معاشرے سے دور رکھا جائے اس شرط کے ساتھ کہ ان پر جرم ثابت ہو جائے۔

سوال4: فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ ''اُن پر اپنے میں سے چار مردوں کی گواہی لو'' میں مِّنْكُمْ سے کیا مراد ہے؟

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جواب:''اُن پر اپنے میں سے چار مردوں کی گواہی لو ''1۔اثباتِ زنا کے لیے چار مرد گواہوں کا ہونا ضروری ہے۔گویا جس طرح زنا کی سزا سخت مقرر کی گئی ہے اسی طرح اس کے اثبات کے لیے گواہوں کی بھی کڑی شرط عائد کردی گئی ہے یعنی چار مسلمان مرد عینی گواہ۔اس کے بغیر شرعی سزا کا اثبات ممکن نہیں ہوگا۔(دعوۃ القرآن) 2۔مسلمان گواہ ہو سکتے ہیں۔3۔اسلامی معاشرے میں رہنے بسنے والا گواہ ہوسکتا ہے۔4۔شریعتِ اسلامی کی پیروی کرنے والا گواہ ہوسکتا ہے۔5۔اسلامی معاشرے کے حقوق اور ذمہ داریوں کو پورا کرنے والا گواہ ہوسکتا ہے۔

سوال5:غیر مسلم،مسلمانوں کے ان معاملات میں گواہی کیوں نہیں دے سکتے؟

جواب:1۔اس بات کا اِمکان ہے کہ وہ کسی مسلمان عورت کو محض مقدمے میں پھنسانے کے لیے گواہی دے دیں۔2۔ایک غیر مسلم کی خداخوفی،امانت،دیانت اور مصلحت پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔3۔غیر مسلم کو اسلامی معاشرے کی پاکیزگی سے کیا دلچسپی ہوسکتی ہے!

سوال6:فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِي الْبُيُوْتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰىهُنَّ الْمَوْتُ ''پھر اگر وہ گواہی دے دیں تو اُنہیں گھروں میں بند رکھو یہاں تک کہ اُنہیں موت اٹھالے جائے''اسلام نے فاحشہ عورتوں کی نظر بندی کا ابتداء میں کیوں حکم دیا؟

جواب:1۔اسلام نے فاحشہ عورتوں کی نظر بندی کا حکم فحاشی و بے حیائی کو روکنے کے لیے اور معاشرے کو بے حیائی سے پاک رکھنے کے لیے دیا۔2۔زنا کی ایک سزا ابتدائے اسلام میں عمر قید،دائم الحبس تھی۔(تفسیر ماجدی:706/1)

سوال7:اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا ''اللہ تعالیٰ اُن کے لیے کوئی راستہ نکال دے''اللہ تعالیٰ کے راستہ نکالنے سے کیا مراد ہے؟

جواب:''اللہ تعالیٰ اُن کے لیے کوئی راستہ نکال دے''1۔راستہ نکالنے سے مراد زِنا کی سزا ہے جو بعد میں مقرر کی گئی یعنی شادی شدہ زنا کار مرد اور عورت کے لئے رجم اور غیر شادی شدہ کے لئے کوڑوں کی سزا۔2۔لَهُنَّ سَبِيْلًا یعنی شادی شدہ کے لیے رجم اور کنوارے کے لیے کوڑے کی سزا ہے(جب وہ زنا کریں)(بخاری کتاب التفسیر) 3۔سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:مجھ سے احکام سیکھ لو مجھ سے احکام سیکھ لو،مجھ سے احکام سیکھ لو۔اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے لیے سبیل پیدا فرمادی ہے،(وہ یہ کہ)کنوارا کنواری کے ساتھ بدکاری کرے تو اس کے لیے سو کوڑے اور اس کے لیے جلاوطنی ہے اور شادی شدہ مرد شادی شدہ عورت کے ساتھ بدکاری کرے تو ان(میں سے ہر ایک)کے لیے سو کوڑے اور رجم کی سزا ہے۔(صحیح مسلم:4414)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سوال8: کیا نبی ﷺ کے دور میں زنا کی سزائے رَجم دی گئی؟

جواب:1۔ماعز اور غامدیہ کو۔2۔یہودی اور یہودیہ کے سلسلے میں آپ ﷺ نے رجم کا فیصلہ سنایا۔

سوال9: کوئی مرد یا عورت گناہ کر بیٹھے تو اسلام اس سے کیسا معاملہ کرنے کا حکم دیتا ہے؟

جواب:1۔ہر معاملہ قانون کے مطابق کیا جائے گا کسی کی ذاتی مرضی شامل نہیں ہوگی۔قانون سے آزاد ہوکر معاملہ نہیں کیا جائے گا۔2۔معاملے کی پوری چھان بین کی جائے گی۔چار گواہیوں کے بغیر کسی کو مجرم قرار نہیں دیا جائے گا۔قانون کا یہ تقاضا لازمی پورا کیا جائے گا۔3۔اگر کسی فرد سے جرم سرزَد ہوا ہے تو کسی شخص کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ ذاتی طور پر اس کے خلاف ظالمانہ کاروائی کرے۔4۔جرم کی سزا کا تعلق عدلیہ سے ہے۔اسلامی عدالت چھان بین کے بعد سزا کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کے قانون کے مطابق کرے گی۔

سوال9: اسلامی سزاؤں کا مقصد کیا ہے؟

جواب: اسلامی سزاؤں کا مقصد عدل کا قیام ہے۔

سوال10: عدل کیسے قائم ہوسکتا ہے؟

جواب:1۔اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پابندی سے۔2۔معاملے کی چھان بین کرنے سے، گواہوں کی گواہی لے کر جُرم ثابت کرنے سے۔3۔قانون کے مطابق سزا دینے سے۔4۔عدل کا قیام ظلم اور بے انصافی سے نہیں ہوسکتا۔5۔سزا دینے کے تمام حالات میں ملزموں کے لیے تحفظ کا پورا پورا انتظام کرنے سے۔

وَالَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا ۚ فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا (16)

اور تم میں سے جو بھی دو افراد بدکاری کریں اُن دونوں کو سزا دو، پھر اگر وہ دونوں توبہ کرلیں اور اصلاح کرلیں تو اُن سے درگزر کرو۔یقیناً اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے بے حد توبہ قبول کرنے والا، نہایت رحم کرنے والا ہے۔(16)

سوال1: وَالَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا مِنْكُمْ" اور تم میں سے جو بھی دو افراد بدکاری کریں " کی وضاحت کریں؟

جواب:1۔اس سے مراد غیر فطری فعل کا اِرتکاب کرنے والے مرد ہیں۔یہ قول مجاہد رحمہ اللہ کا ہے۔2۔یہ آیت زانیہ عورت اور زانی مرد کے لیے ہے۔3۔ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ جس کو تم پاؤ کہ اس نے قوم لوط کا عمل کیا تو فاعل اور مفعول

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

دونوں کوقتل کردو۔(ترمذی:1456)

سوال2:فَاٰذُوْهُمَا'' اُن دونوں کوسزا دو''اذیت دینے سے کیامراد ہے؟

جواب:'' اُن دونوں کوسزا دو''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ اور سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اذیت یوں دی جائے گی:

1۔سخت بُرا بھلا کہا جائے۔2۔ان کوذلیل کیا جائے۔3۔ان کو مارا پیٹا جائے، جوتے وغیرہ مارے جائیں۔

سوال3:فَاِنْ تَابَاوَ اَصْلَحَافَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا'' پھراگروہ دونوں توبہ کرلیں اوراصلاح کرلیں تواُن سے درگزرکرو'' سے کیا مرادہے؟

جواب:'' پھراگروہ دونوں توبہ کرلیں اوراصلاح کرلیں تواُن سے درگزرکرو'' جولوگ توبہ کرلیں،اِصلاح کی طرف گامزن ہوجائیں ایسے لوگوں کے بارے میں حکم ہے کہ:1۔انہیں معاشرے میں قبول کیا جائے۔2۔انہیں پچھلے گناہ یادنہ دلائے جائیں۔3۔انہیں طعنے نہ دیئے جائیں۔4۔ان کے ساتھ اصلاح کے معاملے میں تعاون کیا جائے۔5۔ان کی حوصلہ افزائی کی جائے۔6۔ان کے جرائم کوبھلادیا جائے۔7۔اس معاشرے میں رہتے ہوئے انہیں تکلیف دینے سے بچایا جائے۔ 8۔اس میں اخلاق کے اس دقیق نکتہ کی طرف اشارہ ہے کہ بعض دفعہ حد سے زیادہ سزااورملامت ذوقِ گناہ کواوربھڑکادیتی ہے۔مقصد یہ ہے کہ مجرموں کے دل میں شدیداحساس پیدا کردیا جائے اوربس جب یہ پیدا ہوجائے توانہیں زیادہ تنگ نہیں کرنا چاہیے۔اس طرح وہ خودبخود رک جاتے ہیں۔(تفسیرسراج البیان:189/1)

سوال4:توبہ اوراصلاح سے کیامرادہے؟

جواب:توبہ اوراِصلاح سے مرادزندگی کی مکمل تبدیلی ہے۔

سوال5:اگرمعاشرہ اصلاح کرنے والے مجرموں کے ماضی کونہ بھولے تو کیا نقصان ہوسکتا ہے؟

جواب:1۔لوگ اصلاح کی راہ کوچھوڑکردوبارہ جرم کاراستہ اختیارکرسکتے ہیں۔2۔معاشرے میں بگاڑ پیدا کرسکتے ہیں۔ 3۔معاشرے کومزیدگندا کرسکتے ہیں۔4۔معاشرے کے لیے مزیدمصائب کا سبب بن سکتے ہیں۔

سوال6:اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا'' یقیناًاللہ تعالیٰ ہمیشہ سے بے حدتوبہ قبول کرنے والا،نہایت رحم کرنے والا ہے''اللہ تعالیٰ نے اپنے تواب اوررحیم ہونے کاشعورکیوں دلایا ہے؟

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جواب:اللہ تعالیٰ نے گناہ گار انسانوں کے اصلاح کر لینے پر انہیں معاف کرنے کے لئے اپنے تواب اور رحیم ہونے کا شعور دلایا ہے تا کہ سزا دیتے ہوئے انسانوں کے اندر رحم کا جذبہ بے دار ہو اور وہ گناہ گاروں کو اصلاح کے بعد قبول کر لیں۔

سوال7:اسلامی معاشرہ اپنی پاکیزگی کے لیے کیسے جدوجہد کرتا ہے؟

جواب:اس کے لیے اسلامی ریاست کے قیام کا انتظار کیے بغیر اَخلاقی پاکیزگی کی کوششیں کی جانی چاہئیں۔

قانون کے نفاذ سے پہلے زِنا کی ممانعت جیسے مکی دور میں کی گئی۔

i۔وَ لَا تَقْرَبُوا الزِّنٰۤی اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَ سَآءَ سَبِیْلًا زنا کے قریب بھی نہ پھٹکو، یہ بے حیائی ہے اور برا راستہ ہے۔(بنی اسرائیل:32)(زنا کے قریب نہیں جانا چاہئے۔)

ii۔وَالَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ وہ جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔(مومنون:5)(اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنی چاہئے۔)

سوال8:جنسی بے راہ روی کیا ہے؟

جواب:جنسی تعلق کے لیے کسی ضابطۂ اَخلاق اور کسی قانون کا پابند نہ ہونا۔

سوال9:جنسی بے راہ روی کو خوبصورت کیسے بنایا جاتا ہے؟

جواب:1۔جنسی بے راہ روی کو پاکیزہ موضوعات کے ساتھ پیش کر کے خوبصورت بنایا جاتا ہے۔2۔عریانی کو رواج دے کر،جسموں کے ساتھ ساتھ جذبات کو عریاں کر کے ،نوجوانوں پر سے خاندان کے کنٹرول کو ختم کر کے،عریاں ادب کے ذریعے صحت مند جنسی شعور کو عریاں جنسی بے راہ روی میں تبدیل کیا جاتا ہے۔جنسی بے راہ روی کو فن اور فنکاری کے نام پر منظّم کر کے اور جنسی بے راہ روی کو آزادی اور ترقی پسندی کا نام دے کر خوبصورت بنایا جاتا ہے۔

سوال10:جنسی بے راہ روی کا نتیجہ کیا نکلتا ہے؟

جواب:1۔جنسی بے راہ روی کا یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اَخلاقی ضابطے ٹوٹتے ہیں۔2۔تہذیبوں کے اندر ٹوٹ پھوٹ کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔3۔قومیں زوال کے گڑھے میں جا گرتی ہیں۔

سوال11:کیا گزشتہ اقوام نے جنسی بے راہ روی کے نتائج بھگتے ہیں؟

جواب:1۔گزشتہ اقوام نے جنسی بے راہ روی کے نتائج بھگتے ہیں،یونانی تہذیب کو جنسی بے راہ روی نے تباہ کیا۔2۔رومی

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

تہذیب اور فارسی تہذیب کی تباہی کا سبب بھی جنسی بے راہ روی تھا۔3۔آج مغربی تہذیب خاص طور پر یورپ اور امریکہ صنعتی وتمدنی ترقی کے عروج پر ہونے کے باوجود جنسی بے راہ روی کے ہاتھوں توڑ پھوڑ کا شکار ہیں۔

سوال12:جنسی بے راہ روی کا اندازہ کس طرح سے لگایا جاتا ہے؟

جواب:1۔جنسی بے راہ روی کا اندازہ معاشرے کے رسوم ورواج سے لگایا جاتا ہے۔2۔معاشرے کے ادب اور شاعری سے،عورت کے بازاری پن اور مرد وعورت کے اِختلاط سے مثلاً مخلوط تعلیم مخلوط مجالس وغیرہ سے لگایا جاتا ہے۔

سوال13:کیا جنسی آزادی انسان کا حق ہے؟

جواب:1۔بے قید جنسی آزادی تو انسانی مرتبے سے گرنا ہے۔2۔یہ حیوانی خواہشات کی غلامی ہے۔

سوال14:انسان کے اندر پائے جانے والے جنسی جذبے اور حیوانی جنسی جذبے میں کیا فرق ہے؟

جواب:

انسان کا جنسی جذبہ	جانوروں کا جنسی جذبہ
1۔انسان کی جنسی خواہش اس کی عقل کے کنٹرول میں ہے۔عقل اس کے نظریے کی تابع ہوتی ہے۔	1۔جانوروں کی جنسی خواہش فطری قید کے اندر ہے۔
2۔انسانوں کے لیے موسم مقرر نہیں ہوتا۔	2۔جانوروں کے لیے اللہ تعالیٰ نے موسم مقرر کر دیا ہے جس میں نر اور مادہ کے اندر یہ خواہش پیدا ہوتی ہے۔
3۔انسان کا جنسی تعلق (نکاح) سکون کے حصول کے لیے بھی ہے اور حصولِ اولاد کے لیے بھی۔	3۔جانوروں کا جنسی ملاپ فطرت کے مقاصد کے لیے ہوتا ہے یعنی نسل میں اضافے کے لیے۔
4۔انسان کی عقل فطری خواہش اور دباؤ کا مقابلہ نہیں کر سکتی اور جسمانی تقاضوں کے سامنے کمزور پڑ جاتی ہے۔ایسے وقت میں نفس کی خواہشات کو کنٹرول کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔	4۔جانوروں کی مادہ نر کو متعین وقت میں قبول کرتی ہے اور نر بھی اسی وقت آمادہ ہوتا ہے جب مادہ تیار ہو۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سوال15: کیا جنسی بے راہ روی کے ہوتے ہوئے صنعت اور پیداوار کی کثرت سے انسانی تہذیب کو بچایا جا سکتا ہے؟

جواب: جنسی بے راہ روی انسان کی تباہی ہے۔ جب انسان تباہ ہو جائے تو صنعت اور پیداوار کی کثرت انسانی تہذیب کو بچا نہیں سکتی۔

سوال16: اسلام نے جنسی بے راہ روی کے لیے سخت ترین سزائیں کیوں تجویز کی ہیں؟

جواب: 1۔ انسان کو ہلاکت سے بچانے کے لیے۔ 2۔ انسانی زندگی کو انسانی بنیادوں پر چلانے کے لیے۔

سوال17: کسی ادارے یا حکومت کا فحاشی پھیلانا کیا معنی رکھتا ہے؟

جواب: فحاشی پھیلا کر انسان کے اندر حیوانی شہوت رانی کے جذبات کو اُبھارا جاتا ہے۔ اس مقصد کو پورا کرنے کے لیے عریانیت کا ہتھیار کام آتا ہے۔ جب جسم عریاں ہو جائے، جذبات عریاں ہو جائیں، ادب عریاں ہو جائے تو جنسی بے راہ روی منظّم ہوتی ہے۔ جو ادارے اس بے حیائی کو منظّم کرتے ہیں، جو حکومتیں اس بے حیائی کی حمایت کرتی ہیں اور اسے فروغ دیتی ہیں، وہ دراصل جرم کا اِرتکاب کرتی ہیں چاہے یہ فن کے نام پر ہو یا ترقی پسندی اور روشن خیالی کے نام پر ہو۔

اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا (17)

اللہ تعالیٰ پر توبہ کا قبول کرنا صرف اُنہی کے لیے ہے جو نادانی سے برائی کرتے ہیں پھر جلد ہی اس سے توبہ کرتے ہیں تو یہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ مہربان ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہی سے سب کچھ جاننے والا، کمال حکمت والا ہے۔ (17)

سوال1: اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ''اللہ تعالیٰ پر توبہ کا قبول کرنا صرف اُنہی کے لیے ہے جو نادانی سے برائی کرتے ہیں پھر جلد ہی اس سے توبہ کرتے ہیں تو یہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ مہربان ہوتا ہے'' اسلام مجرموں کے کون سے حق کو تسلیم کرتا ہے؟

جواب: ''اللہ تعالیٰ پر توبہ کا قبول کرنا صرف اُنہی کے لیے ہے جو نادانی سے برائی کرتے ہیں پھر جلد ہی اس سے توبہ کرتے ہیں تو یہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ مہربان ہوتا ہے'' 1۔ توبہ کے حق کو کہ جو توبہ کرنا چاہے، جو پلٹنا چاہے، جو پاک ہونا چاہے، اسلام اس کی واپسی کے لیے دروازے کھلے رکھتا ہے، اس کی واپسی کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ 2۔ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ یعنی جو گناہ اور

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

نافرمانی کے کام کرتے ہیں۔3۔بِجَهَالَةٍ جہالت،لاعلمی کی حالت کو کہتے ہیں۔4۔ہر شخص جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے، جاہل ہے۔(تفسیر المنیر :628/2)5۔ثُمَّ يَتُوبُونَ مِن قَرِيبٍ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: حیات اور صحت میں۔(تفسیر جامع البیان:314/4) 6۔معصیت پر ندامت اور اس کے ترک کا عزم،عمل معصیت کے بعد جس قدر بھی جلد ہو سکے اس کا مطلوب ہونا ظاہر ہے،اور اس میں جتنی تاخیر ہوتی جائیگی،قبول توبہ کے امکانات ضعیف ہی ہوتے جائیں گے۔(تفسیر ماجدی:708/1)7۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''ندامت ہی توبہ ہے''۔(ابن ماجہ: 4252) 8۔وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمَن يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَىٰ مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ ''وہ ایسے لوگ ہیں جب کوئی برائی کر بیٹھیں یا اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں تو وہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں پھر وہ اپنے گناہوں کے لیے بخشش مانگتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا گناہوں کو کون معاف کر سکتا ہے؟ اور اس پر جو انہوں نے کیا جان بوجھ کر اصرار نہیں کرتے۔'' (آلِ عمران:135) 9۔سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''سارے بنی آدم خطا کار ہیں اور بہترین خطا کار توبہ کرنے والے ہیں''۔(جامع ترمذی:2499)

سوال2:توبہ کیا ہے؟

جواب:1۔توبہ صرف الفاظ کو زبان سے ادا کر دینے کا نام نہیں۔2۔توبہ اپنی گناہ گاری کے شدید احساس کا نام ہے۔3۔توبہ امید کی کرن ہے۔4۔توبہ گناہ سے ہمیشہ کے لیے رجوع ہے۔5۔توبہ میں حقیقی نیت ہوتی ہے۔6۔توبہ میں پاکیزگی اختیار کرنے کا عزم ہوتا ہے۔

سوال3:توبہ انسان کے لیے کس نوعیت کا معاملہ ہے؟

جواب:اگر انسان اپنی توبہ میں serious ہو،اگر وہ شدت سے اپنے گناہ کو محسوس کرے تو توبہ اپنے آپ کو سزا دینے کے مترادف ہو جاتی ہے۔

سوال4:اللہ تعالیٰ کس توبہ کو قبول کر لیتے ہیں؟

جواب:1۔وہ توبہ جو دل کی گہرائیوں سے اُٹھے۔2۔وہ توبہ جو انسان کو اندر سے ہلا دے۔3۔وہ توبہ جس سے پتہ چلے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی طرف مڑ گیا ہے۔4۔وہ توبہ جس میں پوری عمر کے لیے رُجوع ہو۔5۔وہ توبہ جس میں نیت خالص اور سچی ہو کہ آئندہ گناہ سے پاک زندگی گذارنی ہے۔6۔اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرتے ہیں جو نادانی کی وجہ سے بُرا فعل

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

کرگزرے۔7۔جووقتی جذبے سے مغلوب ہوکر بری حرکت کر بیٹھے۔i۔پھر جلد ہی اپنی غلطی کا احساس کرلے۔ii۔برائی کو چھوڑ کر نیک روش اختیار کرے۔iii۔شریعت کے مطابق زندگی کی اصلاح کرے۔8۔سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اپنے رب العزت سے حکایت بیان کرتے ہوئے فرمایا: کسی بندے نے گناہ کیا: پھر عرض کیا اے اللہ میرے گناہ کو معاف فرمادے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے بندے نے گناہ کیا پس وہ جانتا ہے کہ اس کا رب گناہ کو معاف بھی فرماتا ہے اور گناہ پر گرفت بھی کرتا ہے پھر وہ دوبارہ گناہ کر بیٹھتا ہے پھر عرض کرتا ہے کہ اے رب میرے گناہ کو معاف فرما اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے بندے نے گناہ کیا پس وہ جانتا ہے کہ اس کا رب گناہ کو معاف بھی فرماتا ہے اور گناہ پر گرفت بھی کرتا ہے پھر وہ دوبارہ گناہ کر بیٹھتا ہے پھر عرض کرتا ہے کہ اے رب میرے گناہ کو معاف فرما اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے بندے نے گناہ کیا پس وہ جانتا ہے کہ اس کا رب گناہ کو معاف بھی فرماتا ہے اور گناہ پر گرفت بھی کرتا ہے۔تو جو چاہے کر میں نے تجھے معاف کر دیا۔عبدالاعلیٰ نے کہا: میں نہیں جانتا کہ آپ ﷺ نے تیسری یا چوتھی مرتبہ فرمایا کہ جو چاہو عمل کرو۔(مسلم:6986)9۔سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،انہوں نے کہا، میں نے سنا، رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے، اللہ کی قسم! میں دن میں ستر مرتبہ سے زیادہ اللہ سے گناہوں کی بخشش مانگتا ہوں اور اس کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔(صحیح بخاری:6307)10۔سیدنا اغر بن یسار مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،انہوں نے کہا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے لوگو! اللہ کی طرف توبہ (رجوع) کرو۔میں بارگاہ الٰہی میں روزانہ سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔(صحیح مسلم:6859)

سوال6: کس کی توبہ قبول ہوتی ہے؟

جواب: جو سکراتِ موت سے پہلے توبہ کر لیتے ہیں۔

سوال7: سچی توبہ کیا ہے؟ ب

جواب:1۔گناہ پر ندامت کے بعد گناہ سے نکل آنا۔2۔نیک کام کا عزم کر لینا۔3۔گناہوں کا کفارہ ادا کرنا۔

ابوسعید سعد بن مالک بن سنان الخدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم میں سے پہلے لوگوں میں سے ایک شخص تھا، اس نے ننانوے قتل کیے۔پس اس نے روئے زمین کے سب سے بڑے عالم کی بابت لوگوں سے پوچھا، تو اسے ایک راہب (پادری) کا پتہ بتلایا گیا، اس نے اس سے جا کر پوچھا کہ اس نے ننانوے قتل کیے ہیں، کیا اس کی توبہ قبول ہوسکتی ہے؟ اس نے کہا، نہیں۔اس نے اس پادری کو بھی قتل کر کے سو کی تعداد پوری کر لی، اس نے پھر پوچھا کہ مجھے سب سے بڑا

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

عالم بتلاؤ؟ اسے ایک عالم کی نشاندہی کی گئی، اس نے اس سے جا کر پوچھا کہ اس نے سو آدمی قتل کیے ہیں، کیا اس کی توبہ قبول ہوسکتی ہے؟، اس عالم نے کہا، ہاں، کون ہے جو اس کے اور اس کی توبہ کے درمیان حائل ہو؟ جا، فلاں زمین (علاقے میں چلا جا! بلاشبہ وہاں کچھ ایسے لوگ ہیں جو اللہ کی عبادت کرتے ہیں، تو بھی ان کے ساتھ اللہ کی عبادت کر اور اپنی زمین کی طرف واپس نہ آنا، یہ برائی کی زمین ہے۔ چنانچہ اس نے نیکوں کی اس بستی کی طرف سفر شروع کر دیا، ابھی اس نے آدھا راستہ ہی طے کیا تھا کہ اسے موت آ گئی (اس کی روح کو لینے کے لیے) رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے (دونوں ہی) آ گئے اور ان کے مابین جھگڑا شروع ہو گیا۔ ملائکہ رحمت نے کہا، وہ تائب ہو کر آیا تھا اور دل کی پوری توجہ سے وہ رب کی طرف آنے والا ہے۔ عذاب کے فرشتے بولے، اس نے کبھی بھلائی کا کام نہیں کیا (اس لیے وہ عذاب کا مستحق ہے، ان فرشتوں کے مابین یہ جھگڑا جاری تھا) پس ایک فرشتہ، آدمی کی شکل میں آیا، اسے انہوں نے اپنا حکم بنالیا، اس نے فیصلہ دیا، دونوں زمینوں کے مابین مسافت کو ناپو۔ (یعنی جس علاقے سے وہ آیا تھا وہاں سے یہاں تک کا فاصلہ اور یہاں سے نیکیوں کے علاقے کا فاصلہ، دونوں کی پیائش کرو)۔ ان دونوں میں سے وہ جس کے زیادہ قریب ہو وہی اس کا حکم ہوگا۔ چنانچہ انہوں نے پیائش کی تو انہوں نے اس زمین کو زیادہ قریب پایا جس کی طرف وہ ارادہ کیے جا رہا تھا، پس اسے رحمت کے فرشتوں نے اپنے قبضے میں لے لیا۔ (صحیح مسلم:7008) ابونجید (نون پر پیش اور جم پر زبر) عمران بن حصین خزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جہینہ قبیلے کی ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور وہ ارتکاب زنا سے حاملہ تھی۔ اس نے (آ کر) کہا، یارسول اللہ! مجھ سے حد والے گناہ کا ارتکاب ہو گیا ہے، آپ مجھ پر حد قائم فرما دیجیے! نبی ﷺ نے اس کے ولی (وارث، قریبی رشتے دار) کو بلایا اور فرمایا، اس کو اچھے طریقے سے اپنے پاس رکھو اور جب یہ بچہ جن لے تو اس کے بعد اس کو لے آنا۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ اللہ کے پیغمبر نے اس کی بابت حکم دیا تو اس کے کپڑے اس پر مضبوطی سے باندھ دیے گئے، پھر آپ ﷺ کے حکم پر اسے رجم کر دیا گیا، پھر آپ ﷺ نے اس کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ! اس بدکاری کرنے والی عورت پر آپ ﷺ نمازِ جنازہ پڑھتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا (عمر! تمہیں نہیں معلوم) اس عورت نے ایسی (خالص) توبہ کی ہے کہ اگر اسے اہل مدینہ کے ستر آدمیوں پر تقسیم کر دیا جائے تو ان کو کافی ہو جائے۔ کیا اس سے بھی افضل کوئی بات ہے کہ اللہ عزوجل کی رضا کے لیے اس نے اپنی جان تک قربان کر دی؟ (صحیح مسلم:4433)

سوال 8: توبہ کس لیے قبول کی جاتی ہے؟

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جواب:1۔توبہ ایک دروازہ ہے جس کو گناہ گاروں کے لیے کھلا رکھا گیا ہے تا کہ وہ امن اور سکون میں واپس آ جائیں۔ 2۔تا کہ شیطان کے زیر سایہ کام کرنے والے گروہ سے واپس نکل سکیں۔3۔تا کہ نیک زندگی کا آغاز کر سکیں۔

سوال9: سچی توبہ سے انسان کے اندر کیا تبدیلی آتی ہے؟

جواب:1۔انسان گویا نیا جنم لیتا ہے۔2۔انسان کا ضمیر بیدار ہو جاتا ہے۔3۔انسان کی زندگی سلجھ جاتی ہے۔

سوال10:فَأُولَٰئِكَ يَتُوبُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ" تو یہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ مہربان ہوتا ہے "کی وضاحت کریں؟

جواب:" تو یہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ مہربان ہوتا ہے"1۔اللہ تعالیٰ گناہ گناروں پر نظرِ کرم کرتا ہے،اپنے کمزور بندوں کو لوٹنے کا موقع دیتا ہے تا کہ وہ پھر سے پاک صاف ہو جائیں۔ 2۔اللہ تعالیٰ نے یہاں آگاہ فرمایا ہے کہ توبہ اللہ تعالیٰ پر استحقاق ہے۔قبولیتِ توبہ ایک ایسا حق ہے جسے خود اللہ تعالیٰ نے اپنے جود وکرم کی بناء پر اپنے آپ پر اس بندے کے لیے لازم فرمایا ہے جو برا کام کر بیٹھتا ہے۔(تفسیرِ سعدی) 3۔یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے،جب وہ اس کی طرف توبہ کرتا ہے،اس آدمی سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جو کسی جنگل بیابان میں اپنی سواری پر سوار ہو،اسی پر اس کے کھانے، پینے کا سامان بھی ہو کہ وہ سواری اس سے چھوٹ جائے (تلاش بسیار کے بعد) وہ اس سے مایوس ہو کر ایک درخت کے سائے تلے آ کر لیٹ جائے جب کہ وہ سواری سے مایوس ہو چکا ہو کہ اتنے میں وہ سواری اس کے سامنے آ کھڑی ہو۔وہ اس کی مہار پکڑ کر خوشی کی شدت میں کہہ ڈالے، اے اللہ! تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب۔فرط خوشی میں وہ غلطی کر جائے۔(صحیح مسلم:6960) 4۔سیدنا ابوموسیٰ عبداللہ بن قیس اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا،اللہ تعالیٰ رات کو اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے تا کہ دن کو برائی کرنے والا (رات کو) توبہ کر لے۔اور دن کو اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے تا کہ رات کو گناہ کرنے والا (دن کو) توبہ کر لے،(یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہے گا) جب تک سورج مغرب سے طلوع نہ ہو۔(جو قرب قیامت کی نشانی ہے) اس کے بعد توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا)(صحیح مسلم:6989) 5۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آن سیدنا ﷺ نے فرمایا اگر تم اتنے گناہ کرو کہ آسمان تک پہنچ جائیں پھر تم توبہ کرو تو اللہ تعالیٰ تم کو معاف کر دے گا اس کی رحمت اس قدر وسیع ہے مگر شرط یہ ہے کہ توبہ صدق دل سے ہو تذلل اور انکسار کے ساتھ رو رو کر اپنے مالک سے گناہوں کی معافی مانگے تو ضرور اس کی رحمت جوش میں آئے گی۔(ابن ماجہ:4248)

سوال11:وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا" اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہی سے سب کچھ جاننے والا، کمال حکمت والا ہے"اللہ تعالیٰ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

نے اپنے علیم اور حکیم ہونے کا شعور کیسے دلایا ہے؟

جواب:1۔اللہ تعالیٰ نے توبہ کی قبولیت کے لئے اپنے علم اور حکمت کا شعور دلایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے کون نادانی سے کوئی بُرائی کرگزرتا ہے اور جلد باز آجاتا ہے اور کون سچی توبہ کرتا ہے؟2۔اللہ تعالیٰ علیم ہے توبہ میں اخلاص کا پوری طرح علم رکھتا ہے۔3۔اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی کمزوری کو جانتا ہے وہ ان کی توبہ قبول کرلیتا ہے۔4۔اللہ تعالیٰ حکیم ہے وہ ہر چیز کو ایسی جگہ رکھتا ہے جس کے وہ لائق ہو، جہالت سے نافرمانی کرنے والوں کی توبہ قبول کرلیتا ہے۔

وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۚ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّيْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا(18)

اور توبہ ایسے لوگوں کے لیے نہیں ہے جو برے کام کرتے جاتے ہیں حتیٰ کہ جب اُن میں سے کسی کے پاس موت آجاتی ہے وہ کہتا ہے کہ بلاشبہ اب میں نے توبہ کی اور نہ ہی ان کی توبہ ہے جو اس حال میں مرتے ہیں کہ وہ کافر ہیں یہی لوگ ہیں جن کے لیے ہم نے بہت دردناک عذاب تیار کررکھا ہے۔(18)

سوال1:وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّيْ تُبْتُ الْـٰٔنَ ''اور توبہ ایسے لوگوں کے لیے نہیں ہے جو برے کام کرتے جاتے ہیں حتیٰ کہ جب اُن میں سے کسی کے پاس موت آجاتی ہے وہ کہتا ہے کہ بلاشبہ اب میں نے توبہ کی'' کن لوگوں کی توبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی قیمت نہیں رکھتی؟

جواب:1۔جو جان بوجھ کر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کریں۔2۔جو برے کام کیے چلے جائیں۔3۔خطاکاری میں گھرے ہوئے شخص کی توبہ،توبہ نہیں ہے۔4۔مجبور کی توبہ،توبہ نہیں ہے۔جیسے مرنے والے کی اس لیے کہ اس کے پاس اب گناہ کرنے کا موقع نہیں رہ گیا۔امام احمد،ترمذی،اور ابن ماجہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے،نبی ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ حلق میں آخری سانس اٹکنے سے پہلے تک قبول کرتا ہے۔(ترمذی:3537)

سوال2:وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ ''اور نہ ہی ان کی توبہ ہے جو اس حال میں مرتے ہیں کہ وہ کافر ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:''اور نہ ہی ان کی توبہ ہے جو اس حال میں مرتے ہیں کہ وہ کافر ہیں''اس سے مراد یہ ہے کہ ان کی توبہ قبول نہیں کی جاتی

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جو کفر کی حالت میں مر جاتے ہیں۔ کافروں کے لئے اللہ تعالیٰ نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

سوال3: اُولٰٓئِكَ اَعۡتَدۡنَا لَهُمۡ عَذَابًا اَلِيۡمًا ''یہی لوگ ہیں جن کے لیے ہم نے بہت دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: ''یہی لوگ ہیں جن کے لیے ہم نے بہت دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے'' جو شخص کبیرہ گناہوں کفر اور شرک کی حالت میں بغیر توبہ کیے وفات پا جائے کیونکہ مومن توحید پرست کو آگ سے نکال لیا جائے گا اور کافر آگ میں ہمیشہ رہے گا۔ سیدنا ابوذر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ قبول فرماتا ہے۔'' یا آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے بندے کو معاف فرما دیتا ہے جب تک حجاب واقع نہ ہو۔'' عرض کی گئی کہ وقوعِ حجاب سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کہ جب جان نکلے تو وہ مشرک ہو۔'' (احمد:21578)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا يَحِلُّ لَـكُمۡ اَنۡ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرۡهًا ‌ؕ وَلَا تَعۡضُلُوۡهُنَّ لِتَذۡهَبُوۡا بِبَعۡضِ مَاۤ اٰتَيۡتُمُوۡهُنَّ اِلَّاۤ اَنۡ يَّاۡتِيۡنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ‌ ۚ وَعَاشِرُوۡهُنَّ بِالۡمَعۡرُوۡفِ‌ ۚ فَاِنۡ كَرِهۡتُمُوۡهُنَّ فَعَسٰۤى اَنۡ تَكۡرَهُوۡا شَيۡـئًا وَّيَجۡعَلَ اللّٰهُ فِيۡهِ خَيۡرًا كَثِيۡرًا‏ (19)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تمہارے لیے حلال نہیں ہے کہ تم زبردستی عورتوں کے وارث بن جاؤ اور نہ ہی تم انہیں روکو کہ جو تم نے انہیں دیا ہے اس کا کچھ حصہ اُن سے وصول کرو مگر یہ کہ وہ کھلی بے حیائی کریں اور ان کے ساتھ اچھے انداز میں زندگی گزارو۔ پھر اگر تم انہیں ناپسند کرتے ہو تو ہوسکتا ہے کہ تم جس کو ناپسند کرو اور اللہ تعالیٰ نے اس میں بہت زیادہ بہتری رکھ دی ہو۔ (19)

سوال1: اس آیت کا شانِ نزول کیا ہے؟

جواب: ابن عباس رضی اللہ عنہ ہی سے بیان کیا ہے کہ آیت ''اے ایمان والو! تمہارے لیے جائز نہیں ہے کہ تم عورتوں کے زبردستی مالک ہو جاؤ اور نہ انھیں اس غرض سے قید رکھو کہ تم نے انہیں جو کچھ دے رکھا ہے، اس کا کچھ حصہ وصول کرلو، انہوں نے بیان کیا، کہ جاہلیت میں کسی عورت کا شوہر مر جاتا تو شوہر کے رشتہ دار اس عورت کے زیادہ مستحق سمجھے جاتے۔ اگر انہیں میں سے کوئی چاہتا تو اس سے شادی کر لیتا، یا پھر وہ جس سے چاہتے اسی سے اس کی شادی کرتے اور چاہتے تو نہ بھی کرتے، اس طرح

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

عورت کے گھر والوں کے مقابلے میں بھی شوہر کے رشتہ دار اس کے زیادہ مستحق سمجھے جاتے، اسی پر یہ آیت ''یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا'' نازل ہوئی۔(صحیح بخاری :4579)

سوال2:یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تمہارے لیے حلال نہیں ہے کہ تم زبردستی عورتوں کے وارث بن جاؤ'' کی وضاحت کریں؟

جواب:''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تمہارے لیے حلال نہیں ہے کہ تم زبردستی عورتوں کے وارث بن جاؤ''1۔اسلام نے مرنے والے کی بیوی کو بطورِ میراث حاصل کرنے کو ناجائز قرار دیا۔2۔اُسے قید کر کے عضوِ معطل بنانے کی ممانعت کر دی۔

سوال3:عرب جاہلیت میں لوگ کیسے عورتوں کے وارث بن بیٹھے تھے؟

جواب:1۔عربوں میں مرنے والے کے ورثاء اس کی بیوی کے حقدار بن جاتے تھے۔اگر چاہتے تو نکاح کر لیتے اور چاہتے تو اس کا کسی اور کے ساتھ نکاح کر کے مہر حاصل کر لیتے۔اگر چاہتے تو گھر میں عضوِ معطل کی طرح رکھ چھوڑتے، نہ نکاح کرتے نہ چھوڑتے یہاں تک کہ وہ اپنے نفس کو معاوضہ دے کر چھڑاتی تھی۔2۔عربوں میں یہ رواج بھی تھا کہ جو شخص بیوی کو طلاق دیتا تو یہ شرط عائد کر دیتا کہ وہ صرف اس جگہ نکاح کرے گی جس کی اجازت دوں گا۔عورت اس کو مہر لوٹاتی اور دوسرے تحفے بھی واپس کرتی تھی۔3۔بعض اوقات بیوہ کو چھوٹے بچے کے لیے بند رکھا جاتا۔4۔بعض اوقات یتیم لڑکی کو بند رکھا جاتا تا کہ ولی کا یتیم لڑکا بالغ ہو جائے اور وہ اس کا نکاح اس کے ساتھ کر دے۔5۔بعض جگہ یہ رواج تھا کہ شوہر کے فوت ہونے کے بعد ولی عورت پر کپڑا ڈال دیتا تھا اور اسے تمام لوگوں سے روک لیتا۔پھر چاہتا تو نکاح کر لیتا ورنہ قید کر دیتا تھا۔

سوال4:اسلام نے عورت کو کیا حق دیا ہے؟

جواب:1۔جہاں چاہے نکاح کرے۔اس کی اجازت کے ساتھ ہی ولی اس کا نکاح کر سکتا ہے۔2۔مرد عورت کے ساتھ معروف طریقے پر زندگی گذارے۔3۔عورت ناپسند بھی ہو تو اپنے اندر اس کے لیے نفرت نہ آنے دے۔4۔طلاق دینے سے پہلے خوب غور و غوض کر لے ہو سکتا ہے کہ بیوی ناپسند ہو لیکن اس میں بھلائی ہو۔

سوال5:وَ لَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَاۤ اٰتَیْتُمُوْهُنَّ ''اور نہ ہی تم انہیں روکو کہ جو تم نے انہیں دیا ہے اس کا کچھ حصہ اُن سے وصول کرو'' کی وضاحت کریں؟

جواب:''اور نہ ہی تم انہیں روکو کہ جو تم نے انہیں دیا ہے اس کا کچھ حصہ اُن سے وصول کرو''1۔اسلامی نقطۂ نظر سے یہ حلال

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

نہیں ہے کہ عورتوں کو تنگ کر کے ان کے مہر کا کچھ حصہ اُڑانے کی کوشش کی جائے۔2۔انسان اس وقت مہر اُڑانے کی کوشش کرتا ہے جب وہ علیحدگی کا فیصلہ کرلے۔وہ جھوٹے الزام لگاتا ہے،ظالمانہ کاروائیاں کرتا ہے تاکہ بیوی گھبرا کر بھاگ جائے۔وہ ضد میں آکر مہر چھیننے کی کوشش کرتا ہے۔3۔مہر چھیننا عہد کی خلاف ورزی ہے۔اس عہد کی پابندی ضروری ہے۔

4۔ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ(آیت میں)وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ کے معنی یہ ہیں کہ ان پر جبر و قہر نہ کرو(بخاری کتاب التفسیر)

سوال6:اِلَّآ اَنْ یَّاْتِیْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ ''مگر یہ کہ وہ کھلی بے حیائی کریں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:1۔یہاں اللہ تعالیٰ نے ایسے شوہر کو حکم دیا ہے جو اپنی بیوی سے نفرت کرتا ہے کہ اگر عورت کُھلی بے حیائی یعنی زنا کا ارتکاب کرے تو جو مہر اس نے دیا،اسے لوٹالے اور اگر بیوی نہ مانے تو اسے مجبور کرے۔2۔بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ اس سے مراد زنا ہے جب وہ ایسا کریں تو ان سے مہر لے لو۔(تفسیر جامع البیان:324/4)

سوال7:مردوں کو حکم دیا گیا:وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ''اور ان کے ساتھ اچھے انداز میں زندگی گزارو'' عورت کے ساتھ حسنِ سلوک کے ساتھ کیسے رہیں؟

جواب:'' اور ان کے ساتھ اچھے انداز میں زندگی گزارو''1۔اللہ تعالیٰ نے بیویوں کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے کا حکم دیا ہے۔رب العزت نے فرمایا:'' اور عورتوں کے بھی معروف کے مطابق ویسے ہی حقوق ہیں جیسے ان کے اوپر حق ہے اور مردوں کا اُن پر ایک درجہ ہے اور اللہ تعالیٰ سب پر غالب،کمال حکمت والا ہے''(البقرہ:228)2۔'' تم لوگ عورتوں کے حقوق ادا کرنے میں اللہ سے ڈرو کیونکہ اللہ کی امانت کے ساتھ انھیں حاصل کیا ہے۔اور تم نے اللہ کے حکم سے ان کی شرم گاہ کو حلال سمجھا ہے اور تمہارے لئے ان پر یہ حق ہے کہ وہ تمہارے بستروں پر ایسے کسی آدمی کو نہ آنے دیں کہ جن کو تم ناپسند کرتے ہو اور اگر وہ اس طرح کریں تو تم انہیں مار سکتے ہو مگر ایسی مار کہ انکو چوٹ نہ لگے اور ان عورتوں کا تم پر بھی حق ہے کہ تم انھیں حسب اطاعت کھانا پینا اور لباس دو اور میں تم میں ایک چیز چھوڑ کر جارہا ہوں کہ جس کے بعد تم گمراہ نہیں ہوں گے۔اور تم لوگ اللہ کی کتاب (قرآن مجید) کو مضبوطی سے پکڑے رکھنا اور تم سے میرے بارے میں پوچھا جائے گا تو تم کیا کہو گے؟ انھوں نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ہمیں اللہ کے احکام کی تبلیغ کردی اور آپ ﷺ نے شہادت والی انگلی کو آسمان کی طرف بلند کرتے ہوئے اور لوگوں کی طرف منہ موڑتے ہوئے فرمایا:اے اللہ! گواہ رہنا''اے اللہ! گواہ رہنا آپ ﷺ نے تین مرتبہ یہ کلمات کہے۔(صحیح مسلم:2950)3۔سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:ایمانداروں میں ایمان

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

کے لحاظ سے کامل وہ ہیں جو اخلاق کے لحاظ سے اچھے ہیں۔تم میں بہتر وہ ہیں جو اپنی بیویوں کے لئے (حسن سلوک میں) بہتر ہیں(سنن ترمذی:1162) 4۔ہم سے عبداللہ بن سلام نے بیان کیا کہا ہم کو ابومعاویہ نے خبر دی کہا ہم سے ہشام نے ان سے ان کے والد نے ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نبی ﷺ کے یہاں لڑکیوں کے ساتھ کھیلتی تھی میری بہت سی سہیلیاں تھیں جو میرے ساتھ کھیلا کرتی تھیں جب آنسید نا ﷺ اندر تشریف لاتے تو وہ چھپ جاتیں پھر آنسید نا ﷺ انھیں میرے پاس بھیجتے اور وہ میرے ساتھ کھیلتیں۔'' (صحیح بخاری:6130) 5۔سیدنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، کہ رسول اللہ ﷺ غزوۂ تبوک یا غزوہ خیبر سے واپس تشریف لائے اور میرے گھر کے طاق پر پردہ پڑا تھا اس میں گڑیاں رکھی تھیں ہوا جو چلی تو پردے کا ایک کونا ہوا سے اُڑ گیا، اور میرے کھیلنے کی گڑیاں نظر آنے لگی، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا یہ کیا ہیں؟ میں نے عرض کیا میری گڑیاں! آپ ﷺ نے دیکھا ان گڑیوں میں ایک گھوڑا بھی تھا، جس کے دونوں پر کپڑے کے تھے۔آپ ﷺ نے فرمایا یہ گڑیوں کے درمیان مجھے کیا نظر آ رہا ہے؟ سیدنا عائشہ نے کہا گھوڑا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا اس کے اوپر کیا لگے ہوئے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کیا گھوڑے کے بھی پر ہوتے ہیں؟ میں نے عرض کیا آپ ﷺ نے نہیں سنا، سیدنا سلیمان کے پاس پروں والے گھوڑے تھے، یہ بات سن کر رسول اللہ ہنس دیئے یہاں تک کہ آپ کی مبارک داڑھیں کھل گئیں ۔(ابوداؤد:4932) 6۔نعمان بن بشیر سے روایت ہے کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے اندر آنے کی اجازت طلب کی، انہوں نے سنا کہ سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا کی آواز بلند ہوئی ہے، جب وہ اندر تشریف لائے انہوں نے سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا کو طمانچہ مارنے کے لیے پکڑا اور فرمایا میں دیکھ رہا ہوں کہ تم رسول اللہ ﷺ پر اپنی آواز بلند کر رہی ہو۔ آپ ﷺ نے ان کو روکنا شروع کر دیا تو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غصے سے باہر نکل گئے، جب وہ باہر تشریف لے گئے تو رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا دیکھ لیا کہ میں نے تم کو اس شخص سے یعنی تمہارے والد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کس طرح بچایا؟ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کئی دن تک نہ آئے اس کے بعد جب تشریف لائے اور رسول اللہ ﷺ سے اندر آنے کی اجازت مانگی اور انہوں نے دیکھا کہ دونوں ایک دوسرے سے رضامند ہو گئے ہیں یعنی آپ ﷺ اور سیدنا عائشہ کا ملاپ ہو گیا ہے، تو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ ﷺ مجھے اپنی صلح میں بھی شامل کرو، جس طریقے سے مجھے لڑائی میں شامل کیا تھا۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ، ہم نے شامل کیا، ہم نے شامل کیا۔(ابوداؤد:4999) 7۔سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک سفر میں تھے اور ایک سیاہ فام غلام جسے انجشہ کہا جاتا تھا وہ شعر پڑھ رہا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''اے انجشہ! ذرا

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

آہستہ آہستہ چل اور ان اونٹوں کوشیشہ لدے ہوئے اونٹوں کی طرح ہانک۔'' (صحیح مسلم:6036) 8۔سیدنا عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:'' دنیامتاع یعنی سامان ہے اوردنیا کا بہترین مال ومتاع نیک بیوی ہے۔''(صحیح مسلم:3649) 9۔سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے'' دنیا کی ساری پونجی فائدہ ہےلیکن اس میں سب سے بڑھ کرفائدےاورمالیت کی چیز نیک بخت عورت ہےیعنی جس کونیک بخت خوش اخلاق عورت ملے اس کوسب سے بڑھ کردنیا میں دولت ملی'' (نسائی:3234) 10۔سیدنا عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:'' دنیامتاع یعنی سامان ہے اوردنیا کا بہترین مال ومتاع نیک بیوی ہے۔''(صحیح مسلم:3649)سیوطی لکھتے ہیں کہ یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ بیوی کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا واجب ہے۔شوہر پر لازم ہے:1۔اس کا پورا مہر ادا کرے۔2۔اخراجات اور باری کی تقسیم میں انصاف کرے۔3۔بیوی کے ساتھ نرم گفتگو کرے۔4۔بیوی کو بے سبب نہ مارے۔5۔بیوی کے ساتھ سختی سے برتاؤ نہ کرے۔سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا:'' کوئی مرد کسی مومنہ عورت سے نفرت نہ کرے اگراس کی ایک خصلت اسے بُری لگےتو دوسری اچھی لگے گی۔''(مسلم:3645)

سوال8:اسلامی نقطۂ نظر سے ایک گھرانے کوکیسا ہونا چاہیے؟

جواب:1۔اسلامی نقطۂ نظر سے ایک گھرانے کوامن وسکون کی جگہ،محبت کامسکن اور اِخلاص والا گھرانہ ہونا چاہیے۔2۔خاندان میں میاں بیوی کےتعلقات اُنس،محبت،ہمدردی اور اِیثار کی بنیاد پرقائم ہوں۔3۔خاندان میں شوہراور بیوی کاتعلق،رضامندی اورآزادی کی بنیاد پرقائم ہو۔4۔شوہراور بیوی کےتعلقات میں خرابی آجانے کی صورت میں بھی شوہر برداشت کرے تاکہ پہلے ہی جھٹکے میں رشتہ نہ ٹوٹ جائے۔سیدنا عمرؓ نے ایک شخص کونصیحت کی جواپنی بیوی کوطلاق دینا چاہتا تھااس بناء پر کہ اسے اپنی بیوی سے محبت نہ تھی:''تم برباد ہوجاؤ!کیا گھرانہ قائم ہونے کے لیے محبت کے سواکوئی اور بنیادنہیں ہوتی !پرورش اورذمہ داریوں کا کیاہوگا؟''(فقہ عمر/ کتاب الطلاق)

سوال9:خاندان کی ترقی کا رازکیا ہے؟

جواب:خاندان کے افرادایک دوسرے کی کمزوریوں کونظرانداز کریں،ان کی خوبیوں کواُبھرنے کا موقع دیں۔

سوال10:جب لوگ مل کررہتے ہیں توشکایات کیوں پیدا ہوجاتی ہیں؟

جواب:انسانی طبیعتیں مختلف ہیں اس لیے شکایات لازماً پیدا ہوں گی۔شکایتوں کونظرانداز کرنا چاہیے۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سوال11: فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَىٰ أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا'' پھر اگر تم انہیں ناپسند کرتے ہو تو ہوسکتا ہے کہ تم جس کو ناپسند کرو اور اللہ تعالیٰ نے اس میں بہت زیادہ بہتری رکھ دی ہو'' وضاحت کریں؟

جواب: '' پھر اگر تم انہیں ناپسند کرتے ہو تو ہوسکتا ہے کہ تم جس کو ناپسند کرو اور اللہ تعالیٰ نے اس میں بہت زیادہ بہتری رکھ دی ہو''1۔ جب انسان کو دوسرے میں مزاج کے خلاف بات نظر آتی ہے تو وہ اس بات کو لے کر ناراض ہو جاتا ہے حالانکہ اس واقعے میں انسان کے لیے صبر کا امتحان ہوتا ہے۔ 2۔ کبھی اختلاف میں انسان کو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کا موقع ملتا ہے۔ 3۔ کبھی ایک چھوٹی سی تکلیف میں بڑا سبق چھپا ہوا ہوتا ہے۔ خَيْرًا كَثِيرًا ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس کی وجہ سے رزق دے، اولاد دے دے، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: '' کوئی مومن مرد کسی مومن عورت کو دشمن نہ رکھے۔ اگر کوئی ایک عادت اسے ناپسند ہوگی تو اس کی دوسری عادت سے خوش ہو جائے گا یا اس کے علاوہ اور کچھ فرمایا۔'' (صحیح مسلم:3645) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا میں جانتا ہوں کہ تو جس وقت مجھ سے راضی ہوتی ہے جس وقت کہ تو غصہ میں ہوتی ہے۔ سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: آپ یہ کیسے پہچان لیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا جب تو مجھ سے راضی ہوتی تو تُو کہتی ہے محمد ﷺ کے رب کی قسم اور جب تو غصہ میں ہوتی ہے تو کہتی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے رب کی قسم سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا '' بے شک اے اللہ کے رسول ﷺ! اللہ کی قسم! میں تو صرف آپ کا نام مبارک ہی چھوڑتی ہوں۔'' (صحیح مسلم:6285) یعنی اے شوہرو! تم اپنی بیویوں کو ناپسند کرنے کے باوجود اپنے پاس رکھو کیونکہ ایسا کرنے میں خیر کثیر ہے۔ مثلاً

1۔ اس میں اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل اور اس کی وصیت کو قبول کرنا ہے۔ جس کے اندر دنیا و آخرت کی سعادت ہے۔

2۔ شوہر کا اپنی بیوی کے ساتھ عدم محبت کے باوجود اپنے آپ کو اس کے ساتھ رہنے پر مجبور کرنا، اس میں مجاہدۂ نفس بھی ہے اور خلق جمیل سے آراستہ ہونا بھی۔ 3۔ بسا اوقات ناپسندیدگی زائل ہو جاتی ہے اور اس کی جگہ محبت لے لیتی ہے جیسا کہ فی الواقع ہوتا ہے۔ 4۔ اور کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں کو صالح اولاد عطا کر دیتا ہے جو دنیا و آخرت میں اپنے والدین کو نفع دیتی ہے۔ بیوی کو اپنے ساتھ رکھنے میں ان تمام امور کے امکانات موجود ہیں۔ البتہ جب بیوی سے مفارقت ناگزیر ہو جائے اور اس کو ساتھ رکھنے کی کوئی صورت بنتی نظر نہ آئے، تب اسے روک رکھنا لازم نہیں۔ (تفسیر السعدی:495,496/1)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

وَ اِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْ جٍ مَّكَانَ زَوْ جٍ ۙ وَّ اٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْـًٔا ؕ اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِيْنًا(20)

اور اگر تم ایک بیوی کی جگہ دوسری بدلنے کا ارادہ کرلو اور تم نے ان میں سے ایک کو خزانہ تک دے دیا ہو تو بھی اس میں سے تم کچھ واپس نہ لو، کیا تم اسے بہتان لگا کر اور کھلا گناہ کر کے واپس لو گے؟(20)

سوال1: وَ اِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْ جٍ مَّكَانَ زَوْ جٍ ”اور اگر تم ایک بیوی کی جگہ دوسری بدلنے کا ارادہ کرلو“ اگر مرد کے لیے بیوی کا بدلنا ناگزیر ہو جائے تو پہلی بیوی کے مہر اور مال کے بارے میں اسلام کا نقطۂ نظر کیا ہے؟

جواب:1۔مہر عورت کا ہے۔2۔مہر کے علاوہ جو مال عورت کو دیا گیا ہے وہ بھی عورت کا ہے اگرچہ وہ مال بڑی مقدار میں ہو، قیمتی ہو۔3۔یہ مال واپس لینا قابلِ نفرت فعل ہے، صریح گناہ ہے۔

سوال2: وَّ اٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْـًٔا ”اور تم نے ان میں سے ایک کو خزانہ تک دے دیا ہو تو بھی اس میں سے تم کچھ واپس نہ لو“ یہاں خزانے سے کیا مراد ہے؟

جواب: ”اور تم نے ان میں سے ایک کو خزانہ تک دے دیا ہو تو بھی اس میں سے تم کچھ واپس نہ لو“ یہاں خزانے سے مراد وہ مال ہے جو حق مہر کی صورت میں دیا جا چکا ہے۔اگر خود طلاق دی ہے تو حق مہر واپس نہ لو۔

سوال3: اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِيْنًا ”کیا تم اسے بہتان لگا کر اور کھلا گناہ کر کے واپس لو گے؟“ کی وضاحت کریں؟

جواب: ”کیا تم اسے بہتان لگا کر اور کھلا گناہ کر کے واپس لو گے؟“1۔کیا تم اسے بہتان لگا کر یا ناحق ظلم جھوٹے افتراء یا کھلے گناہ یا عظیم گناہ سے لو گے۔(ایسر التفاسیر:248,249) 2۔اس میں کثیر مہر کا جواز ہے جب کہ نبی ﷺ اور ان کے اصحاب نے قلیل دیا تھا۔(تفسیر القرطبی:99/5) 3۔سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے منبر نبوی پر کھڑے ہو کر فرمایا لوگو تم نے کیوں لمبے چوڑے مہر باندھنے شروع کر دئے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے زمانہ کے آپ کے اصحاب علیہم السلام نے تو چار سو درہم ”تقریباً سو روپیہ“ مہر باندھا ہے اگر یہ تقویٰ اور کرامت کے زیادہ ہونے کا سبب ہوتا تو تم زیادہ حق مہر ادا کرنے میں بھی ان پر سبقت نہیں کر سکتے تھے خبردار آج سے میں نہ سنوں کہ کسی نے سو درہم سے زیادہ کا مہر مقرر کیا یہ فرما کر آپ نیچے اتر آئے تو ایک قریشی خاتون سامنے آئیں اور کہنے لگیں امیر المومنین کیا آپ نے چار سو درہم سے زیادہ کے حق مہر سے لوگوں کو منع فرما دیا ہے آپ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

نے فرمایاہاں کہا کیا آپ نے اللہ کا کلام جواس نے نازل فرمایاہے نہیں سنا؟ کہاوہ کیا؟ کہا سنئے اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے'' تم نے انہیں خزانہ دیاہو'' سیدنا عمر نے فرمایااللہ مجھے معاف فرماعمر سے توہر شخص زیادہ سمجھدار ہے پھر واپس اسی وقت منبر پر کھڑے ہوکرلوگوں سے فرمایالوگو میں نے تمہیں چارسودرہم سے زیادہ کے مہر سے روک دیا تھالیکن اب کہتا ہوں جوشخص اپنے مال میں سے مہر میں جتنا چاہے دے اپنی خوشی سے جتنامہر مقررکرنا چاہے کرے میں نہیں روکتا' (تفسیر منیر:641/2)

4۔ابوداؤد اورحاکم نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اچھامہر آسان مہر ہے۔(تیسیر الرحمٰن:246)

وَ كَيْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَقَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّ اَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا(21)

اورتم وہ کیسے لے سکتے ہو؟ حالانکہ تم ایک دوسرے سے صحبت کر چکے ہواور وہ تم سے مضبوط عہد بھی لے چکی ہیں۔(21)

سوال1:وَ كَيْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَقَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ ''اورتم وہ کیسے لے سکتے ہو؟ حالانکہ تم ایک دوسرے سے صحبت کر چکے ہو'' ایک دوسرے سے لطف اندوز ہونے سے کیامراد ہے؟

جواب:1۔اس سے مراد ہم بستری ہے۔2۔ابن عباس نے کہاالافضاءاس آیت میں جماع سے کنایہ ہے۔(تفسیر منیر:635/2)

سوال2:وَّ اَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا'' اوروہ تم سے مضبوط عہد بھی لے چکی ہیں'' مضبوط عہد و پیمان سے کیامراد ہے؟

جواب:مضبوط عہد و پیمان سے مراد وہ عہد ہے جونکاح کے وقت مرد سے لیاجاتا ہے کہ تم اچھے طریقے سے آباد کرنا یااحسان سے چھوڑ دینا۔قتادہ نے فرمایا:میثاقِ غلیظ سے مرادمردوں کی جانب سے عورتوں کو دیا گیا عہد ہے۔

1۔فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ'' پھر یا تو اچھے طریقے سے روک لیناہے''2۔ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ'' یانیکی کے ساتھ رخصت کر دیناہے'' (تفسیر جامع البیان:329/4)

سوال3:اسلام ایک مرد کومہر اُڑانے سے کیسے باز رکھتا ہے؟

جواب:1۔آخرتم کس طرح لے لوگے جب کہ تم ایک دوسرے سے لطف اندوز ہو چکے ہواوروہ تم سے پختہ عہد لے چکی ہیں۔

2۔اسلام توجہ دلاتا ہے کہ تم نے جوراز و نیاز کر کے لطف اُٹھایا،تم نے جسمانی طور پر جولطف اُٹھایا،تم نے جذباتی طور پر لطف

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

اُٹھایا،تم نے جوان کے لمس سے لطف اُٹھایا،تم نے جوغموں میں خوشیوں میں شرکت سے لطف اُٹھایا،تم نے جومشترکہ پروگرام بنا کرلطف اُٹھایا،تم نے جومشترکہ اولاد سے لطف اُٹھایا،ان یادوں کے ساتھ ان چیزوں کا مطالبہ کتنا حقیر ہے!انسان جب اپنے ماضی پرنظرڈالتا ہےتواس مطالبے سے باز آجاتا ہے۔3۔تمہارےاوران کے درمیان نکاح کا پختہ معاہدہ تمہیں اس کے احترام کی طرف متوجہ کرتا ہے۔

وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا(22)

اورجن عورتوں سے تمہارے باپ نکاح کر چکے ہوں اُن سے نکاح نہ کرومگر جو پہلے ہو چکا،یقیناً وہ ہمیشہ سے بےحیائی اورسخت ناراضگی کی بات ہے اور بہت ہی بُرا راستہ ہے۔(22)

سوال1:وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ"اورجن عورتوں سے تمہارے باپ نکاح کر چکے ہوں اُن سے نکاح نہ کرو"سوتیلی ماں سے نکاح نہ کرنے میں کیا حکمت ہے؟

جواب:"اورجن عورتوں سے تمہارے باپ نکاح کر چکے ہوں اُن سے نکاح نہ کرو"1۔باپ کی جگہ بیٹے کا آنا اَدب کے خلاف ہے کیونکہ ایسی صورت میں بیٹاباپ کے برابر ہوجاتا ہے۔2۔فطرتاًانسان بیوی کے پہلے شوہر کوناپسند کرتا ہے یوں وہ اپنے باپ سےنفرت کرنے لگے گا۔

سوال2:اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ"مگر جو پہلے ہو چکا"کا اِطلاق کہاں ہوتا ہے؟

جواب:"مگر جو پہلے ہو چکا"1۔زندگی کے نظام میں جب بھی تبدیلی آئے تو ماضی کے بہت سارے کام نئے معاملات کے معیار پرغلط نظرآتے ہیں۔ایسے مواقع پر ماضی کوکُریدنا یا گذشتہ غلطیوں پرانتقامی کاروائی کرنا بےشمار نئے مسائل پیدا کرنے کا سبب بن جاتا ہے۔2۔صحیح طریقہ یہ ہے کہ ماضی کوبھلادیا جائے۔3۔حال اور مستقبل کی اِصلاح پرکوشش لگائی جائے۔

سوال3:اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا"یقیناًوہ ہمیشہ سے بےحیائی اورسخت ناراضگی کی بات ہے اور بہت ہی بُرا راستہ ہے"کی وضاحت کریں؟

جواب:"یقیناًوہ ہمیشہ سے بےحیائی اورسخت ناراضگی کی بات ہے اور بہت ہی بُرا راستہ ہے"1۔اللہ تعالیٰ نے باپ کی عزت،تعظیم اوراحترام کی وجہ سے یہ حرام قرار دیا ہے کہ بیٹا اپنے باپ کی منکوحہ سے نکاح نہ کرے۔(دعوۃ القرآن)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

2۔وَّمَقْتًا اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقت شدید بغض ہے۔(تفسیر منیر:645/2)3۔وَسَآءَ سَبِيْلًا حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ایسی حرکت کرنے والا اسلام سے مرتد مانا جائے گا اس لیے اسے قتل کر دیا جائے گا اور اس کا مال بیت المال میں دے دیا جائے گا۔(تیسیر الرحمٰن)

آخری آیات

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَاُمَّهٰتُ نِسَآىِٕكُمْ وَرَبَآىِٕبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآىِٕكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ ۫ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ ۫ وَحَلَآىِٕلُ اَبْنَآىِٕكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ ۙ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا(23)

تم پر حرام کی گئی ہیں تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں اور بھائی کی بیٹیاں اور بہن کی بیٹیاں اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا اور رضاعت میں تمہاری بہنیں اور تمہاری بیویوں کی مائیں اور تمہاری گود میں پرورش پانے والی وہ لڑکیاں جو تمہاری ان بیویوں سے ہوں جن سے تم نے صحبت کی ہے، پھر اگر تم نے ان سے صحبت نہیں کی تو تم پر کوئی گناہ نہیں، اور تمہارے ان بیٹوں کی بیویاں جو تمہاری صلب سے ہیں، اور یہ کہ تم اکٹھا کرو دو بہنوں کو مگر جو پہلے ہو چکا، یقیناً اللہ تعالیٰ بے حد بخشنے والا، نہایت رحم کرنے والا ہے۔(23)

سوال1: حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ "تم پر حرام کی گئی ہیں تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں اور بھائی کی بیٹیاں اور بہن کی بیٹیاں" سات نسبی محرمات کون سی ہیں؟

جواب: سات نسبی محرمات 1۔مائیں 2۔بیٹیاں 3۔بہنیں 4۔پھوپھیاں 5۔خالائیں 6۔بھانجیاں 7۔بھتیجیاں۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سات عورتیں بوجہ نسب حرام ہیں اور سات بوجہ سسرال کے پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی۔(ابن ابی حاتم:911/3)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سوال2:وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِیۡۤ اَرۡضَعۡنَكُمۡ وَاَخَوٰتُكُمۡ مِّنَ الرَّضَاعَةِ"اورتمہاری وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایااوررضاعت میں تمہاری بہنیں"سات رضاعی محرمات کون سی ہیں؟

جواب:سات رضاعی محرمات1۔رضاعی مائیں2۔رضاعی بیٹیاں3۔رضاعی بہنیں4۔رضاعی پھوپھیاں 5۔رضاعی خالائیں6۔رضاعی بھانجیاں7۔رضاعی بھتیجیاں۔

سوال3:وَاُمَّهٰتُ نِسَآىِٕكُمۡ وَرَبَآىِٕبُكُمُ الّٰتِیۡ فِیۡ حُجُوۡرِكُمۡ مِّنۡ نِّسَآىِٕكُمُ الّٰتِیۡ دَخَلۡتُمۡ بِهِنَّ وَاَنۡ تَجۡمَعُوۡا بَیۡنَ الۡاُخۡتَیۡنِ"اورتمہاری بیویوں کی مائیں اورتمہاری گودمیں پرورش پانے والی وہ لڑکیاں جوتمہاری ان بیویوں سے ہوں جن سے تم نے صحبت کی ہےاوریہ کہ تم اکٹھا کرودو بہنوں کو"سات سسرالی محرمات کون سی ہیں؟

جواب:سات سسرالی محرمات1۔ساس2۔ربائب(بیوی کے پہلے شوہر کی بیٹیاں)3۔بہو4۔دوسگی بہنوں کا نکاح میں جمع ہونا۔

سوال4:بیوی جب تک نکاح میں ہواس کی کون سی رشتہ دارخواتین سے نکاح نہیں ہوسکتا؟

جواب:بیوی کی بہن، پھوپھی،خالہ،بھتیجی اور بھانجی سے نکاح بیوی کی موجودگی میں حرام ہے۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:پھوپھی اوربھتیجی،اورخالہ اور بھانجی کو(ایک نکاح میں)جمع نہ کیا جائے۔(صحیح بخاری:5109) وہ دوعورتیں جن کا مابین رحم کارشتہ ہے،اگران دونوں عورتوں میں سے ایک کومرداوردوسری کوعورت مان لیاجائے تووہ دونوں ایک دوسرے کے لیےحرام ہوں،توان دونوں کوجمع کرناحرام ہوگا اوریہ اس لیے کہ اس صورت میں باہم قطع رحمی کے اسباب ہیں۔(تفسیرسعدی)

سوال5:اللہ تعالیٰ نے کچھ رشتوں کوحرام کیوں قراردیا؟

جواب:1۔خاندانی زندگی کی فضامیں پاکیزگی برقراررکھنے کے لیے۔2۔بالکل قریبی رشتوں کے درمیان تعلق کوشہوانی جذبات سے بالاترر کھنے کے لیے۔

سوال6:اِلَّا مَا قَدۡ سَلَفَ"مگرجو پہلے ہوچکا"کی وضاحت کریں؟

جواب:"مگرجو پہلے ہوچکا"جوکچھ جاہلیت میں ہوچکااس صورت میں معاف ہےاگراس پرقائم نہ رہیں۔(ایسرالتفاسیر:250)

سوال7:اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا"یقیناًاللہ تعالیٰ بےحدبخشنے والا،نہایت رحم کرنے والا ہے"کی وضاحت کریں؟

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جواب: ''یقیناًاللہ تعالیٰ بے حد بخشنے والا، نہایت رحم کرنے والا ہے''1۔اللہ تعالیٰ غفور ہے وہ تم سے ان باتوں پر مؤاخذہ نہیں کرے گا جو زمانہ جاہلیت میں ہوئیں۔وہ اپنی مغفرت سے تمہارے نفوس کے سارے اعمال کے آثار مٹادے گا۔2۔اللہ تعالیٰ رحیم ہے اس نے اپنی رحمت سے نکاح کے احکام دیے جس میں تمہارے لیے مصلحت ہے اور آپس کے رابطوں کی مضبوطی ہے تاکہ تم ایک دوسرے پر رحم کرو اور نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون کرو۔(تفسیر المراغی:2/186)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com